

اہل علم حضرات و طلباء کثیرۃ تحفہ

البرق فی النواع الفروق

یعنی

الفاظ مترادفہ کے درمیان فرق

اس کتاب میں الف سے لیکر یاء تک لچرپ الفاظ مترادفات
مثلاً اللہ، اللہ رب، والد، ولد، ابن، جنگ، جہاد، امانت، ودیعت
جیسے کلمات کا آپس میں فرق آسان انداز میں حوالہ کیساتھ بیان کیا گیا ہے

مولانا محمد نور حسین قاسمی صاحب

فابغ التحصیل دارالعلوم دیوبند

ودیعت امانت

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

اہل علم حضرات و طلباء کینلے تحفہ

البرق فی انواع الفروق

یعنی

الفاظ مترادفہ کے درمیان فرق

اس کتاب میں الف سے لیکر یاء تک پچھپ الفاظ مترادفات
مثلاً اللہ، الرب، والد، ولد، ابن، جنگ، جہاد، امانت، ولیت
جیسے کلمات کا آپس میں فرق آسان انداز میں حوالہ کیا گیا ہے

مولانا محمد نور حسین قاسمی صاحب

فارغ التحصیل دارالعلوم دیوبند

دارالاشاعت

آؤٹو بازار، ایم ایس جٹ روڈ

کراچی پاکستان 2213768

جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : ظلیل اشرف عثمانی
طباعت : ۲۰۰۴ء علمی گرافکس کراچی
ضخامت : ۴۰۰ صفحات

﴿.....ملنے کے پتے.....﴾

ادارۃ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
ادارۃ اسلامیات ۱۹۰-اتارنگی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ فی لبی ہسپتال روڈ ملتان
یونیورسٹی بک انجمنی خیبر بازار پشاور

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ B-437 ویب روڈ لیبیلہ کراچی
بیت الکتب بالقابل اشرف المدارس مجلس اقبال کراچی
بیت العلوم 20 بھہ روڈ لاہور

کتاب خانہ رشیدیہ - مدینہ مارکیٹ رجب بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
Al Continents (London) Ltd.
Cook's Road, London E15 2PW

تقریظ

جامع کمال و استاد بے مثال مولانا عبدالرشید صاحب مدظلہ العالی
(شیخ الحدیث جامعہ اشرف المدارس کراچی)

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ تعالیٰ نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے آغاز میں سب سے پہلا اعلان تحصیل علم کا فرمایا اگرچہ پہلا اعلان توحید کا بھی موزوں تھا کیونکہ اس وقت بت پرستی اور شرک کی بدبودار فضاء قائم تھی، علم کو ترجیح اس لیے دی کہ جملہ بیماریاں جہالت کی پروردہ ہوا کرتی ہیں، چنانچہ قرآن مجید کا سب سے پہلا اعلان اور اہمیت علم سے متعلق ہے۔

مزید احسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہوا کہ امت محمدیہ کو علمی دنیا چمکانے کی عظیم توفیق سے مالا مال فرمایا ”یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں“۔
علوم الاسلامیہ العربیہ میں علم لغت ایسا جامع علم ہے جس سے جملہ علوم کا سلسلہ جڑتا ہے جب تک علم لغت سے وابستگی نہیں ہوگی اس وقت تک قاری قرآن مجید کی تلاوت سے متلذذ اور بہرہ اندوز نہیں ہو سکتا، علم لغت کو ام العلوم کہا گیا ہے جس سے علم نحو، صرف، اشتقاق، معانی، بدیع، اور علم بیان وغیرہ کا استخراج ہوا ہے، علم لغت کے ساتھ تعلق محض زبان کی حد تک نہیں ہوا کرتا بلکہ عربی اسلام کی زبان کو

اور اس کے جملہ الفاظ اور اصطلاحات کی حفاظت مذہبی حق سمجھتے ہوئے کر رہی ہے چنانچہ خیر القرون کے زمانے سے لے کر آج تک لغت پر کئی کتابیں لکھی گئی ہیں جس میں قابل ذکر: علامہ اسماعیل جوہریؒ کی کتاب ”الصحاح“، امام خلیلؒ کی ”کتاب العین“، امام علی بن اسماعیلؒ کی کتاب ”الحکم“، اسی طرح اساس البلاغة، لسان العرب، تاج العروس، القاموس المحيط، اقرب الموارد، القاموس الجدید اور المنجد وغیرہ ہیں۔

بلکہ المنجد کے مقدمہ میں ابن عباد رحمہ اللہ کا عجیب واقعہ لکھا ہے جس سے علم لغت کی خدمت کا اندازہ ہوتا ہے، کسی حاکم نے ان سے اپنے یہاں منتقل ہونے کی درخواست کی تو انہوں نے ان سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا: ”میرے منتقل ہونے کیلئے ساٹھ اونٹ صرف فن لغت کی کتابیں منتقل کرنے کیلئے درکار ہیں۔“

عربی لغت میں الفاظ کے درمیان باہم مناسبت اور ترادف بھی ہوا کرتا ہے جس کی نشاندہی اکثر لغت کی کتابوں میں چیدہ چیدہ مقامات پر اہل فن نے کی ہے، بعد میں اس پہلو کو مزید روشن بنانے کیلئے مستقل عرق ریزی کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ ارباب فن نے اس پہلو کو بھی خوب روشن کر دکھایا اور کئی حضرات نے اس پر کام کیا جیسے: فروق اللغات، الفروق فی اللغة، المنطوق لمعرفة الفروق اور مآرب الطلبة فی تحقیق الفرق بین الالفاظ المترادفة والمعانی المتقاربة وغیرہ۔

زیر نظر کتاب بھی اس سلسلے کی اہم کڑی ہے۔ برادر م مؤلانا نور حسین صاحب قاسمی کو بھی اللہ تعالیٰ نے خدمت کا موقع دیا ہے بلکہ اس دور میں اس فن کی خدمت جتنی دارالعلوم دیوبند کے فضلاء کو حاصل ہے شاید کسی اور کو نہیں، موصوف بھی بحمد اللہ اسی جامعہ کے فاضل ہیں۔ بندہ ایک عشرے سے مولانا کو جانتا ہے، بلکہ ان سے مستفید بھی ہوتا رہا ہے، مولانا کافی عرصے اشرف المدارس کے شعبہ کتب میں خدمت تدریسی انجام دیتے رہے ہیں، ساتھ ساتھ الفاظ مترادفہ پر کام بھی کرتے

رہے، خود بندہ کو بھی یہ کام دیکھنے کا موقع ملا، چونکہ مولانا اپنے آرام کے کمرے میں ذاتی کمپیوٹر پر ساتھ ساتھ کمپوزنگ بھی کرتے تھے، اللہ نے انہیں خداداد صلاحیتوں سے نوازا ہے ان کے خلوص اور للہیت کا اثر تھا کہ بحمد اللہ آج ان کی عظیم کاوش آپ کے ہاتھوں میں ہے، کیونکہ تالیف اور اس کی طباعت انتہائی دشوار کن مرحلہ ہوا کرتا ہے، بندہ نے بغرض استفادہ چند مقامات کا بنظر غائر مطالعہ کیا ماشاء اللہ جتنا کچھ اور جیسا کچھ لکھنا چاہئے تھا مولانا لکھ بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور امت مسلمہ کیلئے نافع بنائیں۔ آمین

”قلم ایں جا رسید و سر بشکست“

(حضرت مولانا الحاج) ابو عمر عبدالرشید غفرلہ

(دامت برکاتہم العالیہ)

(شیخ الحدیث جامعہ اشرف المدارس

امام و خطیب جامع مسجد نور، گلشن اقبال، کراچی)

اظہار خیال

حضرت مولانا محمد عبدالرحمن میمن صاحب دامت برکاتہم

(استاذ الحدیث و ناظم امتحانات جامعہ اشرف المدارس کراچی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عربی زبان دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی انگریزی زبان کے

بعد دوسری زبان ہے، اس کی اہمیت اور افادیت سے کوئی انسان انکار نہیں کر سکتا۔ اور پھر قرآن کریم اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت کی زبان عربی ہونے کی وجہ سے ایک مسلمان کے نزدیک اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔

لیکن عربی زبان سیکھنے کے دوران جب تک عربی زبان کے مترادف الفاظ کے درمیان باریک باریک فرق سے انسان واقف نہ ہو تو اس وقت تک عربی زبان پر عبور حاصل نہیں کر سکتا۔

اُحْسِ فِی اللہ محترم جناب مولانا نور حسین صاحب دامت برکاتہم) سابق استاد جامعہ اشرف المدارس کراچی (جنہوں نے کئی سال تک جامعہ اشرف المدارس کراچی میں عربی ادب کی کتابیں (مقامات حریری، دیوان متنبتی، اور دیوان حماسہ وغیرہ) پڑھائی ہیں اور عربی ادب سے کافی ذوق رکھتے ہیں، انہوں نے عربی زبان کے مترادف الفاظ کے درمیان معمولی معمولی فرق کو بھی انتہائی عمدگی سے بیان فرمایا ہے۔ یہ وہ فروق ہیں کہ طلباء تو کجا! بعض اوقات مدرسین بھی ان فروق سے نا بلد ہوتے ہیں۔ جبکہ عربی زبان پر مکمل عبور حاصل کرنے کیلئے ان فروق کا جاننا ضروری ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب علماء و طلباء اور مدرسین کیلئے یکساں مفید ثابت ہوگی۔ اللہ پاک کتاب کے مرتب اور تمام قارئین کیلئے جنت کی زبان سیکھنے کو جنت میں جانے کا ذریعہ بنائیں اور اپنے مخلص بندوں میں شامل فرمائیں۔ والسلام
(حضرت مولانا) محمد عبدالرحمن میمن (صاحب)

تحریرِ وافی: ۱۳/۱/۱۴۲۳ھ ۲۸/۳/۲۰۰۲ء

رائے گرامی حضرت مولانا محمود اشرف صاحب

استاذ الحدیث و نائب رئیس دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج مؤرخہ ۱۸/ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ کو احقر نے مولانا محمد نور حسین صاحب دام
مجدہم استاذ اشرف المدارس گلشن اقبال (سابقاً) کی دلچسپ کتاب ”الفاظ مترادفہ
کے درمیان فرق“ کے کچھ صفحات کا مطالعہ کیا، کتاب کے ان صفحات کو دیکھ کر بہت
مسرت ہوئی، امید ہے کہ پوری کتاب اس سے زیادہ دلچسپ اور طلباء و علماء کیلئے
انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگی۔

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ جامعہ دارالعلوم کراچی

دعاۓ کلمات

شیخ طریقت الحاج مولانا محمد ادریس مظاہری ارکانی دام ظلہم العالیہ بانی
مدرسہ خلیلیہ موسیٰ کالونی، کراچی و مجاز بیعت حضرت مولانا مفتی ولی حسن
صاحب ”سابق مفتی اعظم پاکستان“

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى:

امابعد: آج مؤرخہ ۲۰/ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ کو بندہ نے عزیزم مولانا نور حسین
صاحب دام مجدہم سابق استاذ اشرف المدارس گلشن اقبال کی بہترین کتاب ”الفاظ
مترادفہ کے درمیان فرق“ کے ابتدائی صفحات کا مطالعہ کیا، کتاب کا انداز بیان بہت
مفید اور مؤثر معلوم ہوتا ہے جو کہ مولانا موصوف کے عمدہ ذوق کا آئینہ دار ہے

اور علماء و طلباء کیلئے یکساں طور پر دلچسپی کا باعث ہے امید ہے کہ طلباء برادی اور علمائے کرام اس کتاب سے مستفید ہونگے اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ مولانا موصوف کو دنیا و آخرت میں سرخرو اور درجات بلند فرمائے۔ فقط

احقر العباد (مولانا) محمد ادریس مظاہری (صاحب)

تاریخ: ۱۴۲۰/۱۲/۲۰ھ

رائے گرامی

حضرت مولانا الحاج مفتی محمد عاصم زکی صاحب دامت
برکاتہم

(استاد شعبہ کتب جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی)

الحمد لله و کفی و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ اما بعد!
مختلف علوم و فنون میں حقائق و معانی کیلئے جو الفاظ و اصطلاحات مستعمل ہیں، جب تک ان کی اصل تحدید و تعیین پر نظر رکھ کر، ان کے مابین پائے جانے والے فروق بینہ و لطیفہ کو نہ سمجھ لیا جائے، فوائد مطلوبہ مرتب نہیں ہو سکتے۔
بسا اوقات دو یا دو سے زائد ایسے الفاظ سے واسطہ پڑ جاتا ہے جو کسی مناسبت کے تحت آپس میں متقارب یا مترادف معلوم ہوتے ہیں اس سے بعض حضرات پر اشتباہ ہو جاتا ہے اور وہ ایک لفظ کے صحیح مفہوم و مدلول کو دوسرے سے ممتاز نہیں کر پاتے اور نتیجہ غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

لہذا کسی ایسی تالیف کی ضرورت کا احساس ناگزیر تھا جو اس قسم کے متقارب و متشابہ الفاظ کے درمیان تفاوت کو بیان کرتی ہو، الحمد للہ بعض اصحاب علم کی طرف سے اس موضوع پر بڑی عمدہ کتابیں سامنے آئی ہیں جو قارئین سے داد و آفرین وصول کر چکی ہیں، اسی خدمت کی ایک تازہ کڑی جناب مولانا نور حسین صاحب سابق استاد کتب جامعہ اشرف المدارس، کراچی کی یہ کتاب بھی ہے جس میں مولانا نے نہایت عرق ریزی، سیکڑوں کتب معتبرہ کی چھان بین کر کے تقریباً دو ہزار کے قریب اہم الفاظ کی بعض سے بعض کی تفریق فرمائی ہے۔

بندہ کو بھی اس کا کچھ حصہ پڑھنا نصیب ہوا ہے جس سے بندہ یہ اندازہ لگانے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتا ہے کہ موصوف نے ایک ایسے مجموعہ کو پیش کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے جو اس دور سہل پسندی میں طلبہ اور علماء دونوں طبقہ کیلئے ایک کارآمد علمی ذخیرہ ثابت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو بار آور فرمائیں اور انہیں ایسی مزید خدمات انجام دینے کا موقع اور ہمت بخشیں۔ آمین (حضرت مولانا مفتی محمد عاصم زکی (مدظلہ العالی)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد!

آغاز سخن

آج سے تقریباً پانچ سال قبل بندہ کو جامعہ اشرف المدارس کراچی کی طرف سے عربی ادب کی مشہور کتاب ”مقامات“ پڑھانے کیلئے تفویض کی گئی تو بندہ نے حسب توفیق شروحات مقامات کا مطالعہ کر کے سبق پڑھانا شروع کر دیا اور الفاظ کی تحقیق کے ساتھ ساتھ بطرز اکابر بندہ نے بھی بعض الفاظ مترادفہ کا فرق بیان کرنا شروع کر دیا تو طلبہ اس کو ذوق و شوق سے ضبط تحریر میں لانے لگے، جب انہوں نے لکھنا شروع کر دیا تو بندہ نے بھی مزید الفاظ کے فروق کو تلاش کرنا شروع کیا، یہ کتاب بندہ کے پاس کئی سال تک رہی چنانچہ بندہ کو خیال آیا کہ زیادہ سے زیادہ الفاظ مترادفہ اور ان کے درمیان فروق کا ذکر آجائے لہذا اکابر علماء کرام کی بہت سی کتابیں دیکھی گئیں اور اس کے بعد بندہ نے اپنے ذوق کے مطابق تقریباً دو ہزار الفاظ کا انتخاب کر کے حروف تہجی کے حساب سے مرتب کر دیا تا کہ ضرورت کے وقت ملنا آسان ہو، چنانچہ بندہ ان الفاظ کو اسباق کے دوران بیان کرتا تھا تو طلبہ ذوق و شوق سے اس کو نہ صرف لکھتے تھے بلکہ اس کو چھپوانے کا مطالبہ بھی کرتے تھے لیکن بقول سعدی: ”تھی دستار، دست دلیری بستہ، و پنجنہ شیریں شکستہ“ اور اسی دوران مترادف الفاظ سے متعلق عربی کی دو کتابیں (۱) فروق اللغات (ب) الفروق فی اللغة، بندہ کو کسی دوست سے دستیاب ہو گئیں پھر

بندہ نے ان سے بھی اپنے ذوق کے مطابق بہت سے الفاظ کا انتخاب کیا اس کے بعد بندہ نے اس مقصد کیلئے اکابر کی تفاسیر قرآن کریم اور شروحات حدیث کی طرف رجوع کیا شروع کر دیا، چنانچہ بہت سے الفاظ جمع ہو گئے اور ان سب کو جب بندہ نے ترتیب دیا تو ایک رسالہ کی شکل بن گئی، تو دوست، احباب اور طلبہ کرام کے مطالبہ پر ایک کرم فرما "دارالاشاعت کراچی" نے کہا کہ آپ اس کو ترمیم و اضافہ کر کے مجھے دے دیں، تو میں چھوڑ دیتا ہوں۔ الغرض بندہ نے اس کو حسب توفیق یا اپنے خیال کے مطابق ترتیب دیا ہے باقی اس میدان میں بندہ کو کوئی تجربہ نہیں ہے اور مجھے اپنی کم علمی اور ناتجربہ کاری کا کھلے دل سے اعتراف ہے کیونکہ اس میدان میں میرا یہ پہلا قدم ہے۔ شاید میری یہ تالیف آپ کے معیار پر پوری نہ اترے لیکن اہل قلم جانتے ہیں کہ قلم اٹھانا کتنا مشکل کام ہے؟ آپ ایک دوست کو ایک معمولی سا مضمون لکھنے سے قبل کتنی بار سوچتے ہیں، پھر لکھ کر بار بار پڑھتے ہیں کہ کہیں کوئی غلطی باقی نہ رہ جائے۔ تو پھر سوچئے کہ ابجد کے حساب سے الف سے یاء تک کے مختلف بلکہ ہزاروں کی تعداد میں الفاظ کا انتخاب کرنا پھر ان تمام الفاظ کو ایک ترتیب سے لانا کتنا مشکل کام ہے۔ کیونکہ یہ ایک نئی کوشش یا ایک نیا طریقہ ہے اور مجھے اس کی تکمیل کے سلسلے میں کن مراحل سے گزرنا پڑا، یہ ایک الگ داستان ہے جس کے ذکر کا یہاں کوئی فائدہ نہیں، البتہ اتنی بات عرض کر دوں کہ جہاں کہیں بھی مجھے اس سلسلے میں کچھ مواد یا حوالہ جات وغیرہ ملنے کی امید ہوئی بندہ وہاں تک حسب توفیق پہنچا تب جا کر یہ حقیر کوشش محض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہوا، لیکن پھر بھی یہ بندہ کی تصنیفی سفر کی پہلی منزل ہے اس موضوع کے بہت سے الفاظ رہ گئے ہیں، بندہ نے اپنے طبعی و فطری ذوق کے مطابق کچھ کو چنا اور بہتوں کو چھوڑ دیا اور بہت ممکن ہے کہ جا بجا نوک قلم نے ٹھوکر بھی کھائی ہو، جس کیلئے بندہ عند اللہ غفور و درگزر اور بندگان خدا سے نصیح و خیر خواہی کا طلب گار ہے۔

اس کے بعد کتب حوالہ جات کے بارے میں ایک عرض یہ کرنی ہے کہ

قاری کو دوران مطالعہ الفاظ کے فروق کے بعد ایک فرق کے کئی کئی حوالے ملیں گے، تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ راقم نے دوران انتخاب بہت سی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہوئے اپنی سرسری نظر دوڑائی جس کے نتیجہ میں بندہ کو ایک فرق کئی کئی کتابوں میں نظر آیا تو بندہ نے ہر جگہ سے لینے کے بجائے ایک جگہ سے یا سب سے پہلے جہاں سے ملا وہاں سے لے لیا اور بقیہ کتابوں کا حوالہ پیش کر دیا تاکہ قارئین کرام کو دوران مطالعہ اگر کسی فرق یا تعریف کے اندر کوئی اشکال محسوس کریں تو وہ آسانی سے دوسری کتابوں کی طرف رجوع کر سکیں (بندہ نے آخر میں تقریباً (۱۵۴) کتابوں اور معتبر دینی رسالوں کا نام لکھ دیا ہے) اسلئے بندہ کو جہاں کہیں بھی کسی فرق کا حوالہ نظر آیا تو تلاش کر کے وہاں لکھ دیا تاکہ کوئی الجھن کے شکار نہ ہو یا کم از کم یاد مصنفین نے جب اس فرق کو بیان کیا تو معمولی فرق کے ساتھ بیان کیا، اس طرح تعبیر میں ضرور کچھ نہ کچھ فرق پڑا ہوگا، لہذا اس میں تغیر و تبدل کرنے یا قدر مشترک نکالنے کے بجائے جہاں سے مل گیا آسانی سے وہ کتاب میں درج کر دیا بقیہ کتابوں کا حوالہ دے دیا۔

اس سلسلہ میں ایک عرض یہ بھی ہے کہ حوالہ کے بجائے آپ کو بعض جگہوں پر کاپی مقامات ص..... اور م یا ح..... کے الفاظ نظر آئیں گے شاید آپ کو اس سلسلے میں کوئی خلجان ہو تو اس کے متعلق یہ عرض کرتا چلوں کہ یہ کوئی مستقل کتاب نہیں ہے بلکہ بندہ نے جامعہ اشرف المدارس میں تقریباً پانچ سال مقامات حریری کا درس دیا تھا اسی دوران بندہ نے بہت سے الفاظ کے فروق کو جمع کیا تھا چونکہ اس وقت اس کو ترتیب دینے کا خیال نہ تھا لہذا حوالہ جات نوٹ کرنے کا اس میں التزام نہیں کیا تھا جب اس کتاب کو ترتیب دینے کا ارادہ ہوا تو ان تمام الفاظ کو لیا تو گیا مگر اصل حوالہ جات پیش کرنے کے بجائے صرف اس کاپی کا حوالہ دیدیا گیا جو بندہ کے پاس محفوظ ہے اور مستند حوالہ جات پر مشتمل ہونے کے باعث وہ بجائے خود حوالہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلئے قارئین سے امید ہے کہ اس کو عیب محسوس نہیں فرمائیں گے۔

ایک اور عرض کتاب ہذا کی فہرست کے بارے میں بھی یہ ہے کہ آپ کو اس کتاب میں ایک لفظ کئی جگہ نظر آئے گا ایسا جان بوجھ کر قارئین کرام کی سہولت کیلئے کیا گیا ہے مثلاً ہم نے احد اور واحد کے درمیان فرق حرف جہی کے اعتبار سے شروع میں تو اس کو الف میں احد کے اعتبار سے ذکر کیا اور یہی فرق ہم نے واؤ کی فہرست میں بھی واحد اور احد میں فرق کے تحت تحریر کر دیا مگر وہاں فروق بیان کرتے ہوئے یوں لکھ دیا گیا کہ واحد اور احد کا فرق احد اور واحد میں دیکھئے وہاں گذر چکا ہے یہ اسلئے ناگزیر تھا کیونکہ طبائع مختلف ہیں اگر کوئی احد اور واحد کے بجائے واحد اور احد میں فرق دیکھنا چاہے تو اس کو فہرست سے آسانی سے مل سکے اسلئے امید ہے کہ طلبہ کرام اس کو برا محسوس نہیں کریں گے بندہ نے یہی کوشش کی ہے کہ کوئی لفظ بغیر حوالہ کے نہ لکھا جائے الحمد للہ بندہ شروع سے آخر تک اسی پر کار بند رہا ہے اور بندہ نے جو یہ حقیر اور معمولی کوشش کی ہے اس کے حسن و قبح کے بارے میں بندہ تو کوئی تبصرہ نہیں کرتا رقم یہ ناظرین کرام پر چھوڑتا ہے باقی عیب سے کوئی بھی مبرا نہیں ہے اگر آپ کو اس میں کوئی عیب نظر آئے تو مرتب یا ناشر کو اطلاع سے نوازیں بندہ آپ کا ممنون رہے گا اگر آپ کو اس حقیر کوشش سے کوئی فائدہ ہوا تو مرتب اور مرتب کے اساتذہ کرام اور والدین اور جن حضرات کی کوششوں سے بندہ اس قابل ہوا ان کو ضرور دعائے خیر میں یاد رکھیں اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اجر عظیم عطا فرمائے اور آخر میں اپنے محسن و مشفق جناب مولانا الحاج الحافظ محمد اشفاق علوی صاحب مدرس و ناظم جامعہ احتشامیہ چیکب لائن کراچی اور امام وزیر اعلیٰ ہاؤس کراچی کا تہدیل سے مشکور و ممنون ہوں کہ حضرت نے از اول تا آخر اس رسالہ کو حرفاً حرفاً مطالعہ فرمایا اور انتہائی جانفشانی سے تصحیح فرما کر اس کو قابل اشاعت بنایا۔ اور ناسپاسی ہوگی کہ جناب مولانا شفیق احمد صاحب قاسمی و بستوی و شیخ الحدیث مدرسہ خدیجہ الکبریٰ، کراچی کا شکریہ ادا نہ کروں کہ انہوں نے بڑی محنت اور لگن سے تقریباً وہ تمام الفاظ جو بندہ نے عربی کتابوں سے نقل کئے تھے ترجمہ و تصحیح کر کے بندہ کی حوصلہ افزائی کی، اور مولوی حبیب

اللہ ذکر یا صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ اس پر ان کے مناسب جزا دے، انہوں نے بھی از اول تا آخر نظر ثانی کر کے بندہ کی ہمت افزائی کی۔ اور اس کے علاوہ جن احباب نے بندہ کے ساتھ کسی طرح بھی تعاون کیا ہے بندہ ان حضرات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے، اور اس رسالہ کی کمپوزنگ بندہ نے خود کی ہے اس طرح بندہ کو ان بعض اساتذہ کی اتباع نصیب ہوئی ہے جنہوں نے اپنی کتابوں کی کتابت بدست خود کی۔

”واللہ ولی التوفیق وهو خیر الرفیق“

الراقم: محمد نور حسین عبدالشکور عفا اللہ ولو اللہ

ولمن له حق علیہ

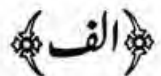
استاد الحدیث جامعہ حسینیہ و سابق استاد کتب جامعہ اشرف المدارس کراچی

تاریخ: قبیل جمعہ: ۹ / صفر ۱۴۱۲ھ



فہرست مضامین

۳۵	لفظ اللہ اور لفظ خدا میں فرق	
۳۶	انشاء اللہ اور ما شاء اللہ میں فرق	تقریظ: حضرت مولانا الحاج ابو عمر
۳۶	الحمد للہ اور نحمدہ میں فرق	عبدالرشید صاحب (شیخ الحدیث)
۳۷	آل اور اہل میں فرق	اشرف المدارس و پیش امام جامع
۳۷	الہام اور وحی میں فرق	۳ مسجد نور گلشن اقبال (کراچی)
۳۸	اذکار اور اشغال میں فرق	اظہار خیال: حضرت مولانا عبدالرحمن
۳۸	امانت اور ودیعت میں فرق	میمن صاحب (استاد الحدیث و سابق
۳۸	اقتصار اور اختصار میں فرق	ناظم اشرف المدارس گلشن اقبال
۳۹	اسراف اور تبذیر میں فرق	۵ کراچی)
۳۹	احد اور واحد کے درمیان فرق	تقریظ: مولانا محمود اشرف صاحب
۳۹	افضل اور اکمل کا فرق	(مفتی و استاد الحدیث دارالعلوم
۴۰	افادہ اور استفادہ میں فرق	۷ کراچی)
۴۰	اساس، بنیاء اور بنیہ میں فرق	دعائیہ کلمات مولانا محمد ادریس
۴۰	انشاء، تالیف اور تصنیف میں فرق	صاحب مظاہری (بانی و مہتمم جامعہ
۴۱	ایمان اور اسلام میں فرق	۷ خلیفہ موسیٰ کالونی)
۴۱	اصابع، اناہل اور بنان میں فرق	رائے گرامی: حضرت مولانا مفتی
۴۱	ابد اور ابد میں فرق	محمد عاصم زکی صاحب (استاد جامعہ
۴۲	آثم اور عقیات میں فرق	۸ علامہ بنوری ناؤن کراچی)
۴۲	استماع اور انصات میں فرق	۱۰ آغاز سخن
۴۲	ان اور ابن میں فرق	
۴۳	اذا، اذاء، اذام میں فرق	
۴۳	الفرق بین الارادة والمشيئة	۳۵



لفظ اللہ اور لفظ الہ میں فرق

۵۴	اختراع اور ابتداء میں فرق	۴۳	الفرق بین الاله والمعبود
۵۵	اثابت اور رجوع میں فرق	۴۴	ازلی، ابدی اور قدیمی میں فرق
۵۵	الہام اور خواب میں فرق	۴۵	انظہار اور جہر میں فرق
۵۶	اہاب اور چلد میں فرق	۴۶	آہا اور ایمھا میں فرق
۵۶	انزال اور تنزیل میں فرق	۴۶	افراط اور تفریط میں فرق
۵۶	اتباع اور تقلید میں فرق	۴۶	امید، آرزو اور تمنا میں فرق
۵۷	اباحت اور تخیر میں فرق	۴۷	اثابت اور توبہ میں فرق
۵۷	الی اور حتیٰ میں فرق	۴۷	استطاعت اور قدرت میں فرق
۵۸	اشارہ اور دلالت میں فرق	۴۷	اتمام اور اکمال میں فرق
۵۸	ارشاد اور رشد میں فرق	۴۸	آل اور ذریت میں فرق
۵۸	اصحاب اور صحابہ میں فرق	۴۸	اب اور والد میں فرق
۵۸	ادراک، علم، شعور اور معرفت میں	۴۸	اجازت اور اذن میں فرق
۵۹	فرق	۴۹	اقرار اور اعتراف میں فرق
۵۹	استخارہ اور فال میں فرق	۴۹	الفرق بین الاجتماع واللقاء
۶۰	احسان اور فضل میں فرق	۴۹	آئیۃ اور ظرف میں فرق
۶۰	اعلیٰ اور اکملہ میں فرق	۵۰	اجرا اور ثواب میں فرق
۶۰	اسلام اور دین میں فرق	۵۱	اخبار اور اعلام میں فرق
۶۱	ایہام اور تشکیک میں فرق	۵۱	ایلام اور عذاب میں فرق
۶۱	ان الله معنا اور ان معی ربی	۵۱	افتراء، کذب اور بہتان میں فرق
۶۱	میں فرق	۵۲	ادراک اور احساس میں فرق
۶۲	اعطاء اور ایفاء میں فرق	۵۳	ایلاغ اور ایصال میں فرق
۶۲	ارادہ اور نیت میں فرق	۵۳	ادراک اور وجدان کے درمیان فرق

۷۳	امیر اور ملک میں فرق	۷۴	اختلاف اور خلاف میں فرق
۷۴	ارسال اور بعثت میں فرق	۷۵	احتمق اور سفیہ میں فرق
۷۵	اسم جمع اور مطلق جمع میں فرق	۷۶	استہزاء اور مزاح میں فرق
۷۵	اعضاء اور جوارح میں فرق	۷۷	اسم تفصیل اور مبالغہ میں فرق
۷۶	انتم اور خطیہ میں فرق	۷۸	اسراء اور معراج میں فرق
۷۶	اجابت اور قبول میں فرق	۷۹	اہل، حمل، بھیر اور نائفہ میں فرق
۷۶	استجاب اور اجاب میں فرق	۸۰	اوان، حین اور وقت میں فرق
۷۷	اطناب اور تطویل میں فرق	۸۱	ایمان اور یقین میں فرق
۷۷	اعلیٰ اور فوق میں فرق	۸۲	اجزاء اور افراد میں فرق
۷۸	انماء اور جنون میں فرق	۸۳	الزام اور لزوم میں فرق
۷۸	اٹل، رجاء اور طمع میں فرق	۸۴	استغفار اور توبہ میں فرق
۷۸	ابدال اور اقطاب میں فرق	۸۵	امر، التماس اور سوال میں فرق
۷۹	انماء اور غشی میں فرق	۸۶	اختصاص اور حصر میں فرق
۷۹	ایجاز اور اختصار میں فرق	۸۷	اخبارنا اور حدیثنا میں فرق
۸۰	اُترک اور ذر میں فرق	۸۸	اُمبائنا، اخبارنا اور حدیثنا میں فرق
۸۱	اُلس اور شوق میں فرق	۸۹	التم اور وضح میں فرق
۸۱	اعطاء اور ایاء کے درمیان فرق	۹۰	اُنمات اور اُمنات میں فرق
	اختصاص اور حصر کے درمیان فرق	۹۱	اجتماع اور اتفاق میں فرق
۸۱	فرق	۹۲	ابد اور قط میں فرق
۸۲	اساس اور بنیاد کے درمیان فرق	۹۳	استنجاء، استبراء اور استحقاء میں فرق
۸۲	ارادہ اور تمنا کے درمیان فرق	۹۴	آل اور عترت میں فرق
۸۳	اُستاذ اور شیخ کے مابین فرق	۹۵	انام اور اناس میں فرق

۹۲	اسم فاعل اور صفت مشبہ میں فرق	۸۳	آئی اور جاء کے درمیان فرق
	اسم تفضیل اور صفت مشبہ میں	۸۴	ایجاز، اختصار اور تلخیص میں فرق
۹۲	فرق	۸۴	اسم فاعل اور فاعل میں فرق
	اشتقاقی صغیر، اشتقاقی کبیر اور	۸۴	اعجمی اور عجمی میں فرق
۹۳	اشتقاقی اکبر میں فرق	۸۵	اسم جس، علم جس اور علم شخصی کا فرق
۹۳	اسمائے افعال ماضی اور امر میں فرق	۸۵	إما اور آؤ کے درمیان فرق
۹۴	أما اور مھنما کے درمیان فرق	۸۵	اناء، سقائیۃ اور صواع کا فرق
	ہمزہ اصلی، ہمزہ وصلی اور ہمزہ	۸۶	انفال، غنیمت اور قتی کا فرق
۹۴	قطعی میں فرق	۸۶	ادب اور لغت کے درمیان فرق
۹۴	اسم مفعول اور مفعول میں فرق	۸۷	آلا اور غیر کے درمیان فرق
۹۵	اسم جمع، جمع اور اسم جس میں فرق	۸۸	اکتیلان اور کیل میں فرق
	اسم مصدر، نفس مصدر اور علم		احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ
۹۵	مصدر میں فرق	۸۸	علیہ وسلم میں فرق
۹۶	الف ذہنی اور نکرہ کے درمیان فرق	۸۸	انکار اور جحد میں فرق
۹۶	آئی اور یعنی کے مابین فرق	۸۹	اجارہ، اعارہ، بیع اور ہبہ میں فرق
	أنعام، بہیمۃ، صید اور ولتہ میں	۸۹	اکتزاز اور احتکار میں فرق
۹۶	فرق	۹۰	أفول اور غیوب میں فرق
۹۷	اخفاء اور کتمان میں فرق	۹۰	اشترآء اور بشرآء میں فرق
۹۸	اکتساب اور کسب میں فرق		ابتداء حقیقی، ابتداء اضافی اور ابتداء
۹۸	ابتلاء اور اختصار میں فرق	۹۱	عرقی کا فرق
۹۹	استدراج اور کرامت میں فرق	۹۱	لما، أما اور اما کے درمیان فرق
۹۹	ارادہ اور قصد میں فرق	۹۲	إن اور لو میں فرق

۱۰۸	الہام، توحس اور تفرس میں فرق	۱۰۰	اباحت اور تمسک میں فرق
۱۰۸	ارادہ اور تحیم میں فرق	۱۰۰	انحراف اور تحریف میں فرق
۱۰۹	انکار اور نحو د میں فرق	۱۰۰	اختلاف اور مخالفت میں فرق
۱۰۹	ادراک الطعام اور ذوق میں فرق	۱۰۱	ارہاس، معجزہ اور کرامت کا فرق
۱۰۹	ازاڑ اور رداء میں فرق	۱۰۱	انگریزی میل اور شرعی میل میں فرق
۱۱۰	ارتقا اور صعود میں فرق	۱۰۱	استمحاق اور استعمار میں فرق
۱۱۰	ابن السبیل اور ضیف میں فرق	۱۰۲	اعلان اور جہر میں فرق
۱۱۱	اغناء اور عشی میں فرق	۱۰۲	استعارہ اور تشبیہ میں فرق
	آقحوص، وکر اور وکنہ کے درمیان فرق	۱۰۲	احساب اور نیت میں فرق
۱۱۱		۱۰۳	اعادہ اور تکرار میں فرق
۱۱۱	أمنیۃ اور مدیۃ کے مابین فرق	۱۰۴	ادراک اور علم میں فرق
۱۱۲	الہام، کشف اور وحی میں فرق	۱۰۴	آتم اور عدوان میں فرق
۱۱۲	اسم فاعل اور مبالغہ میں فرق	۱۰۵	اختصار اور حذف میں فرق
۱۱۲	التزام کفر اور لزوم کفر میں فرق	۱۰۵	آخر اور آخر میں فرق
۱۱۳	ایاب اور رجوع میں فرق	۱۰۶	الہام انبیاء اور الہام اولیاء میں فرق
۱۱۳	ارب اور عقل کے درمیان فرق	۱۰۶	اجل اور مدت میں فرق
۱۱۳	آلم اور عذاب کے درمیان فرق		اجتماع ساکنین علی حدہ، اجتماع
۱۱۵	امر، التماس اور سوال میں فرق	۱۰۷	ساکنین علی غیر حدہ میں فرق
۱۱۵	إحسان اور فضل میں فرق		اہانت، استدراج، ارہاس، کرامت
۱۱۵	اختلاف اور تفریق میں فرق	۱۰۷	اور معجزہ کا فرق
۱۱۶	ابدال، تعلیل اور قلب میں فرق	۱۰۸	آئی قحی اور ماہو میں فرق
	آذنی، غم، ہم، حزن اور نہب میں	۱۰۸	استغناء اور بد خلقی میں فرق

۱۲۳	بیت، دار، منزل اور حجرہ میں فرق	۱۱۶	فرق
	بیت، شعر، فرد، مصرع اور غزل	۱۱۷	الہاماس اور بحث میں فرق
۱۲۳	میں فرق	۱۱۷	آساس بناء اور بنیان میں فرق
۱۲۳	بدل الکل اور عطف بیان میں فرق	۱۱۷	اجل، ملی اور نعم میں فرق
۱۲۳	بلاغت اور فصاحت میں فرق	۱۱۸	اشفاق اور شفقت میں فرق
۱۲۵	بیر، غدیر اور غمرہ میں فرق	۱۱۸	ابتداء اور مقصد میں فرق
۱۲۶	ہفت اور حوت میں فرق	۱۱۹	ابن الملاعنہ اور ولد الزنا میں فرق
۱۲۶	بصر اور عین میں فرق		
۱۲۷	الہر اور الخیر میں فرق		﴿باء﴾
۱۲۷	بیج اور سود میں فرق	۱۱۹	بسملہ اور تسمیہ میں فرق
۱۲۷	بسک اور حاتم میں فرق	۱۱۹	بیان اور تبیان میں فرق
۱۲۸	بیعت اور تقلید میں فرق	۱۲۰	بعض اور تجوہ میں فرق
۱۲۸	بأساء اور ضراء میں فرق	۱۲۰	بالجملہ اور فی الجملہ میں فرق
۱۲۸	بید اور غیر میں فرق		بول غلام، بول جاریہ اور بول صبی
۱۲۹	بہتان اور غیبت میں فرق	۱۲۰	میں فرق
۱۲۹	بکۃ اور مکتۃ میں فرق	۱۲۱	بیج باطل اور بیج فاسد میں فرق
۱۲۹	باطل اور فاسد میں فرق	۱۲۱	بصیرت اور بصر میں فرق
۱۳۰	بے، نا اور بلا میں فرق	۱۲۱	بدعت اور رسم میں فرق
۱۳۰	بیج مخاہرہ اور بیج مزارعہ میں فرق	۱۲۲	بخل اور شح میں فرق
۱۳۰	بدآباہمزہ اور بدابلاہمزہ میں فرق	۱۲۲	بدل، ثمن اور عوض میں فرق
۱۳۱	بحر اور نہر کے درمیان فرق	۱۲۳	بدن اور جسد میں فرق
۱۳۱	البارحۃ اور القابلۃ کافرق	۱۲۳	بُرہان اور دلیل میں فرق

۱۳۰	الہجۃ اور الحسن میں فرق	۱۳۲	الکمر اور الباکورۃ کے درمیان فرق
	﴿تاء﴾	۱۳۲	المرہۃ اور المہدۃ کے درمیان فرق
۱۳۱	تفسیر، تاویل اور تحریف میں فرق	۱۳۲	البون اور البین کے مابین فرق
۱۳۱	تقدیر اور حذف میں فرق	۱۳۳	البرۃ، والحسبی والروث، والخرۃ،
۱۳۲	تصحیف اور تحریف میں فرق	۱۳۳	والنحو، والعذرة کے مابین فرق
۱۳۲	التذکیر اور التہذیب کے درمیان فرق	۱۳۳	الکبی اور البکاء کے درمیان فرق
۱۳۳	توکیل اور تفویض میں فرق	۱۳۴	بدلی، بلغاء اور بدلۃ میں فرق
۱۳۳	تصاویر اور تماثل میں فرق	۱۳۴	لباس اور الخوف کے درمیان فرق
۱۳۳	تحریف اور تاویل میں فرق	۱۳۵	البر اور القبر کے درمیان فرق
۱۳۴	تلاوة اور قرآن میں فرق	۱۳۵	بشارت اور مژدہ میں فرق
۱۳۴	تجسس اور تحسس میں فرق		برآۃ، سلامت اور صحت کے درمیان
۱۳۴	تبلیغ اور تذکیر میں فرق	۱۳۵	فرق
۱۳۵	تشبیہ اور مثل میں فرق	۱۳۵	بشرۃ اور چلند میں فرق
۱۳۵	تحلیل اور تکلف میں فرق	۱۳۶	بادشاہ، سلطان اور خلیفہ میں فرق
۱۳۵	تدلیس اور تعلیق میں فرق	۱۳۶	بدعت اور سنت کا فرق
۱۳۵	تفکر اور تدبیر میں فرق	۱۳۷	بعض اور بضع کے مابین فرق
۱۳۶	تسلیم اور رضاء میں فرق	۱۳۷	بصق اور نفث کے درمیان فرق
۱۳۶	تعظیم اور عبادت میں فرق		المصحان، المکذّب اور الزور کے درمیان
۱۳۶	تعصّب اور تصلب میں فرق	۱۳۷	فرق
۱۳۷	تواضع اور خشوع میں فرق	۱۳۸	الہی اور الظلم میں فرق
۱۳۷	تقبہ اور مشابہت میں فرق	۱۳۹	بسالۃ اور شجاعت کے درمیان فرق
		۱۳۹	بنفسہ، فی نفسہ اور لنفسہ، کافرق

۱۴۷	الثرس اور الحجۃ میں فرق	۱۴۸	تقویٰ اور ورع میں فرق
۱۵۵	تاسف اور تلھف میں فرق	۱۴۸	تاویل اور تحریف میں فرق
۱۵۵	تقویٰ اور خشیت میں فرق		تقرس اور توخس میں فرق
۱۵۶	تفصیل اور شرح میں فرق	۱۴۸	تصویر بشرط شیء، تصویر بشرط لاشیٰ
۱۵۶	تکمیل اور تمہیم میں فرق	۱۴۹	اور تصویر لاشیٰ میں فرق
۱۵۷	تعریض اور کنایہ کا فرق	۱۴۹	توام اور ترب میں فرق
۱۵۷	توریہ اور کنایہ میں فرق	۱۵۰	تعزیرات اور حدود میں فرق
۱۵۸	تضمین اور صنعت تضمین میں فرق	۱۵۰	تبرع اور ہدیہ میں فرق
۱۵۸	تلقیٰ اور لقاء میں فرق	۱۵۰	تقلیل اور تحقیر میں فرق
۱۵۹	ترجی اور تمنی کے درمیان فرق	۱۵۱	تملیک اور تخصیص میں فرق
۱۵۹	تمام اور کمال میں فرق	۱۵۱	تواب اور تاب میں فرق
	تارک الدنیا اور متروک الدنیا	۱۵۱	تقدیر اور قضاء میں فرق
۱۵۹	میں فرق	۱۵۲	تساح اور خطاء میں فرق
۱۶۰	تحول اور زوال میں فرق	۱۵۲	تمیز اور حال میں فرق
۱۶۱	اتحاد اور التماس کے درمیان فرق	۱۵۳	التقریظ اور التابین میں فرق
۱۶۲	اتخلص اور النجاة کے درمیان فرق	۱۵۳	تحوف اور خوف میں فرق
۱۶۲	تشارک اور مشارکت میں فرق		تطویل اور حشو میں فرق
	❖ ثناء ❖	۱۵۳	تیس، غنم، شائے، ضان، غزاة
۱۶۵	ثمر اور فاکھ میں فرق	۱۵۴	کبش، معز اور نعجہ میں فرق
۱۶۵	ثمن اور قیمت میں فرق	۱۵۴	تکبر، تفاخر اور زینت و جمال میں فرق
۱۶۵	الثاغیہ اور الراغیہ میں فرق	۱۵۴	تغریہ اور غناء میں فرق
		۱۵۵	تنوین اور نون خفیفہ میں فرق

۱۷۶	جو اؤ، کریم اور حق میں فرق	۱۷۳
۱۷۶	جن اور شیطان میں فرق	۱۷۴
۱۷۷	جہاد اور غزوہ میں فرق	۱۷۴
۱۷۷	جوہر اور سہم میں فرق	۱۷۴
۱۷۸	جلالہ اور جلال میں فرق	۱۷۵
۱۷۸	جنت اور طاغوت میں فرق	۱۷۵
	جہم اور کشمیر میں فرق	۱۷۶
	جوہر اور ظلم میں فرق	۱۷۶
۱۷۹	جزم اور وقف میں فرق	۱۷۶
	جوتی اور سوتی میں فرق	۱۷۷
	جرات اور وقافت میں فرق	۱۷۷
۱۷۰	الجاسوس اور التاموس میں فرق	۱۷۷
۱۷۰	جریرہ اور کبیرہ میں فرق	۱۷۸
۱۷۰	جمع اور مجموعہ میں فرق	۱۷۸
۱۷۱	جبل اور طوڑ میں فرق	۱۷۸
۱۷۱	جزاء اور نکال میں فرق	۱۷۹
۱۷۱	جملہ اور کلام میں فرق	۱۷۹
۱۷۲	جہل مرکب اور جہل بسیط میں فرق	۱۸۰
۱۷۲	جمال اور زینت میں فرق	۱۸۰
۱۷۲	جہاد اور جنگ میں فرق	۱۸۰
۱۷۲	جنس اور علم جنس میں فرق	۱۸۱
۱۷۳	حقیقہ اور میت میں فرق	۱۸۱
	الحسین اور الحسن میں فرق	
	ثواب اور عوض میں فرق	
	غلتہ اور نظر میں فرق	
	غیم، جٹی اور فاء میں فرق	
	غیم اور غمت میں فرق	
	نشان اور جان میں فرق	
	چغلی اور غیبت میں فرق	
	جمال اور حسن میں فرق	
	جلوس اور قعود میں فرق	
	جہین اور جہنم میں فرق	
	جزم اور حیات میں فرق	
	جوہر اور ساکن میں فرق	
	جوہر اور خراج میں فرق	
	جھول اور ڈھول میں فرق	
	جزم اور ذنوب میں فرق	
	جزم اور قسطہ میں فرق	
	جز اور کسرہ میں فرق	
	جبار اور قهار میں فرق	

۱۹۱	حلیب اور لبن میں فرق	۱۸۱	الفرق بین الجبل والحمق
۱۹۱	حاشیہ اور شرح میں فرق	۱۸۲	جیم، سعیر، حریق اور نار کا فرق
۱۹۱	حصہ اور فرد میں فرق		
	حدوث زمانی اور حدوث ذاتی		
۱۹۲	کافرق	۱۸۴	حمد، مدح اور شکر کے مابین فرق
۱۹۲	حاصل اور محصول میں فرق	۱۸۵	حق اور صدق میں فرق
۱۹۲	حاجت اور ضرورت میں فرق	۱۸۵	حسب، نسب اور نسل میں فرق
۱۹۳	حجاب، غطاء اور ستر میں فرق	۱۸۵	حقیقت، ماہیت اور ہویت میں فرق
۱۹۴	حاضر اور شاہد میں فرق		حدیث غریب اور حدیث فرد میں
۱۹۵	حرص اور طمع میں فرق	۱۸۶	فرق
۱۹۵	حال اور شان میں فرق	۱۸۶	حزت اور زرع میں فرق
۱۹۶	حدیث قدسی اور قرآن میں فرق	۱۸۶	حلال اور مباح میں فرق
۱۹۶	حشر اور نشر میں فرق	۱۸۷	حیات اور روح میں فرق
۱۹۷	الحدث اور الخبث میں فرق	۱۸۸	حیلہ اور مکر میں فرق
۱۹۷	الحکمان اور המתان میں فرق	۱۸۸	حقیقت اور ذات میں فرق
۱۹۸	حدیث اور سنت میں فرق	۱۸۸	حکمت اور علت میں فرق
۱۹۸	حجاب النساء اور ستر عورت میں فرق	۱۸۹	حمل اور جبل میں فرق
۱۹۹	حدود اور قیود میں فرق	۱۸۹	حکایت اور نقل میں فرق
۱۹۹	حلف اور حلیف میں فرق	۱۸۹	حائض اور حائضہ میں فرق
	حق الیقین، عین الیقین اور علم	۱۹۰	حکم اور رویا میں فرق
۱۹۹	الیقین میں فرق	۱۹۰	خون اور خوف میں فرق
۲۰۰	حرام اور نجس میں فرق	۱۹۰	حسد اور غبطہ میں فرق

۲۱۱	خلود اور دوام کے درمیان فرق	۲۰۰	حسب، نسب اور صہر میں فرق
۲۱۱	خوف اور فزع کے مابین فرق	۲۰۰	حبیب اور غلیل میں فرق
۲۱۲	الفرق بین الخضم والقضم	۲۰۱	حوت اور سمک میں فرق
۲۱۲	الفرق بین الخلق والناس	۲۰۱	حمر اور مداد میں فرق
۲۱۳	خاصہ اور خاصیت میں فرق		حال متداخلہ اور حال مترادفہ میں
۲۱۳	خلق اور کسب میں فرق	۲۰۱	فرق
۲۱۴	الخوف اور الکسوف کا فرق	۲۰۲	الحب اور اللؤد کے درمیان فرق
۲۱۴	خطا اور نسیان میں فرق	۲۰۲	حفظ اور عصمت میں فرق
۲۱۵	خیرات اور صدقات میں فرق	۲۰۳	جبال اور قلاآت کے درمیان فرق
۲۱۵	خوان اور مانہ میں فرق	۲۰۴	الحوب اور الذنب کے مابین فرق
۲۱۵	خبر اور شہادت میں فرق	۲۰۴	حریر اور خرز کے درمیان فرق
۲۱۶	خطا اور سہو میں فرق	۲۰۴	حلم اور رویا کے مابین فرق
۲۱۶	خالی اور خاوی میں فرق	۲۰۵	الحقہ اور الزمان میں فرق
۲۱۶	خراج اور عشر میں فرق	۲۰۵	الفرق بین السحت والحرام
۲۱۷	خالق اور صانع میں فرق	۲۰۶	الفرق بین الحفظ والرقب
۲۱۸	خلۃ اور مؤذۃ میں فرق	۲۰۷	حصہ اور نصیب کے درمیان فرق
۲۱۸	خلفت، خلقت اور خلقتہ میں فرق	۲۰۸	الفرق بین الحیرۃ والدہش
۲۱۸	خفی، مشکل، مجمل اور تشابہ میں فرق	۲۰۸	الحقیر اور الصغیر کے درمیان فرق
	خاصیت باب مفاعله وتفاعل میں		
۲۱۹	شرکت کا فرق		﴿خاء﴾
۲۲۰	خیط، سمط اور سلک میں فرق	۲۱۰	خشوع، خضوع اور تواضع کا فرق
	خرابی زمین اور عشری زمین کے	۲۱۰	خاصہ اور خاصیت میں فرق

۲۳۰	درایت اور روایت میں فرق	۲۳۰	درمیان فرق
۲۳۰	دائر اور معنی میں فرق	۲۳۲	خلق اور خلق میں فرق
۲۳۰	دہر اور زمانہ میں فرق		خطا، معصیت اور ذنب کے
۲۳۱	الدنوا اور القرب میں فرق	۲۳۲	درمیان فرق
۲۳۱	دیانات اور معاملات میں فرق	۲۳۲	الفرق بین الخلق والناس
۲۳۲	الفرق بین الدولة والملک	۲۳۳	خاطی اور محطی کے درمیان فرق

﴿ ذال ﴾

۲۳۳	ذہن اور عقل میں فرق	۲۳۵	دین شریعت اور ملت کافر
۲۳۳	ذبح اور قتل میں فرق	۲۳۵	دین اور مذہب میں فرق
۲۳۴	ذہول سہو اور نسیان میں فرق	۲۳۵	دعاء اور بداء میں فرق
۲۳۴	ذنب اور معصیت میں فرق	۲۳۶	دیانت اور قضاء میں فرق
۲۳۵	ذریعہ اور وسیلہ میں فرق	۲۳۶	دین اور قرض میں فرق
۲۳۵	ذبح، ذکاة، صید اور محرکات میں فرق	۲۳۷	درایت اور فہم میں فرق
۲۳۷	الذکر اور الذکر میں فرق	۲۳۷	دُرّ اور لؤلؤ میں فرق
۲۳۷	الذکر اور الذکر میں فرق	۲۳۷	درق اور روح میں فرق
۲۳۷	ذنب اور قبیح کے درمیان فرق	۲۳۷	دفع اور رد میں فرق
۲۳۸	الذنب اور الوزیر کے درمیان	۲۳۸	دیوانے اور مجذوب میں فرق
۲۳۸	فرق	۲۳۸	دُنیا اور عالم میں فرق

﴿ راء ﴾

۲۳۹	رسول اور نبی میں فرق	۲۳۹	دُخول اور ولوج میں فرق
		۲۳۹	الدثار اور الشعار میں فرق
		۲۳۹	الدبور اور القبول میں فرق

۲۳۸	رقبہ اور ققاء کے درمیان فرق	۲۳۰	رخصت اور عزیمت میں فرق
۲۳۸	رویت اور زیارت کا فرق	۲۳۰	رُویا، رآئی اور رویت میں فرق
۲۳۸	الرجل اور المرء میں فرق	۲۳۰	ریاء اور سمعت میں فرق
۲۳۸	الرجۃ اور الزلزلة میں فرق	۲۳۱	رویت اور نظر میں فرق
	﴿ زاء ﴾	۲۳۱	ربیع اور ضمہ میں فرق
۲۵۰	زابد اور عابد میں فرق	۲۳۱	رسالہ اور کتاب میں فرق
۲۵۰	زکوٰۃ اور صدقہ میں فرق	۲۳۲	رسم اور عادت میں فرق
۲۵۱	زکام اور نزله میں فرق	۲۳۲	ریب اور شک میں فرق
۲۵۱	الزمان اور الوقت میں فرق	۲۳۲	رضاء اور رضوان میں فرق
۲۵۲	زُهد اور زہادۃ میں فرق	۲۳۳	الرفیۃ اور الغلو میں فرق
۲۵۲	زینت، عجب اور کبر میں فرق	۲۳۳	الرحمن اور الرحیم کے اندر فرق
۲۵۲	زیادت اور شدت میں فرق	۲۳۴	الرجوع اور العود میں فرق
۲۵۳	زندیق اور ملحد میں فرق	۲۳۴	الرحمۃ اور الرحمۃ میں فرق
۲۵۳	زینت اور تفاخر میں فرق	۲۳۵	رئیس اور رئیس میں فرق
۲۵۳	زندیق اور مرتد میں فرق	۲۳۵	رأیۃ، علم اور بواء میں فرق
۲۵۳	زندیق، مرتد اور کافر کے مابین فرق	۲۳۶	کاز، کتز اور معدن میں فرق
	﴿ سین ﴾	۲۳۶	ریش اور لباس میں فرق
۲۵۵	سراج اور مصباح میں فرق	۲۳۶	روح، عقل اور نفس میں فرق
۲۵۵	سرعت اور عجلت میں فرق	۲۳۷	رویائے صالحہ اور رویائے صادقہ
۲۵۵	سکتہ اور وقفہ میں فرق	۲۳۷	سرسالہ اور الجملہ میں فرق
		۲۳۸	رشد اور زُشد میں فرق

﴿شبین﴾

۲۶۵	شریعت اور طریقت میں فرق	۲۵۶	سہو اور نسیان میں فرق
۲۶۵	شعور اور علم میں فرق	۲۵۶	سین اور سوف میں فرق
۲۶۵	شعبہ، معجزہ اور کرامت میں فرق	۲۵۷	سلطان اور ملک میں فرق
۲۶۶	شہادۃ، عہد اور معز میں فرق	۲۵۷	سالک اور عارف میں فرق
۲۶۶	شہادت، شرک اور کفر میں فرق	۲۵۷	سجدہ تعظیمی اور سجدہ تعبدی
۲۶۶	شاذ، نادار اور غریب میں فرق	۲۵۷	میں فرق
۲۶۶	الشرعۃ والمنہاج میں فرق	۲۵۸	سنہ اور عام میں فرق
۲۶۷	شق اور لحد میں فرق	۲۵۸	سنہ، قوم اور نعت میں فرق
۲۶۷	شاہد اور مثال میں فرق	۲۵۸	سوق اور قود میں فرق
۲۶۷	شاب اور قتی میں فرق	۲۵۸	سلکوت اور صموت میں فرق
۲۶۸	الشعرانی اور الاشعری میں فرق	۲۵۹	سکینہ اور وقار میں فرق
۲۶۸	شرکت اور کمپنی کے درمیان فرق	۲۵۹	سید اور مالک میں فرق
۲۶۹	شبہ اور مثل میں فرق	۲۶۰	سماء اور فلک میں فرق
۲۷۰	شک، ظن اور وہم میں فرق	۲۶۰	سب اور شتم میں فرق
۲۷۱	الفرق بین الشکل والشبه	۲۶۱	سارق اور لص میں فرق
۲۷۱	شرف اور عز میں فرق	۲۶۱	سبب اور علت میں فرق
۲۷۲	شاکر اور شکور میں فرق	۲۶۲	اسمۃ اشمیہ اور اسمۃ اقمیہ میں فرق
۲۷۳	شہوتہ اور لذت میں فرق	۲۶۲	سلب عموم اور عموم سلب میں فرق
		۲۶۳	سرا اور سرور میں فرق
			الفرق بین المسبیل والطریق
			والصراف

۲۸۲ والمُسْتَقِیْم

الفرق بین الصوت

۲۸۳

والصباح

﴿ضاد﴾

۲۸۴

ضیاء اور نور میں فرق

۲۸۴

ضالّ اور ضلّٰک میں فرق

۲۸۴

ضلالت اور غوایت میں فرق

۲۸۵

صمیم اور ظلم میں فرق

۲۸۵

ضابطہ اور قاعدہ میں فرق

۲۸۵

ضدّین اور تقیضین میں فرق

۲۸۶

الضفّ اور الوهن میں فرق

۲۸۶

ضرر اور ضرار میں فرق

۲۸۶

الضفّ اور الضفّٰت میں فرق

﴿طاء﴾

۲۸۷

طہارت اور نظافت میں فرق

طاعت، قربت اور عبادت میں

۲۸۸

فرق

۲۸۹

ظاهر اور ظہور میں فرق

۲۸۹

طہور اور طہور میں فرق

۲۸۹

طائفہ اور فرقہ میں فرق

﴿صاد﴾

۲۷۴ صدقہ اور عطیہ کے درمیان فرق

۲۷۴

صفت اور وصف میں فرق

۲۷۴

صوم وصال اور صوم دھر میں فرق

۲۷۵

صدقہ اور حدیہ میں فرق

صاح، صرة، صرصر، صریر اور صوت

میں فرق

۲۷۵

صفت اور وصف میں فرق

۲۷۶

صفات کمالیہ اور صفات مستحسنہ اور

۲۷۶

صفات مذمومہ میں فرق

۲۷۶

صح اور عیب میں فرق

۲۷۷

صدق اور وفاء میں فرق

۲۷۷

الضفّ اور الوهن میں فرق

۲۷۷

موفیاء اور علماء میں فرق

۲۷۸

منف، نوع اور قسم میں فرق

۲۷۸

فرق بین الصباح والنداء

۲۷۸

ملاح اور فلاح میں فرق

۲۷۹

مداق اور مہر میں فرق

۲۸۰

صورۃ اور الہیۃ میں فرق

۱۸۰

فرق بین الصحۃ والعافیۃ

الفرق بین الصوت

۲۹۹	الحدّٰن اور البسّط میں فرق	۲۹۰	طاہرین اور طہیین میں فرق
۲۹۹	البعوّٰ اور الغفران میں فرق	۲۹۰	الطبیعہ اور القریحہ میں فرق
۳۰۰	عزم اور نیت میں فرق	۲۹۱	الطغیان اور العُدّٰ وان میں فرق
۳۰۱	عقل اور کشف میں فرق		طلاق رجعی، طلاق بائن اور طلاق
۳۰۱	عجب اور عجباب میں فرق	۲۹۱	مغلظہ میں فرق
۳۰۲	عَمّٰ اور عمہ میں فرق	۲۹۲	الطلوع، المیز و غ اور الشروق میں فرق
۳۰۲	عشیرہ اور معشر میں فرق		
۳۰۲	العافیۃ، المعافاة اور العفوٰ میں فرق		﴿طاء﴾
۳۰۳	عُرف اور معروف میں فرق	۲۹۳	الظّل اور الفحیٰ میں فرق
۳۰۳	عترت اور عشرت میں فرق	۲۹۳	ظرف مستقر اور ظرف لغو میں فرق
۳۰۳	عاری اور عاقل کے درمیان فرق	۲۹۴	الظّالّہ اور المظالّہ کے درمیان فرق
۳۰۳	عزاف اور کاهن میں فرق	۲۹۴	ظفر اور فوز میں فرق
۳۰۴	العقد اور العہد میں فرق	۲۹۵	ظرافت اور فکاہت میں فرق
۳۰۴	العلم والیقین کے مابین فرق		
۳۰۵	عمر اور یغوب میں فرق		﴿عین﴾
۳۰۵	عطیہ اور ہدیہ کے درمیان فرق	۲۹۶	علم اور معرفت میں فرق
۳۰۵	عدم اور نقد میں فرق	۲۹۶	عندیٰ اور لدیٰ میں فرق
۳۰۵	عدل اور فضل میں فرق	۲۹۷	علم غیب اور کشف میں فرق
۳۰۶	عیسوی اور ہجری میں فرق	۲۹۷	عہد اور یمثاق میں فرق
۳۰۶	عشاء اور عشاء میں فرق	۲۹۷	عذاب اور عقاب میں فرق
۳۰۶	عندہ اور عنہ میں فرق	۲۹۸	عجب اور کبر میں فرق
۳۰۷	عقد نکاح اور عقد بیع میں فرق	۲۹۸	عالم اور عارف میں فرق

۳۱۹	غرض، غایت اور فائدہ میں فرق	۳۰۷	علم، لقب اور کنیت میں فرق
۳۱۹	غائب اور غیب میں فرق	۳۰۸	عاصی اور معاصی میں فرق
۳۲۰	غیبت اور نیمہ میں فرق	۳۰۸	عمل اور فعل میں فرق
۳۲۰	عجبی اور عجوبی میں فرق	۳۰۹	عصا اور میثاقہ میں فرق
۳۲۰	غارم اور مدیون میں فرق	۳۰۹	عہد اور وعدہ میں فرق
۳۲۱	غلط اور غلت میں فرق	۳۱۰	عاذ اور لوڈ میں فرق
۳۲۱	غسل، غسل اور غسل میں فرق	۳۱۰	علم غیب اور کشف میں فرق
۳۲۱	غبن اور غبن کے درمیان فرق	۳۱۰	عود اور عَصْن میں فرق
۳۲۲	غار اور کہف کے اندر فرق	۳۱۰	عالم اور مولوی میں فرق
۳۲۲	غیض اور غصبت میں فرق	۳۱۱	عدل اور ملامت کے درمیان فرق
۳۲۲	غیث اور مطر میں فرق	۳۱۱	عقل اور لب میں فرق
۳۲۳	غدر اور کمر میں فرق	۳۱۲	علم اور قہم میں فرق
۳۲۳	غم اور ہم میں فرق		عزم، نیت اور قصد کے درمیان
۳۲۳	غولیت اور غباوت میں فرق	۳۱۲	فرق

﴿فاء﴾

۳۲۵	فقیر اور مسکین کا فرق	۳۱۲	العین اور الیوبوع میں فرق
۳۲۵	فتہ (زیر) اور نصب میں فرق	۳۱۳	الفرق بین العقل والنہی
۳۲۵	فطیہ اور قریحہ میں فرق	۳۱۴	الفرق بین العقو والمغفرۃ
۳۲۵	فرح اور مرح میں فرق	۳۱۶	الفرق بین العشق والمحبة
۳۲۶	فلاح اور فوز میں فرق		﴿غین﴾
۳۲۶	فرجہ اور فرج میں فرق	۳۱۸	غزل اور قصیدہ میں فرق
		۳۱۹	غیمت اور تی کے اندر فرق

۳۲۶	قدح اور کاس کے درمیان فرق	۳۲۶	الحوئی اور المعنی میں فرق
۳۲۶	قصد اور قصد کے درمیان فرق	۳۲۷	قد اور واحد کا فرق
۳۲۷	قلیل اور یسیر کے درمیان فرق	۳۲۷	قوا اور قلب میں فرق
۳۲۷	قطب الاقطاب اور قطب الابدال	۳۲۷	قوسہ اور قوسہ میں فرق
۳۲۷	میں فرق	۳۲۸	فرقان اور قرآن میں فرق
۳۲۸	قاصد اور وفد کے درمیان فرق	۳۲۸	الغیا اور المسئلۃ میں فرق
۳۲۸	قطعہ، شعر اور مثنوی میں فرق	۳۲۹	فعل، عمل اور صرح میں فرق
۳۲۹	قنوط اور یاس کے درمیان فرق	۳۲۹	فُتوق اور عصیان میں فرق
۳۲۹	قائم اور قیوم کے درمیان	۳۲۹	فاعل نسبی اور فاعل مبالغہ میں فرق
۳۲۹	میں فرق	۳۳۰	فاسق اور فاجر کے درمیان فرق
۳۳۰	قصاب اور لحام کے مابین فرق	۳۳۰	فرق اور فرقان میں فرق
۳۳۰	القاسط اور المقسط میں فرق	۳۳۱	فاجی اور مخلطی کے درمیان فرق
۳۳۰	قچی اور قلنس کے مابین فرق	۳۳۱	فسق اور فجور کے مابین فرق
۳۳۰	قیام اکرام اور قیام تعظیم میں فرق	۳۳۱	الفرق بین الفصل والفرق
۳۳۱	قادرا اور مقتدر میں فرق		

﴿ قاف ﴾

۳۳۲	کلام فصیح اور کلام بلیغ میں فرق	۳۳۲	قیاس فقہی اور قیاس ابلیس میں فرق
۳۳۳	کشف اور کرامت میں فرق	۳۳۳	قضاء اور قدر کے درمیان فرق
۳۳۳	کافر اور کفر کے درمیان فرق	۳۳۵	قوت اور قدرت میں فرق
۳۳۳	گلن اور گلی کے درمیان فرق	۳۳۵	قرب اور قربانی میں فرق
۳۳۵	کاف اور مثل میں فرق	۳۳۵	قول اور کلام میں فرق
۳۳۵		۳۳۶	قاضی اور محقق کے درمیان فرق

۳۴۵	کلمہ اور کلام میں فرق	۳۴۵	لائے تقیٰ اور مائے تقیٰ کا فرق	۳۵۴
۳۴۵	الکثیر اور الواقر کے درمیان فرق	۳۴۵	تو اور تولا کے درمیان فرق	۳۵۴
۳۴۶	کافر اور مشرک کے درمیان فرق	۳۴۶	لا بدلہ اور لا بد منہ کا فرق	۳۵۵
۳۴۶	کفر اور کفران کے درمیان فرق	۳۴۶	لمزہ اور رُحْمَزہ کا فرق	۳۵۵
۳۵۶	کشف اور فراست میں فرق	۳۵۶	اللب اور اللب کے درمیان فرق	۳۵۶
۳۴۷	الکبر اور الکبریا کے درمیان فرق	۳۴۷	الکچہ اور اللکچہ کا فرق	۳۵۶



مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

۳۴۸	کوکب اور نجم کے درمیان فرق	۳۴۸	مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب	۳۵۷
۳۴۸	کشف اولیاء اور کشف انبیاء میں فرق	۳۴۸	مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب	۳۵۷
۳۴۹	الفرق بین الکبید والمکر	۳۴۹	مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب	۳۵۷

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب



لھو اور لعب کے درمیان فرق

لُفْطہ اور لُفْطِیۃ کے درمیان فرق

لُغَت اور محاورہ کے درمیان فرق

لحم اور لہم کے درمیان میں فرق

لحم اور لمس کے درمیان میں فرق

لام، حمد لام حقی اور لائے نفی جس کا

فرق

لیت، (تمنی) اور لعل (ترجی)

میں فرق

لگان اور مال گذاری کا فرق

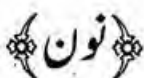
مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب

۳۶۱	مستحب اور مندوب میں فرق	۳۶۱	مقتضائے حال اور مقتضائے ظاہر
۳۶۱	نذی، ودی اور ودی کا فرق	۳۶۱	کافر
۳۶۲	معنی، مفہوم اور مدلول کا فرق	۳۶۲	الفرق بین المناظرۃ و
۳۶۲	مسح علی الجبیر، مسح علی الخین میں فرق	۳۶۲	المخاصمة والمجادلة
۳۶۳	مدتی مدتی اور مداتی کے درمیان فرق	۳۶۳	معتہ اور نکاح موقت کا فرق
۳۶۳	محقق اور مدقق کے درمیان فرق	۳۶۳	معصوم اور محفوظ میں فرق
۳۶۳	مناقق اور تلحد کے درمیان فرق	۳۶۳	موافق اور وفق کے درمیان فرق
۳۶۳	مقیل اور مستقر کے درمیان فرق	۳۶۳	موحد اور مشرک میں فرق
۳۶۳	المجلس والمقامۃ والمقامۃ اور ندی	۳۶۳	الفرق بین الملک
۳۶۳	میں فرق	۳۶۳	والملکوت
۳۶۵	ممنوع اور مجبور کے درمیان فرق	۳۶۵	الفرق بین المعروف
۳۶۵	مٹکہ اور نحوہ کے درمیان میں فرق	۳۶۵	والمشہور
۳۶۵	مثال اور نظیر کے درمیان فرق	۳۶۵	الفرق بین المحال
۳۶۶	منفرد اور واحد کے درمیان فرق	۳۶۶	والممتنع
۳۶۶	الفرق بین المنی والنطفہ	۳۶۶	الفرق بین المختلف
۳۶۷	الفرق بین المعونة والنصرة	۳۶۷	والمتضاد
۳۶۷	نذی، منی اور ودی کے درمیان فرق	۳۶۷	محمل اور محتمل کے مابین فرق
۳۶۸	موت اور نوم کے درمیان فرق	۳۶۸	محب اور محرمہ میں فرق
۳۶۸	المیت اور المیت کے درمیان فرق	۳۶۸	مجلس اور محفل کے درمیان فرق
۳۶۸	مقاتلہ اور محاربہ کے درمیان فرق	۳۶۸	نصیحت اور وصیت کے درمیان فرق
۳۶۸	مصدر اور مفعول مطلق کے درمیان فرق	۳۶۸	نظار اور وجہ کے درمیان فرق



- ۳۸۹ وحی متلو اور وحی غیر متلو میں فرق ۳۷۹ تجسّس اور تجسّس کے درمیان فرق
- ۳۹۰ وحی اور ایحاء کا فرق ۳۷۹ نصیب اور وصیب کے درمیان فرق
- ۳۷۹ نون اعرابی اور نون جمع کا فرق ۳۷۹ نوع حقیقی اور نوع اضافی کے درمیان فرق
- ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۹۱ ہل اور ہمزہ استفہام کا فرق ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۲ ہدیہ اور ہیہ میں فرق ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۹۱ یاء ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۹۲ یائے نسبتی اور یائے مصدری ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۹۳ میں فرق ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۹۵ کتب مأخذ و مراجع ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۹ عرض ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۹ مرتب نے مزید چند کتابوں کا ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۹ طالب دین حضرات کیلئے ترتیب ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۹ دیا ہے۔ دعاؤں کی درخواست ہے ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۹ کہ اللہ پاک ان کو بھی شائع ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۹ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۹ وما التوفیق الامن اللہ ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۹ راقم مولوی نور حسین قاسمی غفرلہ ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۹ استاد کتب حدیث جامعہ حسینیہ ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۹ کورنگی، کراچی، پاکستان ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۹ واو ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۹ وسیلہ اور وسیلہ کا فرق ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۹ ولایت اجبار اور ولایت اِزام کا فرق ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۹ وین اور وینج کے درمیان فرق ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۸ وعد اور وعید کے درمیان فرق ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹
- ۳۸۹ واو عطف اور واو صرف کے درمیان فرق ۳۸۰ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۴ ۳۸۸ ۳۸۹

لفظ اللہ اور لفظ الہ میں فرق

جاننا چاہیے کہ لفظ اللہ اور الالہ (معرف باللام) کے متعلق چند مذاہب ہیں (۱) علامہ سید شریف کا ہے کہ لفظ اللہ اور الالہ، دونوں ذات خدا کے علم ہیں البتہ دونوں میں اتنا فرق ہے کہ الالہ کا اطلاق گاہ بگاہ غیر خدا پر بھی ہوتا ہے اور لفظ اللہ کا اطلاق ذات خدا کے علاوہ اور کسی پر نہیں ہوتا لہذا الالہ عام ہے اور لفظ اللہ خاص ہے (۲) علامہ سعد الدین تفتازانیؒ کا مسلک ہے کہ لفظ اللہ ذات خدا کا علم خاص ہے اور الالہ کلی ہے جس کا اطلاق ہر معبود پر کیا جاتا ہے (۳) علامہ شیخ رضی کا مسلک ہے کہ لفظ اللہ اور الالہ دونوں ذات خدا کے علم مخصوص ہیں غیر خدا پر ان کا اطلاق کسی طور پر صحیح نہیں ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے ”مآرب الطلبہ فی تحقیق الفرق بین الالفاظ المترادفة والمعانی المتقاربة ص: ۱۸، ۱۹“

لفظ اللہ اور لفظ خدا میں فرق

جاننا چاہیے کہ لفظ اللہ یہ عربی لفظ ہے اور لفظ خدا فارسی ہے دونوں کے معنی معبود برحق کے ہیں، پھر استعمال میں اس قدر فرق بیان کیا جاتا ہے کہ لفظ اللہ کا استعمال عربی، فارسی، اردو سب زبانوں میں عام ہے، لیکن لفظ خدا کا استعمال صرف عجمی زبانوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ لفظ اللہ عام ہے جو عربی و عجمی سب زبانوں میں عام ہے اور خدا کا استعمال عجمی زبانوں کیساتھ خاص ہے (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ لفظ اللہ کا استعمال معبود برحق کیلئے متفق علیہ ہے یعنی اس میں علمائے کرام کا اختلاف نہیں ہے لیکن لفظ خدا کا استعمال مختلف فیہ ہے یعنی بعض علماء جواز کے اور بعض عدم جواز کے قائل ہیں۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۱۹)

انشاء اللہ اور ماشاء اللہ میں فرق

جاننا چاہئے کہ یہ دونوں جملہ فعلیہ ہیں پہلے جملہ میں ان شرطیہ اور ثانی جملہ

میں مائے موصولہ داخل ہے، یہ دونوں جملے عربی بلکہ عام محاورات میں بھی کثیر الاستعمال ہیں، پھر ان دونوں میں یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ جملہ انشاء اللہ کا تعلق زمانہ مستقبل کیساتھ خاص ہے کیوں کہ انشاء اللہ کے اندر ان شرطیہ ہے جو فعل ماضی کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے، لہذا اب انشاء اللہ میں شاء بمعنی یشاء کے ہوگا جیسے ”ولا تقولن لشیء انی فاعل ذالک غداً الا ان یشاء اللہ“ اور جملہ ماشاء اللہ کا استعمال ماضی کے ہی معنی میں ہوتا ہے اُسندہ کے کسی امور کے متعلق استعمال نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں لفظ ”شاء“ ہے جو ماضی ہے اسلئے کسی شخص کی کامیابی پر کہا جاتا ہے ”ماشاء اللہ“ اور مقصود پورا ہونے سے پہلے کہا جاتا ہے انشاء اللہ تجھے اس کام میں کامیابی نصیب ہوگی۔ خلاصہ یہ نکلا کہ انشاء اللہ کا استعمال زمانہ مستقبل کیساتھ خاص ہے اور ماشاء اللہ کا استعمال زمانہ ماضی کے ساتھ۔ (حوالہ مآرب الطلبہ ص: ۸۲)

الحمد للہ اور نحمدہ میں فرق

حضرات مصنفین ”حمد باری تعالیٰ کیلئے دو جملے ذکر فرماتے ہیں (۱) ایک جملہ اسمیہ یعنی الحمد للہ (۲) دوسرا جملہ فعلیہ مضارع یعنی ”نحمدہ“ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لغات شرح مشکوٰۃ ص: ۲۵ ج ۱، میں تحریر فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ ”الحمد“ سے اس بات کی خبر دینا مقصود ہے کہ تمام حامد ذات پاک کے ساتھ مخصوص ہیں اور ”نحمدہ“ سے انشاء جملہ قصہ، دے گویا پہلا جملہ صورتہ، معنی خبر یہ ہے اور دوسرا جملہ صورتہ خبر یہ ہے اور معنی انشاء یہ: تو کا اور دونوں جملوں میں فرق یہ ہے کہ ”الحمد للہ“ جملہ اسمیہ ہے، اسمیت استمرار و دوام پر دلالت کرتی ہے۔ اور اسمیت جملہ کا معنی ہے۔ ”عدول الجملة عن الفعلية الى الاسمية“ اور نحمدہ، جملہ فعلیہ مضارع ہے جو فعل ہونے کی بناء پر حدوث و تجدد پر دال ہے اور مضارعیت استمرار پر دلالت کرتی ہے، اس طرح سے جملہ فعلیہ مضارع استمرار تجدد پر دال ہوگا۔ (اشرف التوضیح ص: ۸۰ ج ۱)

آل اور اہل میں فرق

آل و اہل کے درمیان چار اعتبار سے فرق ہے (۱) آل معرفہ کی طرف

مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے بخلاف اہل کے کہ اس میں یہ شرط نہیں (ب) آل مذکر کی طرف مضاف ہوتا ہے جبکہ اہل کیلئے یہ بھی شرط نہیں (ج) آل کی نسبت صرف ذوی العقول کی طرف ہوتی ہے برخلاف اہل کے (د) آل اکثر اشرف کیلئے استعمال ہوتا ہے خواہ دینی اعتبار سے ہوں جیسے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا دنیاوی اعتبار سے ہوں جیسے آل فرعون جبکہ اہل کیلئے یہ شرط نہیں ہے۔ دیکھئے، (ص: ۵۹، مقدمات و افاضات ص: ۲۴۰ ج ۱، و تقیہات ص: ۵۶ ج ۱)

الہام اور وحی میں فرق

(۱) وحی میں فرشتے کا واسطہ ہوتا ہے یعنی بواسطہ فرشتے وحی نازل ہوتی ہے اور الہام میں فرشتے کا واسطہ نہیں ہوتا (ب) وحی انبیاء علیہم السلام کیساتھ مخصوص ہے بخلاف الہام کے کہ وہ عام ہے درمیان انبیاء اور اولیاء کے۔ (فرامد منشورہ ص: ۳۵، و علوم القرآن ص: ۲۳، علامہ قاضی مظہر الدین احمد صاحب بکرامی)

اذکار اور اشغال میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جو چیزیں زبان سے متعلق ہوں وہ اذکار ہیں اور جو دھیان سے متعلق ہوں وہ اشغال ہیں۔ (از ملفوظات محمودیہ ص: ۱۴، مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند، قسط ۳، یہ ہندی نسخہ سے لیا گیا ہے۔ مرتب محمد نور حسین قاسمی عافاہ اللہ)

امانت اور ودیعت میں فرق

ودیعت تو یہ ہے کہ مالک اپنی مملوکہ شی دوسرے کے پاس حفاظت کی غرض سے رکھے اور امانت: ”مایجب حفظہ“ (جس کی حفاظت لازم ہو) کو کہتے ہیں، اس کیلئے یہ ضروری نہیں کہ مالک نے خود وہ چیز کسی کے پاس امانت رکھی ہو جیسے لفظ اس میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ کسی کی کتاب کہیں سے ملی اس کو اٹھالیا، تو یہ امانت ہے ودیعت نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ودیعت خاص ہے اور امانت عام۔ (ملفوظات محمودیہ ص: ۳۰، قسط ۴، افاضات ص: ۱۳۲ ج ۱، مآرب الطلبہ ص: ۱۵۴)

اقتصار اور اختصار میں فرق

(۱) اقتصار کیلئے حصر مستلزم ہے اور اختصار کیلئے حصر مستلزم نہیں مثلاً ”زیدؑ ھو القائم“ میں اختصار نہیں مگر حصر ہے (ب) اختصار میں الفاظ کم اور معنی زیادہ ہوتے ہیں اور اقتصار میں الفاظ زیادہ اور معنی کم ہوتے ہیں (ج) قاعدہ نحوی ہے کہ اگر کسی اسم یا فعل کو کسی دلیل کے تحت حذف کرتے ہیں تو اس کا نام ان کے یہاں اختصار رکھا جاتا ہے، اگر بلا دلیل کے حذف کریں تو اس کو اقتصار کہتے ہیں۔ (مصباح العوالم شریعت ماہی عامل ص: ۱۲۳، ملفوظات محمودیہ ص: ۲۹۰ قسط ۴، تآرب الطلیہ ص: ۱۱)

اسراف اور تبذیر میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جس جگہ خرچ کرنا جائز ہے، وہاں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے جیسے ﴿کلوا واشربوا ولا تسرفوا﴾ اور جہاں خرچ کرنا جائز نہیں وہاں خرچ تبذیر ہے جیسے: ﴿ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين﴾ الآية۔ (ملفوظات فقیہ الامت ص: ۲۸، فروق اللغات ص: ۴۵، تآرب الطلیہ ص: ۲۳۲)

احد اور واحد کا فرق

احد اور واحد میں پانچ فرق ہیں؛ تین معنوی ہیں اور دو لفظی، معنوی یہ ہیں:

(۱) احد باری تعالیٰ کیلئے خاص ہے اور واحد عام ہے (ب) بعض کے نزدیک احد خاص ذوی العقول کیلئے ہے اور واحد عام ہے (ج) واحد کے مقابلہ میں تاء آتی ہے اور احد کے مقابلہ میں تاء نہیں آتی۔ اور لفظی فرق یہ ہے کہ (۱) واحد کی مؤنث واحدة آتی ہے اور احد کی کوئی مؤنث نہیں (ب) دوسرا فرق یہ ہے کہ احد کی جمع آتی ہے اور واحد کی جمع نہیں آتی۔ (دیکھئے افاضات ص: ۹۹ ج ۱۔ قیمیات ص: ۱۵۶ ج ۱۔ اور الاتقان فی علوم القرآن میں اسکے سات امتیازی فرق بیان کئے گئے ہیں مراجعت کیجئے۔)

(الاتقان فی علوم القرآن ص: ۴۵۱ ج ۱)

افضل اور اکمل کا فرق

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ صحابہ کرامؓ کا ہر فرد کل عالم کے مسلمانوں سے افضل ہے قرآن وحدیث کے نصوص اس پر شاہد ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر صحابیؓ ہر کمال علمی وغیرہ میں سب لوگوں سے اکمل بھی ہو۔ اور ائمہ مجتہدین امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ اور دوسرے حضرات مجتہدین، مجتہد تھے، تفقہ کا کمال ان کو حاصل تھا اور صحابہ کرامؓ میں بعض ایسے بھی تھے جو مجتہد نہیں تھے۔ مگر اس سے بھی افضلیت کا مدار قبول عند اللہ پر ہے، کمالات کی تحصیل اکتسابی واختیاری چیز ہے۔ (مجالس حکیم الامت ص: ۱۹۱، مآرب الطلبہ ص: ۲۲۴)

افادہ اور استفادہ میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ افادہ کا معنی فائدہ دینا ہے اور استفادہ کا معنی فائدہ حاصل کرنا ہے، اور اس کا اطلاق معلّم کیلئے ہوتا ہے اور استفادہ کا اطلاق متعلّم کیلئے ہے۔ (افاضات شرح مقامات اردو ص: ۱۴۱ ج ۱۔ از مولانا افتخار علی دیوبندی، ناشر مکتبہ شریعت علیہ ملتان)

اساس، بناء اور بنیہ میں فرق

ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ بنیہ تو مطلق نیچے کی عمارت کو کہتے ہیں اور اساس وہ بنیاد ہے جو زمین میں مدفون ہو۔ (اضافات ص ۳۴ ج ۱) لیکن ایک اور جگہ صاحب اضافات خود لکھتے ہیں کہ بناء اور بنیہ کا اطلاق تو ہر سافل پر عالی کی نسبت سے کیا جاتا ہے اور اساس کا اطلاق اس بنیاد پر ہوتا ہے جو زمین میں مدفون کردی جائے اور بنیان کا اطلاق اصل اور پوری دیوار پر ہوتا ہے اور بناء کا اطلاق خاص دیوار پر کیا جاتا ہے۔ (۱) (یکے اضافات ص ۱۳۹ ج ۱)

انشاء، تالیف اور تصنیف میں فرق

تالیف کہتے ہیں کسی غیر کے کلام کو جمع کرنا اور تصنیف کہتے ہیں جو اپنے

دماغ سے نکالے اور مضامین مختلف ہوں۔ انشاء کہتے ہیں جو اپنے دماغ سے نکالے اور مضمون ایک ہی ہو اور انشاء کبھی انشاء کے مقابلہ میں بھی آتا ہے تو انشاء کے معنی یہ ہوں گے کہ شعر جو پڑھے وہ خود اس کے بنائے ہوئے ہوں اور انشاء کے معنی مطلق شعر پڑھنے کے ہیں خواہ اپنے ہوں یا کسی اور کے۔ (افاضات شرح مقامات اردو ص: ۲۷)

(ج ۱)

ایمان اور اسلام میں فرق

لغت میں ایمان کسی چیز کی دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے اور اسلام اطاعت اور فرمانبرداری کا، ایمان کا محل قلب ہے اور اسلام کا بھی قلب ہے اور سب اعضاء و جوارح بھی۔ لیکن شرعاً ایمان بغیر اسلام کے اور اسلام بغیر ایمان کے معتبر نہیں، جب تک زبان سے اس تصدیق کا اظہار اور اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار نہ کرے اور زبان سے تصدیق کا اظہار یا فرمانبرداری کا اقرار اس وقت تک معتبر نہیں، جب تک دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نہ ہو۔

(دیکھئے، معارف القرآن مفتی محمد شفیع ص: ۱۱۱ ج ۱، و ۵۹۱، تفسیر عثمانی، ص: ۵۳۲ ج ۲، و فروق اللغات ص: ۳۰، ۳۱، و الفروق فی اللغة ص: ۲۲۲)

اصابع، اناٹل اور بنان میں فرق

بنان: تو انگلیوں کے پوروں کو کہتے ہیں اور اناٹل کہتے ہیں انگلیوں کے سرے سے پہلے جوڑ تک کو اور انگلی کے سرے سے جڑ تک کو اصابع کہتے ہیں۔ (دیکھئے ماخذ افاضات۔ تفہیمات شرح مقامات وازکاپی مقامات مرتب ص: ۱۰۲ ج ۲، واضح ہو کہ بندہ نے دوران تدریس اس کاپی کو شرح کی نیت سے ترتیب دیا تھا جو آج بھی بندہ کے پاس محفوظ ہے)

ابد اور آمد میں فرق

واضح ہو کہ ابد وہ زمانہ ہے جس کیلئے کوئی انتہاء نہیں اور وہ متغیر ہوگا۔ اور آمد

اگر مطلق ہوگا تو واقع میں اسکی کوئی نہایت ہوگی لیکن وہ معین نہیں ہوگا اور اگر امد مقید ہو تو معین ہوگا۔ (کنوز اعزازیہ المعروف بتفہیمات شرح مقامات اردو، از شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب ص: ۲۰۹)

آثم اور عقاب میں فرق

واضح ہو کہ اِثم وہ بُرا کام جو انسان کرے اور عقاب وہ بُرا کام جو انسان کرے، اُس میں گناہ بھی ہو اور یہ گناہ اس سے قصداً ہو جاتا ہے اور کبھی سہواً۔
(تفہیمات ص: ۳۸، ج ۱، من مؤلف مولانا اعزاز علی صاحب، افاضات شرح مقامات ص: ۱۹، ج ۱، ناشر مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

استماع اور انصات میں فرق

استماع اُس سننے اور کان لگانے کو کہتے ہیں جو کہ (بالقصد والا ارادہ) ہو اور پوری توجہ کے ساتھ ہو اور انصات کے معنی سکوت اور خاموشی کے ہیں، مگر انصات کے معنی مطلق سکوت اور خاموشی کے نہیں بلکہ کسی متکلم کے ادب و احترام کی بناء پر خاموش رہنے کا نام انصات ہے خواہ کلام سنائی دے یا نہ دے۔
(دیکھئے معارف القرآن از مولانا محمد ادریس کاندھلوی ص: ۱۸۶، ج ۳)

اِنَّ اور اَنَّ میں فرق

اِنَّ صدر کلام میں آتا ہے اور اپنے اسم و خبر سے ملکر کلام تام بن جاتا ہے جیسے اِنَّ زیداً قاتلاً۔ اور اَنَّ وسط کلام میں آتا ہے، اپنے اسم و خبر سے ملکر مفرد کے حکم میں ہوتا ہے اور ایک فعل یا ایک اسم کا اس سے پہلے آنا ضروری ہے جس کا یہ اَنَّ فاعل یا مفعول یا کوئی اور جزو جملہ بن سکے جیسے بلغنی اَنَّ زیداً قاتلاً۔ اِنَّ کی خبر پر لام تاکید مفتوحہ آتا ہے جیسے اِنَّ زیداً لقاتلاً اور اَعلم اور اُسکے مشتقات کے بعد جب اَنَّ مفتوحہ کی خبر

پر لام آئے تو اُس وقت اُن مفتوحہ بھی مکسورہ ہو جاتا ہے جیسے ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنْكَ﴾
 لہ رسولہ ﴿﴾۔ (کتاب النحو ص: ۲۵)

اِذَا، اِذَا، اِذَا اور اِذَا میں فرق

”اِذَا“ کسی گذشتہ واقعہ کی یاد دہانی کیلئے آتا ہے جب کہ ”اِذَا“ کسی مستقبل کے واقعہ پر دلالت کیلئے آتا ہے اور ”اِذَا“ یہ ظرف کیلئے آتا ہے اور یہ ظرف مثنیٰ بر سکون ہوتا ہے تب اسکے بعد (کان کذا) محذوف ہوگا، چنانچہ اس کو معرب کی طرح کبھی مکسور متون اور کبھی مفتوح متون پڑھتے ہیں جیسے اِذَا اور یو منذب (تیسیر القرآن ص: ۱۹) اور ”اِذَا“ یہ اِذَا سے بنا ہے۔ ما کے لاحق ہونے کی وجہ سے الف کو گرا دیا گیا ”اِذَا“ ہو گیا۔ چونکہ ”اِذَا“ میں خود ہی شرط کے معنی پائے جاتے ہیں اور مستقبل کیلئے وضع کیا گیا ہے، لیکن ما کے لاحق ہونے کی وجہ سے مضارع پر اگرچہ داخل ہو جاتا ہے مگر جزم نہیں دیتا۔ علامہ سیرانی کا قول یہ ہے کہ سیبویہ کے علاوہ کسی نحوی نے ”اِذَا“ کو ذکر نہیں کیا ہے۔ علامہ میرد کا قول ہے کہ ”اِذَا“ اپنی اسمیت پر باقی رہتا ہے ما سے صرف اضافت کی طلب سے رُک جاتا ہے، اس قول کی بناء پر ”اِذَا“ جزم دینے کے ساتھ مستقبل کے معنی بھی دیتا ہے۔ (مصباح العوائل ص: ۶۳، ۶۵)

الفرق بین الارادة والمشيّة

قيل الارادة هي العزم على الفعل او الترك بعد تصوّر الغاية المرتبة عليه من خير او نفع او لذّة ونحو ذلك وهي اخص من المشيّة لان المشيّة ابتداء العزم على الفعل فبسيبها الى الارادة نسبة الضعف الى القوّة والظن الى العزم فانك ربما شئت شيئا ولا تريد له لمانع عقلي او شرعي (فروق اللغات ص: ۲۰، الفروق في اللغة ص: ۱۱، مآرب الطلبة ۲۱۹)

”مشیت اور ارادہ کے درمیان فرق یہ ہے، کہ ارادہ نام ہے عزم علی الفعل

یعنی کسی کام کے کرنے کا پختہ ارادہ کرنا یا کسی کام کے چھوڑنے کا، ایسے مقصد کے تصور کے بعد جس پر کوئی بھلائی، نفع یا لذت یا اور کوئی اس جیسی دوسری چیز مرتب ہو۔ ارادہ مشیت سے خاص ہے کیونکہ مشیت ابتدائے عزم علی الفعل کا نام ہے یعنی کسی کام کے کرنے پر پختہ ارادہ کا مبداء اور اس کا ابتدائی حصہ پس مشیت کی نسبت ارادہ کی طرف یہ ضعف کی نسبت قوت کی طرف اور ظن کی نسبت جزم یعنی پختہ یقین کی طرف ہے، کیونکہ بسا اوقات آپ کسی کام کو کرنا چاہتے ہیں دوسرے لفظوں میں آپ کسی کام کی مشیت تو چاہتے ہیں لیکن اس کا ارادہ نہیں کرتے کسی مانع عقلی یا شرعی کی وجہ سے۔“

الفرق بین الالہ والمعبود

اِنَّ الْاِلٰهَ هُوَ الَّذِیْ یَحِقُّ لَہُ الْعِبَادَۃُ فَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَلِیْسَ کُلُّ مَعْبُوْدٍ یَّحِقُّ لَہُ الْعِبَادَۃُ اَلَا تَرٰی اَنَّ الْاَصْنَامَ مَعْبُوْدَۃً وَالْمَسِیْحَ مَعْبُوْدًا وَلَا یَحِقُّ لَہُ وَلِہَا الْعِبَادَۃُ (الفروق فی اللغۃ ص: ۱۸۰)

”بیشک الہ وہ ہے جو عبادت کا مستحق ہو پس ”لا الہ الا اللہ“ یعنی الہ صرف اور صرف اللہ عزوجل ہے۔ اور ہر معبود مستحق عبادت نہیں ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ بت اور مورتیاں معبود ہیں اور مسیح معبود ہیں، حالانکہ بت اور مسیح علیہ السلام مستحق عبادت نہیں ہیں۔“

ازلی، ابدی اور قدیمی میں فرق

ان تینوں الفاظ کے معانی ہیں دائمی و ہمیشگی کے؛ پھر ان میں باہمی فرق یوں ہے کہ ازلی: اس چیز کو کہتے ہیں جس کی ابتداء نہ ہو یعنی ہمیشہ سے ہو۔ ابدی: اس چیز کو کہتے ہیں جس کی انتہاء نہ ہو ہمیشہ رہے اور قدیم: اُس چیز کو کہتے ہیں جسکی نہ ابتداء ہو نہ انتہاء، یعنی ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے۔ پس یہ تینوں صفات باری تعالیٰ میں سے ہیں۔

اظہار اور جہر میں فرق

ان الجہر عموم الاظهار والمبالغة فيه، ألا ترى أنك اذا كشفت الامر للرجل والرجلين، قلت "اظهرته لهما" ولا تقول "جهرت به" للجماعة الكثيرة فيزول الشك ولهذا قالوا: ﴿أرنا الله جهرۃ﴾ ای عیاناً لا شک معه، واصله رفع الصوت يقال: جهر بالقراءة، اذا رفع صوته بها وفي القرآن ﴿ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها﴾ ای بقرأتک فی صلوٰتک، و صوت جہر، رفیع الصوت ولهذا يتعدى بالباء فيقال جهرت به كما تقول رفع صوته به لانه في معناه، وهو في غير ذلك استعارة واصل الجهر اظهار المعنى للنفس واذا اخرج الشيء من وعاء او بيت لم يكن ذلك جهر او كان اظهارة، وقد يحصل الجهر نقيض الهمس لان المعنى يظهر للنفس بظهور الصوت. (الفروق فی اللغة ص ۲۸۰/۲۸۱)

"یشک جہر، عموم اظہار اور اس میں مبالغہ کا نام ہے کیا آپ نہیں دیکھتے جبکہ آپ کوئی معاملہ ایک یا دو آدمیوں کیلئے واضح کریں تو یہ کہتے ہیں "اظهرته لهما" یعنی میں نے معاملہ ان دونوں کیلئے ظاہر کیا اور آپ یہ نہیں کہتے "جهرت به للجماعة الكثيرة" جہر سے شک ختم ہو جاتا ہے اسلئے انہوں نے (بنی اسرائیل نے) کہا تھا "ارنا الله جهرۃ" یعنی ہمیں اللہ عز و جل کا دیدار کرائیے واضح طور پر یعنی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں جس میں کوئی شک نہ ہو اور اس کی اصل رفع الصوت یعنی آواز کو بلند کرنا ہے۔ کہا جاتا ہے "جهر بالقراءة" جبکہ وہ قرأت میں اپنی آواز کو بلند کرے اور قرآن شریف میں ہے "ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها" (یعنی تو اپنی آواز بلند مت کر نماز میں اور آہستہ نہ پڑھ اس میں) یعنی اپنی قرأت میں اپنی نماز کے اندر اور بلند آواز ہو۔ اور اسی لئے باء کے ساتھ متعدی

ہوتا ہے پس کہا جاتا ہے ”جھڑت بہ“ جیسا کہ تم کہتے ہو اس نے اپنی آواز اس میں بلند کی اسلئے کہ وہ اس کے معنی میں ہے۔ اور وہ اس کے علاوہ میں استعارہ ہے اور جبر کی اصل یہ ہے کہ نفس کیلئے معنی کو ظاہر کرنا اور جب کوئی شئی کسی برتن یا گھر سے نکالا جائے تو وہ جبر نہ ہوگا بلکہ وہ اظہار ہوگا اور کبھی کبھی جبر حاصل ہوتا ہے نفیض ہمس سے کیونکہ نفس کیلئے معنی آواز کے ظاہر ہونے سے ہوتا ہے۔“

آہا اور اےھا میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان یہ فرق ہے کہ آہا: اس وقت بولتے ہیں جبکہ خود اپنے آپ بول کر تعجب کرے اور اےھا: اس وقت بولا جاتا ہے جہاں یہ اپنے مقصود کا اظہار کرے تو دوسرے لوگ اس پر افسوس ظاہر کریں اور اسکے غم میں شریک ہوں۔
(افاضات شرح مقامات اردو ص: ۲۱۰ ج ۱، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

افراط اور تفریط میں فرق

افراط کا استعمال زیادت اور کمال کی جانب حد تجاوز کرنے میں کیا جاتا ہے اور تفریط کا استعمال نقصان اور تقصیر کی جانب حد تجاوز کرنے میں کیا جاتا ہے۔ (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۲۲، ناشر: رشیدیہ لاہور میری چانگام، بنگلہ دیش)

امید، آرزو اور تمنا میں فرق

”تمنا“ کہتے ہیں کسی نیک چیز کی امید رکھی جائے، اور اس کو آرزو بھی کہتے ہیں اور امید: کہتے ہیں کہ جو شخص کسی چیز کی توقع رکھتا ہو، اس کو طلب بھی کرتا ہو۔
(فضائل صدقات ص: ۶۱۸، ۶۱۹، از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ ناشر فیضی آب

انابت اور توبہ میں فرق

توبہ کہتے ہیں گذرے ہوئے افعال پر شرمندگی و ندامت کا اظہار کرنا اور انابت: مستقبل میں معاصی و گناہ چھوڑنے کے ارادے کو کہتے ہیں۔ (فروق اللغات ص: ۳۵، از علامہ نور الدین الجزائری، ناشر: المکتبۃ الثقافیۃ الاسلامیہ ایران)

استطاعت اور قدرت میں فرق

قیل الفرق بینہما ان استطاعۃ انطباع الجوارح للفعل، و القدرة ہی ما اوجب کون القادر علیہ قادر اولذاک لا یوصف اللہ بانہ مستطیع و یوصف بانہ قادر. (فروق اللغات، ص: ۴۱، والفروق فی اللغة ص: ۱۰۳)

”کہا گیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان یہ فرق ہے کہ استطاعت کسی کام کیلئے جوارح کے جذبات ابھارنے کو کہتے ہیں اور قدرت کہتے ہیں قادر کا اس فعل پر قدرت والا ہونا۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفت ”ستطیع“ نہیں ہو سکتی ہاں قادر ہو سکتی ہے۔“

اتمام اور اکمال میں فرق

(۱) امام راغب اصفہانی کہتے ہیں کہ کسی چیز کا اکمال اور تکمیل اس کو کہتے ہیں کہ اس چیز سے جو غرض و مقصود تھا وہ پورا ہو جائے اور اتمام کے معنی یہ ہیں کہ اس چیز سے دوسری چیز کی ضرورت اور حاجت نہ رہے (ب) یہ ہے کہ اتمام باعتبار اجزاء اور اکمال باعتبار اوصاف ہوتا ہے جیسے قرآن میں ہے: ﴿الْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی﴾ الایۃ، یعنی اکمال دین کا حاصل یہ ہوا کہ قانون الہی اور احکام دین کے اس دنیا میں بھیجنے کا جو مقصد تھا، وہ آج پورا کر دیا گیا اور اتمام نعمت کا

مطلب یہ ہوا کہ اب مسلمان کسی کے محتاج نہیں ان کو خود حق تعالیٰ شانہ نے غلبہ، قوت اور اقتدار عطا فرمایا جس کے ذریعہ وہ اس دین کے احکام کو جاری اور نافذ کر سکیں۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۵۰ مؤلفہ مولانا شبیر احمد صاحب، وفروق اللغات ص: ۴۳)

آل اور ذریت میں فرق

آل الرجل ذو قرابتہ و ذریۃ نسلہ فکل ذریۃ آل ولیس کل آل بذریۃ و ایضا آل یخص بالاشراف و ذوی الاقدار بحسب الدین او الدیاب بخلاف الذریۃ۔ (فروق اللغات ص: ۴۷)

”آدمی کی آل اس کے ذوقرابت ہے اور ذریت اس کی نسل ہے پس ہر ذریت آل ہے اور ہر آل ذریت نہیں ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ آل دینی یا دنیوی مرتبہ والے کے ساتھ مختص ہے بخلاف ذریت کے۔“

اب اور والد میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں الفاظ کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ لفظ والد کا اطلاق بلا واسطہ اپنے ہی باپ پر ہوتا ہے اور لفظ اب کا اطلاق اپنے والد کے علاوہ کبھی کبھی دادا اور پردادا پر بھی ہوتا ہے۔ (فروق اللغات ص: ۶۱، الفروق فی اللغہ، مآرب الطلبہ)

اجازت اور اذن میں فرق

قد فرق بینہما بان الاذن هو الرخصة فی الفعل قبل ایقاعہ و الاجازۃ، الرخصة فی الفعل بعد ایقاعہ وهو بمعنی الرضاء بما وقع۔ (فروق اللغات ص: ۵۴، مآرب الطلبہ ص: ۱۴۲)

”ان کے درمیان یہ فرق بیان کیا گیا ہے کہ اذن کسی کام کے واقع کرنے سے

پہلے فعل میں رخصت دینا جبکہ اجازت کسی کام میں واقع ہونے کے بعد رخصت دینے کو کہتے ہیں اور وہ رضا بقضاء کا نام ہے۔“

اقرار اور اعتراف میں فرق

الاقرار هو التكلم بالحق اللازم على النفس مع توطین النفس على الانقياد والاذعان. والاعتراف هو التكلم بذلك وإن لم يكن معه توطین أو أن الاعتراف هو ما كان باللسان. والاقرار قد يكون به وبغيره بل القرائن. (فروق اللغات ص: ۵۴)

”اقرار اس حق بات کو بولنا جو کہ نفس پر لازم ہے، نفس کو فرمانبرداری پر آمادہ کرنے کے ساتھ اور اعتراف بھی یہی ہے، اگرچہ اس میں نفس کی آمادگی نہیں ہوتی ہے یا اعتراف وہ ہے جو زبان کے ساتھ ہو اور اقرار کبھی زبان اور کبھی غیر زبان کے ساتھ ہوتا ہے، بلکہ قرائن کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔“

الفرق بین الاجتماع واللقاء

اللقاء هو الاجتماع على وجه المقارنة والاتصال. والاجتماع قد يكون على غير المقارنة والاتصال فلا يكون لقاء كاجتماع القوم في الدار وإن لم يكن هناك اتصال. (فروق اللغات ص: ۴۷)

”لقاء اس اجتماع کو کہتے ہیں جو مقارنت اور اتصال کے ساتھ ہو جبکہ اجتماع بغیر مقارنت اور اتصال کے بھی ہوتا ہے۔ اس وقت لقاء نہ ہوگا جبکہ کسی قوم کا اجتماع گھر میں ہو، اگر وہاں اتصال نہ ہو۔“

آنیۃ اور ظرف میں فرق

الآنیۃ تطلق على كل ما يستعمل في الأكل والشرب وغيرهما

كقدر والمعرفة والصحن والغفارة والظرف اعم منه ومن غيره اذ هو ما يشغل الشيء و يحيط به فالصندوق والمخزن وكذا الحوض والدار ظروف ولا تطلق عليها آنية فبينهما عموم وخصوص. (فروق اللغات ص: ۵۸)

”آنیہ“ کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو کھانے پینے اور ان کے علاوہ میں استعمال ہوتا ہے جیسے: ہانڈی، ڈونگا، پلیٹ اور غفارہ وغیرہ ہیں اور ظرف اس سے اور اس کے غیر سے عام ہے، کیونکہ ظرف وہ ہے جو کہ کسی شئی کو مصروف کر دے اور اس کو گھیر لے، پس صندوق، پیٹی، الماری اور اسی طرح حوض اور گھر ظرف ہیں، لیکن ان پر آنیہ کا اطلاق نہیں ہوتا پس ان کے درمیان عموم وخصوص کی نسبت ہے۔“

اجر اور ثواب میں فرق

وان كان في اللغة الجزاء الذي يرجع الى العامل بعمله ويكون في الخير والشر، الا انه قد اختص في العرف بالنعيم على الاعمال الصالحة من العقائد الحقة، والاعمال البدنية والمالية، والصبر في مواطنه بحيث لا يتبادر منه عند الاطلاق الاهذا المعنى، والاجر انما يكون في الاعمال البدنية من الطاعات. (فروق اللغات ص: ۶۱)

”ثواب“ اگر چہ لغت میں وہ بدلہ ہے جو عامل کی طرف اس کے عمل کے بدلہ میں ہو اور یہ بھلائی اور برائی دونوں میں ہوتا ہے، مگر عرف میں نعمتوں کے ساتھ مختص ہے اعمال صالحہ پر عقائد حقہ اور اعمال بدنیہ و مالیہ سے اور صبر کی جگہ میں صبر کرنا بایں طور کہ مطلقاً جب بولا جائے تو یہی معنی سبقت کرتا ہے۔ جبکہ اجر طاعات میں سے صرف اعمال بدنیہ میں ہوتا ہے۔“

اخبار اور اعلام میں فرق

الفرق بينهما انّ الاعلام قد يكون بخلق العلم الضروري في القلب كما خلق الله سبحانه من كمال العقل والعلم بالمشاهدات . و الاختبار هو اظهار الخبر علم به او لم يعلم ولا يكون مخبراً بما يحدثه من العلم في القلب كما يكون معلماً بذلك . (فروق اللغات ص: ۵۹)

”ان دونوں کے درمیان یہ فرق ہے کہ اعلام کبھی کبھار دل میں علم ضروری و بدیہی کے پیدا ہونے سے ہوتا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے کمال عقل اور قوت مشاہدات پیدا فرمائی اور اخبار کہتے ہیں خبر دینے کو خواہ وہ جانتا ہو یا نہیں، علم ہو یا نہ ہو، چنانچہ دل سے کسی علم کی بات کو کہنے والا معلم تو کہلائے گا لیکن مخبر نہیں۔“

ایلام اور عذاب میں فرق

الفرق بينهما انّ الايلام قد يكون بجزء الانم في الوقت الواحد مقدار ما يتألم به والعذاب الاليم الذي له استمرار في اوقات ومنه ”العذاب الاستمرار في الخلق“ . (فروق اللغات ص: ۶۱)

”ان کے درمیان فرق یہ ہے کہ ایلام جب تک تکلیف ہو اس وقت جاری رہتا ہے اور عذاب الیم جو جاری اور مستمر رہتا ہو کہا جاتا ہے ”العذاب الاستمرار في الخلق“۔

افتراء، کذب اور بہتان میں فرق

الكذب هو عدم مطابقة الخبر الواقع او الاعتقاد المخبر لهما على خلاف في ذالك، والافتراء اخص منه لانه الكذب في حق الغير بما

لا یرتضیہ بخلاف، الکذب فانہ قد یكون فی حق المتکلم نفسه مع عدم صدقہ فی ذالک هو کاذب ولا یقال هو مفتر، اما البهتان فهو الکذب الذی یواجه به صاحبه علی وجه المکا برقله. (فروق اللغات ص: ۶۳)

”کذب وہ خبر ہے جو واقع سے مطابقت نہ رکھتا ہو یا اعتقاد مجر کا ان دونوں کے مطابق نہ ہونا اس میں بر بنا اختلاف کے۔ اور افتراء اس سے اخص ہے چنانچہ وہ غیر کے بارے میں کہی گئی وہ بات ہے جس پر وہ راضی نہ ہو، برخلاف کذب کے، کیونکہ وہ کبھی متکلم کی اپنے بارے میں بھی ہوتا ہے، اس کی عدم سچائی کے ساتھ ہوتا کہا جاتا ہے ”ہو کاذب“ لیکن ”ہو مفتر“ نہیں کہا جاتا۔ اور ”بهتان“ تو وہ ایسا جھوٹ ہے جو کسی غیر کے بارے میں بطور عناد و مکابرہ گھڑی گئی ہو۔“

ادراک اور احساس میں فرق

علی ماقال ابو احمد: انه یجوز ان یدرک الانسان الشئ وان لم یحس به کالشئ یدرکہ ببصره ویغفل عنه فلا یعرفه فیقال انه لم یحس به و یقال انه لیس یحس اذا کان بلیداً لایفطن وقال اهل اللغة کل ما شعرت به فقد احسسته ومعناه ادرکتہ بحسک وفي القرآن : ﴿فَلَمَّا احْسَوْا بِاَسْنَا﴾. وفيه ﴿فَتَحْسَبُوا مِنْ يَوْسُفَ وَاخِيهِ﴾ ای تعرفوا باحساسکم. والتفصیل فی. (الفروق فی اللغات ص: ۸۲)

”جیسا کہ علامہ ابو احمدؒ نے کہا یہ تو جائز ہے کہ انسان کسی چیز کا ادراک کرے اگرچہ اس کا احساس نہ ہو جیسا کہ کوئی شئی ہے اس کا ادراک اپنی بصارت سے کر رہا ہے اور اس سے غافل ہے پس اس کو نہیں پہچانتا پس کہا جائے گا کہ اس نے اس کا احساس نہیں کیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس میں حس نہیں ہے جبکہ وہ غبی ہو، کچھ نہ سمجھتا ہو، اور اہل لغت نے کہا ہر وہ چیز جس کا آپ شعور رکھیں۔ تو آپ نے اس کا احساس کیا ہے اور اس کا مطلب ہے کہ آپ نے اس کا ادراک اپنے حس کے ذریعے کیا قرآن میں ہے

”فلما احسوا بانسنا“ اور یہ بھی ہے ”فتحسّسوا من يوسف و اخيه“ یعنی اس کو اپنے احساس سے پہچان لو اور اس کی مکمل تفصیل فروق فی اللغات میں ہے۔“

الفرق بين الابلاغ والايصال

انّ الابلاغ اشدُّ اقتضاءً للمنتهى اليه من الايصال لانه يقتضى بلوغ فهمه وعقله كالبلاغ اللّذي يصل الى القلب وقيل الابلاغ اختصار الشئ على جهة الانتهاء ومنه قوله تعالى: ﴿ثم ابلغه مأمنه﴾ الآية. (الفروق فى اللغة ص: ۵۶)

”ابلاغ یہ ایصال کے مقابلے میں منتهی الیہ سے زیادہ تقاضی کرنے والا ہوتا ہے اسلئے کہ وہ سمجھ اور عقل میں کمال کا متقاضی ہے جیسے دل تک پہنچنے والی بات، اور کہا گیا ہے کہ ابلاغ کسی چیز کو انتہائی مختصر کرنے کو کہتے ہیں جیسے اللہ رب العزت کا قول ہے ﴿ثم ابلغه ما منه﴾ یعنی اسے محفوظ مقام تک پہنچاؤ۔“

الفرق بين الادراك والوجدان

انّ الوجدان فى اصل اللغة لما ضاع اولما يجرى مجرى الضائع فى ان لا يعرف موضعه وهو على خلاف النّشران فاخرج على مثاله يقال نشدت الضالّة اذا طلبتها اشدّ انا فاذا وجدتھا قلت وجدتھا وجدانا فلما صار مصدره موافقا لبناء النشدان السّرعلى ان وجدت ههنا انما هو للضالّة، والادراك قد يكون لما سبقك الا ترى انك تقول وجدت الضالّة ولا تقول ادركت الضالّة وانما يقال ادركت الرجل اذا سبقك ثم اتبعته فلحقته واصل الادراك فى اللغة بلوغ الشئ وتمامه (والتفصيل فى الفروق فى اللغة ص: ۱۸۳)

”وجدان اصل لغت میں کہا جاتا ہے جب کوئی چیز ضائع ہو جائے یا ضائع

ہونے کے قائم مقام ہو جائے اس طور سے کہ اس کی جگہ معلوم نہ ہو اور وہ نشد ان (کھوئے ہوئے کو ڈھونڈنا) کے خلاف ہے۔ اس کی مثال میں کہا جاتا ہے۔ میں نے کھوئی ہوئی چیز کو تلاش کیا جب تم نے اس کو تلاش و طلب کیا۔

نشدت الضالة اذا طلبتها اشدانا فاذا وجدتها قلت وجدتها وجدانا
”یعنی جب آپ اس کو پالے تو کہیں گے کہ میں نے پایا۔ جب وجدان کا مصدر (چھپی ہوئی کو ڈھونڈنا) کے بناء کے موافق ہو جائے اس طور سے کہ یہاں پایا گیا تو وہ غائب گم شدہ کیلئے ہے۔“

اور ادراک کبھی اس شئی کیلئے ہوتا ہے جو آپ سے پہلے ہو چکی ہو، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ آپ ”وجدت الضالة“ (گمشدہ کو میں نے پایا) کہتے ہیں اور ”ادراک الضالة“ گمشدہ کا ادراک کیا نہیں کہتے، اور ”ادراک الرجل“ آدمی کو میں نے پایا اسی وقت کہیں گے ”اذا سبقک“ جب وہ آپ سے پہلے ہو، آپ پر سبقت کر چکا ہو۔ پھر آپ نے اس کا پیچھا کیا اور اس کے ساتھ مل گئے، اور ”اصل ادراک لغت میں کہا جاتا ہے شئی کے پہنچنے اور اس کے پورا ہونے کو۔ (مکمل تفصیل فروق فی اللغة کے اندر ہے ص: ۸۳)

اختراع اور ابتداء میں فرق

ان الابتداء ایجاد مالم يسبق اليه مثله يقال ابداع فلان اذا اتى بالشئ الغريب وابدعه الله تعالى: فهو مبدع وبتدیع ومنه قوله تعالى (بتدیع السموات و الارض) وفعیل من افعیل معروف فی العربية يقال بصیر من ابصر وحلیم من احلم وابتدعة فی الدین ماخوذ من هذا وهو قول مالم يعرف قبله ومنه قوله تعالى: ”ما كنت بدعا من الرسول“ وقال راویه . و ليس وجه الحق ان يبدعا. (الفروق فی اللغة ص ۱۲۶)

”ابتداء کہتے ہیں کہ ایسی چیز کا ایجاد کرنا جس کی پہلے مثل و نظیر نہ ہو،

کہا جاتا ہے ”ابدع فلان“ جب نئی اجنبی چیز کو ایجاد کرے ”وابدعه الله تعالى فهو مبدع“ یعنی اس کا ابداع اللہ تعالیٰ کیا پس اللہ تعالیٰ مبدع ہیں اور بدیع ہیں۔ اور اسی سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے ”بدیع السموات والارض“ یعنی اللہ تعالیٰ تمام آسمان اور زمین کو ایک انوکھے انداز سے پیدا کرنے والا ہے، اور فعیل افعل سے معروف ہے عربی میں کہا جاتا ہے، بصیر البصر سے اور حلیم احلم سے، اور دین میں بدعت جو ہے اسی سے ماخوذ ہے اور بدعت کہتے ہیں ایسی بات کرنا جو اس سے پہلے معلوم نہ ہو، اور اسی سے باری تعالیٰ کا ارشاد: ”ما كنت بدعاً من الرسل“ یعنی میں کوئی انوکھا رسول تو ہوں نہیں، اور اس کے راوی نے کہا ہے کہ حق کیلئے زیبا نہیں کہ بدعت کرے۔“

انابت اور رجوع میں فرق

انَّ الْإِنْبَابَةَ الرَّجُوعَ إِلَى الطَّاعَةِ فَلَا يُقَالُ لِمَنْ رَجَعَ إِلَى مَعْصِيَةِ
أَنَّهُ إِنَابٌ وَالْمُنِيبُ اسْمٌ مَدْحٌ كَالْمُؤْمِنِ وَالْمُتَّقِي. (الفروق فی اللغة ص:

(۳۰۰)

(ترجمہ) ”انابت: کے معنی ہے رجوع کرنا کسی کا اطاعت کی طرف، پس نہیں کہا جائیگا انابت اس شخص کیلئے جس نے معصیت کی طرف رجوع کیا ہو اور منیب تعریفی کلمہ ہے جیسے مؤمن اور متقی وغیرہ۔“

الہام اور خواب میں فرق

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ خواب میں خیال کو زیادہ دخل ہوتا ہے اور الہام میں خیال کو زیادہ دخل نہیں ہوتا، مگر اس کی صحت کیلئے صرف یہی کافی نہیں بلکہ اس کی صحت کیلئے علامت یہ ہے کہ خلاف شریعت نہ ہو، نیز اس کی صحت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ صاحب الہام صاحب نور ہوتا ہے اس کو الہام میں ایک نورانیت محسوس ہوتی ہے جس کو

وہی سمجھ سکتا ہے نیز الہام میں ایک طبعی بشارت و فرحت اور انشراح معلوم ہوتا ہے۔ (نقد حقی کے اصول و ضوابط ص: ۲۱۵)

اہاب اور جلد میں فرق

ان دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ اہاب: کہتے ہیں اس تازہ چمڑے کو جو بغیر دباغت کے کسی جانور سے اتار لیا گیا ہو۔ اور جلد: کہتے ہیں اس چمڑے کو جو دباغت و دیگر پاک صاف کیا گیا ہو۔ تفصیل کیلئے دیکھئے۔ (مآرب الطلبة فی تحقیق الفرق بین الالفاظ المترادفہ والمعانی المتقاربات، ص: ۲۶۲)

انزال اور تنزیل میں فرق

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند نے فرمایا کہ ان دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ تنزیل کا معنی ہے بتدریج نازل کرنا اور انزال کا معنی ہے بیک وقت اتار دینا۔ (دیکھئے خزینہ ص: ۵۵ از مؤلف مولانا اسلم شیخوپوری مدظلہ العالی، ناشر مکتبہ صدف ناظم آباد کراچی)

اتباع اور تقلید میں فرق

مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے کسی سائل کے جواب میں فرمایا کہ حضرت تھانویؒ نے اتباع و تقلید میں فرق بدرجہء تباہن یا اتحاد بدرجہء تساوی نقل کیا ہے۔ (امداد الفتاوی ص: ۶۰۶ ج ۴) پھر فرمایا جو میرے ذہن میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ لفظ تقلید فتون شرعیہ میں بوجہ اصطلاح کے لغوی معنی میں مستعمل نہیں اور اتباع میں کوئی اصطلاح منقول نہیں، اسلئے وہ اپنے لغوی معنی میں مستعمل ہے اور اسکے لغوی معنی ظاہر ہے کہ تقلید سے عام ہیں، اب سوال کا جواب ظاہر ہے کہ ان دونوں کے معنی میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے یعنی اتباع عام ہے اور تقلید خاص۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے مآرب الطلبة ص:

اباحت اور تخیر میں فرق

خوب اچھی طرح جان لینا چاہئے کہ صاحب توضیح نے لفظ تخیر اور اباحت کے درمیان فرق اس طرح واضح فرمایا ہے کہ لفظ ”تخیر مانعة الجمع“ کے منزله میں ہے یعنی دو چیزوں کا اس طرح ہونا کہ دونوں یکبارگی جمع نہیں ہو سکیں لیکن دونوں کا رفع یعنی نفی ممکن ہو اور اباحت بمنزلہ ”مانعة الخلو“ کے ہے یعنی دو چیزوں کا اس طرح ہونا کہ دونوں ایک ہی جگہ یکبارگی جمع ہو سکیں لیکن رفع یعنی نفی نہیں ہو سکتیں اور دونوں کا فرق خارج میں دلالت حالیہ اور مقالیہ کے ذریعہ معلوم ہو سکتا ہے۔ (آرب الطلبہ ص: ۱۷۱ بحوالہ حاشیہ نور الانوار ص: ۱۸۸)

الٰی اور حتیٰ میں فرق

حتیٰ یہ الٰی کی طرح انتہائے غایت کا حرف ہے، مگر حتیٰ اور الٰی کے اندر کئی باتوں میں باہم فرق ہیں (۱) حتیٰ الٰی سے ان باتوں میں منفرد ہے کہ وہ محض اسم ظاہر کو جردیتا ہے اور اس اخری مسبوق کو بھی جو کئی اجزاء رکھتا ہو اور اس کا مجرور جزو اخیر کے ساتھ ملتا ہو جیسے ”سلامٌ هٰی حتیٰ مطلع الفجر۔ الاية“ کہ اس مثال میں حتیٰ نے مطلع کو جردیا ہے اور وہ رات کے اخری حصہ سے یعنی فجر سے ملتا ہے اور وہ اپنے ماقبل فعل کے آہستہ آہستہ شروع ہونے کا فائدہ دیتا ہے اور اسکے مقابلہ میں ابتدائے غایت کی ضرورت نہیں ہوتی اور اسکے بعد ان مقدّرہ کے باعث مضارع منصوب واقع ہوتا ہے اور اس حالت میں مضارع منصوب مع ان مقدّرہ کے دونوں مصدر مجرور کی تاویل میں ہوتے ہیں، ایسے مواقع پر حتیٰ کے تین معانی آتے ہیں (۱) یہ کہ وہ الٰی کا مترادف ہوتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ: ”لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِيْنَ حَتّٰی يَرْجِعَ الْيَنَامُ“ (ب) دوسرے یہ کہ کی تعلیلیہ کا مترادف ہوتا ہے

جیسے: قوله تعالى: "وَلَا يَزَالُونَ يَقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرْذُوكُمْ" (ج) تیز سے یہ کہ وہ استثناء میں الاکا مترادف ہوتا ہے جیسے قوله تعالى: "وَمَا يُعْلَمَانِ مِنْ أَحَدِ حَتَّى يَقُولَا" الایة، اور یہ بھی اہم ہے کہ حتی کے ساتھ غایہ کا دخول مغنیاً میں ہو گا اور ائی کے ساتھ نہ ہوگا اور حتی ابتدا سے اور عاطفہ بھی ہوتا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھئے: (الابتقان فی علوم القرآن ص: ۵۱۱/۵۱۲ ج ۱)

اشارہ اور دلالت میں فرق

﴿اعلم ان الإشارة تكون في الحضرة، والدلالة في الغيبة بين الطريق﴾

”جاننا چاہئے کہ لفظ اشارہ اور دلالت کے درمیان فرق یہ ہے کہ اشارہ میں تو مشار الیہ کا حاضر ہونا ضروری و شرط ہے، لیکن دلالت میں مدلول کا حاضر ہونا ضروری نہیں۔“ (آر ب الطلبہ ص: ۲۳۳، و اشرف الہدیہ ص: ۳۴۱)

ارشاد اور رشد میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ رشد کہتے ہیں، ”الاستقامة على طريق الحق مع استقامة تامة“ اور ارشاد کہتے ہیں ”هو العمل بموجب العقل“۔ (افاضات ص: ۱۵۰ شرح مقامات اردو، مصنف مولانا افتخار علی دیوبندی ناشر: مکتبہ شرکت علیہ ملتان)

اصحاب اور صحابہ میں فرق

اصحاب اور صحابہ دونوں کے معنی ساتھی کے ہیں کہ صحابہ صاحب کا اسم جنس ہے اور اصحاب صاحب کی جمع ہے، پھر دونوں میں باہمی فرق اس طریقہ سے ہے کہ صحابہ کا استعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور اصحاب کا استعمال

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ عام ہے، پس جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے بارے میں - ”اصحابی کالنجوم الخ“ فرمایا اسی طرح قرآن میں اصحاب الجنة واصحاب النار، وغیرہ کا استعمال ہوا ہے جو آپ کے ساتھیوں کے علاوہ ہے۔ (آرب الطلبہ ص ۳۹/۳۸)

ادراک، علم، شعور اور معرفت میں فرق

ادراک بالقلب کو علم کہا جاتا ہے اور ادراک بالحواس کو شعور کہتے ہیں اور معرفت وہ ہے جس میں مسبوق بالجهل کا لحاظ ہوتا ہے، لہذا باری تعالیٰ پر شاعر یا عارف کا اطلاق نہیں کیا جاتا اور ادراک سب سے عام ہے لہذا باری تعالیٰ پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير“ الایۃ۔ (تفہیمات ص: ۳۳ ج ۱ المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۵۰۵ افروق اللغات ۱۵۵)

استخارہ اور فال میں فرق

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ ان دونوں میں فرق یہ ہے مثلاً فال کا استخارہ پر قیاس کرنا محض قیاس باطل ہے کئی وجوہ سے (۱) یہ کہ استخارہ دلیل شرعی سے ثابت ہے اور فال بقیہ مذکورہ کسی دلیل صحیح سے ثابت نہیں (ب) یہ کہ خود مقیس علیہ بھی واقعات گزشتہ کی تحقیق کیلئے نہیں مثلاً کسی کے یہاں چوری ہو جائے تو استخارہ اس غرض کیلئے نہ جائز ہے اور نہ مفید کہ چور معلوم ہو جائے جیسا کہ فال والے اس قسم کی حکایتوں کو نہ بطور ظرافت کے بلکہ بطور اعتقاد کے بیان کیا کرتے ہیں۔ (اصلاح انقلاب امت ص: ۵۹ ج ۱)

احسان اور فضل میں فرق

انّ الاحسان قد يكون واجباً وغير واجب والفضل لا يكون واجباً علیٰ احد وانما هو ما يتفضل به من غير سبب يوجبہ. (الفروق فی اللغة، ص: ۱۸۸)

”احسان کبھی تو واجب ہوتا ہے اور کبھی واجب نہیں ہوتا اور فضل کسی پر واجب نہیں ہوتا اور فضل تو کہتے ہیں بھلائی کرنا، بغیر کسی سبب کہ جو اس کو واجب کرے۔“

اعمی اور اکمہ میں فرق

ان دونوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ اعمیٰ کہتے ہیں مطلق اندھے کو (عدم البصر من شانہ کونہ بصیراً) یعنی بصارت نہ ہونا اس شخص میں جس کی شان میں بصارت ہوتی ہے عام ازیں کہ عدم بصارت کی ابتداء ماں کے پیٹ سے ہو یا اس کے بعد سے ہو اور اکمہ: کہتے ہیں اس اندھے کو جس کی عدم بصارت کی ابتداء اپنی ماں کے پیٹ سے ہو۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۷۲)

اسلام اور دین میں فرق

جاننا چاہئے کہ عربی زبان میں لفظ دین کے چند معانی ہیں (۱) یہ ہے کہ طریقہ اور روشن، اور شرعی اصطلاح میں لفظ دین ان اصول اور احکام کو بولا جاتا ہے جو حضرت آدمؑ سے لیکر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک سب انبیاء میں مشترک ہیں اور شریعت یا منہاج یا بعد کی اصطلاح میں مذہب جیسے الفاظ فروعی احکام کیلئے بولے جاتے ہیں جو مختلف زبانوں اور مختلف امتوں میں مختلف ہوتے چلے آئے ہیں اور جیسے: قوله تعالیٰ: ”شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً“ (الایۃ) سے

بھی معلوم ہوتا ہے کہ دین سب انبیاء کا ایک ہی تھا اور لفظ اسلام کے لغوی و اصلی معنی ہیں، اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا اور اسکے فرمان کے تابع ہونا۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے، مآرب الطلبہ، ص: ۲۹۰)

ابہام اور تشکیک میں فرق

ان دونوں کے معنی شک میں ڈالنے کے ہیں پھر ان دونوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ ابہام کے معنی متکلم، حکم کو پوشیدہ رکھ کر مخاطب کو شک میں ڈالتا ہے جیسے جاءنی عمرو وبکرو۔ اگر متکلم نے بالقصد حکم چھپا کر مخاطب کو شک میں ڈالا ہے تاکہ مخاطب سے بوقت ضرورت اس حکم کے انکار کی گنجائش باقی رہے تو اسے تشکیک کہتے ہیں جیسے ”انا وایاکم لعلی ہدیٰ اوفی ضلال مبین۔“ یعنی ہم ان دونوں فریقوں میں سے ایک کیلئے ہدایت اور ایک کیلئے ضلالت ہے اور خلاصہ فرق بلا قصد اور مع القصد نکلا ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۰۲)

انّ اللہ معنا اور انّ معی ربی میں فرق

ان دونوں جملوں کے اندر مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی مدظلہ فرماتے ہیں کہ فرعون کے لشکر نے جب موسیٰ علیہ السلام و بنی اسرائیل کا تعاقب کیا تو بنی اسرائیل نے جب دیکھا کہ سامنے دریائے نیل ہے اور پیچھے فرعون کا لشکر ہے، تو گھبرائے کیونکہ بنی اسرائیل اس قدر ضعیف الایمان تھے کہ دیکھتے ہی کہنے لگے ”انّا لمدکور کون“ تو اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ”انّ معی ربی سیہدین“ اس میں ایک فرق تو یہ ہے کہ موسیٰ نے اپنے نفس کو لفظ رب پر مقدم کیا دوسرا فرق یہ ہے کہ رب کی معیت کو صرف اپنے ساتھ بیان فرمایا اور قوم کو چھوڑ دیا، کیونکہ یہاں اسکا محل تھا اور اس کے برعکس غار ثور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبرؓ کے جواب میں فرمایا: ”لا محزون انّ اللہ معنا۔ الا یہ“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ اللہ کو مقدم فرمایا اور معی

کے بجائے معنا کو عام رکھا، یعنی معیت الہیہ کو عام رکھا اور اپنے ساتھ مخصوص نہیں فرمایا؛ کیونکہ قوم موسیٰ کے خلاف حضرت صدیق اکبرؓ کا ایمان خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کامل تھا اسلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”اَنْ مَعِی رَبِّی“ کی بجائے ”اَنْ اللہ مَعَنَا“ فرمایا جو واقعہ و صورت حال کے عین مناسب ہے لہذا موسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کا کلام اپنی اپنی جگہ بلاغت کے اعلیٰ معیار پر ہے اس کے برعکس اگر موسیٰ ”اَنْ اللہ مَعَنَا“ کہتے تو کلام میں بلاغت نہ رہتی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر ”اَنْ مَعِی رَبِّی“ کہتے تو موقع کے غیر مناسب ہونے کی وجہ سے کلام بلیغ نہ ہوتا (دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۲۰۴/۵، اور ارشاد القاری ج: ۳۲۲)

اعطاء اور ایتاء میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ ان دونوں لفظوں کے معنی کوئی چیز کسی کو دینے کے ہیں، پھر ان دونوں میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ”آتٰی یؤتی ایتاء“ بمعنی مطلق خرچ کرنے اور دینے کو کہتے ہیں اور ”اعطٰی یعطی اعطاء“ کے معنی ہے کوئی خاص چیز کسی کو بطور انعام و بخشش کے طور پر دینے کو، تو خلاصہ یہ نکلا کہ ایتاء عام ہے اور إعطاء خاص ہے، جس کو منطقی حضرات عموم خصوص مطلق کی نسبت سے تعبیر کرتے ہیں۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۳۷ بحوالہ معارف القرآن مفتی محمد شفیع صاحب)

ارادہ اور نیت میں فرق

ان دونوں لفظوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ارادہ اس کیفیت دل کو کہا جاتا ہے جس میں غرض کا اعتبار نہیں ہوتا بخلاف نیت کے کہ اس میں غرض کا اعتبار کیا جاتا ہے چونکہ افعال باری تعالیٰ کا معلل بالاغراض نہ ہوتا ایک مسئلہ مسئلہ ہے اسلئے ”نوی اللہ“ نہیں کہا جاتا بلکہ اراد اللہ تعالیٰ کہا جاتا ہے جیسے ”من اراد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام“ وفي الحديث: ”من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین“ اور

بندہ کے افعال چونکہ اغراض سے خالی نہیں ہوتے اسلئے ارادہ اور نیت دونوں بندہ کے حق میں مستعمل ہیں جیسے قولہ تعالیٰ: ”من كان يريد العاجلة عجلنا له الخ وفي الحديث: ”انما الاعمال بالنيات..... الخ“

(مآرب الطلبة ص: ۲۴۰ بحوالہ تنظیم الاشتات ودرس مشکوٰۃ ص ۳۰ و تحفة

المرأة ص: ۸۶)

اختلاف اور خلاف میں فرق

ان دونوں کے درمیان دو طرح کا فرق بیان کیا جاتا ہے (ا) اختلاف تو جانبین سے ہوتا ہے اور خلاف جانب واحد سے ہوتا ہے (ب) اختلاف کے اندر طرق اور مقاصد ہر دو میں تباہ اور تغایر ہوتا ہے اور اتحاد مقاصد کے ساتھ مابین طرق کو خلاف کہا جاتا ہے اور کبھی خلاف بمعنی اختلاف کے بھی ہوتا ہے۔ (فراند مشورہ در تحقیقات کلمات مستورہ ص: ۳۷ و مآرب الطلبة ص: ۱۰۱)

احتمق اور سفیہ میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ احمق بمعنی بیوقوف اسکی جمع حمقاء آتی ہے ”کما فی الحديث: ”أترک سنة حبیبی لہؤلاء الحمقاء“ اسی طرح سفیہ کے معنی بھی بیوقوف کے ہیں اسکی جمع سفہاء آتی ہے کما فی القرآن: ”سيقول السفہاء السخ“ غرض دونوں لفظوں کے معنی بے عقل و بیوقوف کے ہیں پھر ان میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ احمق اس بیوقوف کو کہتے ہیں جس کے کام میں کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے لیکن کم فہم بیوقوفی کی بناء پر وہ اکثر حصول غرض پر قادر نہیں ہوتا اور سفیہ اس بیوقوف کو کہتے ہیں جس کے کام میں کوئی غرض و غایت ہی نہیں ہوتی یا غرض و غایت تو ہو لیکن حصول ناممکن ہو جیسے چھوٹے بچے اور پاگل کے کام ہوتے ہیں چنانچہ ایک مرتبہ ایک چھوٹا بچہ دروہا تھا بڑی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ مرغی کا دودھ پینے کیلئے

رورہا ہے ظاہر ہے کہ اس کی غرض کے باوجود حصول ممکن نہیں۔ (آرب الطلبہ ص ۲۵۳ بحوالہ حاشیہ ہدایہ)

استہزاء اور مزاح میں فرق

(۱) مزاح کہتے ہیں: کسی کی بلا اہانت و تحقیر فقط خوش طبعی کیلئے اسکی کم حالت و کیفیت کا اظہار کیا جائے جس سے لوگ ہنسیں اور استہزاء کہتے ہیں: کسی کی اہانت و تحقیر اور اسکے عیب کا اظہار اس طریقہ سے کیا جائے جس سے لوگ ہنسیں استہزاء کا دوسرا نام تمسخر ہے (۲) یہ کہ استہزاء و تمسخر کی ممانعت قرآن کریم میں آئی ہے جیسے ”لایسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکون خیراً منهم الایہ“ بخلاف مزاح کے کہ اس کی ممانعت قرآن و حدیث میں نہیں ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاح ثابت ہے جیسے، ترمذی، مشکوٰۃ، وغیرہ میں ہے (۳) یہ کہ استہزاء و تمسخر جس میں یقیناً مخاطب کی دل آزاری ہے وہ بالاجماع حرام ہے بخلاف مزاح کے، کہ وہ حرام نہیں لیکن مزاح کیلئے بھی علماء نے تین شرائط بیان کی ہیں (۱) کوئی بات خلاف واقعہ نہ ہو (ب) کسی کی دل آزاری مقصد نہ ہو (ج) اس کی عادت نہ ہو بلکہ کبھار اتفاقی طور سے ہو بلکہ اگر مزاح سے کسی کی دل داری کا سبب ہو تو مستحب ہے اور استہزاء کی بھی بہت سی شکلیں ہیں جو حرام ہیں (۱) کسی کے چلنے پھرنے کی یا اٹھ بیٹھنے کی اور بولنے و ہنسنے کی نقلیں اتارنا علیٰ ہذا، قد و قامت کی، شکل و صورت کی نقل اتارنا وغیرہ (ب) کسی مشکلم کے قول پر ہنسنا جس سے اس کی دل آزاری ہو (ج) آنکھ یا ہاتھ یا پیر کے اشارے سے اس کے عیوب کو ظاہر کرنا۔ استہزاء پر سزاء، حضرت حسنؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ جو لوگ دوسرے لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں آخرت میں ان کیلئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جائیگا اور اسکی طرف بلایا جائیگا جب وہ سرکتا، شکلتا ہو وہاں تک پہنچے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر دوسرا دروازہ کھول دیا جائے گا اور اس کی طرف بلایا جائے گا

جائے گا جب وہ وہاں پہنچے گا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا اسی طرح برابر جنت کے اور دروازے بھی بند کر دئے جاتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ مایوس ہو جائے گا اور بلانے پر جنت کی طرف نہیں جائے گا۔

تنبیہ: بہت سے نادان و ناواقف لوگ بے احتیاطی سے استہزاء کو مزاح کے اندر داخل سمجھ کر استہزاء میں مبتلا ہو جاتے ہیں حالانکہ دونوں کے اندر باقتبار معنی و سزا کے بہت بڑا فرق ہے جو اوپر گزر چکا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۲۸۳/۲۸۴/۲۸۵۔ بحوالہ مشکوٰۃ و دلپذیر و زواجر اور معارف سلطان وغیرہ)

اسم تفضیل اور مبالغہ میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ صیغہ مبالغہ میں معنی فاعلیت کی زیادتی فی حد ذاتہ مقصود ہوتی ہے کسی دوسرے کی طرف اس میں نظر نہیں ہوتی جیسے ضربت (زیادہ مارنے والا) طولانی (زیادہ لمبا) وغیرہ اور اسم تفضیل: وہ اسم ہے جو بہ نسبت دوسرے کے زیادتی معنی فاعلیت پر دلالت کرے جیسے ضرب من زید (زید سے زیادہ مارنے والا)۔ (علم الصیغہ مترجم ص ۳۷/ مآرب الطلبہ ۸۹)

اسراء اور معراج میں فرق

اصطلاح علماء میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کو اسراء کہا جاتا ہے اور یہ قرآن کی آیت "سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِالنَّبِيِّ إِيَّاهُ مِنَ الْمَشْأَرِ" سے صراحتاً ثابت ہے، لہذا اس کا منکر کافر ہے اور مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ اور عرش معلیٰ تک کی سیر کو معراج کہا جاتا ہے اور یہ حدیث متواتر سے ثابت ہے اور بسا اوقات اول سے آخر تک کی پوری سیر کو اسراء اور معراج کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ (ایضاح المشکوٰۃ ص: ۵۹۹ ج ۲، مظاہر حق ص: ۴۲۱ ج ۵)

اہل، جمل، بحیر اور ناقۃ میں فرق

واضح ہو کہ ان چاروں الفاظ کے درمیان فرق یہ ہے کہ یہ سب اونٹوں کے اسماء ہیں اور جنس اونٹ کو بحیر کہا جاتا ہے اور اونٹوں کی جماعت کو اہل کہتے ہیں اور نر اونٹ کو جمل اور مادہ اونٹ کو ناقۃ کہتے ہیں۔ (المنظوق لمعرفة الفروق ص: ۶۱ مصنف مولانا شیخ عبد الاول صاحب، ناشر: رشیدیہ لائبریری چانگام۔)

اوان، حصین اور وقت میں فرق

ان تینوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ وقت زمانہ کی اس مقدار کو کہتے ہیں جو کسی کام کیلئے مقرر کر لی جائے۔ اور اوان اور حصین وہ زمانہ ہے جو تھوڑا ہو یا بہت خواہ کسی وقت کیلئے مقرر کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ (افاضات شرح مقامات اردو ص: ۴۲ ج: ۱، فروق المختص: ۵۵)

ایمان اور یقین میں فرق

ایمان اور یقین کے درمیان لغت کثرت نہیں ہے، دونوں کے معنی تصدیق کرنے کے ہیں، لیکن شریعت کی اصطلاح میں کئی اعتبار سے فرق بیان کیا جاتا ہے، لیکن اس سے پہلے ایک مقدمہ ذہن نشین کر لیجئے، وہ یہ ہے کہ اصل ایمان تین چیزوں کے مجموعے کا نام ہے (۱) دل سے تصدیق کرنا (ب) زبان سے اقرار کرنا (ج) عمل بالا ارکان اور یقین کہتے ہیں ایمان کے جو اول یعنی تصدیق قلبی کی پہلی و مضبوطی کو، جس میں شک و شبہ نہ رہے، اب ان دونوں میں فرق یہ نکلا (۱) ایمان مرکب کی قبل سے ہے اور یقین بسیط کی قبل سے (۲) ایمان کل ہے اور یقین اسکا ایک جزء ہے یعنی جزء اول کا کملہ و تتمہ ہے (۳) ایمان کا تعلق امور مغیبات کے ساتھ مخصوص ہے

بخلاف یقین کے کہ وہ عام ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۸۸)

اجزاء اور افراد میں فرق

اعلم أن الاجزاء هي قطعات الكل وتركيبتها لا يحمل الكل عليها فلا يقال يذ زيد زيداً واما الافراد مصادق الكل وليست تركيبتها تحمل الكل عليها فيقال زيد انساناً. (مآرب الطلبہ ص: ۱۸۶ بحوالہ حاشیہ نور الانوار)

”جان لو کہ اجزاء کل کے ٹکڑے ہوتے ہیں اور کل ان ٹکڑوں سے مرکب ہوتا ہے اور کل کا ان ٹکڑوں پر حمل نہیں کیا جاتا پس نہیں کہا جاتا ”یذ زيد زيداً“ یعنی زيد کا ہاتھ زيد ہے، اور رہا افراد وہ تو کلی کے مصادق ہوتے ہیں اور کلی ان سے مرکب نہیں ہوتا اور کلی کا حمل افراد پر ہوتا ہے، پس کہا جاتا ہے ”زيد انساناً“ یعنی زيد انسان ہے۔“

الزام اور لزوم میں فرق

إن الإلزام لا يكون الآفی الحق والباطل كما يقال الزمته الحق والزمته الباطل واللزوم لا يكون الآفی الحق يقال لزم الحق ولا يقال لزم الباطل. (الفروق فی اللغة ص: ۲۱۹)

”الزام حق اور باطل میں ہی ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ”الزمته الحق و الزمته الباطل“ یعنی تم نے اس پر حق لازم کیا اور باطل کو لازم کیا، اور لزوم ہمیشہ حق ہی میں ہوتا ہے، کہا جاتا ہے حق لازم ہو گیا اور باطل لازم ہو گیا نہیں کہا جاتا۔“

استغفار اور توبہ میں فرق

استغفار یہ باب استفعال کا مصدر ہے بمعنی گناہ سے معافی طلب کرنا اور غفر

کے معنی چھپانے کے ہیں، ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو معاف فرما دیتے ہیں اس کے گناہوں کو دنیا و آخرت میں چھپا دیتے ہیں، یعنی غفاریت کے ساتھ شاریت بھی ظہور پذیر ہوتی ہے، ملا علی قاریؒ نے ”باب الاستغفار“ میں لکھا ہے، مغفرت کا مفہوم حق تعالیٰ کی طرف سے بندہ پر یہ ہے کہ اسکے گناہ دنیا میں چھپالے اور کسی کو بھی مطلع نہ کرے اور بعد میں اس پر سزا نہ دے اور توبہ کے لغوی معنی معصیت سے رجوع کرنا ہے اور علامہ طیبیؒ نے لکھا ہے کہ توبہ شریعت کی اصطلاح میں چار چیزوں کے مجموعے کا نام ہے (۱) گناہوں کو بُرا جان کر چھوڑ دینا (ب) اپنی کوتاہی اور خطا پر سخت ندامت اور شرمندگی ہونا (ج) آئندہ کیلئے عزم کرنا کہ اب یہ گناہ ہرگز نہیں کریں گے (د) صادر شدہ گناہوں کی جہاں تک ہو سکے تلافی کریں گے۔ جس کی تشریح علامہ نوویؒ نے یوں فرمائی ہے اگر وہ گناہ حقوق العباد کے قبیل سے ہو تو اس کو ادا کر دے یا معاف کرا لے، اور اگر صاحب حق مر گیا ہو تو اسکے حق میں مغفرت کی دعائیں کرے۔ اگر حقوق اللہ جیسے نماز، روزہ، وغیرہ ہوں تو اس کی قضاء بھی کرے اور اس کے بعد توبہ بھی کرے اور توبہ واستغفار کا یہ فرق باری تعالیٰ کے اس قول سے بھی ظاہر ہو جاتا ہے جیسے: (واستغفروا ربکم ثم توبوا الیہ، الایۃ) اور علامہ آؤنؒ فرماتے ہیں استغفار سے مراد ماضی کے گناہوں سے معافی مانگنا اور توبہ سے مراد آئندہ کیلئے دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا ہے۔ (آرب الطلبہ ص ۲۷۵/۲۷۶ بحوالہ روح المعانی وغیرہ)

امر، التماس اور سوال میں فرق

ان الامر قول القائل لمن دونه افعل والالتماس وهو الطلب مع التساوی بین الامر والمأمور فی الرتبہ، والسؤال طلب الادنی من الاعلیٰ. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۱۴)

”امر کہتے ہیں قائل کا قول افعل اس شخص کو جو اس سے چھوٹا ہو، اور التماس

کہتے ہیں کسی چیز کا طلب کرنا اس طور پر کہ حکم دینے والا اور جس کو امر دیا جا رہا ہے دونوں رتبہ میں برابر ہوں، اور سوال کہتے ہیں چھوٹا آدمی کسی بڑے آدمی سے طلب کرے۔“

اختصاص اور حصر میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اختصاص یہ خصوص سے ماخوذ ہے جو دو چیزوں سے حاصل ہوتا ہے، ایک معنی عام دوسرے معنی خاص مثلاً ”ضربُتُ زیداً“ ہے جو ایک ضرب عام کی خبر دے جا رہا ہے اس کے اندر تین چیزیں ہیں (۱) ضرب مطلق (ب) ضرب کا آپ سے صادر ہونا (ج) ضرب کا زید پر واقع ہونا تو اس میں خصوصیت آگئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس میں دو جہتیں ہیں یا تو اس جہت کے عموم کا قصد ہوتا ہے، یا جہت خصوص کا۔ اور جہت خصوص ہی کو اختصاص کہتے ہیں اور حصر اس کو کہتے ہیں جس میں جہت خصوص ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ جہت عام کی نفی بھی کی جائے، گویا دونوں جہت سے خصوص ہو، جس کی تعبیر ماوراء اور انما سے کی جاتی ہے مثلاً ”ما ضربتُ الا زیداً“ (میں نے زید ہی کو مارا اور کسی کو نہیں مارا) اس میں آپ کیلئے ضربیت زید ثابت کی گئی ہے اور زید سے غیر کی ضربیت کی نفی کی گئی ہے، نیز یہ بھی مخفی نہ رہے کہ کلام عرب میں چند جگہ حصر ہوتا ہے (۱) انما کے بعد جیسے ”انما الاعمالُ بالنیات“ (ب) اثبات بعد النفی والنفی بعد الاثبات یفید الحصر کما فی قولہ تعالیٰ: ”وما خلقتُ الجنَ والانسَ الا ليعبدون“ (ج) تقدیم ماحقہ التأخیر یفید الحصر و تأخیر ماحقہ التقدیم یفید الحصر کما فی قولہ تعالیٰ: ایاک نعبد“ یہاں ضمیر منصوب منفصل فعل پر مقدم ہے، اس کی وجہ سے اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ”نخصک بعبادۃ لانعبد غیرک“ (د) جب خبر اور مبتدا دونوں معرفہ ہوں جیسے ”زیدٌ هو القائم“ یعنی قیام زید ہی میں منحصر ہے، مگر یہ یاد رہے کہ مبتدا اور خبر دونوں کا معرفہ ہو کر حصر کا فائدہ دینا یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے، بلکہ اکثر یہ ہے۔ (تفصیل کیلئے، مآرب الطلبہ ص: ۱۰۶، ۱۰۷)

اخبارنا اور حدیث میں فرق

مقدمین کے نزدیک اخبارنا اور حدیثا دونوں مترادف ہیں اور متاخرین کے نزدیک فرق یہ ہے کہ اگر استاد پڑھے اور شاگرد سنتے رہیں تو شاگرد کے تنہا ہونے کی صورت میں حدیثی اور شاگرد زیادہ ہونے کی صورت میں حدیثنا کہا جاتا ہے اور اگر شاگرد پڑھے اور استاد سنتا رہے تو شاگرد کے اکیلا ہونے کی صورت میں خبرنی اور زیادہ ہونے کی صورت میں خبرنا کہا جاتا ہے۔ (خیر الاصول فی حدیث الرسول ص: ۶، ۷، روضة الصالحین شرح ریاض الصالحین مؤلف مولانا محمد حسین صدیقی مدظلہ العالی)

انباءنا، اخبارنا اور حدیث میں فرق

حافظ ابن حجر کا ارشاد ہے کہ اہل لغت کے نزدیک ان تینوں الفاظ میں کچھ فرق نہیں ہے اور محدثین کرام کے مقدمین حضرات بھی ان میں کوئی فرق نہیں کرتے، چنانچہ امام زہریؒ، امام مالکؒ، ابن عیینہؒ، جمہور کوفیینؒ، جمہور حجازیینؒ اور اہل مغاربہؒ، ان تینوں الفاظ میں کوئی فرق نہیں کرتے اور ان کو ہم معنی سمجھتے ہیں، البتہ امام اوزاعیؒ، امام شافعیؒ اور جمہور علماء مشارقہ ان کے درمیان اصطلاحاً فرق کرتے ہیں اور وہ اس طرح کہ حدیث کا صیغہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جبکہ شیخ بیان کر رہا ہو اور شاگرد سن رہا ہو، اگر شاگرد نے شیخ کے سامنے قرأت کی اور شیخ سن رہا ہے تو اس وقت خبرنا کا صیغہ استعمال کیا جائیگا اور اسی معنی میں انباءنا کا لفظ بھی ہے۔

(دیکھئے الاذہار شرح کتاب الآثار ص ۷۱/۷۲ ج ۱)

التم اور وجع میں فرق

ان الوجع اعم من الالم تقول: ”المني زيد بضربه ايأى و اوجعني بذلك“ وتقول: ”اوجعني ضربني“ ولا تقول: ”المني ضربني“ وكل يرك والوجع ما يلحقك من قبل نفسك وقبل غيرك ثم استعمل احلهمافي موضع الاخر. (الفروق في اللغة ص: ۲۳)

”وجع الم سے زیادہ عام ہے، آپ کہتے ہیں ”المني زيد بضربه ايأى“ یعنی زيد نے تکلیف پہنچائی اس کے مجھے مارنے نے اور اسی طرح ”اوجعني بذلك“ مجھے اس سے تکلیف پہنچی، اور آپ کہتے ہیں ”اوجعني ضربني“ یعنی مجھے اپنے مارنے نے تکلیف دی اور آپ نہیں کہتے کہ ”المني ضربني“ یعنی مجھے اپنے مارنے سے درد ہوا۔ اور وجع اس کو کہتے ہیں جو تم کو لاحق ہو تمہارے اپنے نفس کی طرف سے ہو یا غیر کی طرف سے، پھر دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہونے لگا۔“

أُمَّات اور أُمَمَات میں فرق

یہ بات مخفی نہ رہے کہ یہ دونوں لفظ جمع ہیں اُم کی، بمعنی ماں، پھر دونوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ أُمَمَات کا استعمال بہائم (جانوروں) کے ساتھ مخصوص ہے اور أُمَّات کا استعمال انسان کے ساتھ خاص ہے کما لایقال: ”أُمَّات البہائم بل یقال أُمَمَات البہائم“۔ (مآرب الطلبة ص: ۲۷۱)

اجتماع اور اتفاق میں فرق

ان دونوں کے درمیان فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اجتماع کہتے ہیں، جس کے

اندر تمام لوگ شامل ہوں، بخلاف اتفاق کے کہ اس میں تمام لوگوں کا اتفاق ہونا شرط نہیں، بلکہ اکثریت کا اتفاق ہونا کافی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اجتماع اور اتفاق کے درمیان عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے کہ اتفاق انحصار مطلق ہے اور اجتماع اعم مطلق، اسلئے اس کے اندر ایک شرط زائد ہے اور ظاہر ہے کہ زیادتی شرائط سے شئی خاص ہو جاتی ہے۔ (مآرب الطلہ ص: ۱۷۲)۔

ابد اور قط میں فرق

ان قَطُّ لِلْمَاضِي وَاَبَدٌ لِلْمُسْتَقْبَلِ وَلِذَا تَقُولُ مَا كَلِمَتُهُ قَطُّ وَلَا اَكَلِمَهُ
 ابد ۱۔ (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۵۱، مآرب الطلہ ص ۲۶۳)
 ”کلمہ قَطُّ“ کا استعمال فعل ماضی کیلئے ہے اور لفظ ”ابد“ کا استعمال مستقبل کیلئے، اسی وجہ سے آپ کہتے ہیں میں نے اُس سے کبھی بات نہیں کی (قط کے ساتھ) اور (ابد) کے ساتھ کہنے کی صورت میں معنی ہونگے، میں اس سے کبھی بات نہیں کروں گا۔“

استنجاء، استبراء اور استنقاء میں فرق

”استنجاء“ پھر یا پانی سے نجاست کے زائل کرنے کو کہتے ہیں اور ”استبراء“ نقل اقدام یا رکض بلا اقدام یا نسل اس کے اس طرح کرنا، جس سے پیشاب کے اثر کا زائل ہونا یقینی ہو جائے اور ”استنقاء“ کہتے ہیں انگلیوں کو استنجہ کی حالت میں اس طرح سے پانی سے ملکر دھونا تاکہ بد بو زائل ہو جائے۔ (مآرب الطلہ ص: ۱۷۱ بحوالہ حاشیہ نورالایضاح)

آل اور عترۃ میں فرق

ان العترۃ علی ما قال المبرد النصاب ومنه عترۃ فلان ای منصبہ

وقال بعضهم العترة اصل الشجرة الباقي بعد قطعها قالوا فعترة الرجل اصله وقال غيره، عترة الرجل اهله وبنوا عمامه الادنون واحتجوا بقول ابي بكر عن عترة رسول الله صلى الله عليه وسلم يعني قریشاً فهي مفارقة لآل علي كل قول لان الآل هم اهل واتباع والعترة هم الاصل في قول والاهل وبنوا لامام في قول آخر. (الفروق في اللغة ص: ۲۷۶)

”عترة جیسا امام مبرور نے فرمایا اصل کو کہتے ہیں اور اسی سے عترة فلان ہے یعنی فلاں کی اصل، اور بعضوں نے کہا کہ درخت کے کٹنے کے بعد جو جڑ رہ جائے اس کو عترة کہتے ہیں جیسے کہتے ہیں ”عترة الرجل“ یعنی اس کی اصل جڑ اور ان کے علاوہ نے کہا ”عترة الرجل“ یعنی اسکے اہل اور اسکے قریبی چچا کے بیٹے۔ اور دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: عن عترة رسول الله صلى الله عليه وسلم یعنی قریش، پس عترة، آل سے جدا ہوگی ہر قول کے مطابق۔ اسلئے کہ آل وہ لوگ ہیں جو خاندان و اہل والے ہوں اور قبیعین، اور عترة وہ اصل ہیں ایک قول پر اور اہل اور چچا کے بیٹے ہیں دوسرے قول کے مطابق۔“

انام اور اناس میں فرق

ان الانام علی ما قال بعض العلماء يقتضى تعظیم شأن المسمی من الناس قال تعالى: ”الذين قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم“ و انما قال لهم جماعة وقيل رجل واحد وان اهل مكة قد جمعوا لكم ولا تقول جاءني الانام تريد بعض الانام وجمع الانام انام قال عدی بن زید ان الانس قلنا جمع نعلمه فيما من الانام (والامم جمع الامة و هي النعمة). (الفروق في اللغة ص: ۲۷۰)

”انام“ جیسا کہ بعض حضرات علماء نے فرمایا وہ ناس کے مقابلے میں مسمی کے شان کی تعظیم کا تقاضا کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”الذين قال لهم

الناس ان الناس قد جمعوا الكم“ وہ لوگ جن کو لوگوں نے کہا کہ لوگ تمہارے لئے جمع ہو گئے اور انکو جماعت کہا گیا اور کہا گیا کہ ایک آدمی اور اہل مکہ تمہارے لئے جمع ہو گئے ہیں اور آپ نہیں کہتے ”جاء فی الانام“ (میرے پاس مخلوق آئی) اور بعض مخلوق کا ارادہ کیا ہو۔ علامہ عدی بن زیدؒ نے فرمایا انس ہم کہتے ہیں ان تمام لوگوں کیلئے جن کو ہم مخلوق میں سے جانتے ہیں (والامم جمع الامة وہی النعمة) لہذا ام یہ لمتہ کی جمع ہے اور وہ نعمت ہے۔“

امیر اور ملک میں فرق

ان الملك هو الذي له الامر والنهي وصاحب السلطان المطلقة لا يرجع الى غيره في اجراء القوانين والاحكام في دولته. و الامير هو صاحب الولاية والحكومة لكنه لا يثبت امر او لا يصدر حكما الا بمشورة غيره. (المنطوق لمعرفة القروق ص: ۵۲)

”ملک وہ بادشاہ ہے جس کا امر و نہی ہو اور سلطنت کا مالک ہو، اپنے حکومت میں قوانین و احکام کو جاری کرنے کیلئے کسی دوسری طرف رجوع نہیں کرتا ہو۔ اور امیر وہ ہے جو گورنری و حکومت کا مالک ہو لیکن نہ وہ کسی امر کو ثابت کرتا ہے اور نہ کوئی حکم جاری کرتا ہے مگر دوسرے کے مشورے کے ساتھ۔“

ارسال اور بعثت میں فرق

انه يجوز ان يعث الرجل الى الآخر لحاجة تخصه دونك و دون المبعوث اليه، كالصبي تبعه الى المكتب فقول بعثته ولا تقول ارسلته لان الارسال لا يكون الا برسالة وما يجرى مجراها. (القروق فی اللغة ص: ۲۸۳)

”یہ جائز ہے کہ ایک آدمی دوسرے کے پاس کسی کام کیلئے بھیجا جائے جو آپ

سے اور نہ مبعوث الیہ سے متعلق نہ ہو، جیسا کہ کسی بچہ کو آپ مکتب بھیجیں، تو آپ کہیں گے ”بعثتہ“ میں نے اس کو بھیجا اور ”ارسلتہ“ نہیں کہیں گے، اسلئے کہ ارسال صرف پیغام کیساتھ ہوتا ہے، یا اس کے قائم مقام کے ساتھ۔“

اسم جمع اور مطلق جمع میں فرق

اسم جمع اور مطلق جمع کے درمیان تین طریقوں سے فرق بیان کیا جاتا ہے (۱) اسم جمع اُس اسم کو کہتے ہیں جو ”ما فوق الاثنین“ پر دلالت کرے مگر جمع کے اوزان پر نہ ہو خواہ اس کیلئے مفرد ہو یا نہ ہو جیسے ”رہط، وجیش“ کہ اس کا کوئی مفرد نہیں، بخلاف جمع کے کہ اس میں ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے (ب) اسم جمع کی تصغیر لانے کیلئے اس کو مفرد کی طرف لوٹانے کی ضرورت نہیں، بخلاف مطلق جمع کے کہ اس میں مفرد کی طرف لوٹنا ضروری ہے (ج) اسم جمع خلاف قیاس کی قبیل سے ہے، بخلاف جمع حقیقی کے کہ وہ موافق قیاس ہوتی ہے۔

فائدہ: جمع اور اسم جمع کے درمیان اہل لغت کے نزدیک کوئی فرق قائم نہیں ہے البتہ حُجَاۃ کے نزدیک مذکورہ تین فرق ہیں۔ (مفتاح النصف ص ۱۱۶ و آداب الطلبة ص ۹۱، التقریر الحادی ص ۱۰۲ ج ۲، مؤلف مولانا فخر الحسن صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند ناشر مدنی کتب خانہ بفرزون کراچی)

اعضاء اور جوارح میں فرق

الجوارح اعضاء الانسان التي يكتسبها كيديه ورجليه، و الجوارح الضوائد من السباع والطيور سُميت بذلك لانها كواسب بانفسها لكل جارحة عضو ولا ينعكس. (فروق اللغات ص: ۱۰۳)

”جوارح انسان کے وہ اعضاء ہیں جن کے ذریعے وہ کماتا ہے جیسا کہ دونوں ہاتھ اور دونوں پیر اور جوارح، درندے اور پرندے شکار کرنے کیلئے جو بنایا جاتا ہے، اس

کا یہ نام اسلئے رکھا گیا ہے کہ یہ کمانے والے ہیں خود ہی، پس ہر جارحہ عضو ہے لیکن اس کا عکس نہیں۔“

اثم اور خطیئہ میں فرق

ان الخطیئة قد تكون من غير تعمد، ولا يكون الاثم الاتعمداً، ثم كثر ذالك حتى سُميت الذنوب كلها خطايا كما سُميت اسرافاً، واصل الاسراف مجاوزة الحد في الشيء (الفروق في اللغة ص: ۲۲۷)

”بیشک خطاء کبھی بغیر ارادہ کے بھی ہوتا ہے، مگر اثم صرف ارادہ سے ہی ہوتا ہے، پھر یہ زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ تمام گناہوں کو خطایا، (غلطیاں) کہا جانے لگا جیسا کہ اسے اسراف بھی کہا گیا ہے اور اصل اسراف کسی چیز میں حد سے تجاوز کرنے کو کہتے ہیں۔“

اجابت اور قبول میں فرق

ان القبول يكون للاعمال يقال قبل الله عمله والاجابة للادعية يقال اجاب الله دعاءه وقولك اجاب معناه فعل الاجابة.

(الفروق في اللغة ص: ۲۱۷)

”قبول اعمال کیلئے ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ ”قبل اللہ عملہ“ اللہ نے اس کے عمل کو قبول کر لیا اور اجابت ادعیہ کیلئے ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ ”اجاب اللہ دعاءہ“ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول کر لیا۔ اور آپ کا کہنا اجاب اس کا مطلب فعل الاجابة ہے یعنی قبول کیا۔“

استجاب اور اجاب میں فرق

واستجاب طلب ان يفعل الاجابة لأن اصل الاستفعال لطلب

الفعل وصلح استجاب بمعني اجاب لأن المعنى فيه يؤول الى شئ واحد وذلك ان استجاب طلب الاجابة بقصده اليها واجاب اوقع الاجابة بفعلها. (الفروق في اللغة ص: ۲۱۷)

”استجاب“ فعل اجابت کو طلب کرنا، اسلئے کہ استفعال اصل میں فعل طلب کرنے کیلئے آتا ہے، استجاب اجاب کے معنی کی بھی صلاحیت رکھتا ہے، اسلئے کہ معنی اس میں ایک ہی شئی کی طرف راجع ہوتا ہے، اور یہ اسلئے کہ استجاب کہتے ہیں طلب الاجابہ کو یعنی اجابت کو طلب کرنا، اس کا قصد کرتے ہوئے اور اجاب کہتے ہیں اپنے فعل سے اجابت واقع کرنا۔“

اطناب اور تطویل میں فرق

اطناب وہ کلام زائد ہے جو کسی مقصود پر کسی نکتہ اور فائدہ کیلئے ہو، اگر اسکی زیادتی کسی فائدہ کیلئے نہ ہو تو وہ تطویل ہے۔ (حاشیہ ہدایہ جلد اول ص: ۱۴ ج ۱، وغایۃ السعایہ عمافی حل الہدایۃ ص: ۵۷ ج ۱، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

اعلیٰ اور فوق میں فرق

انّ اعلى الشئ منه يقال هو فى اعلى النخلة يراد أنه فى نهاية قامتها وتقول السماء فوق الارض فلا يقتضى ذلك ان تكون السماء من الارض واعلى يقتضى اسفل. وفوق يقتضى تحته واسفل الشئ منه وتحته ليس منه ألا ترى انه يقال وضعته الكوز ولا يقال وضعته اسفل الكوز بهذا المعنى ويقال اسفل البئر ولا يقال تحت البئر. (الفروق في اللغة ص: ۱۷۹)

”کسی شئی کا اعلیٰ اس شئی سے ہوتا ہے کہا جاتا ہے ”ہو فی اعلى النخلة“

وہ کھجور کے درخت کے اوپری حصے میں ہے، اس سے مراد لیا جاتا ہے وہ درخت کے انتہائی اوپر حصے میں ہے، اور آپ کہیں گے ”السماء فوق الارض“ آسمان زمین کے اوپر ہے، پس وہ اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ آسمان زمین میں سے ہو اور اعلیٰ اسفل کا تقاضا کرتا ہے اور فوق اس سے تحت کو چاہتا ہے، اور کسی چیز کا اسفل نیچے ہونا اسی شئی میں سے ہوتا ہے اور اس کا تحت اس میں سے نہیں ہوتا، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ کہا جاتا ہے کہ نہیں، اس کو پیالے میں رکھا اور یوں نہیں کہا جاتا ”وضعتہ اسفل الکوز“ اس معنی کے اعتبار سے اور کہا جاتا ہے کہ ”اسفل البشر“ کنواں کا نچلا حصہ اور نہیں کہا جاتا ”تحت البشر“ کنوئیں کے نیچے۔“

اغماء اور جنون میں فرق

اغماء: ایک قسم کا مرض ہے جو قوی کو کمزور کر دیتا ہے جس سے عقل مغلوب ہو جاتی ہے اور جنون ایک ایسا مرض ہے جو عقل کو زائل اور سلب کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کیلئے لفظ اغماء کا استعمال تو جائز ہے مگر لفظ جنون جائز نہیں۔ (اشرف الہدایہ ص: ۱۳۳ ج ۱)

اہل، رجاء اور طمع میں فرق

واضح ہو کہ ان الفاظ کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ قریب الحصول شئی کی امید کرنے کو طمع کہتے ہیں اور بعید الحصول شئی کی امید کرنے کو اہل کہا جاتا ہے اور متروکہ الحصول شئی کی امید کو رجاء کہتے ہیں۔ (فرائد منشورہ در تحقیقات کلمات مستورہ ص: ۴۰، الفروق فی اللغة ص: ۲۳۹، فروق اللغات ص: ۲۹)

ابدال اور اقطاب میں فرق

الابدال: یہ بدل کی جمع ہے اہل تصوف کی اصطلاح میں اولیاء اللہ کا وہ گروہ

ہے جس کے سپرد دنیا کا انتظام ہے، علامہ قاشانی فرماتے ہیں ”المراد بالابدال طائفة من اهل المحبة والكشف و المشاهدة و الحضور يدعون الناس الى التوحيد والاسلام لله تعالى بوجودهم العباد و البلاء ويدفع عن الناس البلاء والفساد“ اور چالیس ابدال ہر زمانے میں رہتے ہیں اگر ایک فوت ہو جائے، تو دوسرا اس کا بدل حق تعالیٰ شانہ پیدا کرتے ہیں اور ابدال کی چار خصلتیں ہیں (۱) الصحة: خاموش رہنا (ب) العزلة: گوشہ نشینی (ج) الجوع: بھوکا رہنا یا ہونا (د) السهر: راتوں کو بیدار رہنا۔

الاقطاب: یہ قطب کی جمع ہے لغت باب ضرب سے ہے یعنی ترش رو ہونا اور صوفیاء کرام کی اصطلاح میں خلیفہ باطن کو قطب کہتے ہیں اور وہ سردار اہل زمانہ ہوتا ہے، اسلئے کہ تمام مقامات و احوال اسکے دوران اس پر (مکتف) ہے جیسے لوہے کی کیل پر چلی پھرتی ہے، یا تو وہ اکل انسان جو اکیلا مقام میں جا گزیرے ہیں جس پر احوال خلق کا دوران ہوتا ہے۔ (المتطوق لمعرفة القروق ص: ۹۱/۹۲)

انماء اور غشی میں فرق

انماء امراض دماغ میں سے ہے اسکی حقیقت صرف یہ ہے کہ اندرون دماغ بنجم جمع ہو جاتا ہے اور غشی امراض دماغ کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ یہ ایک مرض ہے جس سے حواس زائل ہو جاتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ مشکل ہے جس سے حواس پورے طور پر زائل ہو جائیں (۲) وہ مخف ہے جس سے حواس پورے طور سے زائل نہ ہوں بلکہ کچھ باقی رہیں۔ (مآرب الطلبة فی تحقیق الفرق بین الالفاظ المترادفة المعانی المتقاربة ص: ۲۶۰)

ایجاز اور اختصار میں فرق

ان الاختصار هو: لقاءك فضول الفاظ من الكلام المؤلف من

غیر اخلاص بمعانیہ، ولہذا یقولون قد اختصر فلان کتب الکوفیین او غیر
ہا اذا لقی فضول الفاظہم وادی معانیہم فی اقل مما اذ وہافیہ من الفاظ،
فالاختصار یكون فی کلام قد سبق حدوثة وتالیفہ، والایجاز ہوان یبني
الکلام علی قلة اللفظ وكثرة المعانی یقال او جز الرجل فی کلامہ اذا
جعلہ علی ہذا السبیل، واختصر کلامہ او کلام غیرہ اذا قصر بعد اطالة فان
استعمل احدهما موضع الاخر فلتقارب معنیہما۔ (الفروق فی اللغة ص: ۳۱)
”اختصار کہتے ہیں کہ آپ مرکب کلام میں سے فضول الفاظ کو نکال دیں اور
اس کے معانی میں کوئی خلل نہ آنے پائے، اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں ”قد اختصر
فلان کتب الکوفیین او غیرہ اذا لقی فضول الفاظہم وادی معانیہم الخ“
یعنی فلاں آدمی نے کوفیین کی کتابوں کا اختصار کیا، اس وقت جب ان کے فضول الفاظ
کو نکال کر ان کے معانی کو ادا کیا جائے، ان سے ہم الفاظ سے جتنے میں کہ انہوں نے
ادا کیا، پس اختصار ایسے کلام میں ہوتا ہے جو کہ نذر چکا ہو اور اس کی تالیف ہو چکی
ہو۔ اور ایجاز کہتے ہیں کلام قلت الفاظ اور کثرت معانی پر مشتمل ہو، کہا جاتا ہے
”او جز الرجل فی کلامہ“ جب وہ اس طریقے پر ہو اور ”اختصر کلامہ او
غیرہ“ جب طوالت کے بعد چھوٹا کرے، دونوں کے معانی کے قریب ہونے کی وجہ
سے ایک کو دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔“

اُترک اور ذر میں فرق

یہ دونوں صیغۂ امر حاضر معروف ہے یعنی کسی چیز کو بالقصد چھوڑنا، لیکن
دونوں میں یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ اُترک کا معنی ہے مطلق کسی چیز کو چھوڑ دینا،
چاہے ناراضگی کی وجہ سے ہو یا نہ ہو اور ذر کے معنی ہے کسی چیز سے ناراض ہو کر
اس کو چھوڑنا۔ خلاصہ: یہ ہے کہ دونوں میں عام و خاص مطلق کی نسبت ہے اُترک:
عم مطلق ہے اور ذر: خاص مطلق۔ (آر ب الطیبہ ص: ۱۰۰)

اُنس اور شوق میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جنت میں اُنس ہوگا شوق نہیں، حضرت تھانویؒ نے فرمایا شوق کیفیت اور رغبت کا نام ہے، جو کسی غیر حاصل مطلوب کے حاصل کرنے کیلئے ہو اور حاصل شدہ مطلوب سے اُلفت اور راحت کا نام اُنس ہے، جنت میں چونکہ انسان کی ہر مراد اور مطلوب اس کو حاصل ہوگا، اسلئے وہاں شوق کسی چیز کا نہیں ہوگا کیونکہ شوق میں ایک گونہ کلفت ہے اور جنت میں کلفت کا نام نہیں ہے، وہاں راحت ہی راحت ہے، لذت ہی لذت ہے۔ (دیکھئے تآرب الطلبہ ص ۲۷۸ بحوالہ مجالس حکیم الامت)

ایتاء اور اعطاء کے درمیان فرق

علامہ الخوئیؒ کا قول ہے کہ اہل زمان ان دونوں لفظوں کے معنوں میں تقریباً کوئی فرق نہیں کرتے، مگر مجھ پر ان دونوں لفظوں کے استعمال میں ایسا فرق عیاں ہوا ہے، جو کتاب اللہ کی بلاغت کو ظاہر کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ لفظ ”ایتاء“ اپنے مفعول کو ثابت کرنے کے بارے میں لفظ ”اعطاء“ سے زیادہ قوی ہے، کیونکہ اعطاء کا ایک مطاوع بھی ہوتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے اعطانی فعطوت (یعنی اس نے مجھے کو دیا پس میں نے لیا) اور ایتاء کے باب میں ”آتانی فاتیئہ“ نہیں کہا جاسکتا ہے، بلکہ بجائے فاتیئہ کے فاخذت کہا جائیگا۔ (دیکھئے الاتقان فی علوم القرآن، ص: ۶۳۹ ج ۱)

اختصاص اور حصر کے درمیان فرق

دونوں کے درمیان کلام مشہور یہ ہے کہ معمول کی تقدیم اختصاص کیلئے ہے، لیکن بعض اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ معمول کی تقدیم صرف اہتمام کیلئے ہوتی ہے اور سیبویہؒ نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ علماء اس چیز کو مقدم رکھتے ہیں، جس کے ساتھ

زیادہ اعتناء ہوتا ہے اور علماء بیان اس کے قائل ہیں کہ معمول کی تقدیم اختصاص کیلئے ہوتی ہے اور بہت سے علماء اختصاص سے حصر سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اختصاص اورشیء ہے اور حصر دوسری چیز ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ حصر میں مذکور کا اثبات اور غیر مذکور کی نفی ہوتی ہے اور اختصاص میں وہ اپنی خصوصیت کی حیثیت سے مقصود ہوتا ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے "الاتقان فی علوم القرآن" ص: ۱۶۳ ج ۲)

اساس اور بنیاد کے درمیان فرق

یہ دونوں الفاظ کے معنی قریب قریب ہیں فرق اس قدر ہے کہ اساس کا اطلاق مطلق عمارت پر ہوتا ہے اور بنیاد کا اطلاق اس عمارت پر ہوتا ہے جس کی بناء زمین کے اندر سے ہوئی ہو۔ دیکھئے، (آداب الطلبہ ص: ۲۶، مصنف مولانا شبیر احمد رکانی صاحب مدظلہ العالی)

ارادہ اور تمنا کے درمیان فرق

دونوں کے درمیان حضرت تھانویؒ یہ فرق لکھتے ہیں کہ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہمارا ارادہ تو ہے، لیکن یہ بالکل غلط ہے کیونکہ تمنا ایک چیز ہے اور ارادہ دوسری چیز، مجھے خوب یاد ہے کہ میرے بچپن میں دو شخص حج کو جانے کی بابت تذکرہ کر رہے تھے اس میں سے ایک نے کہا کہ بھائی ارادہ تو ہر مسلمان کا ہے، میں نے کہا کہ صاحب! یہ بالکل غلط ہے کہ اگر ارادہ ہر مسلمان پر ہوتا تو ضرور سب کے سب حج کرتے۔ ہاں یوں کہتے کہ تمنا ہر مسلمان کی ہے، سو تیری تمنا سے کام نہیں چلتا، ارادہ کہتے ہیں سامان مہیا کرنے کو مثلاً ایک شخص تو زراعت کرنا چاہتا ہے، لیکن اس کا کوئی سامان مہیا نہیں کرتا اور ایک شخص اس کا سامان بھی جمع کر رہا ہے تو پہلے شخص کو متمنی اور دوسری کو مرید کہیں گے۔ (یعنی ارادہ کرنے والا) تفصیل کیلئے۔ (دیکھئے آداب الطلبہ)

اُستاذ اور شیخ میں فرق

انّ الشیخ عند المحدثین یطلق علی من یروی الحدیث عنه او هو بمعنی معلم مطلقاً. والاسّاذ معلّم الصبیان ومقرئهم ومدبرهم او العالم بکثیر من العلوم المتعارفة و یطلق علی استاذ الصناعة ورئيسها قیل: فارسی معرب ولم یوجد فی اشعار الجاهلیّة ولا فی کلام جاهلی.

(المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۵۰)

”شیخ کا اطلاق محدثین کے ہاں اس شخص پر ہوتا ہے جس سے حدیث روایت کی جائے یا وہ مطلق معلم کے معنی میں ہے، اور استاذ کہتے ہیں بچوں کو سکھانے والے اور ان کو پڑھانے والے اور ان کی تربیت کرنے والے یا مختلف مشہور علوم کے جاننے والے کو کہتے ہیں اور کسی کام کے استاذ اور رئیس، سردار پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ فارسی سے عربی بنایا گیا ہے، اور زمانہ جاہلیت کے کلام اور اشعار میں نہیں پایا جاتا ہے۔“

آتی اور جاء کے درمیان فرق

دونوں کے معنی ایک ہیں مگر ان کے استعمال میں فرق ہے لیکن جاء؛ جواہر اور اعیان کے بارے میں بولا جاتا ہے اور دوسرا آتی؛ یہ معانی اور زمانوں کے متعلق استعمال ہوتا ہے اسی سبب سے لفظ جاء کا وقوع قرآن میں ہے ”وَلَمَنْ جَاءَ حِمْلُ بَعِيرٍ، وَجَاؤَا عَلٰی قَمِيصِهِ بِذَمِّ كَذِبٍ“ کیونکہ یہ سب جواہر اور عیون کی قبیل سے ہیں۔ (دیکھئے الاتقان فی علوم القرآن ص: ۶۴ ج ۱)

ایجاز، اختصار اور تلخیص میں فرق

تینوں کے معانی قلت کے ہیں پھر ان میں فرق یہ ہے کہ اختصار کہتے ہیں کہ کم الفاظ میں زیادہ معانی کو ادا کرنا اور ایجاز کہتے ہیں مقصود کو ادا کرنے میں جو الفاظ استعمال کیلئے معروف و مشہور ہے، اس سے کم الفاظ میں مقصود بیان کر دینا اور تلخیص کہتے ہیں الفاظ قلیل کے ساتھ مقصود کو واضح کر دینا اور کبھی کبھار تلخیص اور اختصار دونوں ایک ہی معنی میں مستعمل ہوتے ہیں۔ (دیکھئے تآرب الطلبہ ص: ۱۹۷)

اسم فاعل اور فاعل میں فرق

دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اسم فاعل خاص ایک صفت مشبہ کو کہا جاتا ہے جس میں ذات اور صفات دونوں موجود ہوں، مثلاً ضارب، عالم کہ اس کے اندر ایک مارنے والی ذات، اور وہ ذات صفت ضاربیت کے ساتھ متصف بھی ہے اور فاعل صرف اس ذات کو کہا جاتا ہے، جس سے صرف فعل صدور ہو جیسے ”ضرب زید عمرواً“۔ (دیکھئے تآرب الطلبہ ص: ۸۸)

اعجمی اور عجمی میں فرق

دونوں کے درمیان کا فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ عرب کے سوا جتنی قومیں دنیا میں موجود ہیں ان سب کو عجم کہا جاتا ہے اور جب اس چیز پر ہمزہ بڑھا کر اعجم کہا جاتا ہے، جیسے قرآن میں آیا ہے ”اء عجمیٰ وعربیٰ“ (سورہ حم سجدہ) تو اس کے معنی کلام غیر فصیح کے ہیں، اسلئے عجمی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو عربی نہ ہو اگرچہ کلام فصیح بولتا ہو اور اعجمی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو فصیح عربی کلام نہ کر سکے۔ (تآرب الطلبہ ص: ۲۳۵، بحوالہ معارف القرآن)

اسم جنس، علم جنس اور علم شخصی کا فرق

تینوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اسم جنس وہ ہے جس کو واضح نے افراد سے قطع نظر کر کے مفہوم کلی کیلئے وضع کر کے محض نفس ماہیت کا تصور کیا ہو، جیسے لفظ اسد کہ اس کو واضح نے ماہیت حیوان مفترس کیلئے وضع کیا ہے، اس میں افراد کا کوئی لحاظ نہیں، علم جنس وہ ہے کہ جس کو واضح نے وضع کرتے وقت ماہیت کو خصوصیت ذہنیت کے ساتھ تصور کیا ہو، جیسے حضاجر کہ اس کی وضع وضع کیلئے خصوصیات ذہنیہ کے ساتھ یعنی ”عظیم البطن“ کو مد نظر رکھتے ہوئے کی گئی ہے علم شخصی اس کو کہتے ہیں جس کو واضح نے وضع کرتے وقت ماہیت کو خصوصیات شخصیہ کے ساتھ تصور کیا ہو، جیسے زید کہ یہاں وضع کرتے وقت ماہیت انسان کے ساتھ تشخصات خارجیہ یعنی دست، پا وغیرہ کا بھی تصور کیا گیا ہے۔ (آر ب الطلبہ ص: ۱۸۵)

امّا اور او کے درمیان فرق

دونوں میں فرق یہ ہے کہ امّا کے ساتھ جس امر کیلئے وہ آیا ہے، اُسی کے لحاظ سے بنائے کلام شروع ہوتی ہے اور اسی وجہ سے اس کی تکرار واجب ہے، مگر حرف او کے ساتھ کلام کا آغاز یقین اور وثوق کے لحاظ سے ہو کر پھر بعد میں اس کلام پر ابہام یا کوئی دوسری بات طاری ہوتی ہے، اسلئے اس کی تکرار نہیں ہوتی۔ (الاتقان فی علوم القرآن ص: ۲۸۱ ج ۱)

اناء، سقائیۃ اور صواع کا فرق

تینوں کے معانی برتن کے ہیں، پھر باہمی فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ لفظ ”اناء“ مطلق برتن کو کہا جاتا ہے؛ چاہے پانی پینے کا برتن ہو، یا کھانا کھانے کا، یا پینے

کا اور لفظ ”سِقَايَة“ اور ”صَوَاع“ خاص پانی پینے کے برتن کو کہا جاتا ہے اور یہ خاص دونوں لفظ قرآن کے اندر آئے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”جَعَلَ السَّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ، الْاِيَةِ“ قَالُوا لَنْفَقِدَ صَوَاعَ الْمَلِكِ. سورۃ یوسف: یہ نکلا کہ لفظ ”اناء“ عام ہے اور لفظ ”سِقَايَة و صَوَاع“ باہم مترادف ہے اور بہ نسبت ”اناء“ کے خاص ہے۔ (آر ب الطلبہ ص: ۲۳۲)

انفال، غنیمت اور فئی کا فرق

لفظ انفال: یہ نفل کی جمع ہے بمعنی فضل و انعام کے ہے یعنی نفلی نماز، روزہ اور صدقہ کو بھی نفل اسلئے کہا جاتا ہے کہ وہ کسی کے ذمہ لازم و واجب نہیں۔ غنیمت: اس کو کہا جاتا ہے جو کفار سے بوقت جہاد حاصل ہوتا ہے جو کسی کے ذمہ لازم و واجب نہیں ہوتا، اور قرآن میں انفال، فئی، اور غنیمت کے تینوں الفاظ آئے ہیں ”يَسْتَلُونَكَ عَنِ الْاِنْفَالِ، الْاِيَةِ“ اور غنیمت کے بارے میں ”وَاعْلَمُوا اَنْتُمْ اَغْنَمْتُمْ، الْاِيَةِ“ اور فئی کے بارے میں ”وَمَا آفَاءُ اللَّهِ، الْاِيَةِ“ مستعمل ہوتے ہیں، مگر معانی میں تھوڑے تھوڑے فرق کی وجہ سے ایک لفظ کو دوسرے کی جگہ بعض وقت مطلقاً استعمال کرتے ہیں اور غنیمت عموماً اس مال کو کہتے ہیں، جو جنگ و جہاد کے ذریعہ مخالف فریق سے حاصل ہو اور لفظ فئی اس مال کو کہتے ہیں، جو بغیر جنگ و قتال کے کفار سے ملے خواہ وہ چھوڑ کر بھاگ جائیں، یا رضامندی سے دیدینا قبول کریں اور نفل اکثر اس انعام کیلئے بولا جاتا ہے جو امیر جہاد کسی خاص مجاہد کو اس کی کارگزاری کے صلہ میں علاوہ حصہ غنیمت کے بطور انعام عطاء کرے۔ (دیکھئے آر ب الطلبہ ص: ۵۳، ۲۵۲)

ادب اور لغت کے درمیان فرق

بعض حضرات نے لغت اور ادب کو ایک ہی چیز سمجھا ہے کہ ایک کا اطلاق دوسرے پر کر لیتے ہیں، حالانکہ دونوں میں واضح فرق ہے مثلاً ہر ادب پر لغت کا

اطلاق ہوتا ہے لیکن ہر لغت پر ادب کا اطلاق درست نہیں ہے۔ (دیکھئے مقدمات ص: ۵۰ پرانا ایڈیشن، از مولانا محمد صدیق ارکانی صاحب، ناشر کتب خانہ قاسمی حضرت بلال کالونی کورنگی، کراچی)

الّا اور غیر کے درمیان فرق

ان دونوں کے درمیان پانچ فرق ہے (فرق اول) یہ ہے کہ غیر کی وضع، وصفی معنی کیلئے ہے اور وہ دلالت کرتا ہے کہ اس کا مضاف الیہ موصوف کا مغائر ہے ذاتاً جیسے۔ ”جاء نسی رجلٌ غیرَ عمروٍ یا و صفّاً جیسے: ”دخلت بوجهٍ غیرِ الوجهِ الذی خرجت“ (یعنی آیا خوشی میں اور گیا غصے میں) اور الّا کی وضع استثناء کیلئے ہے یعنی نفیاً یا اثباتاً ماقبل اور مابعد کا تغائر ہوتا ہے یعنی الّا کا تعلق حکم سے ہے نہ کہ ذاتی یا وصفی تغائر سے، لیکن فی الجملہ تغائر میں شریک ہونے کی وجہ سے مجازاً ایک دوسرے پر محمول ہوتے ہیں اور اسماء کا حرفی معنی میں استعمال ہونا کثیر ہے، اسلئے بغیر کسی شرط کے لفظ غیر استثنائی معنی دیدیتا ہے اور حروف کا اسی معنی میں استعمال ہونا قلیل ہے اسلئے الّا کا غیر کے معنی میں استعمال ہونا قلیل اور موقوف علی الشرط ہے امام سیبویہ کے نزدیک استثناء کے صحیح ہوتے ہوئے بھی الّا کو غیر کے معنی میں کرنا جائز ہے جیسے شعر میں ہے:

كُلُّ اخٍ مَفَارِقُهُ اخُوهُ لَعُمْرَ اَبْنِكَ اِلَّا الْفَرْقَدَانِ

(فرق دوم) الّا کے بعد جملہ واقع ہو سکتا ہے بخلاف غیر کے۔ (فرق سوم) ”عندی درہم غیر جید“ کہنا جائز ہے اور ”عندی درہم الا جید“ کہنا ناجائز ہے، کیونکہ اثبات میں مستثنیٰ مفرغ نہیں آتا (فرق چہارم) کہ ”قام غیر زید“ کہنا جائز ہے اور ”قام الّا زید“ کہنا ناجائز ہے کیونکہ اس سے مستثنیٰ مفرغ لازم آئے گا۔ (فرق پنجم) ”قام القوم غیر زید و عمرو، بجر عمرو“ جائز ہے بخلاف ”قام الّا زید و عمرو“ کے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے ”الکلمۃ الغلیا فی مسئلۃ الثنیاء“

ص: ۱۸، مؤلف جناب مولانا ابوالفتح الحاج محمد یوسف صاحب المؤقر، مدیر مدرسہ عربیہ دارالعلوم عثمانیہ خانپور۔ ناشر: مدرسہ عربیہ دارالعلوم عثمانیہ، شارع خانپور، رحیم یار خان)

اکتیاں اور کیل میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ”کیل“ کہتے ہیں کسی غیر کو ناپ کر کے دینا اور اکتیاں کہتے ہیں کسی غیر سے ناپ تول کر کے لینا۔ (افاضات اردو شرح مقامات اردو، مصنف مولانا افتخار علی دیوبندی ص: ۱۳۹ ج ۱، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق

یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور اسمائے گرامی میں سے ہیں پھر صیغہ اور معانی دونوں کے اعتبار سے فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اول اس طور پر ہے کہ اسم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا استعمال زمین میں نہیں ہوتا بلکہ آسمان میں ہوتا ہے، خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے قبل ہو، یا بعد اور آخرت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں استعمال ہوگا، اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا استعمال دنیا و آخرت اور آسمان و زمین سب میں عام ہے تو خلاصہ یہ نکلا کہ اسم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا استعمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں خاص ہے اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا استعمال عام ہے۔ (تآرب الطلبہ ص: ۳۱)

انکار اور تجدد میں فرق

ان الجحد اخص من الانکار و ذالک ان الجحد انکار الشی الظاهر والشاهد کقولہ تعالیٰ: ”کانوا بآیاتنا یجحدون“ فجعل الجحد ممایدل علیہ الآیات ولا یكون ذالک الا ظاهرا (وقال تعالیٰ: ”یعرفون

نعمۃ اللہ ثم ینکرونها“ فجعل الانکار للنعمۃ لأن النعمۃ قد تكون خافیۃ و ینجوز ان ینقال الجحد هو انکار الشئ مع العلم به والشاهد قوله تعالیٰ: و جحدوا بها واستیقنتها انفسهم ”الآیۃ“ فجعل الجحد مع الیقین والانکار ینکون مع العلم و غیر العلم. (الفروق فی اللغة ص: ۳۷)

”جحد خاص ہے انکار سے، اسلئے کہ جحد کہتے ہیں کسی ظاہر اور حاضر شئی کا انکار کرنا۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے ”کانوا بآئیننا یجحدون“ یعنی وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ پس اس میں جحد اس کو بتایا گیا جس پر آیات دلالت کرتی ہو۔ اور یہ صرف ظاہر میں ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونها“ یعنی وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جانتے تھے پھر اس کا انکار کرتے تھے، اور انکار نعمت کیلئے بتایا گیا ہے، اسلئے کہ نعمت کبھی پوشیدہ بھی ہوا کرتی ہے اور جائز ہے کہ کہا جائے جحد کسی شئی کو جان کر انکار کیا جائے اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ”و جحدوا بها واستیقنتها انفسهم“ ہے چنانچہ جحد یقین کے ساتھ مستعمل ہوا ہے، اور انکار، دانستگی اور نادانستگی دونوں میں ہوتا ہے۔“

اجارہ، اعارہ، بیع اور ہبہ میں فرق

بیع: کہتے ہیں تملیک العین بالعين کو (یعنی عوض کے بدلے میں کسی کو کسی چیز کا مالک بنانا) اور بلا عوض کسی کو کسی چیز کا مالک بنانا ہبہ ہے، اور تملیک المنفعة بالعوض یعنی کسی چیز کے نفع کو عوض کے ساتھ کسی کو مالک بنانا اجارہ ہے اور بلا عوض مالک بنانے کو اعارہ کہتے ہیں۔ (ملفوظات محمودیہ ص: ۳۰، قسط ۴، وآر ب الطلحہ ص: ۱۳۹)

اکتتاز اور احتکار میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ دونوں میں فرق یوں ہے کہ احتکار سے مراد یہ ہے کہ

دولت سمٹ کر کسی ایک ہی طبقہ میں محصور و محدود ہو جائیں اور اکتناز کے معنی ہے کہ دولت کے عظیم الشان خزانے چند افراد کے پاس جمع ہو جائیں اور انکے پھیلاؤ اور تقسیم کی کوئی راہ باقی نہ رہے۔ (اسلام کا اقتصادی نظام ص: ۲۵۹، از مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی)

اَفُول اور غیوب میں فرق

انّ الافول هو غیوب الشئ وراء الشئ ولهذا يقال افل النجم لانه يغيب وراء جهة الارض. والغیوب يكون في ذالك وفي غيره الا ترى انك تقول غاب الرجل اذا ذهب عن البصرو ان لم يستعمل الا في الشمس والقمر والنجوم و الغیوب يستعمل في كل شئ وهذا ايضا فرق بين. (الفروق في اللغة ص: ۲۹۸)

”افول کہتے ہیں کہ کسی چیز کا کسی چیز کے پیچھے غائب ہو جانا اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ”افل النجم“ ستارہ غائب ہو گیا، اس لئے کہ وہ زمین کی جانب پیچھے چلا جاتا ہے۔ اور غیوب اس میں بھی ہوتا ہے اور اس کے ماسوا میں بھی ہوتا ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کہتے ہیں ”غاب الرجل“ جب نظر سے غائب ہو جائے، اگرچہ یہ صرف سورج، چاند اور ستاروں کیلئے استعمال کیوں نہ ہوتا ہو، اور غیوب ہر چیز میں استعمال ہوتا ہے، چنانچہ یہ فرق بھی واضح ہے۔“

اشترَاء اور شَرَاء میں فرق

ان دونوں الفاظ کے معنی خریدنے کے ہیں لیکن دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اشتراء کا استعمال اپنے نفس کے ساتھ مخصوص ہے جیسے ”ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بانّ لهم الجنة“ بخلاف شراء کے کہ وہ اپنے اور غیر دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے، لہذا دونوں کے درمیان نسبت عام و خاص مطلق ہے، اشتراء انھن مطلق ہے اور شراء اعم مطلق۔ (آداب الطلبہ ص: ۱۴۷)

ابتداء حقیقی، ابتداء اضافی اور ابتداء عرفی کا فرق

جاننا چاہئے کہ ابتداء کی تین قسمیں ہیں (۱) ابتداء حقیقی (۲) ابتداء اضافی (۳) ابتداء عرفی اور تینوں میں فرق یہ ہے کہ ابتداء حقیقی وہ ہے جو سب پر مقدم ہو، اس طور پر کہ اس سے پہلے کوئی شئی نہ ہو اور ابتداء عرفی کہتے ہیں جو مقصود سے پہلے ہو، خواہ اس شئی سے پہلے کوئی شئی ہو یا نہ ہو اور ابتداء اضافی کی تعریفیں دو ہیں ایک یہ ہے کہ ابتداء اضافی وہ ہے جو کسی شئی پر مقدم ہو، عام ہے کہ اس سے پہلے کچھ ہو یا نہ ہو، دوسری تعریف یہ ہے کہ بعض پر مقدم ہو اور بعض پر مؤخر۔ (تأرب الطلہ ص: ۴۴)

أَمَّا، أَمَّا اور أَمَّا کے درمیان فرق

أَمَّا حرف عطف ہے جس کو حرف تردید بھی کہتے ہیں اور أَمَّا یہ حرف تنبیہ ہے اور أَمَّا یہ حرف شرط ہے جس کو حرف تفسیر کہتے ہیں اور ان تینوں کے درمیان میں فرق یہ ہے کہ أَمَّا حرف شرط کے جواب میں ”ف“ آئے گی جیسے ”وَأَمَّا الَّذِينَ شَقَوْا فِي النَّارِ“ اور أَمَّا حرف تنبیہ کے جواب میں نہ ف آتی ہے نہ أَمَّا اور نہ او۔

كما قال الشاعر في الشعر:

أَمَّا اللَّهُ لَوْ تَجَدَّدَ وَجَدِي لَمَّا وَسَعَتْكَ فِي بَغْدَادَ دَارُ

پھر أَمَّا شرطیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) تفصیلیہ جو اجمال کلام کی تفصیل کیلئے درمیان کلام میں واقع ہوتا ہے (۲) أَمَّا ابتداءیہ یعنی جو شروع کلام میں واقع ہو، جس سے پہلے کوئی کلام مجمل نہ گزرے جیسے خطبہ میں ہے أَمَّا بَعْدُ: فِهْذِهِ الْخ. اور أَمَّا حرف تردید کے جواب میں دوسرے أَمَّا بھی آئے گا جیسے ”أَمَّا شَاكِرًا وَأَمَّا كَافِرًا الْخ“ (تأرب الطلہ ص: ۴۹، الفروق فی اللغات)

ان اور لو میں فرق

یہ دونوں حروف شرط میں سے ہیں البتہ دونوں میں چند وجوہ سے فرق ہے (الف) ان حرف عاملہ ہے جو فعل مضارع کو جزم دیتا ہے، بخلاف لو کے کہ وہ غیر عاملہ ہے (ب) کو یقین کیلئے آتا ہے، بخلاف ”ان“ کے وہ شک کیلئے آتا ہے (ج) لو صرف ماضی کیلئے آتا ہے اور ”ان“ مستقبل کیلئے آتا ہے، اس کے علاوہ جب ان فعل مضارع پر داخل ہو تو فعل مضارع کو ماضی کے معنی میں کر دیتا ہے ایسا ہی لو بھی فعل مضارع پر داخل ہو کر فعل مضارع کو ماضی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ (دیکھئے آرب الطلبہ ص: ۵۸)

اسم فاعل اور صفت مشبہ میں فرق

اسم فاعل اور صفت مشبہ میں کئی طرح کا فرق بیان کیا جاتا ہے (الف) صفت مشبہ صرف فعل لازم سے بنتی ہے، بخلاف اسم فاعل کے کہ وہ فعل لازم و متعدی دونوں سے بنتا ہے (ب) اسم فاعل کے عمل کرنے کیلئے حال یا استقبال کے معنی میں ہونا ضروری ہے اور صفت مشبہ کیلئے حال یا استقبال کے معنی میں ہونا ضروری نہیں ہے (ج) اسم فاعل حدوث پر دلالت کرتا ہے اور صفت مشبہ دوام پر دلالت کرتی ہے۔

(تخلیۃ الاسیر شرح نحو میر ص: ۱۵۶)

نوٹ: صفت مشبہ کو صفت مشبہ اسلئے کہا جاتا ہے کہ وہ تذکیر و تانیث، واحد، جمع ہونے میں اسم فاعل کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے۔ (تخلیہ) اور صفت مشبہ و اسم فاعل میں لفظی و معنوی فرق بھی ہے۔ (دیکھئے مفتاح الصرف ص: ۹۰/۹۱)

اسم تفضیل اور صفت مشبہ میں فرق

واضح ہو کہ اسم تفضیل وہ اسم ہے جو بہ نسبت دیگر، موصوف کی صفات کی

زیادتی پر دلالت کرے، اس کو افعال الفضیل بھی کہتے ہیں اور صفتِ مشبہ وہ اسم ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے، جس میں صفت بطور ثبوت اور دائمی کے لحاظ سے ہو۔

(آر ب الطلبہ ص: ۸۸/۸۹)

اشتقاقِ صغیر، اشتقاقِ کبیر اور اشتقاقِ اکبر میں فرق

اشتقاق کے لغوی معنی پھاڑنے کے ہیں اور اصطلاحی معنی اصول سے فروعات کی طرف نکالنا، پھر اشتقاق کی تین قسمیں ہیں (الف) اشتقاقِ صغیر (ب) اشتقاقِ کبیر (ج) اشتقاقِ اکبر ان تینوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اشتقاقِ صغیر وہ ہے کہ حروفِ مادّے اور ترتیب دونوں کے اعتبار سے مشترک ہوں جیسے ضرب یہ ضرب سے مشتق ہے اور اشتقاقِ کبیر وہ ہے کہ حروفِ مادّے میں مشترک ہوں، لیکن ترتیب میں مشترک نہ ہوں جیسے حمد اور مدح اور جذب و غیرہ اور اشتقاقِ اکبر وہ ہے کہ اکثر حروفِ مادّہ میں اشتراک ہو، تمام میں اشتراک نہ ہو جیسے: فلق، فلاح اور فلد وغیرہ۔ (آر ب الطلبہ ص: ۷۰ و تقریر الحامی شرح بیضاوی ص: ۶۷ ج ۱)

اسمائے افعالِ ماضی اور امر میں فرق

جاننا چاہئے کہ اسمِ فعل ہر وہ اسم ہے جس کو واضع نے اسم کیلئے وضع کیا تھا، مگر وہ فعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اب اس کی دو قسمیں ہیں (۱) امر حاضر کے معنی میں جیسے رُویدَ زیدُ اِی امِہْلُ زیدُ (ب) ماضی کے معنی میں جیسے سَرَعَانَ زیدُ اِی سَرَعَ زیدُ اب ان دونوں میں چند اعتبار سے فرق ہے (۱) امر حاضر میں فاعل، ضمیر مستتر ہوتا ہے، ماضی کے معنی میں فاعل اسم ظاہر ہوتا ہے (۲) امر حاضر کے معنی کا جو اسم ظاہر ہوتا ہے، وہ مفعولِ بہ کی بناء پر منصوب ہوتا ہے اور ماضی معنی کا جو اسم ظاہر ہوتا ہے وہ فاعلیت کی بناء پر مرفوع ہوتا ہے (۳) امر حاضر کے جو معنی ہے، وہ معتدٰی ہے، ماضی کے جو معنی ہے، وہ لازمی ہے (۴) امر حاضر کے جو معنی ہے وہ

حاضر کے ساتھ مخصوص ہے اور ماضی کے معنی میں جو ہے وہ غائب کے ساتھ خاص ہے۔ (آرَب الطلَبہ ص ۷۸)

اَمَّا اور مَهْمَا میں فرق

ان دونوں کے درمیان چار فرق ہیں (۱) اَمَّا حرف شرط ہے اور مَهْمَا اسم شرط ہے (ب) اَمَّا غیر عاملہ ہے اور مَهْمَا عاملہ ہے (ج) اَمَّا کا مدخول ہمیشہ اسم یا حرف ہوتا ہے اور مَهْمَا کا مدخول ہمیشہ فعل ہوتا ہے (د) اَمَّا کے مدخول کا حذف ہونا واجب ہے اور مَهْمَا کے مدخول کا فعل حذف ہونا جائز ہے، واجب نہیں۔ (آرَب الطلَبہ ص: ۸۳)

ہمزہ اصلی، ہمزہ وصلی اور ہمزہ قطعی میں فرق

عربی کلام کے اندر ہمزہ کی تین قسمیں ہیں (۱) اصلی (ب) وصلی (ج) قطعی اور ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ ہمزہ اصلی وہ ہے جو ف کلمہ، ع کلمہ، اور لام کلمہ کے مقابلہ میں ہو جیسے امر، سئل، قرأ۔ اور ہمزہ وصلی وہ ہے کہ اگر شروع کلمہ میں آئے تو پڑھنے میں آئے اگر شیخ کلمہ میں آئے تو پڑھنے میں نہ آئے جیسے استنصر کا ہمزہ شروع میں ہو تو پڑھا جاتا ہے، اگر بیچ میں ہو تو پڑھا نہیں جاتا، پھر ہمزہ وصلی اکثر مکسور و مضموم دونوں ہوتا ہے جیسے اُنْصُر و اِسمع اور ہمزہ قطعی اکثر مفتوح ہوتا ہے جیسے اُكْرِم (ب) ہمزہ وصلی اگر غیر ثلاثی مجرد ہو تو ماضی میں آتا ہے، اگر ثلاثی مجرد سے ہو، تو امر میں بھی آتا ہے اور ہمزہ قطعی تمام افعال میں آتا ہے، خواہ ماضی ہو جیسے اُكْرِم۔ (آرَب الطلَبہ لتحقيق الفاظ المترادفة والمعاني المتقاربة ص: ۸۵)

اسم مفعول اور مفعول میں فرق

دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اسم مفعول ایسے صفت مشتقہ کو کہا جاتا ہے جسکے اندر ذات اور صفات دونوں موجود ہوں اور مفعول کے اندر صرف ایک ذات ہے

یعنی جس پر فعل واقع ہو مثلاً ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرُوًا میں عمرو کے اندر صرف ایک ذات ہے جس پر فعل ضرب واقع ہوا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ مفعول کے اندر صرف ذات کا لحاظ ہے اور اسم مفعول کے اندر ذات مع الوصف دونوں کا لحاظ ہے۔ (تأرب الطلب ص: ۸۸)

اسم جمع، جمع اور اسم جنس میں فرق

(۱) جمع وہ لفظ ہے جو ایک جنس کے دو سے زائد افراد پر دلالت کرے اور مفرد میں کچھ تغیر کر کے بنایا گیا ہو، جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ وغیرہ (ب) اسم جمع وہ اسم ہے جو دو سے زیادہ افراد پر دلالت کرے ایک یا دو پر دلالت نہ کرے، لیکن اس کا مفرد نہ ہو جیسے رُكُوبٌ، رَهْطٌ وغیرہ (ج) اسم جنس وہ اسم ہے جو ایک فرد پر یا دو فرد پر بھی دلالت کرے اور دو سے زیادہ پر بھی بولا جائے، لیکن اگر خاص ایک فرد کے معنی لینے ہوں تو آخر میں تاء یا یائے مشدّد لگا دی جائے، جیسے تَمْرٌ اور رَوْمٌ سے تَمْرَةٌ ورومیّ وغیرہ۔ (مفتاح الصرف ص: ۱۱۶، مصنف مولانا سیف الرحمن صاحب، ناشر: مکتبہ خفیہ گوجرانوالہ)

اسم مصدر، نفس مصدر اور علم مصدر میں فرق

واضح ہو کہ مطلق مصدر کی تین قسمیں ہیں (۱) اسم مصدر (ب) علم مصدر (ج) نفس مصدر؛ اب تینوں کے درمیان فرق یہ ہے: کہ اسم مصدر وہ ہے جو معنی حدودی پر دلالت تو کرتا ہے، لیکن مشتق منہ نہ ہو مثلاً سُبْحَانَ اور علم مصدر وہ ہے، جو نہ مشتق منہ نہ ہو نہ معنی حدودی پر دلالت کرے بلکہ، کسی کا علم ہو مثلاً عثمان، سجان بھی علم مصدر ہے، جبکہ بلا اضافت استعمال ہو اور نفس مصدر وہ ہے، جو مشتق منہ ہو نے کے ساتھ معنی حدودی پر بھی دلالت کرے مثلاً النصر۔ (تأرب الطلب ص: ۹۲ ج ۱)

الف ذہنی اور نکرہ کے درمیان فرق

الف ذہنی اور نکرہ دونوں استعمال کے اعتبار سے غیر متعین افراد پر دلالت کرنے میں متحد ہیں، پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ نکرہ وضع کے اعتبار سے حقیقت کے بعض غیر متعین افراد پر دلالت کرتا ہے اور معرفہ بلام عہد ذہنی وضع کے اعتبار سے نفس حقیقت پر دلالت کرتا ہے، لیکن قرینہ کی وجہ سے بعض افراد پر دلالت کرتا ہے، اس میں جو بعضیت آتی ہے وہ قرینہ کی وجہ سے آتی ہے، تو خلاصہ یہ نکلا کہ اسم نکرہ اور اسم معرفہ بلام ذہنی (الف لام ذہنی) قرینہ کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں کہ ہر ایک سے بعض غیر متعین افراد مراد ہوتے ہیں اور باعتبار ذات اور اصلی وضع دونوں مختلف ہیں کہ نکرہ فرد کیلئے موضوع ہے اور معرفہ بلام عہد ذہنی (الف ذہنی) باعتبار ذات حقیقت متحدہ کیلئے موضوع ہے، یہی وجہ ہے کہ اس پر معرفہ کے احکام جاری ہوتے ہیں اور قرینہ کے اعتبار سے نکرہ کا سا معاملہ کیا جاتا ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۹۳)

آئی اور یعنی میں فرق

بقول صاحب البحر بعض حضرات نے کہا ہے کہ تفسیر ”آئی“ اور تفسیر ”یعنی“ کے درمیان فرق یہ ہے کہ تفسیر ”آئی“ بیان اور وضاحت کیلئے ہوتی ہے اور تفسیر ”یعنی“ سوال کو دفع کرنے اور شک و شبہ کو دور کرنے کیلئے ہوتی ہے، یہ فرق اکثری ہے کلی نہیں۔ (مآرب الطلبہ ص: ۱۰۲، ۳)

انعام، بہیمہ، صید اور دابۃ میں فرق

دابۃ: لغت میں ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنے اختیار سے چلنے اور حرکت کرنے والی ہو، پھر اس معنی سے منتقل ہو کر یہ صرف چوپایوں کیلئے استعمال ہونے لگا اور

صید: اس جانور کو کہا جاتا ہے جس کو شکار کیا جاتا ہے جیسے ہرن، جنگلی بکری، حلال پرندے، فاختہ وغیرہ مگر اس کیلئے خشکی میں زندگی گزارنے والا ہونا شرط ہے، پانی کے حلال جانور کو صید نہیں کہا جاتا ہے اور لفظ بھیمة: یہ بھائم کی جمع ہے جو ہر جاندار کو کہتے ہیں جیسے انسان، جنات، فرشتے کے علاوہ اور بعض حضرات نے اور کہا کہ بھیمة صرف چوپائے کو کہا جاتا ہے اور انعام: یہ نعم کی جمع ہے اور انعام صرف چوپائے پالتو جانوروں کو کہا جاتا ہے جیسے اونٹ، گائے، بھینس، بکری وغیرہ کو کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے، مآرب الطہ ص: ۲۵۱)

اخفاء اور کتمان میں فرق

ان الکتمان هو السکوت عن المعنی کقولہ تعالیٰ: "اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنَاتِ" اِی یسکتون عن ذکرہ والاخفاء: یكون فی ذالک وغیرہ والشاهد انک تقول، اخفیت الدرهم فی الثوب ولا تقول کتمت ذالک و تقول کتمت المعنی واخفیتہ فالأخفاء اعم من الکتمان. (الفروق فی اللغة ص: ۲۸۱)

”کتمان کہتے ہیں کہ مطلب سے خاموش ہونا، جیسا کہ قول باری تعالیٰ: ”اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنَاتِ“ (وہ لوگ جو چھپاتے ہیں، اس چیز کو جو ہم نے واضح نشانات سے نازل کیا ہے) یعنی اس کے ذکر سے خاموش رہتے ہیں۔ اور اخفاء اس میں اور اس کے مابوا میں بھی ہوتا ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں ”اخفیت الدرهم فی الثوب“ یعنی میں نے درہم کپڑے میں چھپائے اور آپ نہیں کہتے ہیں ”کتمت ذالک“ اور آپ کہتے ہیں ”کتمت المعنی واخفیتہ“ یعنی معنی کو چھپایا اور اس کو پوشیدہ، کیا پس اخفاء کتمان سے اعم ہے۔“

اکتاب اور کسب میں فرق

کہا جاتا ہے کہ کسب اخص ہے کیونکہ کسب اپنے لئے اور غیر دونوں کیلئے ہوتا ہے اور اکتساب کہتے ہیں جو صرف اپنی ذات کیلئے کمایا گیا ہو اور کہا جاتا ہے کہ اکتساب اخص ہے، کیونکہ کسب عام ہے، اپنے لئے اور غیر دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے اور اکتساب کہتے ہیں جو خاص اپنے لئے کمائے۔ (فروق اللغات ص: ۱۹۹)

ابتلاء اور اختبار میں فرق

ان الابتلاء لا يكون الا بتحميل المكاره والمشاق، و الاختبار يكون بذالك وبفعل المحبوب الا ترى أنه يُقال اختبره بالانعام عليه ولا يقال ابتلاه بذالك ولا هو مبتلى بالنعمة كما قد يقال اختبره بالانعام عليه ولا تقول ابتلاه بذالك وهو مبتلى بالنعمة كما قد يقال انه مختبر بها ويجوز ان يقال ان الابتلاء يقتضى استخراج ما عند المبتلى من الطاعة والمعصية والاختبار يقتضى وقوع بحاله فى ذالك والخبر العلم الذى يقع بكنه الشئ وحقيقته والفرق بينهما بين. (الفروق فى اللغة ص: ۲۱۱)

”بیشک ابتلاء ناپسندیدہ اور گراں چیزوں کو برداشت کرنے سے ہوتا ہے اور اختبار اس پر بھی اور پسندیدہ چیز و کام پر بھی ہوتا ہے، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ کہا جاتا ہے ”اختبرہ بالانعام“ میں نے اسے نعمتیں دیکر آزمایا، یا نعمتوں سے آزمایا اور آپ نہیں کہتے ”ابتلاه بذالك“ اس حال میں کہ وہ نعمت میں مبتلا ہو جیسے کہ کبھی کہا جاتا ہے ”انہ مختبر بها“ یعنی وہ نعمت کی وجہ سے آزمائش میں ہے، اور یہ کہنا جائز ہے کہ ابتلاء تقاضا کرتا ہے مبتلى کو طاعت یا معصیت میں سے نکالنے کو، اور اختبار چاہتا ہے کہ اپنی اسی

حالت میں واقع ہونے کا۔ اور خبر وہ علم ہے جس پر کسی شئی کی حقیقت واقع ہو، اور ان دونوں کے درمیان فرق واضح ہے۔“

استدراج اور کرامت میں فرق

”کرامت“ اگر کسی خارق عادت فعل کے بعد قلب میں زیادہ تعلق مع اللہ محسوس ہو، تب تو وہ کرامت ہے اگر خارق عادت کے بعد تعلق مع اللہ کی زیادتی محسوس نہ ہو، تو وہ ناقابل اعتبار ہے کرامت اور استدراج میں ایک دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ صاحب کرامت متصف بالایمان والعبادات ہوگا اور صاحب استدراج افعال منکرہ میں مبتلا ہوگا۔ تیسرا فرق کہ اثر کے اعتبار سے ہوگا کہ صاحب کرامت پر انکساری کا غلبہ ہوگا اور صاحب استدراج پر ظہور خارق و تکبر کا۔ (کمالات اشرفی ص: ۲۷۶)

ارادہ اور قصد میں فرق

ان قصد القاصد مختص بفعله دون فعل غیرہ، والارادة غیر مختصة باحد الفعلین دون الآخر. والقصد أيضاً ارادة الفعل فی حال ایجادہ فقط و اذا تقدّمته باوقات لم یسم قصداً الا ترى أنه لا یصح أن تقول قصدت ان ازورک غداً. (الفروق فی اللغة ص: ۱۲۰ / ۱۱۹)

”قاصد کا قصد و ارادہ اس کے اپنے فعل کے ساتھ مختص ہوتا ہے، دوسروں کے فعل سے نہیں۔ اور ارادہ دونوں کاموں میں سے کسی ایک کے ساتھ مختص ہے، اور قصد بھی اسی طرح فعل کا ارادہ کرنا، اس کے ایجاد کرتے وقت اور جب بہت دیر پہلے کر لیا تو اسے قصد نہیں کہا جاتا، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کیلئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ ”قصدت ان ازورک غداً“ میں نے قصد کیا کہ آئندہ روز تمہاری زیارت کروں۔“

اباحت اور تملیک میں فرق

جاننا چاہئے کہ تملیک اور اباحت دونوں کے معنی کسی چیز کا بغیر عوض مالک بننا دینے کے ہیں پھر فرق دونوں میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ تملیک میں پورے اختیار کے ساتھ شئی کا مالک بنادیا جاتا ہے، بخلاف اباحت کے کہ اس میں جس جہت پر مالک بنادیا اسی جہت پر وہ تصرف کر سکتا ہے، مثلاً کھانے کیلئے فقیر کو کوئی چیز اگر اباحت کرے تو اس کو بیچنا جائز نہیں دوسرا فرق یہ ہے کہ اباحت میں کوئی مقدار متعین نہیں ہوتی اور تملیک میں مقدار متعین ہے۔ (آرب الطلیہ ص: ۱۷۴)

انحراف اور تحریف میں فرق

ان دونوں لفظوں کا مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرق بیان کرتے ہیں کہ یاد رکھئے کہ انحراف اور تحریف دو چیزیں ہیں ایک انحراف ہے اس کا تعلق عوام سے ہے اور ایک تحریف ہے جس کا تعلق ذی علم سے ہے۔ (دیکھئے ماہنامہ پیغام محمود یوبند، صدیق نمبر ص ۲۲، ماہ نومبر و دسمبر و جنوری ۱۹۹۸ء)

اختلاف اور مخالفت میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں الفاظ میں فرق مولانا قاری صدیق صاحب باندوی یوں بیان کرتے ہیں کہ اختلاف کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنی ایک رائے رکھتا ہے اور مخالفت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی کے خلاف، راستہ، راستہ، گلی، گلی، لوگوں سے کہتا رہے کہ فلاں کا حکم نہ مانو۔ (ماہنامہ پیغام محمود یوبند صدیق نمبر ص: ۱۳۶)

ارہاس، معجزہ اور کرامت کا فرق

واضح ہو کہ خلاف عادت کوئی کام اگر نبی سے بعد النبوة ظاہر ہو تو اس کو معجزہ کہتے ہیں اور قبل النبوة ہو تو اس کو ارہاس کہتے ہیں اور اگر اولیاء اللہ سے خلاف عادت کوئی کام ظاہر ہو تو اس کو کرامت کہتے ہیں۔ (مزید دیکھئے، مآرب الطلبة فی تحقیق الفرق بین الالفاظ المترادفة والمعانی المتقاربة ص: ۲۶۰)

انگریزی میل اور شرعی میل میں فرق

واضح ہو کہ انگریزی میل حسب تصریح علامہ چکرورتی آٹھ فلانگ کا ہوتا ہے اور ہر فلانگ دو سو بیس گز (۲۲۰) تو اس حساب سے انگریزی میل سترہ سو ساٹھ گز (۱۷۶۰) کا ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ شرعی میل انگریزی میل سے دو سو چالیس گز بڑا ہے (یعنی کل دو ہزار گز کا ہے)۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے جواہر الفقہ ص: ۴۳۴ ج ۱)

استشاق اور استنثار میں فرق

استشاق کے معنی ناک کے اندرونی حصہ میں پانی پہنچانے اور سانس کے ذریعہ اس کو ناک کے آخری حصہ تک کھینچنے کے ہیں اور استنثار، اس کی فرع ہے جسکے معنی ہے، ناک میں پانی چڑھا کر مع ریزیش اور پانی نکالنے کے ہیں، گویا یہ جھاڑنے کی صورت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک طرف تو ناک کے اندر غبار اڑ کر پہنچتا ہے اور دوسری طرف دماغ سے اُترنے والی رطوبت جمع ہوتی رہتی ہے۔ (فضل الباری ص:

اعلان اور جہر میں فرق

انّ الاعلان خلاف الکتمان وهو اظهار المعنى للنفس ولا يقتضى رفع الصوت به. والجهر يقتضى رفع الصوت به ومنه يقال رجل جهير و جهورى اذا كان رفيع الصوت. (الفروق فى اللغة ص: ۲۸۱)
 ”اعلان کتمان کے خلاف کو کہتے ہیں، اور وہ نفس کیلئے معنی کا اظہار کرتا ہے، اور یہ آواز کو اس کے ساتھ بلند کرنے کا تقاضا نہیں کرتا، اور جہر آواز کو بلند کرنے کا تقاضا کرتا ہے اور اسی سے کہا جاتا ہے ”رجل جهير و جهورى“ جب بلند آواز والا ہو۔“

استعارہ اور تشبیہ میں فرق

ان التشبيه صيغة لم يعبر عنها واللفظ المستعار قد نقل من اصل الى فرع فهو معبر عما كان عليه فالفرق بينها بين (الفروق فى اللغة ص: ۳۰)
 ”تشبیہ ایسا صیغہ ہے جس سے اسکے بارے میں تعبیر نہ کیا جاوے، اور لفظ مستعار وہ ہے جو اصل سے فرع کی طرف نقل کیا گیا ہو، پس اسے تعبیر کیا گیا ہے جس پر پہلے یہ تھا، تو ان کے درمیان فرق واضح ہے۔“

احساب اور نیت میں فرق

دونوں میں فرق یہ ہے کہ نیت کا تعلق تو خیر و شر دونوں سے ہوتا ہے اور احساب میں صرف نیک نیتی ہی کا فرما ہوتی ہے اور احساب کے معنی یہ اصطلاح حدیث یہ ہیں کہ ایک فعل کو آسان و حقیر اور ہلکے سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں تو حدیث میں

تاکید ہوتی ہے کہ توجہ کریں۔ یا کوئی فعل بظاہر دشوار سمجھا جاتا ہے اور ہوتا ہے ثواب کا، تو ترغیب دی جاتی ہے بہ لفظ ”احساب“ یا کوئی فعل بطور عادت کیا جاتا ہو، تو لفظ ”احساب“ سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ نیت ثواب کر لیا کریں وغیرہ۔ (ملفوظات محدث کشمیری ص: ۲۵۶)

اعادہ اور تکرار میں فرق

ان التكرار يقع على اعادة الشيء مرة وعلى اعادته مرات و الاعادة للمرة الواحدة، الا ترى ان قول القائل: اعاد فلان كذا لا يفيد الا اعادته مرة واحدة و اذا قال: كرر كذا كان كلامه مبهماً لم يدرك اعاده مرتين او مرات وايضاً فإنه يقال اعاده مرات ولا يقال كرره مرات، الا ان يقول ذلك عامي لا يعرف الكلام لهذا قالت الفقهاء: الامر لا يقتضي التكرار و النهي يقتضي التكرار ولم يقولوا الاعادة، واستدلوا على ذلك بأن النهي الكف عن المنهي، ولا ضيق في الكف عنه ولا حرج فاقتضى الدوام و التكرار، ولو اقتضى الامر التكرار للحق المأمور به الضيق و التشاغل به عن اموره فاقتضى فعله مرة، ولو كان ظاهراً الامر يقتضي التكرار.

(والتفصيل في فروق اللغة ص: ۳۱)

”تکرار کسی شئی کے ایک دفعہ تکرار کیلئے بھی ہوتا ہے اور کوئی دفعہ کے اعادہ کیلئے بھی ہوتا ہے۔ اور اعادہ ایک دفعہ کیلئے ہوتا ہے، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ قاتل کا کہنا۔ ”اعاد فلان“ یہ اس وقت مفید ہوگا جب ایک دفعہ اعادہ کیلئے ہو، اور جب کہا ”کرر کذا“ تو اس کا کلام مبہم ہوگا، یہ معلوم نہ ہوگا کہ ایک دفعہ اعادہ کیا، یا دو دفعہ، یا تین دفعہ، نیز کہا جاتا ہے ”اعادہ مرات“ اور نہیں کہا جاتا ”کررہ مرات“ مگر یہ عامی کہتے ہیں جب اس کا کلام سمجھ میں نہ آئے، اسی لئے فقہاء کرام نے کہا ”الامر لا يقتضي التكرار والنهي يقتضي التكرار“ یعنی امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا اور نہ ہی تکرار کا تقاضا کرتا ہے، اور یہ بات نہیں کہتے کہ ”الاعادة“ اور دلیل پیش کرتے ہیں کہ نبی تو منہی عنہ سے روکنے کو کہتے ہیں اور ”کف“ میں کوئی تنگی نہیں ہے اور کوئی حرج بھی نہیں،

اسلئے وہ دوام اور تکرار کا تقاضہ کرتا ہے اور اگر امر تکرار کا تقاضا کرے تو مامور بہ کے ساتھ تنگی لاحق ہوگی اور اس کی وجہ سے اپنے کام سے اعراض کرنا ہوگا۔ پس اسی وجہ سے امر نے ایک دفعہ کا تکرار کیا، اگرچہ ظاہری امر تکرار کا تقاضا کرتا ہو۔“

ادراک اور علم میں فرق

ان الإدراک موقوف علی اشیاء مخصوصة وليس العلم كذلك. والادراک يتناول الشئ علی اخص اوصافه وعلی الجملة، و العلم يقع بالمعذور ولا يدرك الا الموجود والادراک طریق من طرق العلم ولهذا لم یجز أن یقوی العلم بغير المدرك قوته بالمدرک الا ترى ان الانسان لا ينسیها ما یراه فی الحال کما ينسی ما یراه قبل. (الفروق فی اللغة ص: ۸۱)

”ادراک چند مخصوص اشیاء پر موقوف ہوتا ہے اور علم ایسا نہیں ہے، اور ادراک کسی شئی کے اخص اوصاف یا تمام اوصاف کو شامل ہوتا ہے، اور علم معدوم کے ساتھ واقع ہوتا ہے، اور ادراک صرف موجود شئی کا ہوتا ہے، اور ادراک علم کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے اور اس لئے یہ جائز نہیں کہ علم بغیر مدرک قوی ہو، اس کی مضبوطی مدرک سے ہے کیا آپ کو نہیں معلوم کہ انسان حال میں جو دیکھتا ہے وہ نہیں بھولتا جس طرح پہلے دیکھی ہوئی چیز کو بھول جاتا ہے۔“

اِثم اور عدوان میں فرق

﴿الاثم الجرم کائناً ما کان والعُدوان (معناه) الظلم﴾

(الفروق فی اللغة ص: ۴۰)

”کوئی سا بھی جرم ہو وہ ”اِثم“ کہلاتا ہے اور ”عدوان“ کا معنی ہے، ظلم

کرنا مطلقاً۔“

اختصار اور حذف میں فرق

الحذف يتعلق بالالفاظ وهو ان يأتى بلفظ تقضى غيره ويتعلق به ولا يستقل بنفسه ويكون فى الموجود دلالة المحذوف فيقتصر عليه طلب الاختصار وأما الاختصار فيرجع الى المعانى وهو ان يوتى بلفظ مفيد لمعان كثيرة لو غير بغير لا يحتاج الى اكثر من ذلك اللفظ. (فروق اللغات ص: ۵۷)

”حذف کا تعلق الفاظ سے ہوتا ہے، اور وہ یہ کہ ایک لفظ لایا جائے جو اپنے غیر کا تقاضا کرے اور وہ اس کے ساتھ متعلق ہو، مستقل بنفسہ نہ ہو، اور موجود میں محذوف پر دلالت کرنے والا ہوتا ہے پس اس پر اختصار کا طلب موقوف ہوتا ہے، اور رہا اختصار تو وہ معانی کی طرف لوٹتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ ایک لفظ لایا جائے جو بہت سے معانی کا فائدہ دے، اور اگر اس کو دوسرے کے ساتھ بدل دیا جائے تو وہ اس لفظ سے زیادہ الفاظ کا محتاج ہو۔“

آخر اور آخر میں فرق

ان دونوں کے درمیان دو فرق ہیں (۱) اگر آخر ”بفتح الخاء“ ہو تو مطلق مغائر پر بولا جاتا ہے خواہ ماقبل کے جنس سے ہو یا نہ ہو اور اگر بکسر الخاء ہو تو مغائر ہم جنس پر بولتے ہیں جیسے ”جاء نبي رجل آخر“، و آخر بکسر الخاء ”کا مطلب یہ ہے کہ دوسرا آدمی ہے اور بالفتح ہو تو معنی ہیں مطلق مغائر ہے خواہ آدمی ہو یا نہ ہو (ب) دوسرا فرق یہ ہے کہ آخر بکسر کا مؤنث آخرۃ ہے اور آخرۃ ہے اور آخر کا مؤنث آخری ہے۔ (تفہيمات شرح مقامات ص: ۶۱ مقام ۱، والفروق فى اللغة

الہامِ انبیاء اور الہامِ اولیاء میں فرق

علامہ حافظ تورپشتی فرماتے ہیں کہ الہامِ انبیاء اور الہامِ اولیاء میں فرق ظاہر ہے کہ انبیاء کا الہام قطعی ہوتا ہے چنانچہ جس طرح انبیاء کرام معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں اسی طرح انکا الہام بھی معصوم عن الخطاء ہوتا ہے بخلاف الہامِ اولیاء کے کہ وہ ظنی ہوتا ہے اور خطاء سے معصوم نہیں ہوتا اور یہ فرق ایسا ہی ہے جیسا کہ انبیاء اور اولیاء کے رویائے صالحہ میں، انبیاء کا رویاء صالحہ وحی ہوتا ہے اور اولیاء کا وحی نہیں ہوتا۔ (معارف القرآن ص: ۲۵۴ ج ۶، از مولانا ادیس کاندھلوی)

اجل اور مدت میں فرق

انّ الاجل الوقت المضروب لانقضاء الشئ ولا يكون اجلاً بجعل جاعل وما علم انه يكون في وقت فلاجل له الا ان يحكم بانه يكون فيه واجل الا انسان هو الوقت لانقضاء عمره، واجل الدين محله وذلك لانقضاء مدة الدين. واجل الموت وقت حلوله. وذلك مدة الحياة قبله فاجل الاخرة الوقت لانقضاء ما تقدم قبلها وقبل ابتدائها و يجوز ان تكون المدة بين الشيئين بجعل جاعل ولغير جعل جاعل وكل اجل مدة وليس كل مدة اجلاً. (الفروق في اللغة ص: ۲۶۶)

”اجل وہ وقت مقررہ جو کسی شئی کی انتہاء کیلئے ہو اور اجل کسی بنانے والے کے بنانے سے نہیں ہوتا اور اس کا وقت معلوم نہیں ہوتا، پس اجل نہیں ہوتا مگر اس وقت جب اس پر حکم لگایا جائے کہ بیشک وہ اس میں ہے، اور انسان کا اجل وہ ہے جس میں اس کے عمر ختم ہونے کی مدت ہو اور قرض کا اجل اس کا محل ہے اور وہ قرض کی مدت ختم ہونے سے ہوتا ہے، اور موت کا اجل اس کے اترنے کا وقت، اور وہ مدت زندگی ہے جو اس سے

پہلے تھی۔ پس آخرت کا اجل وہ وقت ہے جو ختم کرنے کیلئے ہو اس کا پہلے گزر چکا اور اس کے شروع سے پہلے، اور جائز ہے کہ مدۃ دو چیزوں کے درمیان ہو کسی جعل جاعل کی وجہ سے، اور اس کے بغیر بھی ہو سکتا ہے۔ پس ہر اجل مدت ہے لیکن ہر مدت اجل نہیں۔“

اجتماع ساکنین علی حدّہ اور اجتماع ساکنین علی غیر حدّہ

میں فرق

ان کے درمیان دو فرق ہیں (۱) اجتماع ساکنین علی حدّہ یہ ہے کہ دو ساکن اس طرح جمع ہو جائیں کہ ان میں سے اول ساکن مادّہ ہو یا یائے تغصیر ہو اور دوسرا ساکن حرف مشدّد ہو جیسے خاصۃ، خوئیصۃ اور اس قسم کا اجتماع ساکنین بالاتفاق جائز ہے۔ (۲) اور اجتماع ساکنین علی غیر حدّہ کے معنی یہ ہیں کہ دو ساکن جمع ہو جائیں اور دونوں میں سے اول مدّہ نہ ہو اور یائے تغصیر بھی نہ ہو اور دوسرا ساکن حرف مشدّد نہ ہو اور یہ اجتماع ساکنین حالت وقف میں جائز ہے اور حالت وصل میں جائز نہیں۔ (توضیحات شرح علم الصیغہ ص: ۱۹)

اہانت، استدراج، ارباص، کرامت اور معجزہ کافرق

اگر خلاف عادت کوئی کام نبی سے بعد النبوة ظاہر ہو تو اس کو معجزہ کہتے ہیں اور اگر قبل النبوة ہو تو اس کو ارباص کہتے ہیں اور اگر ولی سے خلاف عادت کوئی کام ظاہر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں اگر کافر سے اس کے دعویٰ کے موافق کوئی کام خلاف عادت صادر ہو تو اس کو استدراج کہا جاتا ہے اور دعویٰ کے خلاف صادر ہونے کو اہانت کہتے ہیں۔ (دیکھئے، (۱) فرائد مشورہ ص: ۳۵ (۲) تفسیر حقانی ص: ۱۰۱ ج ۱ (۳) معارف القرآن ص: ۵۸۵ ج ۶، مفتی شفیع (۴) تفسیر انوار البیان ص: ۱۶۸ ج ۱)

ای شئی اور ماہو میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں دو طرح سے فرق بیان کیا جاتا ہے (۱) اگر ماہیت
مختصہ یا ماہیت مشترکہ دریافت کرنی ہو تو ماہو کے ذریعہ سوال کیا جاتا ہے (۲) اسی
طرح جب ممیز دریافت کرنا ہو تو سوال میں ای شئی کو لایا جاتا ہے۔ (اشرف القسبی
شرح اردو قطبی ص: ۲۴۱)

استغناء اور بد خلقی میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بد خلقی اور چیز ہے اور
استغناء اور چیز ہے بد خلقی کہتے ہیں دوسرے کے حقوق ادا نہ کرنا اور استغناء کہتے ہیں
اپنے حقوق کو دوسروں کے سامنے نہ لے جانا۔ (حقوق و فرائض از مولانا اشرف علی
تھانوی ص: ۲۸، ۲۹)

الہام، توجس اور تفرس میں فرق

ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ ”توجس“ کہتے ہیں کسی ظاہری قرینہ کو دیکھ کر
معلوم کرنا اور ”تفرس“ کہتے ہیں کسی خفی قرینہ کو دیکھ کر معلوم کرنا اور ”الہام“ کہتے
ہیں بغیر کسی قرینہ کے خواہ قرینہ خفیہ ہو یا ظاہرہ کسی بات کا معلوم کرنا۔ (افاضات شرح
اردو مقامات ص: ۹۷ ج ۱، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

ارادہ اور تمیم میں فرق

ان اصل التیمم، التامم والقصد شئ من امام ولہذا لا یوصف اللہ
بہ لانه یجوز ان یوصف بانہ یقصد الشئ من امامہ او ورائہ والمتیمم

القاصد مافی امامہ ثم کثرحتی استعمل فی غیر ذالک. (الفروق فی اللغة ص: ۱۱۹)

”تیم کی اصل التام ہے اور وہ کسی چیز کا سامنے سے ارادہ کرنا ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو اس سے موصوف نہیں کیا جاتا ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ کو موصوف کرنا جائز ہے کہ وہ کسی چیز کا اس کے سامنے سے ارادہ کرے یا اس کے پیچھے سے، اور متمم کہتے ہیں وہ آدمی جو سامنے سے قصد کرے، پھر کثرت استعمال کی وجہ سے دوسری چیزوں میں بھی اس کا استعمال ہونے لگا۔“

انکار اور جھوٹ میں فرق

انکار کہتے ہیں کسی کا زبان و قلب دونوں سے انکار (نفی) کرنا اور یہ انکار زبان و قلب دونوں سے ہو سکتا ہے اور جھوٹ دیکھتے ہیں انسان صرف زبان سے انکار کرے لہذا جھوٹ کی نفی قلب سے نہیں ہو سکتی (کاپی مسودہ مقامات ثانیہ ص ۱۰۱ قسط ۲) (راقم المحروف نے دوران تدریس جو کاپی لکھی تھی یہ اس میں محفوظ ہے)

ادراک الطعام اور ذوق میں فرق

ان الذوق ملابسة یحسن بها الطعم وادراک الطعم یتبین به من ذالک الوجه و غیر تضمین ملابسة الحبل و کذا لک یقال ذقته فلم اجد له طعما. (الفروق فی اللغة ص: ۳۰۵)

”ذوق“ وہ لمس ہے جس سے مزہ محسوس ہوتا ہے اور مزہ کا ادراک اسی سے واضح ہوتا ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے میں نے اسے چھکا لیکن اس میں مزہ نہیں پایا۔“

ازار اور رداء میں فرق

رداء: اس چادر کو کہتے ہیں جو نصف اعلیٰ پر پہنی جائے اور ازار: اس چادر کو کہتے

ہیں جو نصف اسفل پر پہنچی جاتی ہو اور عربی میں دونوں کو ملا کر حلقہ (جوڑا) کہتے ہیں۔ (دیکھئے قییمات شرح مقامات از شیخ الادب مولانا اعجاز علی صاحب دھ: ۱۵۵ ج ۱، ناشر میر محمد کتب خانہ کراچی)

ارتفاع اور صعود میں فرق

ان الصعود مقصور علی الارتفاع فی المكان ولا يستعمل فی غیره ويقال صعد فی السلم والدرجة ولا يقال صعد امره و الارتفاع و العلو یشرط فیهما جمیع ذالک والصعود ایضاً هو الذهاب الی فوق فقط. وليس الارتفاع کذلک الا ترى أنه يقال ارتفع فی المجلس و رفعت مجلسه وان لم یذهب به فی علو ولا يقال اصعدته الا اذا اعلیته (الفروق فی اللغة ص: ۱۷۸، ۱۷۹)

”صعود کسی مکان کی طرف بلند ہونے میں محصور ہے اور اس کے علاوہ میں استعمال نہیں ہوتا چنانچہ کہا جاتا ہے ”صعد فی السلم“ میڑھی میں چڑھ گیا اور یوں نہیں کہا جاتا ”صعد امره“ کہ فلان کا حکم چڑھ گیا۔ اور ارتفاع اور علو میں یہ سب شرائط ہیں، اور نیز صعود صرف اوپر کی طرف جانے کو کہتے ہیں، اور ارتفاع میں ایسا نہیں ہے، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ کہا جاتا ہے ”ارتفع فی المجلس و رفعت مجلسه“ یعنی وہ مجلس میں بلند مقام ہو گیا اور اس کے بیٹھنے کی جگہ اونچی (بلند) ہو گئی، اگرچہ وہ اس کے ساتھ اوپر نہ گیا ہو اور نہیں کہا جاتا ”اصعدته“ مگر اس وقت جب آپ اس کو اوپر چڑھادیں۔“

ابن السبیل اور ضیف میں فرق

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ایک ہوتا ہے ضیف یعنی مہمان جو صرف محبت کے طور پر کسی سے ملاقات کیلئے آیا ہو اور اس کا حق علی سبیل التعین خاص اس

شخص پر ہے جس کی ملاقات کیلئے آیا ہو اور ایک ہوتا ہے مسافر یعنی ابن السبیل جو آیا تو تھا کسی اور کام کیلئے مگر کہا کہ چلو ملاقات بھی کرتے چلیں تو یہ ابن السبیل ہے (ضعیف نہیں ہے) اس کا حق سب جیران پر علی سبیل الکفایۃ ہے۔ (آداب المعاشرت ص ۱۱۲، ومقالات حکمت ص ۶۰)

اغماء اور غشی میں فرق

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتا چاہتے ہیں کہ بالکل بے ہوش اور حواس باختہ ہو جائے تو یہ غشی حکم میں نوم کے ہے اور نواقض وضو میں سے ہے اور ایک ہے معمولی غشی جس میں دوسروں کی کچھ باتیں سمجھ لیتا ہے اور خود بھی کر لیتا ہے یہ ناقض وضو نہیں ہے اور غشی امراض قلب میں سے ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ طویل تھکن اور ضعف کے دباؤ سے روح قلب میں آ کر بند ہو جاتی ہے اور اغماء: امراض دماغ میں سے ہے اس کی حقیقت صرف یہ ہے کہ اندرون دماغ بلفم جمع ہو جاتا ہے۔ (فضل الباری ص ۲۳۱۴ ج ۲)

اُتھو حص، وگر اور وکنہ کے درمیان فرق

وکنہ: اس گھونسلے کو کہتے ہیں جو دیوار یا پہاڑ پر ہو اور وگر اس گھونسلے کو کہا جاتا ہے جو درخت پر ہو اور اُتھو حص وہ گھونسلہ ہے جو زمین پر ہو۔ (مقامات مترجم اردو مؤلف مولانا محمد صدیق احمد انوروی صاحب ص: ۹۵، ناشر: الرحیم اکیڈمی لیاقت آباد کراچی)

امنیۃ اور منیۃ میں فرق

ان دونوں میں فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ چھوٹی باتوں کی آرزو کو "منیۃ" کہتے

ہیں اور بڑی باتوں کی آرزو کو ”امنیۃ“ کہتے ہیں۔ (دیکھئے اضافات شرح مقامات اردو ص ۲۰، از مولانا افتخار علی دیوبندی، تہمیدات از شیخ الادب مولانا اعجاز علی صاحب ص ۳۹ ج ۱)

الہام، کشف اور وحی میں فرق

وحی صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے کسی غیر نبی کو وحی نہیں آ سکتی، البتہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے بعض خاص بندوں کو کچھ باتیں بتا دیتا ہے اسے کشف یا الہام کہا جاتا ہے اور الہام و کشف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرق بیان فرمایا ہے کہ کشف کا تعلق حیات سے ہے یعنی اس میں کوئی چیز یا واقعہ انکھوں سے نظر آ جاتا ہے اور الہام کا تعلق وجدانیات سے ہے یعنی اس میں کوئی چیز نظر نہیں آتی صرف دل میں کوئی بات ڈال دی جاتی ہے اسلئے عموماً الہام کشف کی بہ نسبت زیادہ صحیح ہوتا ہے۔ (علوم القرآن مولانا محمد تقی عثمانی صاحب ص ۳۹)

اسم فاعل اور مبالغہ میں فرق

مبالغہ اسم فاعل کے حکم میں داخل ہے، لیکن دونوں میں لفظی و معنوی فرق موجود ہے معنوی فرق یہ ہے کہ اسم فاعل کے اندر معنی فاعلیت میں کوئی زیادتی مقصود نہیں ہوتی مگر مبالغہ کے اندر معنی فاعلیت کی زیادت مقصود ہوتی ہے مثلاً عالم جاننے والا اور علام زیادہ جاننے والا۔ (تخلیۃ الاسیر شرح نحو میر اردو ص ۱۵۳، از مولانا حسین احمد ارکانی صاحب مدظلہ العالی)

التزام کفر اور لزوم کفر میں فرق

التزام کفر اور لزوم کفر کے درمیان فرق یہ ہے کہ لزوم کفر کا حاصل تو یہ ہے آدمی کوئی ایسا عقیدہ رکھے یا ایسا عمل اختیار کرے یا ایسی بات کہے جس سے کوئی کفر لازم آ جائے (لیکن جب اس سے کہا جائے کہ اس سے کفر لازم آ گیا ہے تو وہ اس کفر کو تسلیم نہ کرے بلکہ اس سے برأت کر دے) اور التزام کفر یہ ہے کہ خود اس کفر کو تسلیم کر لے، اس

سے برأت نہ کرے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷/ص ۳۷۵)

ایاب اور رجوع میں فرق

انّ الاياب هو الرجوع الى منتهى المقصد والرجوع يكون كذلك وبغيره الا ترى انه يقال رجع الى بعض الطريق ولا يقال آب الى بعض الطريق ولكن يقال ان حصل في المنزل ولهذا قال اهل اللغة التاويب ان يمضي الرجل في حاجته ثم يعود فيثبت في منزله. وقال ابو حاتم التاويب ان يسير النهار اجمع ليكون عند الليل في منزله وانشد:

البايتون قريبا من بيوتهم ولو يشاؤون ابو الحى او طرقوا
وهذا يدل على ان الاياب الرجوع الى منتهى القصد ولهذا قال
تعالى: (انّ الينا اياهم) أى ان القيامة منتهى قصدهم لا نهالا منزلة
بعدها. (الفروق فى اللغة ص: ۲۹۹، ۳۰۰)

”ایاب کہتے ہیں مقصد کے انتہاء کی طرف رجوع کرنا اور رجوع اس طرح بھی اور اس کے علاوہ بھی ہو سکتا ہے، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ کہا جاتا ہے ”رجع الى بعض الطريق“ (وہ بعض راستے کی طرف لوٹ گیا) اور نہیں کہا جاتا ”اب الى بعض الطريق“ (بعض راستے کی طرف پلٹا) مگر اس وقت جب وہ گھر میں موجود ہو، اسی وجہ سے اہل لغت نے کہا ”التاويب“ کہتے ہیں کہ آدمی اپنی ضرورت کیلئے چلے پھر لوٹ آئے اور اپنے گھر میں موجود رہے اور ابو حاتم نے فرمایا ”التاويب“ کہتے ہیں کہ پورا دن چلے تا کہ رات کو اپنے گھر پر رہے اور یہ شعر گنگنا یا:۔

البايتون قريبا من بيوتهم ولو يشاؤون ابو الحى او طرقوا
اور یہ دلالت کرتا ہے کہ ایاب اپنے مقصد کے انتہاء کی طرف رجوع کرنے کو کہتے ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”انّ الينا اياهم“ یعنی ان کا لوٹنا ہماری طرف ہے، گویا

کہ قیامت ان کے قصد کی انتہاء ہے اسلئے کہ اسکے بعد کوئی منزل نہیں ہے۔“

ارب اور عقل کے درمیان فرق

اَنْ قَوْلَنَا الْاَرَبُ يَفِيدُ وَفَوْرُ الْعَقْلِ مِنْ قَوْلِهِمْ عَظُمَ مَؤْرَبٌ اِذَا كَانَ عَلَيْهِ لَحْمٌ كَثِيرٌ وَافِرٌ، وَقَدْ حُ اَرِيبٌ وَهُوَ الْمَعْلَى وَذَلِكَ اَنَّهُ يَأْخُذُ النَّصِيبَ الْمَوْرَبِ اِى الْوَافِرِ. (الفروق فى اللغة ص: ۷۰)

”ہمارا قول ارب عقل کی زیادتی کا فائدہ دیتی ہے اور یہ ماخوذ ہے عظم موب سے یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب ہڈی میں گوشت زیادہ اور وافر مقدار میں ہو،“ وقد ح ارب وهو المعلى “یعنی بہت زیادہ بھرا ہوا پیالہ اور یہ اسلئے کہ وہ چیز کا وافر اور کثیر حصہ سمولیتا ہے۔“

آلم اور عذاب کے درمیان فرق

اَنَّ الْعَذَابَ اخْصُ مِنَ الْاَلَمِ وَذَلِكَ اَنَّ الْعَذَابَ هُوَ الْاَلَمُ الْمُسْتَمِرُّ وَالْاَلَمُ يَكُونُ مُسْتَمِرًّا وَغَيْرَ مُسْتَمِرٍّ اَلَا تَرَى اَنَّ قَرِصَةَ الْبَعُوضِ الْمَمَّ، وَلَيْسَ بِعَذَابٍ فَاِنْ اسْتَمَرَ ذَاكَ قَلَّتْ عَذَابُنِى الْبَعُوضِ اللَّيْلَةَ فَكَلَّ عَذَابُ الْمَمِّ. وَلَيْسَ كُلُّ الْمَمِّ عَذَابًا، وَاصِلُ الْكَلِمَةِ الْاِسْتِمْرَارُ وَمِنْهُ يُقَالُ مَاءٌ عَذِبٌ لَا اسْتِمْرَارَ فِي الْخَلْقِ. (الفروق فى اللغة ص: ۲۳۳)

”عذاب الم سے خاص ہے اور یہ اسلئے کہ عذاب کہتے ہیں اس درد کو جو ہمیشہ جاری رہے اور الم (عام ہے) جاری اور غیر جاری دونوں کیلئے ہوتا ہے، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ مچھر کا ڈنک مارنا الم تو ہے عذاب نہیں اور اگر یہ جاری رہے تو آپ کہتے ہیں کہ مجھے مچھر نے رات کو عذاب دیا، پس ہر عذاب الم ہے اور ہر الم عذاب نہیں، اور اس کلمہ کا اصل استمرار ہے، اسی سے کہا جاتا ہے ”ماء عذب“ میٹھا پانی، اس کے جاری رہنے کی وجہ سے خلق میں۔“

امر، التماس اور سوال میں فرق

إِنَّ الْأَمْرَ قَوْلُ الْقَائِلِ لِمَنْ دُونَهُ أَفْعَلْ وَالتَّمَسُّعُ وَهُوَ الطَّلَبُ مَعَ التَّسَاوَى بَيْنَ الْأَمْرِ وَالْمَامُورِ فِي الرِّتَبَةِ. وَالسَّوَالُ طَلَبُ الْأَدْنَى مِنَ الْأَعْلَى. (المنطوق لمعرفة الفروق: ص ۱۴)

”امر کہتے ہیں قائل کا قول کرنا ”افعل“ کے ذریعہ اس شخص کو جو اس سے چھوٹا ہو، اور التماس کہتے ہیں کسی چیز کا طلب کرنا اس طور پر کہ حکم دینے والا اور جس کو امر دیا جا رہا ہے دونوں رتبہ میں برابر ہوں۔ اور سوال کہتے ہیں چھوٹا آدمی کسی بڑے سے کوئی چیز طلب کرے۔“

إحسان اور فضل میں فرق

إِنَّ الْإِحْسَانَ قَدْ يَكُونُ وَاجِبًا وَغَيْرَ وَاجِبٍ وَالْفَضْلُ لَا يَكُونُ وَاجِبًا عَلَى أَحَدٍ وَإِنَّمَا هُوَ مَا يَتَفَضَّلُ بِهِ مِنْ غَيْرِ سَبَبٍ يُوجِبُهُ. (الفروق في اللغة ص: ۱۸۸)

”احسان کبھی تو واجب ہوتا ہے اور کبھی واجب نہیں ہوتا اور فضل کسی پر واجب نہیں ہوتا، اور فضل تو کہتے ہیں بھلائی کرنا بغیر کسی سبب موجب کے۔“

اختلاف اور تفریق میں فرق

مسائل میں اختلاف ہو جانا کوئی نئی بات نہیں بلکہ ایسے اختلافات تو امت کیلئے رحمت اور شریعت کی وسعت کا پتہ دیتے ہیں۔ لیکن ان دونوں میں مختلف حیثیت سے فرق ہیں (۱) اختلاف میں نظر دلیل پر رہتی ہے اور تفریق میں نظر نفرت اور علیحدگی پر (ب) اختلاف میں مخاطب علماء ہوتے ہیں اور تفریق میں مخاطب عوام ہوتے ہیں (ج)

اختلاف میں کبھی مفاہمت کا مرحلہ بھی آ جاتا ہے لیکن تفریق کی لکیر ہمیشہ طویل ہوتی جاتی ہے۔ مزید کیلئے دیکھئے، (مطالعہ بریلویت: جلد اول ص: ۶۲، ۶۳، ناشر: دارالمعارف اردو بازار لاہور مصنف علامہ خالد محمود صاحب، مع تغیر لیسر)

ابدال، تعلیل اور قلب میں فرق

یہ بات مخفی نہ رہے کہ مطلق ایک حرف کو دوسرے حرف کے ساتھ بدلنے کو صرفی اصطلاح میں تعلیل کہتے ہیں پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) قلب (۲) ابدال۔ پھر ان دونوں میں فرق اس قدر ہے کہ قلب حرف علت کو حرف علت کے ساتھ بدلنے کو کہتے ہیں جیسے قال، میزان، یقن۔ وغیرہ، اور ابدال کہتے ہیں کہ ایک حرف صحیح کو دوسرے حرف صحیح کے ساتھ بدلنا جیسے لقا، مہما وغیرہ۔ (آر ب الطلبہ ص: ۸۳)

آذئی، غم، حزن اور نصب میں فرق

واضح ہو کہ غم، حزن، ہم، نصب اور آذئی ان سب میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ غم، وہ پریشانی ہے جس سے آدمی بے ہوش ہو جانے کے قریب ہو اور حزن، وہ پریشانی ہے جس سے دل کے اندر سختی اور تکلیف پیدا ہو۔ اور ہم، وہ فکر ہے جس سے آدمی گھل جاتا ہے۔ اور آذئی، وہ تکلیف ہے جو دوسروں کی طرف سے پہنچی ہو۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ آئندہ کے متعلق فکر کو ہم کہتے ہیں اور گذشتہ کے متعلق پریشانی کو حزن کہتے ہیں۔ اور آذئی کہتے ہیں ہر اس چیز کو جو اپنے دل پر ناخوشگوار ہو (مرقاۃ) اور یہ تمام الفاظ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث میں آئے ہیں۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا هم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکۃ یشاکھا الا تکفر اللہ بہا من خطایاہ۔ (مشکوٰۃ ص: ۱۳۴، وآر ب الطلبہ

التماس اور بحث میں فرق

بحث کہتے ہیں کہ ”طلب الشيء تحت التراب“ یعنی مٹی کے اندر سے کسی چیز کا طلب کرنا اور التماس کہتے ہیں ”طلب الشيء بالمس“ یعنی کسی چیز کو ہاتھ سے طلب کرنا۔ (تآرب الطلبہ ص: ۲۱۴، مولف مولانا شبیر احمد صاحب ارکانی)

اساس بناء اور بُنیان میں فرق

بُنیان کا اطلاق اصل اور پوری دیوار پر ہوتا ہے اور بناء کا اطلاق خاص دیوار پر کیا جاتا ہے اور بناء و بنیۃ کا اطلاق ہر سافل پر عالی کی نسبت سے کیا جاتا ہے اور اساس کا اطلاق اس بنیاد پر ہوتا ہے جو زمین میں مدفون کر دی جائے۔ (تہیمات شرح مقامات اردو از مولانا اعجاز علی صاحب دیوبندی ص ۲۰۱ ج ۱)

اجل، بلی اور نعم میں فرق

نعم، بلی، اور اجل، یہ تینوں حروف تصدیق و ایجاب کیلئے ہیں اور تینوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ نعم اور اجل ماقبل کے کلام کو ثابت کرتے ہیں۔ اگر منفی ہو تو نفی ثابت کرتے ہیں مثلاً کہا جاتا ہے۔ زید لیس بقائم؟ تو جواب دیا جاتا ہے نعم یا اجل بخلاف بلی کے کہ یہ منفی سے مثبت بنا دیتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ ﴿الْأَسْوَءُ بِرَبِّكُمْ؟ قَالُوا بَلَىٰ﴾ ہاں (کیوں نہیں؟) آپ ہمارے پروردگار ہیں۔ اگر آپ بجائے بلی، نعم یا اجل استعمال کریں تو آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ ہاں آپ ہمارے پروردگار نہیں۔ اسی سبب سے ان دونوں کو حرف استفہام انکاری جملہ منفیہ کے بعد استعمال کرنا درست نہیں۔ کیوں کہ یہ دونوں اگر ماقبل منفی ہو تو نفی ثابت کرتے ہیں مثبت ہو تو اثبات ثابت کرتے ہیں نیز علمائے لغت نے اجل اور نعم کے درمیان یہ

بھی فرق لکھا ہے کہ نعم عموماً استفہام کے جواب میں آتا ہے اور اجل عموماً خبر کے جواب میں۔ (تأرب المطالبہ ص ۱۰۷)

اشفاق اور شفقت میں فرق

اشفاق یہ باب افعال سے معنی ہے ڈرنا، اور شفقت یہ ثلاثی مجرد سے بمعنی مہربانی کرنا۔ لیکن ابن ورہذ نے جہر میں اور ابن فارس نے مجمل میں دونوں لفظوں کے معنی مہربانی کے لکھے ہیں شاید اسی قول کی وجہ سے عرف میں مشفق بمعنی مہربانی مشہور ہو گیا، حالانکہ اکثر لغویین نے دونوں کے معنوں میں فرق بیان کیا ہے اور دونوں کے معنی ایک قرار دینے سے انکار کیا۔ (شرح فصول اکبری)

ابتداء اور مقتضب میں فرق

ظاہر مقتضب کے معنی، ابتداء کے معنی سے ملتے جلتے ہیں، لیکن دونوں کے درمیان دو وجہ سے فرق ہے۔

(۱) ابتداء عام ہے کہ اس کا مجرد آتا ہو یا نہ آتا ہو، اور مقتضب خاص ہے کہ اس کا مجرد نہیں آتا۔

(۲) مقتضب میں ایسے حروف الحاق و حروف زوائد کا نہ ہونا شرط ہے جو کسی معنی کیلئے آتے ہوں، بخلاف ابتداء کے، نیز دونوں کے مادے اور لغوی معنی بھی الگ الگ ہیں۔ (مسودہ شرح فصول اکبری، مؤلف مولانا محمد صدیق ارکانی)



ابن الملاءنہ اور ولد الزنا میں فرق

بظاہر دونوں لفظوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ لیکن ان دونوں میں ایک باریک و دقیق فرق ہے، اور وہ یہ ہے کہ ولد الزنا کا باپ جائز نہیں، کیونکہ شریعت نے اس کو اس کا باپ تسلیم نہیں کیا، چاہے وہ مدعی ہو۔ جبکہ ابن الملاءنہ کا باپ بظاہر موجود ہے۔ لیکن وہ باپ، اس بچے کے باپ ہونے سے انکاری ہے۔ پس اگر ابن الملاءنہ کا باپ اس کو اپنا بیٹا تسلیم کر لے، تو شریعت بھی اس بچے کو اس کا بیٹا تسلیم کر لے گی۔ اور ان میں باہم توارث قائم ہو جائے گا۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھئے، (فہم المیراث مدلل، ص: ۱۲۰۔ مصنف جناب سید شبیر احمد کا کاخیل صاحب۔ ناشر: عالمی ادارہ تسہیل الحسابات الاسلامیہ، راولپنڈی)

بسملہ اور تسمیہ میں فرق

بعض لوگ دونوں کو ایک ہی معنی میں سمجھتے ہیں غایۃ المقصود میں لکھا ہیں کہ بسملہ اور تسمیہ میں فرق یہ ہے کہ بسملہ کا معنی ہے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کہنا اور لکھنا۔ اور تسمیہ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور یاد کرنا خواہ کسی بھی طریقہ سے ہو اور اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی بھی نام سے ہو۔ حاصل یہ نکلا کہ تسمیہ عام ہے اور بسملہ خاص ہے جس کو منطق کی اصطلاح میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت کہتے ہیں۔ (تآرب الطلبہ ص ۲۳)

بیان اور تبیان میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ بیان کے معنی خود معنی سمجھنے اور غیر کو سمجھانے

کے ہیں اور تبیان کے معنی خود اپنے آپ سمجھنے کے ہیں اور بقول بعض تبیان یہ بیان سے زیادہ بلیغ ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک کو دوسرے کی جگہ پر استعمال کر لیتے ہیں کما فی قولہ تعالیٰ: ﴿وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾

(افاضات ص: ۱۲۰ ج ۱، تفہیمات ص: ۳۵ ج ۱)

بعض اور جزء میں فرق

مخفی نہ رہے کہ یہ دونوں لفظ قریب قریب ہم معنی ہیں، فرق اس قدر ہے کہ ”بعض“ کہتے ہیں کسی چیز کے حصہ یا ٹکڑے کو چاہے وہ باقی ماندہ حصہ سے بڑا ہو یا چھوٹا اور ”جزء“ کہتے ہیں اس کے برعکس و برخلاف کو۔ (مآرب الطلبہ فی التحقيق بین الالفاظ المترادفة والمعانی المتقاربة ص: ۱۹۰، تفہیمات ص: ۱۰۳ ج ۱، الفروق فی اللغة ص: ۱۳۵)

بالجملہ اور فی الجملہ میں فرق

علماء ان دونوں لفظوں کو کسی مضمون کا خلاصہ و حاصل بیان کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں اور ان کے درمیان فرق اس قدر ہے کہ بالجملہ کثرت میں استعمال ہوا کرتا ہے اور فی الجملہ قلت میں استعمال ہوتا ہے۔ (فرائد منشورہ ص: ۳۸، مصنف مولانا ارشاد اللہ صاحب قاسمی)

بول غلام، بول جاریہ اور بول صبی میں فرق

(۱) بول صبی لطیف اور نرم ہوتا ہے بخلاف بول جاریہ کے کہ اس میں غلظت اور لڑو جیت ہوتی ہے۔ (۲) بول جاریہ میں بد بوز زیادہ ہوتی ہے بخلاف بول غلام کے، دوسرا یہ ہے۔ (۱) لڑکے کا مہال تنگ ہوتا ہے۔ اور لڑکی کا مہال کشادہ ہوتا ہے۔ (ب) عورت کی طبیعت میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے پیشاب زیادہ

بد بودار ہوتا ہے بخلاف لڑکے کے۔ (ج) عورت کا مثانہ معدہ کے قریب ہوتا ہے قریب ہونے کی وجہ سے پیشاب میں بد بو زیادہ ہوتی ہے بخلاف لڑکے کے۔ (د) عورتیں حضرت حوا علیہا السلام کے مشابہ ہیں اور مرد حضرت آدم علیہ السلام کے جو کہ نبی ہیں اور صحیح مسلک کی بناء پر فضلاء انبیاء طاہر ہوتے ہیں اور مردان کے مشابہ ہیں، لہذا ان کے پیشاب میں تخفیف کی گئی ہے۔

(توضیح السنن ص: ۱۵۴ ج ۱، خزائن السنن: ص ۱۵۲ ج ۱ تنظیم الاشتات ص: ۱۹۴ ج ۱، روضۃ الازہار ص: ۲۱۵ ج ۱)۔

بیع باطل اور بیع فاسد میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ (۱) جو بیع نہ ذاتاً مشروع ہو اور نہ وضعاً وہ بیع باطل ہے اور جو بیع ذاتاً مشروع ہو اور وضعاً غیر مشروع ہو وہ بیع فاسد ہے۔ (۲) اور بیع باطل بالکل مفید ملک نہیں، نہ قبل القبض نہ بعد القبض اور بیع فاسد قبضہ کے بعد مفید ملک ہے۔ (فرائد منشورہ ص: ۴۰، آراب الطلبہ ص: ۱۴۹، ناشر کتب خانہ فیضیہ ہائبراری چانگام)

بصیرت اور بصیر میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق بقول بعض حضرات یہ ہیں کہ ”بصیرت“ تو فعل قلب کو کہتے ہیں اور ”بصر“ حاسنہ کے فعل کو کہتے ہیں۔ (افاضات شرح مقامات اردو از مولانا مختار علی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ص: ۷۱ ج ۱، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

بدعت اور رسم میں فرق

اگر کوئی فعل خلاف شریعت ہو تو وہ گناہ اور معصیت تو ضرور ہوگا مگر اس کو بدعت نہیں کہا جائے گا۔ اور بدعت وہی ہے کہ جس کو دین کا کام سمجھ کر اور موجب اجر و ثواب خیال کر کے کیا جائے، اسی سے بدعت و رسم میں فرق نکلتا ہے۔ رسم بھی بے اصل

اور خلاف شرع ہوتی ہے مگر بہت سی رسوم کو دین سمجھ کر نہیں کیا جاتا، بخلاف بدعت کے کہ وہ بھی بے اصل ہے مگر لوگ اسے دین سمجھ کر کرتے ہیں، یہیں سے شادی کی رسوم اور غمی کی رسوم کا فرق بھی واضح ہوتا ہے۔ (فضل الباری ص: ۴۴ ج ۲، تآرب الطلیہ ص: ۱۴۶)

بُخْلِ اور شُخ میں فرق

بخیل اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جو چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرنی واجب ہو اس کو خرچ نہ کرے، یا جس موقع پر خرچ کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اس پر خرچ نہ کرے۔ اور شخ کا مصداق بھی یہی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ شخ مال کے صرفہ میں کوتاہی کرنے کے ساتھ ساتھ مال اور بڑھانے کی حرص میں مبتلا ہونا ہے، یہ بخل سے بھی شدید حرام ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ بخل عام ہے اور شخ خاص ہے۔

قائدہ: بعض محققین نے فرمایا کہ لفظ بخل کے اندر تین حروف ہیں ”ب“ سے مراد بلاء ہے اور ”خ“ سے مراد خرابی ہے اور ”لام“ سے مراد لعنت ہے، یعنی بخیل کا انجام بلاء و خسران اور لعنت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”بخیل تین چیزوں سے دور اور ایک سے قریب ہوتا ہے (۱) اللہ کی رحمت سے دور (۲) لوگوں سے دور (۳) جنت سے دور اور جہنم سے قریب۔“ (تآرب الطلیہ ص: ۲۱۴)

بدل، ثمن اور عوض میں فرق

البدل: هو الشيء الذي يجعل مكان غيره و الثمن هو البدل في البيع من العين او الورق اذا استعمل في غيرهما كان مشبهًا بهما، و العوض هو البدل الذي ينتفع به كائنًا ما كان. (فروق اللغات، ص: ۷۰)

”بدل وہ ہے جس کو دوسرے کی جگہ بنایا جائے اور ثمن بیچ میں وہ بدل ہوتا ہے عین سے یا نوٹ وغیرہ کے ذریعہ سے جب ان دونوں کے علاوہ جگہ میں استعمال ہو اور ان دونوں کے مشابہ ہو۔ اور عوض وہ بدل ہے جس سے نفع اٹھایا جائے جس طرح

”بھی ہو۔“

بدن اور جسد میں فرق

جسد کا اطلاق صرف حیوان عاقل پر ہی ہوتا ہے، جیسے انسان ہے، فرشتے ہیں اور جنات ہیں اور ان کے علاوہ دوسروں پر جسد کا استعمال نہیں ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ بدن نام ہے اس جسم کا جو ماسوی الرأس ہو یعنی سر کے علاوہ ہو اور جو ہرئی کے کلام سے بدن اور جسد کا مترادف ہونا معلوم ہوتا ہے۔ (غایۃ السعایہ ص: ۱۸۹ ج ۲)

برہان اور دلیل میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ”برہان“ کہتے ہیں اس حجت قاطعہ کو، جو مفید للعلم ہو، اور جو حجت مفید للظن ہو اس کو بہر حال دلیل ہی کہا جاتا ہے۔ (فروق اللغات ص: ۷۳)

بیت، دار، منزل اور حجرہ میں فرق

منزل وہ ہے کہ جو بیت، صحن، مسقف، مطبخ، وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور منزل کے اندر ہر سقف کو بیت کہا جاتا ہے اور دار وہ ہے جو بیوت، منازل و صحن وغیرہ پر مشتمل ہو اور حجرہ قطعہ بیت کو کہا جاتا ہے۔ (نوٹ) فارسی میں خانہ ہر مسکن کو کہا جاتا ہے خواہ وہ کبیر ہو یا صغیر۔ (فرائد منشورہ ص ۴۱: تآرب الطلبة ص: ۲۶۰)

بیت، شعر، فرد، مصرع اور غزل میں فرق

موزوں کلام مقفی بالقصد یعنی بقصد شعر کسی بحر کے وزن پر متکلم کے کلام کو شعر کہا جاتا ہے لہذا اس میں قصد شرط ہے، جو بلا قصد موزوں مقفی کلام ہو اس کو شعر نہیں کہا جاتا، لیکن اکثر اہل تحقیق کا خیال ہے کہ شعر کیلئے دو فقرے ہونا لازم ہے، جو قافیہ دار عبارت دوسرے فقرے پر مشتمل نہ ہو اسے مصرع کہا جاتا ہے اور دو مصرعوں والی

عبارت کو بیت کہتے ہیں، اگر بیت ایک ہی ہو تو اسے فرد کہتے ہیں اور غزل کے معنی لغت میں عورتوں اور کینروں کے ساتھ باتیں کرنا ہے۔ اور مغازلت کے معنی عشق بازی کرنا ہے، نیز منقول ہے کہ غزل ایک مرد کا نام ہے جو سماع و نغمہ کو بہت پسند کرتا تھا اور عشق بازی میں اس نے اپنی تمام عمر ختم کر دی، غزل اسی کی طرف منسوب ہے۔

(دیکھئے، المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۱۰۹، ۱۱۰)

بدل الکل اور عطف بیان میں فرق

ان دونوں میں چند وجوہ سے فرق ہے: (۱) عطف بیان میں متبوع کو روشن کرنا ضروری ہے اور بدل میں ایسا نہیں (۲) عطف بیان میں متبوع مقصود ہے نہ کہ تابع جیسے عبد اللہ میں، پس یہاں متکلم کا مقصود عبد اللہ کہنا ہے نہ کہ ابن عمر لیکن عبد اللہ بنسببت عمر غیر مشہور ہونے کی وجہ سے وضاحت کیلئے ابن عمر کو بطور عطف بیان لایا گیا ہے، بخلاف بدل کے کہ اس میں تابع مقصود ہے نہ کہ متبوع جیسے: جساء نسی زید اخوک پس یہاں متکلم کا مقصود زید کہنا نہیں، بلکہ اخوک کہنا مقصود ہے۔ (۳) عطف بیان کیلئے علم ہونا ضروری ہے (خواہ وہ لقب یا کنیت کی قبیل سے ہی کیوں نہ ہو) بخلاف بدل کے کہ وہ غیر علم بھی ہو سکتا ہے جیسے جساء نسی زید اخوک۔ (۴) عطف بیان میں اسم ظاہر ہونا ضروری ہے بخلاف بدل کے۔ (۵) عطف بیان تکرار عامل کے حکم میں نہیں، بخلاف بدل کے کہ وہ تکرار عامل کے حکم میں ہے۔ (آرب الطلب ص: ۱۰۸، ۱۰۹)

بلاغت اور فصاحت میں فرق

یاد رہے کہ حضرات علماء معانی کا اس بات میں اختلاف ہے کہ فصاحت و بلاغت لفظ کی صفت ہے یا معنی کی، نیز فصاحت و بلاغت مترادف الفاظ ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے۔ امام جازمیؒ نے افاطون سے نقل کیا ہے۔ ”ان الفصاحة لا تكون الا لموجود. والبلاغة تكون لموجود مفرد“ اور امام رازیؒ کا میلان اس طرف

ہے کہ فصاحت الفاظ و معنی دونوں کی طرف رائج ہے، شیخ تقی الدین قشیریؒ فرماتے ہیں کہ اگر فصاحت کو الفاظ کے ساتھ خاص کیا جائے تو امام رازیؒ پر یہ اعتراضات پڑتے ہیں اور اگر مختص نہ کیا جائے تو معنی کا فصاحت کے ساتھ متصف ہونا لازم آتا ہے۔ ”وہو غیر مالوف“ اسلئے بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے۔ ”ان الفصیح لفظ حسن مالوف، لہ معنی حسن صحیح“ شیخ عبداللطیف بغدادی نے قوانین البلاغة میں کہا ہے کہ ”البلاغة شئ یبدأ من المعنی وینتھی الی اللفظ، والفصاحة شئ یبدأ من اللفظ وینتھی الی المعنی“ یعنی بلاغت ایسی شئی ہے جو معنی سے شروع ہو کر لفظ پر منتہی ہوتی ہے اور فصاحت ایسی شئی ہے جو لفظ سے شروع ہوتی ہے اور معنی پر اس کی انتہا ہوتی ہے (گویا دونوں مصداقی حیثیت سے متحد اور یکساں ہیں صرف مبداء اور منتہی کا فرق ہے)۔ (آر ب الطلبہ ص: ۲۰۰)

بیر، غدیر اور غمرۃ میں فرق

ان تینوں کے معنی کنوئیں کے ہیں، پھر باہمی فرق یوں ہے کہ ”بیر“ اصطلاح فقہ میں اس کنوئیں اور تالاب کو کہتے ہیں جس میں ناپاکی اور نجاست گرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ اور ”غدیر“ اس قدر بڑے کنوئیں اور تالاب کو کہا جاتا ہے کہ جس کو ایک جانب سے حرکت دینے سے دوسری جانب کو حرکت نہ ہو۔ اور ”غمرۃ“ اس کنوئیں کو کہا جاتا ہے جس کا پانی اتنا گہرا ہو جس میں آدمی ڈوب جائے اور جو اس میں داخل ہونے والے کو اپنے اندر چھپائے، اسلئے لفظ ”غمرۃ“ پردہ اور ہر ڈھانپ لینے والی چیز پر بولا جاتا ہے اور مطلق گہرے پانی کو بھی کہا جاتا ہے خواہ وہ دریا کا پانی ہو یا ندی یا کنوئیں یا حوض کا اور یہ لفظ قرآن کریم میں آیا ہے: ﴿بَلْ قُلُوبُهُمْ فِی غَمْرَةٍ مِّنْ خ﴾ (آر ب الطلبہ ص: ۲۳۲)

بِثَّ اور حُزْنَ میں فرق

البِثُّ: أَشَدُّ الْحُزْنِ الَّذِي لَا يَصْبِرُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ حَتَّى يَشِيعَهُ أَوْ يَشْكُوهُ وَالْحُزْنُ: أَشَدُّ الْهَمِّ. (فروق اللغات ص: ۶۵)
 ”بِثَّ“ کہتے ہیں ایسے غم کو کہ جب تک اس کا کسی سے تذکرہ نہ ہو زائل نہ ہو
 اور ”حُزْنَ“ اس غم کو کہتے ہیں جو کسی چیز پر کیا جائے اور ”حسرت“ کے معنی شدتِ
 ندامت کے ہیں۔ (افاضات شرح مقامات اردو ص: ۱۱۶ ج ۱)

بَصْرَ اور عَيْنَ میں فرق

إِنَّ الْعَيْنَ آلَةُ الْبَصَرِ وَهِيَ الْحَدَقَةُ، وَالْبَصْرُ اسْمٌ لِلرُّؤْيَا وَلِهَذَا يُقَالُ
 أَحَدِي عَيْنِيهِ عَمِيَاءٌ وَلَا يُقَالُ: أَحَدٌ بَصْرِيهِ أَعْمَى. وَرُبَّمَا يَجْرَى الْبَصْرُ عَلَى
 الْعَيْنِ الصَّحِيحَةِ مَجَازاً، وَلَا يَجْرَى عَلَى الْعَيْنِ الْعَمِيَاءِ فَيَدُلُّكَ هَذَا عَلَى
 أَنَّهُ اسْمٌ لِلرُّؤْيَا عَلَى مَا ذَكَرْنَا وَيُسَمَّى الْعِلْمُ بِالشَّيْءِ إِذَا كَانَ جَلِيّاً بَصْراً. وَ
 يُقَالُ لَكَ فِيهِ بَصْرٌ إِذَا دَانَكَ تَعَلَّمَهُ. كَمَا يَرَاهُ غَيْرُكَ. (الفروق في اللغة
 ص: ۷۳)

”عین دیکھنے کا آلہ ہے اور وہ آنکھ ہے، بصر دیکھنے کا نام ہے، اسی وجہ سے
 کہا جاتا ہے کہ اس کی ایک آنکھ اندھی ہے ”احدی عینہ عمیاء“ اور نہیں کہا جاتا
 ”احد بصرہ اعمی“ اور کبھی کبھار بصر مجازاً صحیح آنکھ کیلئے بھی بولا جاتا ہے، لیکن عین
 عمیاء یعنی اندھی آنکھ کیلئے نہیں بولا جاتا، پس یہ چیز آپ کی رہنمائی کر رہی ہے کہ بصر
 دیکھنے کا نام ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، کسی شے کا علم جب ظاہر ہو تو اس کو بصر کہتے ہیں۔
 اور آپ سے کہا جاتا ہے کہ اس میں بصر ہے اس سے مراد لیا جاتا ہے کہ آپ اس کو جانتے
 ہیں جیسا کہ اس کو دوسرے دیکھتے ہیں۔“

الفرق بین البر والخیر

ان البر متضمن بجعل عاجل قد قصد وجه النفع به فاما الخیر فمطلق حتی لو وقع عن سهو، لم يخرج عن استحقاق الصفة به ونقیض الخیر الشر ونقیض البر العقوق. (الفروق فی اللغة ص: ۱۶۳)

”بر“ یہ متضمن ہوتا ہے جعل جاعل کے ساتھ اس طور سے کہ اس سے نفع کا ارادہ کیا گیا ہو، اور ”خیر“ مطلق ہے یہاں تک کہ اگرچہ غلطی سے واقع ہو جائے تب بھی وہ خیر کی صفت سے نہیں نکلے گا اور خیر کی نقیض شر ہے اور بر کی نقیض عقوق (نافرمانی) ہے۔“

بیع اور سود میں فرق

بیع اور سود کے درمیان ایک فرق تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے، جیسے: ﴿احلّ اللہ البیع وحرم الربوا﴾ اور یہ بہت بڑا فرق ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ سود کی حقیقت میں بھی فرق ہے۔ بیع تو مال سے مال کے مبادلہ کو کہا جاتا ہے پوری قیمت کے بدلے مال آ جاتا ہے اور سود میں یہ ہوتا ہے کہ جتنا قرض دیا وہ وصول کر لیا جاتا ہے اور اس کے سوا الگ سے زائد رقم بھی لی جاتی ہے۔

(تفسیر انوار البیان ص: ۵۲۱ ج ۱)

بسّل اور حرّام میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ ”حرّام“ عام ہے چاہے وہ چیز حکم کے ذریعہ منع ہو یا بزور ہو اور ”بسّل“ کہتے ہیں جس کو زور کے ساتھ روک دیا گیا ہو کقولہ تعالیٰ: ﴿اولئک الذین ابسلوا بما کسبوا﴾۔ (دیکھئے، تفہیمات شرح

مقامات اردو ص: ۲۶۸ ج ۱، ناشر: میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی

بیعت اور تقلید میں فرق

ایک شیعہ نے ایک دفعہ حضرت تھانویؒ سے سوال کیا کہ تقلید اور بیعت میں کیا فرق ہے؟ تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ تقلید کہتے ہیں اتباع کو اور بیعت کہتے ہیں معاہدہ اتباع کو۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے، فقہ حنفی کے اصول و ضوابط ص: ۲۱۳، تفسیر یسر کے ساتھ)

بأساء اور ضراء میں فرق

عام طور پر ان دونوں کے درمیان دو فرق بیان کیے جاتے ہیں: (۱) بأساء کہا جاتا ہے ضرر حاصل کی طرف اشارہ کرنے کو اور، ضراء کہتے ہیں ضرر متوقع کی طرف اشارہ کرنے کو۔ (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ بأساء ضرر شدید کو کہا جاتا ہے اور ضراء ضرر خفیف کو۔ (فروق اللغات ص: ۷۵)

بید اور غیر میں فرق

غیر اور بید دونوں کے معنی غیر اور علاوہ کے ہیں اور دونوں کے درمیان معنوی و لفظی فرق بھی ہے، معنوی فرق یہ ہے: (۱) کہ غیر صفت کیلئے بھی آتا ہے بخلاف بید کے۔ (۲) غیر متشبی متصل و منقطع دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے، بخلاف بید کے وہ صرف متشبی منقطع کیلئے آتا ہے اور لفظی فرق یہ ہے کہ بید کا مضاف ہمیشہ ”ان مع الاسم والخبر“ ہوتا ہے اور غیر عام ہوتا ہے۔ کما فی الحدیث ”نحن الاخرون السابقون يوم القيامة بیدانہم او تو الکتاب من قبلنا“۔ (دیکھئے تفہیمات ص: ۱۳۹ ج ۱ و مآرب الطلبة ص ۱۰۲)

بہتان اور غیبت میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ غیبت لفظ صریح پر منحصر نہیں ہوتا بلکہ قولی و فعلی و تعریض اور اشارہ سب کو فقہاء نے غیبت میں شمار کیا ہے، کسی کی ہیئت بنانا و نقلیں اتارنا بھی غیبت ہے، فی الواقع اگر کوئی نقص و عیب اس کے اندر ہے۔ اگر اس کے پس پشت بیان کیا جائے تو حرام و غیبت ہے، اگر فی الواقع وہ نقص و عیب اس کے اندر نہیں ہے جس کے پس پشت بیان کیا جا رہا ہے تو یہ غیبت سے بڑھ کر بہتان کہلاتا ہے، یہ غیبت سے بھی بدترین گناہ ہے۔ (فتاویٰ حبیبیہ ص: ۸۷ ج ۲ مؤلف مولانا حبیب اللہ رکانی صاحب مدفون مکہ جنت المعلیٰ)

الفرق بین بگۃ و مکۃ

﴿إِنَّ بَغْيَةَ اسْمٍ لِلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ. وَمَكَّةَ بِالْمِيمِ اسْمٌ لِكُلِّ الْبَلَدِ﴾. ”بکہ خاص مسجد حرام کو کہتے ہیں اور مکہ پورے شہر کو کہتے ہیں۔“ (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۲۲، مولانا شیخ عبدالاول صاحب، رشیدیہ لائبریری چانگام، و مآرب الطلبہ ص: ۱۶۳)

باطل اور فاسد میں فرق

عبادت کے سلسلے میں فاسد کے معنی باطل کے ہوتے ہیں اور معاملات کے سلسلے میں فاسد اور باطل میں فرق ہے، نیز فاسد اور باطل دونوں کے معنی ایک ہیں، فساد کا تعلق ذات کے ساتھ ہے اور کراہت کا تعلق صفات کے ساتھ ہے مثلاً کوئی رکن شرط فوت ہو جاتا ہے تو اس کو فاسد سے تعبیر کرتے ہیں اور اگر وصف فوت ہو جائے تو اس کو مکروہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص: ۱۵۳/۱۵۴)

بے، نا اور بلا میں فرق

یہ تینوں فارسی کے الفاظ ہیں جو نفی کیلئے مستعمل ہیں، ان میں فرق یہ ہیں کہ حرف ”بے“ اسم ذات ہے اور مصدر پر آتا ہے اور حرف ”نا“ یہ اسم صفات پر آتا ہے جیسے بے تاب، بے صبر، بیوقوف، بے تمیز، وغیرہ اور نا قابل، نا اہل، نالائق، وغیرہ اور کبھی حرف ”نا“ بھی مصدر پر آتا ہے جیسے نا فہم، نا انصاف، اور ناشکر وغیرہ اور حرف ”بلا“ محض مصدر پر داخل ہوتا ہے جیسے بلا ضرورت، بلا اکراہ، بلا مکروہ، اور بعض نے ”بلا“ حرف نفی کو قابل ترک لکھا ہے، جو صحیح نہیں ہے، دیکھئے۔ (آرٹ الٹلمہ ص: ۲۳۵)

بیج مخا برہ اور بیج مزارعہ میں فرق

بیج مخا برہ کہتے ہیں زمین کے حصہ معینہ کے ٹلٹ و ربع پر مزارعت کا معاملہ کرنا یعنی کسی کو زراعت کرنے کیلئے زمین دے کر یہ کہنا کہ پیداوار کا تہائی حصہ یا چوتھائی حصہ میرا ہے باقی آپ کا۔ اور یہی تفسیر رائج ہے اور مزارعہ بھی اسی طرح ہے، امام نوویؒ نے کہا ہے کہ مخا برہ اور مزارعہ دونوں قریب قریب ہیں اتنا فرق ہے کہ مخا برہ میں بیج (دانہ) عامل دیتا ہے اور مزارعہ کے اندر بیج مالک زمین دیتا ہے۔ (آرٹ الٹلمہ ص: ۱۴۸)

بدآباہمزہ اور بدابلاہمزہ میں فرق

بدآباہمزہ کے معنی ابتداء و شروع کے ہیں اور بدابلاہمزہ کے معنی ظاہر ہونے کے ہیں کما فی الحدیث: ”اِنَّ الدِّینَ بَدَا غَرِیْبًا وَ سَیَعُوْدُ کَمَا بَدَا فُطُوْبِیْ لِلْغَرِیْبَاءِ وَ هُمُ الَّذِیْنَ یَصْلِحُوْنَ مَا فَلَسدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِی مِنْ سُنَّتِی“ (ترمذی)

”نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک دین اسلام کی ابتداء اور اس کا ظہور ایک اجنبی مسافر کی طرح ہوا ہے اور پھر آخری زمانہ میں (کچھ مدت کے بعد) اسی حالت پر لوٹ جائے گا جیسا کہ شرع میں تھا، سو خوشخبری ہے ان لوگوں کیلئے جو اجنبی مسافروں جیسے ہیں، جن کی پہچان یہ ہے کہ وہ میری ان سنتوں کی اصلاح کرینگے جن کو لوگوں نے میرے بعد بگاڑ دیا ہوگا۔“ (آرب الطلبہ ص: ۲۷۷)

بحر اور نہر کے درمیان فرق

قال الجوهري في الفرق: انما سُمي البحر بحرًا لاستبحاره و انبساطه وسعته لانه شق في الارض شقًا وفي كلام العرب الشق هو البحر وكانوا يقولون الناقة اذا شقوا اذنها بحيرة. وقال الزجاج: وكل نهر ذي ماء كثير اكد بحر لكن اذا جرى يقال له فهو نهر كدجلة والفرات والنيل وما شبه ذلك فيكون الماء اذا اتسع ولم يجرب بحرًا او اذا جرى فهو نهر ويقال: للبحر الصغير بحيرة هذا. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۴۰)

”علامہ جوہریؒ نے فرمایا کہ سمندر کا نام بحر اس کی کشادگی و وسعت کی وجہ سے رکھا گیا ہے، اسلئے کہ اس نے زمین میں بہت بڑا شق (گڑھا) کیا ہے اور کلام عرب میں شق بحر کا نام ہے اور جب اونٹنی کے کان کو شق کرتے ہیں تو اس کو بکیرہ کہتے تھے، اور علامہ زجاجؒ نے کہا کہ ہر نہر جس میں پانی زیادہ ہو ٹہرا ہوا ہو وہ بحر ہے، لیکن جب جاری ہو تو اسے نہر کہا جاتا ہے جیسا کہ دجلہ، فرات اور نیل اور جو اسکے مشابہ ہو، اگر پانی اس میں زیادہ ہو اور جاری نہ ہو تو وہ بحر ہے اور اگر ہو تو وہ نہر ہے اور چھوٹے بحر کو بکیرہ کہتے ہیں۔“

البارحة اور القابلة کے درمیان فرق

”ان الباردة الليلة الماضية. والقابلة الليلة المقبلة اي الآتية۔“

(المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۴۵)

”جاننا چاہئے کہ ان دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ بارحہ کہتے ہیں گذشتہ رات کو اور قابلہ کہتے ہیں آنے والی رات کو جیسے کہ اوپر والی عبارت سے ظاہر ہے۔“

البکر اور الباکورة کے درمیان فرق

إِنَّ الْبَكْرَ أَوَّلَ الْوَلَدِ، وَالْبَاكُورَةُ أَوَّلُ الْفَاكِهَةِ وَقَدْ يُطْلَقُ الْبَكْرُ عَلَى امْرَأَةٍ لَمْ تَفْتَضْ بَكَارَتَهَا، وَبَقِيَتْ عَذْرَتُهَا، وَضِدَّةُ الشَّيْبِ، وَيُطْلَقُ عَلَى الْمَذْكَرِ وَالْمُؤَنَّثِ فَافْهَمِ. (المنطوق ص: ۴۷)

”بکر پہلے بچے کو اور باکورہ پہلے پھل کو کہتے ہیں، اور کبھی بکر کا اطلاق اس عورت پر بھی ہوتا ہے جس کا پردہ بکارت زائل نہ کیا گیا ہو اور اس کی بکارت باقی رہے اور اس کی ضد شیب ہے اور کبھی مذکر اور مؤنث پر بھی اطلاق ہوتا ہے، خوب سمجھ لو۔“

البُرْهَة اور المدة کے درمیان فرق

إِنَّ الْبُرْهَةَ الزَّمَانُ الطَّوِيلُ وَالْمُدَّةُ الْبُرْهَةُ مِنَ الدَّهْرِ وَتَقَعُ عَلَى الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرِ مِنْهُ. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۵۲)

”برہہ“ طویل زمانہ کو کہتے ہیں اور ”مدہ“ زمانہ کے کچھ حصے کو کہتے ہیں اور قلیل و کثیر یعنی تھوڑے اور زیادہ زمانہ پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔“

البون اور البین کے مابین فرق

إِنَّ الْبُونَ يُقَالُ فِي الْبَعْدِ الْجَسْمَانِي، وَالْبَيْنُ فِي الْبَعْدِ الرَّتَبِيِّ، وَكِلَا هُمَا بِمَعْنَى الْبَعْدِ الْمَسَافَةِ يُقَالُ بَيْنَهُمَا بُونَ بَعِيدَوَيْنِ بَعِيدٌ. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۴۸)

”بون یہ بعد جسمانی کیلئے اور بین یہ بعد رتبی کیلئے کہا جاتا ہے اور دونوں

کے معنی بعد یعنی دوری اور مسافت کے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے ان دونوں کے درمیان بون بے عید و بین بے عید ہے۔“

الفرق بین البعرة، والحشی، والروث والخرة،

والنجو والعذرة

قال نوح آفندی: الروث للفرس والبغل والحمار. والحشی للبقر والفیل، والبعرة للابل والغنم، والخرة للطیور، والنجو للكلب، والعذرة للانسان "شامی" ومن شاء الزیادة علی هذا فعليه با لطریف. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۶)

”علامہ نوح آفندیؒ نے فرمایا کہ روٹ: خچر اور گدھے کیلئے ہوتا ہے، اور حشی: گائے اور ہاتھی کیلئے اور بعرة: اونٹ بھیڑ، بکرے کیلئے ہوتا ہے اور خرة: پرندوں کیلئے، اور نجو: کتے کیلئے اور عذرة: انسان کیلئے ہوتا ہے۔ (شامی) اور جو اس سے زیادہ جاننا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ طریف کا مطالعہ کرے۔“

البکی اور البكاء کے درمیان فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ بکی کے معنی ہیں بغیر آواز کے رونا اور بکاء کے معنی ہیں زور سے آواز بلند رونا، کیونکہ مشہور و مسلم قاعدہ ہے کہ ”زیادة المبانى تدل علی كثرة المعانى“۔ اور اس کی تائید حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے۔ ”اِنَّ الْمَيِّتَ يَعَذُّ بِبِكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ“ یعنی میت پر اہل و عیال کے آواز بلند رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔ (تأرب الطلبة ص: ۲۶۵)

بدل بُلغَاء اور بدل نُحَاة میں فرق

علماء نُحَاة کے نزدیک بدل کی کل چار قسمیں ہیں: (۱) بدل الکل (۲) بدل البعض (۳) بدل الاشتمال (۴) بدل الغلط: ان چاروں کی مثال و تعریف کیلئے کسی علم نحو کے کتاب کی طرف رجوع کیا جائے۔ اور بعض حضرات نے بدل کی پانچویں قسم بھی بیان کی ہے جس کو وہ بدل الکل من البعض سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کی مثال: زائنٹ القمر فلکھ، کہتے ہیں، مگر یہ صحیح نہیں ہے، محض وہم ہے اور علماء بلاغت کے نزدیک بدل کی تین قسمیں ہیں: (۱) بدل الکل (۲) بدل البعض (۳) بدل الاشتمال: یہ حضرات بدل غلط کا بالکل اعتبار نہیں کرتے کیونکہ یہ فصیح کلام کے خلاف ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کے اندر بدل الغلط کی کوئی مثال کہیں نہیں ملتی۔

(آداب الطلبہ ص: ۳۲۶ کچھ تغیر کے ساتھ)

الفرق بین البأس والخوف

ان البأس يجرى على عدة من السلاح وغيرها كقوله تعالى: ﴿وانزلنا الحديد فيه بأس شديد﴾ ويستعمل في موضع الخوف مجازاً فيقال لا بأس عليك ولا بأس في هذا الفعل اي لا كراهة فيه. (الفروق في اللغة ص: ۲۳۸)

”بأس“ کا اطلاق ہوتا ہے اسلحہ کی تیاری کے ساتھ بھی اور اس کے علاوہ پر بھی اور اس کی مثال جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انزلنا الحديد فيه بأس شديد﴾ اور ہم نے لوہے کو اتارا اس میں بے پناہ قوت ہے، اور یہ مجازاً خوف کی جگہ بھی استعمال ہوتا ہے، کہا جاتا ہے ”لا بأس عليك“ یعنی تم پر کوئی خوف نہیں، ”ولا بأس في هذا الفعل“ یعنی اس کام میں کوئی کراہت نہیں ہے۔“

البرد اور القفر کے درمیان فرق

”القفر“ بضم القاف کے معنی سردی اور ٹھنڈک کے ہیں اور ”برد“ کے معنی بھی سردی کے ہیں، لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ قفر کہتے ہیں اس سردی کو جو جاڑے میں ہوتی ہے اور برد عام سردی کو کہتے ہیں، چاہے جاڑے میں لگے یا غیر جاڑے میں۔
(افاضات شرح مقامات اردو ص: ۲۰ ج ۲)

بشارت اور مرثدہ میں فرق

جاننا ہے کہ یہ دونوں الفاظ خوشخبری کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں لیکن ان میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ”مرثدہ“ مطلقاً خوشخبری کو کہا جاتا ہے چاہے اس سے چہرہ پر خوش خبری کے آثار نمایاں ہوں یا نہ ہوں اور ”بشارت“ ایسی خوشخبری اور ایسی خبر دینے کو کہتے ہیں جس کو سن کر انسان کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہو جائیں۔ (تأرب الطلبة ص: ۲۱۰ بحوالہ معارف القرآن)

برآۃ، سلامت اور صحت کے درمیان فرق

کہا جاتا ہے کہ صحت بیماری سے اچھا ہونے کو کہتے ہیں اور برآۃ کہتے ہیں ہر عیب سے پاک ہونے کو اور سلامت تمام آفات سے خلاصی اور محفوظ ہونے کو کہا جاتا ہے۔ (فروق اللغات، ص: ۱۴۴)

بشرۃ اور جلد میں فرق

واضح ہو کہ دونوں کے معنی چمڑے کے ہیں، پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ امام راغبؒ نے فرمایا ہے کہ ”بشرۃ“ اس ظاہری چمڑے کو کہا جاتا ہے جو بدن سے متصل ہو

اور ”جلد“ اس چمڑے کو کہا جاتا ہے جو بدن سے الگ ہو، چونکہ انسان کی ظاہری چمڑی کو دیکھا جاتا ہے اسلئے انسان کو بشر کہا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بدن سے متصل چمڑی کو بشرہ اور بدن سے الگ چمڑی کو جلد کہا جاتا ہے، اس اعتبار سے دونوں میں بتاین کی نسبت ہے۔ (آب الطیبہ ص: ۲۰۸)

بادشاہ، سلطان اور خلیفہ میں فرق

(۱) لفظ خلیفہ کے بارے میں حضرت عمرؓ نے حضرت سلمان فارسیؓ سے دریافت کیا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ حضرت سلمان فارسیؓ نے جواب دیا کہ اگر آپ نے اپنے مسلمانوں کی سرزمین سے درہم لے لئے خواہ تھوڑے ہوں یا بہت، پھر ان کو ناحق جگہ میں استعمال کیا تو آپ (عمرؓ) بادشاہ ہیں خلیفہ نہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے ان سے عبرت حاصل کی۔ (۲) بادشاہ۔ امام جلال الدین سیوطیؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ میں خلیفہ ہوں، یا بادشاہ؟! کسی نے کہا کہ خلیفہ صرف حق کو لیتا ہے اور حق میں خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپؓ بالکل ایسے ہی ہیں اور بادشاہ لوگوں پر مظالم کرتا ہے پس کسی سے لیتا ہے اور کسی کو دیتا ہے حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے۔ (۳) لفظ سلطان حضرت علی بن سعیدؓ نے فرمایا کہ سلطان کا اطلاق بادشاہوں پر نہیں ہوتا بلکہ سلطان اعلیٰ وہ ہوتا ہے جس کی ولایت میں بہت سے بادشاہ ہوتے ہیں یعنی وہ بادشاہوں کا سردار ہوتا ہے۔ (دیکھئے عہد نبوی ﷺ کا اسلامی تمدن ص: ۱۹، ۲۰)

بدعت اور سنت کا فرق

بدعات قبلہ اعمال سے منحرف ہوتی ہے اور سنت (امور مسنونہ) قبلہ کی سمت میں ہوتے ہیں، اسلئے یہ صحیح ہے کہ اگر بڑی سے بڑی بدعت بھی کی جاوے جیسے دفن میت کے بعد اذان، تعز یہ بنانا، اور حسینؑ کے نام پر پانی کی مشکیں بہانا وغیرہ تو یہ سب

اعمال موجب ثواب یقیناً نہ ہوں گے، ہاں! اگر زیادہ انحراف ہے تو گناہ بھی ضروری ہے اور امور مسنونہ اگرچہ چھوٹے چھوٹے ہیں تو بھی نہ صرف موجب ثواب ہے بلکہ ایک درجہ اور بھی ہے جس کو (واللہ یضاعف لمن یشاء) سے ظاہر کیا گیا ہے۔ (دنیا کو اسلام سے کس کس طرح روکا گیا؟ ص: ۴۷، از مولانا اعجاز علی صاحب "ناشر ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی")

بعض اور بضع کے مابین فرق

یہ دونوں لفظ جن کے حروف ایک ہیں معنی بھی دونوں کے یکساں ہیں یعنی کسی چیز کا حصہ اور ٹکڑا۔ مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ لفظ بعض عددی و غیر عددی یعنی کیت و کیفیت دونوں میں مستعمل ہے اور لفظ بضع صرف کیت اور عددی چیزوں میں استعمال ہوتا ہے، غیر عددی کیت میں بضع کا لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھئے۔ (ماہنامہ حق نوائے اہتمام کراچی اکتوبر ۲۰۰۱ء صفحہ ۲۰، ۲۱)

بصق اور نفث کے درمیان فرق

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ دونوں الفاظ حدیث شریف میں استعمال ہوئے ہیں لیکن "بصق" ایسے تھوکنے کو کہتے ہیں کہ منہ کے اندر سے تھوک نکلے اس طرح کہ کچھ حلق میں بھی رہے اور معمولی سا باہر بھی آجائے اور "نفث" کہتے ہیں ایسے پھونک کو جس میں تھوک شامل نہ ہو۔ (دیکھئے، روضۃ الطالبین شرح ریاض الصالحین جلد چہارم حدیث نمبر ۸۴۶) بحوالہ مراقبہ و روضۃ المتقین ۲/۳۷۰ ناشر: زمزم پبلشرز، اردو بازار کراچی)

الفرق بین البہتان والكذب والزور

ان الزور هو الكذب الذي قد سوى وحسن في الظاهر ليحسب

انہ صدق و هو من قولك زورت الشيء اذا سويته وحسنته وفي كلام عمر رضي الله تعالى عنه: زورت يوم السقيفة كلاماً، وقيل اصله فارسي من قولهم زور وهو القوة و زورته قوته. واما البهتان فهو مواجهة الانسان بمالم يحبه وقد بهته. (الفروق في اللغة ص: ۳۸)

”زور“ وہ جھوٹ ہے جو گھڑا گیا ہو اور ظاہر میں بھی حسین معلوم ہوتا ہو، تا کہ یہ گمان کیا جائے کہ وہ سچا ہے، اور یہ ماخوذ ہے زورت اشئی سے جب اس کو برابر کر دے اور اس کو خوب صورت کرے، اور کہا جاتا ہے کہ اس کی اصل فارسی ہے اور یہ ماخوذ ہے زور سے اور اس کے معنی قوت کے ہیں اور ”زور تہ“ یعنی میں نے اس کو قوی و مضبوط کر دیا۔ اور بہتان کہتے ہیں انسان کا ایسی چیز کا سامنا کرنا جس کو پسند نہ کرتا ہو، اور آپ نے اس پر بہتان لگایا۔“

الفرق بين البغى والظلم

ان الظلم ما ذكرناه والبغى شدة الطلب لما ليس بحق بالتغليب واصله في العربية شدة الطلب ومنه يقال: رفعنا بغى السماء خلفناى شدة مطرها وبغى الجرح يبغى اذا تراسى الى فساد يرجع الى ذالك وكذلك البغاء وهو الزنا. وقيل فى قوله تعالى ﴿والاثم والبغى بغير الحق﴾ انه يريد التراس على الناس بالغلبة والاستطالة. (الفروق في اللغة ص: ۲۲۷)

”ظلم“ تو وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا، اور بغی کہتے ہیں کسی شئی کو شدت کے ساتھ طلب کرنا جو حق نہ ہو غلبہ کے ذریعے، اور اس کی اصل عربی میں شدة الطلب ہے اور اسی سے کہا جاتا ہے ”رفعنا بغى السماء خلفنا“ یعنی ہم نے زمانہ کی شدت طلب کی (بارش) کو بلند کیا اٹھا دیا اپنے پیچھے اور ”بغى الجرح يبغى“ کا مطلب ہے جب زخم فساد کی طرف مائل ہو، اور اسی طرح بغاء ہے اور وہ زناء ہے، اور کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے

قول ”والاثم والبغی بغیر الحق“ میں کہ وہ لوگوں پر سرداری چاہتا ہے غلبہ اور تکبر کے ساتھ۔“

بسالت اور شجاعت کے درمیان فرق

ان اصل البسل الحرام، فکان الباسل حرام أن یصاب فی الحرب بمکروه لشدته فیها وقوته، والشجاعة الجرأة والشجاع الجرئ المقدم فی الحرب ضعیفاً کان اوقویا. والجرأة قوة القلب الداعية الى الاقدام علی المکاره فالشجاعة تنبئ عن الجرأة والبسالة عن الشلّة والقوّة، ویجوز ان یکون الباسل من البسول وهی تکره الوجه مثل البور وهما لغتان و سُمی باسلا لتکرهه ولا تجوز الصفة بذلك علی الله تعالیٰ. (الفروق فی اللغة: ص: ۱۰۲)

”بسل کا اصل حرام ہے (یعنی منع کرنا) گویا کہ باسل پر جنگ میں کوئی ناپسندیدہ بات حرام (ممنوع) ہے۔ اپنی شدت اور قوت کی وجہ سے، اور شجاعت جرات کو کہتے ہیں اور شجاع جری (نڈر) ہے۔ جری جنگ میں آگے بڑھنے والے کو کہتے ہیں چاہے کمزور ہو ضعیف ہو، اور جرات دل کی وہ قوت جو بلاتی ہے دل کو ناپسندیدہ باتوں کے خلاف اقدام کرنے کیلئے، تو بہادری (شجاعت) خبر دیتی ہے جرات کی اور بسالت شدت اور قوت کی خبر دیتا ہے، اور جائز ہے کہ باسل، بسول سے ہو اور وہ تیوری کا چڑھانا ہے ہلاکت کی طرح اور وہ دولغات ہیں، اور باسل نام رکھنے کی وجہ غصہ یا بہادری کی وجہ تیوری کا چڑھانا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ کو اس صفت کے ساتھ متصف کہتا جائز نہیں۔“

بنفسہ، فی نفسہ اور لنفسہ، کا فرق

قاعدہ ہے کہ وجود کی دو قسمیں ہیں: رابطی، غیر رابطی، وجود رابطی غیر

مستقل کو کہتے ہیں جس کا وجود فرض فارض یا محل پر یا فاعل پر موقوف ہو یہ سب وجود رابطی ہے اور جس کا وجود کسی پر موقوف نہ ہو وہ ہر طرح مستقل وجود ہے اس میں فی نفسہ، بنفسہ اور لنفسہ تینوں داخل ہیں جیسے وجود باری تعالیٰ اس کا اطلاق غیر اللہ کے وجود پر ممنوع ہے، واضح ہو کہ ان الفاظ کے مابین بایں طور فرق بیان کیا جاتا ہے کہ فی نفسہ کی نسبت اس شئی کی طرف کی جاتی ہے جو شئی اپنے وجود میں فارض کے فرض کے طرف محتاج نہ ہو اگرچہ محل کی طرف محتاج ہو جیسے سفید کپڑا کہ اس میں سفیدی کا وجود فارض کے فرض کی طرف محتاج نہیں لیکن اس کا وجود محل یعنی کپڑے کی طرف محتاج ہے اس طور پر کہ کپڑے کا وجود منقشی ہوتے ہی سفیدی کا وجود بھی ختم ہو جائیگا جو بواسطہ کپڑا نمودار ہوا ہے۔ اور بنفسہ کی نسبت اس شئی کی طرف کی جاتی ہے جو نہ فارض کے فرض کی طرف محتاج ہو نہ محل کی طرف محتاج ہو جیسے حیوان۔ اور لنفسہ کی نسبت اس شئی کی طرف ہوتی ہے جو نہ فارض کے فرض کی طرف محتاج ہو نہ محل کی طرف ہو اور نہ فاعل کی طرف جیسے وجود باری تعالیٰ نہ فارض نہ محل اور نہ فاعل کی طرف محتاج ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے، آداب الطلبہ ص: ۱۹۲/۱۹۱)

الفرق بین البهجة والحسن

إن البهجة حسن يفرح به القلب، واصل البهجة السرور، ورجل بهيج وبهيج: مسرور، وابتهج: إذا سرّ ثم سُمي الحسن الذي يبهج القلب بهجة، وقد يُسمَّى الشيء باسم سببه، و البهجة عند الخليل: حسن لون الشيء ونضارته، قال: ويقال رجل بهيج، أي: مبتهج بأمر يسره فأشار إلى ما قلناه. (الفروق في اللغة ص: ۲۵۷)

”ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ البهجة اس خوبصورتی کو کہا جاتا ہے جس سے دل خوش ہو جائے، اور اس کا اصل معنی خوش ہونا ہے، جیسے رجل بهج، وبهيج یعنی مسرور شخص اور ابتهج بمعنی وہ خوش ہوا، پھر اس خوبصورتی کو بھی جو خوش و مسرور

کرنے والی ہو بھجہ کہا جانے لگا کیونکہ کبھی چیز اس کے سبب سے بھی پکارا جاتا ہے۔
 مام خلیل کے نزدیک بھجہ چیز کے رنگ کی خوبصورتی اور تائق کا نام ہے، انہوں نے
 فرمایا: عرب کہتے ہیں رجل بھج یعنی آدمی کو کسی بات سے خوشی ہوئی، سو انہوں نے بھی
 ہماری بات کی طرف اشارہ فرمایا۔“

(نوٹ)

”وہ الفاظ جن کا فرق اس سے قبل الف میں گذر چکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں“

- (۱) بناء اور بکبان کا فرق اساس، بناء اور بنیہ کے تحت گزر چکا ہے۔ (۲) بحیر، ابل، حمل اور ناقہ کے درمیان فرق، ابل، حمل، ناقہ وغیرہ کے ضمن میں گزر چکا ہے
- (۳) بعثت و ارسال کا فرق ارسال و بعثت میں دیکھئے (۴) بد خلق اور استغناء کا فرق
- الف کے اندر استغناء بد خلق میں گزر چکا ہے (۵) بہیمہ، دابہ اور انعام میں فرق انعام، دابہ، بہیمہ، کے اندر موجود ہیں (۶) بہتان اور افتراء اور کذب میں فرق (۷) بحیر، ابل، حمل اور ناقہ میں فرق (۸) بحث اور التماس کا فرق (۹) بلی، نم، اور اجل میں فرق۔ (۱۰) بنیاد اور اساس کا فرق۔ (۱۱) الہز و غ، الطلوع اور الشروع میں فرق۔

تفسیر، تاویل اور تحریف میں فرق

واضح ہو کہ تفسیر اور تاویل کے اصطلاحی معنی میں متقدمین اور متاخرین کے درمیان اختلاف ہے، چنانچہ متقدمین میں جیسے ابو عبیدہ وغیرہ ایک اور جماعت متاخرین کے نزدیک تفسیر اور تاویل میں کوئی فرق نہیں بلکہ دونوں ایک ہی ہیں، مگر جمہور متاخرین فرق بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تفسیر اور تاویل کے درمیان نسبت بتاین یا عام و خاص مطلق کی نسبت ہے۔ امام راغب کا قول ہے (۱) کہ تفسیر تاویل سے عام ہے اس طور پر کہ تاویل کا استعمال کتب الہیہ میں خاص ہے اور تفسیر کا استعمال کتب الہیہ اور اس کے غیر میں عام ہے۔ (۲) ایسا ہی تفسیر کا تعلق اکثر روایات سے اور تاویل کا تعلق درایت

سے ہے۔ (۳) تفسیر کا اکثر استعمال الفاظ مفردات میں اور تاویل کا استعمال اکثر معنی اور جملوں میں ہوتا ہے۔ (۴) بقول امام ترمذیؒ تفسیر وہ ہے جس میں یقین ہوتا ہے کہ وہی اللہ تعالیٰ کی مراد ہے اور تاویل وہ ہے کہ محتمل معانی میں سے کسی ایک کو بلا یقین ترجیح دیجاتی ہے۔ (۵) تفسیر میں تین شرائط پائی جانی ضروری ہیں: (۱) معنی حقیقی یا مجاز متعارف پر مبنی ہو۔ (ب) وہ معنی سیاق و سباق کے مطابق بھی ہوں۔ (ج) وہ معنی سلف صالحین سے بھی منقول ہوں۔ اگر یہ تینوں شرائط پائی جائیں تو وہ تفسیر ہے اگر دو پائی گئیں تو وہ تاویل ہے اگر تینوں مفقود ہوں تو تحریف ہے۔ (۱) علوم القرآن، مولانا محمد تقی عثمانی صاحب ص: ۳۲۶۔ (۲) مآرب الطلبة، ص: ۳۳۲۔ (۳) الاتقان فی علوم القرآن، ص: ۵۳۶ ج ۲۔ (۴) عوارف المعارف ص: ۶۵

تقدیر اور حذف میں فرق

ان دونوں لفظوں میں کئی وجوہ سے فرق بیان کیا جاتا ہے (۱) حذف کے اندر لفظاً و نیتاً ہر دو جہت سے ساقط ہونے کا اعتبار کیا جاتا ہے اور تقدیر میں سقوط صرف لفظاً ہوتا ہے نہ کہ نیتاً۔ (۲) اسقاط بعد الوجود پر حذف کا اطلاق ہوتا ہے بخلاف تقدیر کے کہ اس میں وجود لفظی کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ نظم کلام میں مان لیا جاتا ہے۔ (۳) مقدر (تقدیر) کا لمذکور ہوتا ہے بخلاف محذوف کے۔ (۴) یہ ہے کہ حذف اس جگہ ہوتا ہے جہاں محذوف کو ذکر کرنے سے کسی قسم کی ثقلت پیدا ہوتی ہو اسی وجہ سے اس کو لفظوں میں ذکر نہیں کرتے بخلاف تقدیر کے کہ اس میں وجود اعتباری نفس الامر میں تسلیم کیا جاتا ہے اور احکام لفظی اس پر جاری کئے جاتے ہیں۔ (فراہد منثورہ ص: ۳۸ مآرب الطلبة ص: ۱۱۵ بدر منیر حاشیہ ص: ۲۳)

تصحیف اور تحریف میں فرق

ان التصحیف تغیر المعنی واللفظ معاً. والتحریف تغیر اللفظ

دون المعنى وقد فعلهما اليهود والنصارى فى التوراة والانجيل وقد قال الله تعالى ﴿يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ﴾ (المنطوق ص: ۴۸)

”تحریف کہتے ہیں لفظ اور معنی دونوں کا بدل ڈالنا، اور تحریف لفظ کا بدل ڈالنا نہ کہ معنی کو، اور یہ دونوں کام یہود و نصاریٰ نے تورات اور انجیل میں کئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یحرفون الكلم الخ یعنی وہ تحریف کرتے تھے یعنی کلام کو اس جگہ سے بدل ڈالتے تھے اور بہت سا حصہ جو ان کو یاد کرایا گیا وہ بھول گئے تھے۔“

الفرق بین التذکیر والمذاکرہ

﴿اِنَّ التَّذْكَيرَ لَا يَكُونُ اِلَّا بِالْقَلْبِ، وَالمَذَاكِرَةُ لَا تَكُونُ اِلَّا بِاللِّسَانِ﴾ (المنطوق لمعرفة الفروق، ص: ۳۱)

”ان دونوں کے معنی یاد دہانی یا خود یاد کرنے کے ہیں لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ تذکیر کے معنی ہے قلب میں یاد کرنا۔ اور مذاکرہ کے معنی ہے کسی کی یاد زبان سے کرنا۔“ (المنطوق لمعرفة الفروق، ص: ۳۱)

توکیل اور تفویض میں فرق

ان دونوں میں دو وجہ سے فرق ہے (۱) توکیل میں وکیل کو معزول کر دینا درست ہے لیکن تفویض میں رجوع اور عزل درست نہیں۔ (۲) توکیل میں اس کی تمامیت کیلئے قبول وکیل شرط ہے، بغیر اس کے قبول کی وکالت تام نہ ہوگی، بخلاف تفویض کے کہ اس میں قبول شرط نہیں، مثلاً جب شوہر نے طلاق کی تفویض بیوی کو کر دی تو وہ تمام ہوگئی، بیوی قبول کرے یا نہ کرے۔ (ملفوظات فقیہ الامت ص: ۳۸ قسط ۳) دوسرا فرق سابق شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی مولانا سبحان محمودؒ نے بیان فرمایا کہ توکل نام ہے اسباب قریبہ کو اختیار کرتے ہوئے معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینے کا۔ اور تفویض نام ہے اسباب اختیار کئے بغیر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے بیٹھ جانے کا اور دونوں مامور بہ ہیں۔

(دیکھئے، البلاغ خصوصی اشاعت بیادگار شیخ الحدیث حبان محمودؒ ص: ۱۹۳، دارالعلوم کراچی)

تصاویر اور تماثیل میں فرق

اکثر تماثیل کا اطلاق مٹی، پتھر، سونا اور چاندی وغیرہ کے ذریعہ مجسمات بنانے پر ہوتا ہے اور تصاویر کا اطلاق اکثر فوٹو پر ہوتا ہے، چاہے وہ فوٹو گرافی سے کھینچے جائیں یا رنگ و نقش وغیرہ سے بنائے جائیں۔ (ایضاح مشکوٰۃ ص: ۲۴۱ ج ۲، مصنف مولانا محمد رفیق صاحب استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ پیہ چانگام)۔

تحریف اور تاویل میں فرق

ان دونوں کے درمیان حضرت تھانویؒ یوں فرق بیان فرماتے ہیں کہ جو صرف عن الفاظ ہر بضرورت صارف قطعی ہو اور موافق قواعد عربیہ و شرعیہ ہو وہ تاویل ہے، ورنہ تحریف ہے۔ (فتحی کے اصول وضوابط ص: ۲۱۹، بحوالہ امداد الفتاویٰ، مرتب مولانا مفتی محمد زید صاحب مظاہری)

تلاوۃ اور قرآۃ میں فرق

ان دونوں کے اندر عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے کہ قرآۃ عام ہے، چاہے مطلقاً کوئی چیز پڑھے یا قرآن مجید پڑھے سب پر قرآۃ کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن تلاوۃ صرف قرآن مجید پڑھنے کو ہی کہتے ہیں۔ (مآرب الطلبة ص: ۲۶۷ تفہیمات ص: ۷۳ ج ۱، الفروق فی اللغة ص: ۵۴)

تجسس اور تحسس میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ امام اخفشؒ نے بیان کیا ہے کہ تجسس (بالجیم) کسی ایسے امر کی جستجو اور تلاش کو کہتے ہیں جس کو لوگوں نے آپ

سے چھپایا ہو اور تحسُّس (بالحاء) مطلق تلاش اور جستجو کو کہتے ہیں۔ (معارف القرآن مفتی محمد شفیع صاحب ص: ۱۲۰، ۱۲۱ ج ۸)

تبلیغ اور تذکیر میں فرق

جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے انعام فرمائے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوسروں کو فیض پہنچائیں اور اپنے کمال سے دوسروں کی تکمیل کیجئے۔

تنبیہ: ”ان نفعتم الذکری“ کی شرط اسلئے لگائی کہ تذکیر و وعظ اس وقت لازم ہے جب مخاطب کی طرف سے اس کا قبول کرنا منظور ہو اور منصب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ و تذکیر ہر شخص کیلئے نہیں۔ ہاں! تبلیغ و انداز (یعنی حکم الہی کا پہنچانا اور اللہ کے عذاب سے ڈرانا) تاکہ بندوں پر رجعت قائم ہو اور عذر جبل و نادانی کا نہ رہے اتنا باعتبار ہر شخص کے ضرور ہے اس کو عرف میں تذکیر و وعظ نہیں کہتے، شاید اسی لئے بعض مفسرین نے زیادہ واضح الفاظ میں آیت مذکورہ کے معنی یوں بیان کئے ہیں کہ بار بار نصیحت کر (اگر ایک بار نصیحت نے نفع نہ کیا ہو)۔ (دیکھئے تفسیر عثمانی ص: ۸۰۴ ج ۲)

تشبیہ اور مثل میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ علمائے بلاغت کے نزدیک کلام مرکب کو مثل کہتے ہیں اور کلام مفرد کو تشبیہ کہتے ہیں۔ (دیکھئے تفسیر عثمانی ص: ۱۰۶ ج ۱، مؤلف علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب)

تخیل اور تکلف میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ تکلف میں ماخذ فعل مرغوب ہوتا ہے اور تخیل میں محض دوسرے کو دکھانے کیلئے ماخذ فعل سے کام لیا جاتا ہے جو حقیقت

مطلوب نہیں ہوتا۔ (علم الصرف آخرین ص: ۷۴، مقدمہ مصباح اللغات ص: ۴۰)

تدلیس اور تعلیق میں فرق

حدیث تعلیق و حدیث تدلیس کے اندر دو فرق ہیں: (۱) تعلیق میں سقط واضح ہوتا ہے اور تدلیس میں خفی۔ (۲) تعلیق صرف اختصاراً ہوتی ہے اور تدلیس بغرض فاسد بھی ہوتی ہے۔ (حشفۃ الدرر شرح نخبة الفکر ص: ۲۸، از استاذ الاساتذہ حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد پالنپوری مدظلہ العالی)

تفکر اور تدبر میں فرق

ان دونوں لفظوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ تدبر کہتے ہیں تصرفِ قلب کے عواقب الامور میں نظر کرنے اور غور و فکر کرنے کو۔ اور تفکر کہتے ہیں تصرفِ القلب کو جس میں دلائل کے ساتھ نظر ہو۔ (دیکھئے فروق اللغات ص: ۸۳، الفروق فی اللغة ص: ۶۷)

تسلیم اور رضاء میں فرق

علامہ جر جائی ان دونوں میں فرق یوں بیان کرتے ہیں کہ تسلیم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے گردن جھکا دینا اور نامناسب بات میں اعتراض نہ کرنا خواہ وہ بطیب خاطر ہو یا نہ ہو اور رضاء کہتے ہیں فیصلہ تقدیر پر بطیب خاطر راضی رہنا۔ خلاصہ: یہ ہے کہ تسلیم عام ہے اور رضاء خاص ہے اور حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ شرع کی نظر میں اخلاص سے بھی ایک اونچا اور بلند مقام ہے اور وہ رضاء بالقضاء ہے۔ (آداب الطلبة ص: ۲۱۶)

تعظیم اور عبادت میں فرق

عبادت اور تعظیم میں نیت اور اعتقاد کو دخل ہے، ممکن ہے کہ ایک ہی فعل کبھی عبادت اور کبھی تعظیم علیٰ حسب الاعتقاد والنیۃ قرار پاسکتا ہے، لہذا تعظیم اور عبادت میں فرق یہ ہے کہ کسی میں خواص الوہیت کا اعتقاد کر کے اس کی تعظیم کرنا یا اس کا تقرب حاصل کرنے کیلئے کوئی ایسا کام کرنا کہ خاص حق الوہیت کا ہے، یہ عبادت ہے اور اگر یہ نہ ہو تو تعظیم ہے۔ اور اگر خاص الوہیت ثابت نہ کی جائے اور تعظیم کی جائے، جیسے باپ یا استاد کی تعظیم، بشرطیکہ اور خرابی نہ ہو تو جائز ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول و ضوابط ص: ۲۱۶ بحوالہ دعوات عبدیت)

تعصب اور تصلب میں فرق

”تعصب“ کے معنی ناحق کی حمایت کرنے کے ہیں، باقی حق کی حمایت اچھی بات ہے، اس کو ”تصلب فی الدین“ یعنی دین میں مضبوطی کو کہتے ہیں مثلاً: بے دینی کی وجہ سے لوگوں سے ترک اختلاط کرنا وغیرہ۔ (یہ تصلب فی الدین ہے نہ کہ تعصب) لیکن ناحق کی طرف داری ناجائز ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول و ضوابط ص: ۲۱۷)

تواضع اور خشوع میں فرق

قال الراغب فی الفرق بینہما: انّ التواضع يعتبرُ بالاخلاق و الافعال الظاہرة والباطنة. والخشوعُ یقالُ باعتبار الجوارح ولذا لک قیل اذا تواضع القلب خشعت الجوارح. (فروق اللغات ص: ۹۳)

”علامہ راغبؒ نے ان دونوں کے درمیان فرق کے بارے میں کہا تواضع کا اعتبار کیا جاتا ہے، اخلاق و افعال ظاہرہ و باطنہ کے ذریعہ، اور خشوع باعتبار جوارح

اعضاء کے کہا جاتا ہے، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے جب دل متواضع ہو جائے خشعت الجوارح ”اعضاء خشوع کرنے لگے۔“

تشبہ اور مشابہت میں فرق

تشبہ کے معنی تو یوں ہیں کہ آدمی ارادہ کر کے تقالی کرے اور ارادہ کر کے ان جیسا بننے کی کوشش کرے یہ تو بالکل ہی ناجائز ہے، دوسری چیز مشابہت ہے، یعنی اس جیسا بننے کا ارادہ تو نہیں کیا تھا، لیکن اس عمل سے ان کے ساتھ مشابہت خود بخود پیدا ہو گئی ہو۔ (دیکھئے لباس کے شرعی اصول ص: ۴۳، از مولانا محمد تقی صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی)

تقویٰ اور ورع میں فرق

ان دونوں کا فرق علامہ صاحب اشرف الہدایہ مدظلہ یوں فرق بیان کرتے ہیں کہ ورع کہتے ہیں کسی کا شبہات سے پرہیز کرنا اور تقویٰ کہتے ہیں امور محرمات سے بچنے کو۔ (اشرف الہدایہ از استادنا و مولانا محمد جمیل احمد الموقر استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند (وقف) ص: ۹۳ ج ۲، ناشر کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی)

تاویل اور تحریف میں فرق

تاویل یہ اول سے ماخوذ ہے یعنی رجوع کرنا، لوٹنا اور اصطلاحی طور پر تعریف یہ ہے کہ ”التاویل صرف الکلام عن الظاہر الی احتمال غیر مخالف لکتاب اللہ و سنتہ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم“ یعنی کلام کو ظاہری معنی سے ایسے احتمال کی طرف پھیرنا جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ ہو۔ اور تحریف یہ حرف سے ماخوذ ہے حرف کنارہ اور طرف کو کہا جاتا ہے، اصطلاح میں تحریف

کے معنی ہے "التَّحْرِيفُ صرفُ الكلامِ الى احتمالِ مخالفٍ لكتابِ الله وسُنَّةِ رسولِهِ صلى الله عليه وسلم"، یعنی کلام کا ایسے احتمال کی طرف پھیرنا جو کتاب اللہ اور سنتِ ثابتہ کے خلاف ہو۔ (ماہنامہ انوار القرآن کراچی ص: ۱۷، شمارہ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ)

تَفَرُّس اور تَوْجَس میں فرق

تَوْجَس کہتے ہیں کسی ظاہری قرینہ کو دیکھ کر کسی بات کو معلوم کرنا۔ اور تَفَرُّس کہتے ہیں کسی خفی قرینہ کو دیکھ کر کسی بات کو معلوم کرنا، اگر بغیر کسی قرینہ کے کسی بات کو معلوم کرے تو اس کو الہام کہتے ہیں۔ (افاضات شرح اردو مقامات ص: ۹۷ ج ۱، ناشر: مکتبہ شرکت علیہ، ملتان)

تَصَوُّرِ بشرِ شئی، تَصَوُّرِ بشرِ طَاشی اور تَصَوُّرِ لاشی میں فرق

(۱) تَصَوُّرِ لا بشرِ طَاشی: وہ تصور ہے کہ جس میں کوئی قید نہ ہو نہ مع الحکم کی ہو، اور نہ عدم الحکم کی ہو، یہ تصور علمِ مطلق تَصَوُّرِ حضورِ ذہنی مطلق کے مرادف ہے۔
(۲) تَصَوُّرِ بشرِ طَاشی: وہ تصور ہے کہ جس میں شئی کی یعنی حکم کی قید ہو اس کا دوسرا نام تَصَوُّرِ معہ الحکم بھی ہے اس کو تصدیق بھی کہتے ہیں۔ (۳) تَصَوُّرِ بشرِ طَاشی: وہ تصور ہے کہ جس میں لاشی کی قید ہو یعنی عدم حکم کی قید ہو یہ وہ تصور ہے جو تصدیق کا مقابل امرِ مبائن ہے۔ (اشرف القطبی ص: ۷۳، ۷۴)

تَوَامُّ اور تَرْتِبٌ میں فرق

تَوَامُّ: ان جڑواں بچوں کو کہتے ہیں جو ایک شکم سے، یکے بعد دیگرے پیدا ہوئے ہوں اور تَرْتِبٌ: وہ جڑواں بچے ہیں جو خواہ طین واحد سے پیدا ہوں یا بطنین (دو بطن) سے ہوں لیکن ہم عمر ہوں یا قریب العمر ہوں "کما فی القرآن و کواعب

اترأباً“ (اضافات ص: ۲۹ ج ۱ تفہیمات ص ۹۲ ج ۱)

تعزیرات اور حد و میں فرق

حد وڈ یہ حد کی جمع ہے، اس کا معنی ہے روکنا اور منع کرنا، نیز اس چیز کو بھی کہا جاتا ہے جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو، چنانچہ اہل عرب دربان اور جیلر کو حد اذ کہتے ہیں کیونکہ دربان اندر آنے سے اور جیلر باہر نکلنے سے روکتا ہے اور شریعت میں حد، عقوبت مقدّرہ و معینہ کو کہتے ہیں جو بندگان خدا کو افعال قبیحہ کے ارتکاب سے باز رکھنے کیلئے بھست حق اللہ فرض ہوئی ہے، لہذا کسی حاکم و امیر کو اس میں ادنیٰ تغیر و تبدل یا کمی و بیشی کی ہرگز اجازت نہیں۔ بخلاف تعزیرات کے کہ وہاں کسی مصلحت کی بناء پر قابل تعزیر جرم کو معاف بھی کر سکتا ہے اور موقع و محل اور جرم کی نوعیت کے اعتبار سے سزائیں کمی و زیادتی اور تغیر و تبدل بھی کر سکتا ہے، کیونکہ ان جرائم کی سزائیں قرآن و سنت نے متعین نہیں کیں بلکہ حکام کی صواب دید پر رکھی گئی ہیں۔

(ایضاح مشکوٰۃ: ۲۸۰ ج ۱، مآرب الطلبہ ص: ۱۳۴)

تبرع اور ہدیہ میں فرق

ان دونوں لفظوں کے معنی ہیں ”بلاعوض عین شئ“ کا مالک بنادینا ”المتبرع لایرجع فیما تبرع بہ بخلاف الهبۃ“ (فیض الباری) اور اب تبرع اور ہدیہ میں فرق یہ ہے کہ تبرع کی رجعت کرنا ناجائز ہے، بخلاف ہدیہ کے کہ اس کا رجوع کرنا جائز ہے، نیز یہ بھی قابل ضبط رہے کہ چند جگہ رجوع ہبہ بھی ناجائز ہے۔

(مآرب الطلبہ ص: ۱۳۸)

تقلیل اور تحقیر میں فرق

دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ (۱) تحقیر باعتبار کیفیت ہوتی ہے کیونکہ

تحقیر انحطاطِ شان اور قدرت کو کہتے ہیں اور تَقْلِيل باعتبار کثرت کے ہوتی ہے، کیونکہ قِلَّت اجزاء کی قلت کو تَقْلِيل کہتے ہیں۔ (۲) تَقْلِيل کی نفیض کثیر آتی ہے بخلاف تحقیر کے اس کی نفیض تعظیم آتی ہے، نیز یہ بھی مخفی نہ رہے کہ کبھی کبھار تحقیر و تَقْلِيل دونوں شئی واحد پر مستعمل ہوتے ہیں جیسے ”حَصَلَ لِي مِنْهُ شَيْءٌ اِي قَلِيلٌ وَ حَقِيرٌ“ (تأرب الطلبہ ص: ۱۸۷ بحوالہ تقریر حاوی)

تملیک اور تخصیص میں فرق

دونوں لفظوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ تخصیص عام ہے، کیونکہ بغیر تملیک کے بھی ہو سکتی ہے اور تملیک خاص ہے، کیونکہ وہ بغیر تخصیص کے ہو ہی نہیں سکتی جس کو مناطقہ کی اصطلاح میں عام و خاص مطلق کی نسبت کہتے ہیں کیونکہ تخصیص عام مطلق ہے اور تملیک انحصار مطلق ہے۔ (تأرب الطلبہ ص: ۲۳۹)

تَوَاب اور تَائِب میں فرق

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ لفظ ”تَوَاب“ اللہ تعالیٰ کی شان اور بندہ کے حق میں استعمال ہوتی ہے جیسے ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَجِبُ التَّوَابَ بَيْنَ الْخ﴾ یہ بندہ کے حق میں استعمال ہوا ہے۔ ﴿اِنَّهٗ هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيْمُ﴾ الایہ۔ اس آیت میں لفظ ”تَوَاب“ کا مصداق اللہ تعالیٰ ہے اور لفظ ”تَائِب“ کا استعمال بندہ کیساتھ مخصوص ہے، خلاصہ یہ ہے کہ ”تَوَاب“ عام ہے اور ”تَائِب“ خاص ہے۔ (تأرب الطلبہ ص: ۲۵۸، ۲۵۹)

تَقْدِير اور قِضَاء میں فرق

شریعت میں قِضَاء کے کہتے ہیں؟ اس سلسلے میں اختلاف ہے، بعض حضرات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اجمالیہ ازلیہ کو اصطلاح شریعت میں قِضَاء کہتے ہیں اور جب اس اجمال کی تفصیل پوری ہوتی ہے اسی کا نام تقدیر رکھا جاتا ہے،

بعض حضرات نے فرمایا کہ قضاء و قدر ایک ہی چیز ہے، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے فرمایا کہ احکام اجمالیہ ازلیہ کو تو اصطلاح شریعت میں تقدیر کہتے ہیں اور اس کی تفصیلات کو قضاء کہتے ہیں۔ (اشرف المسکوٰۃ ص: ۲۹۶ ج: ۱)

تسامح اور خطاء میں فرق

واضح ہو کہ کسی چیز میں غیر ارادی طور پر غلطی ہو جانے کا نام تسامح ہے، یعنی عدم احتیاط اور لاپرواہی کا پس عدم احتیاط کبھی خطاء ہوتی ہے اور کبھی خلاف اولیٰ، لہذا ان دونوں کے مابین عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے، تسامح اعم مطلق ہے اور خطاء اخص مطلق ہے۔ (مآرب الطہ ص: ۶۲۲ بحوالہ حاشیہ قطبی)

تمیز اور حال میں فرق

ان دونوں کے درمیان چند وجوہ سے فرق بیان کیا جاتا ہے (۱) تمیز اپنے تمیز کی ذات کو بیان کرتی ہے، بخلاف حال کے کہ وہ اپنے ذوالحال کی ہیئت اور صفت کو بیان کرتا ہے، جیسے: ”جاء نی زید را کبا“ میں را کبا ”زید“ ذوالحال کی ہیئت اور حالت کو بیان کرتا ہے۔ (۲) حال میں ”نی“ مقدر ہوتا ہے جیسے جاء نی زید را کبا کے معنی ہے جاء نی زید فی زمان رکوبہ، کیونکہ حال کے اندر معنی ظرفیت موجود ہے، بخلاف تمیز کے کہ اس کے اندر من مقدر ہوتا ہے مثلاً عندی احد عشر درہما، ای من درہم۔ (۳) حال اکثر اسم مشتق سے بنتا ہے اور تمیز عموماً اسم جامد ہوتا ہے مثلاً ”ما فی السماء قدر راحة سحاباً“ یہاں سحاباً تمیز ہے، اسم جامد ہے اور ضربت زید اشد و دأ کے اندر اشد و دأ حال اسم مشتق ہے۔

”قائدہ“ حال عموماً مشتق ہوتا ہے گاہ بگاہ غیر مشتق سے بھی حال واقع ہوتا ہے جیسے ”جاء نی زید تمیماً“ البتہ اتنا ضروری ہے کہ وہ مشتق کے معنی میں ہو۔ (مآرب

الفرق بین التقریظ والتابین

ان التقریظ مدح الرجل فی حیاته والتابین مدح المیت وعد حسناته وهو المرثیة، والان يستعمل التقریظ فیما یکتب فی مدح الکتاب وکاتبه حیاً کان او میتاً. (المنطوق ص: ۵۳)

”تقریظ کہتے ہیں کسی آدمی کی اس کی حیات میں تعریف کرنا اور تابین کہتے ہیں میت کی تعریف کرنا اور اس کی حسنات شمار کرنا جس کو مرثیہ بھی کہتے ہیں لیکن اب تقریظ کا استعمال جو کسی کتاب کی تعریف میں لکھا جاتا ہے اس پر ہوتا ہے چاہے صاحب کتاب زندہ ہو یا مردہ۔“ (العبد محمد نور حسین قاسمی غفر اللہ له ولوالدیہ وللمن له حق علیہ).

تخوف اور خوف میں فرق

ان دونوں کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ خوف کے معنی ڈرنا اور تخوف یہ خوف سے مشتق ہے اس کا معنی ہے ڈرانا۔ جیسے تحذیر کے معنی ڈرانا ہے حاصل یہ نکلا کہ اول لازم ہے اور ثانی متعدی ہے یعنی دوسروں کو ڈرانا۔ (مآرب الظہ ص: ۱۰۲ معارف القرآن ص: ۳۳۹ ج ۵، از مفتی محمد شفیع صاحب)

تطویل اور حشو میں فرق

ان دونوں کے درمیان لغتاً و اصطلاحاً فرق یہ ہے کہ حشو وہ لفظ ہے جو اصل مراد سے زائد ہو، غام ہے کہ وہ زائد بافائدہ ہو یا بے فائدہ۔ بخلاف تطویل کے کہ وہ لفظ ہے جو مراد سے بلا فائدہ زائد ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ حشو غام ہے اور تطویل خاص ہے کیونکہ تطویل میں بلا فائدہ ہونے کی قید ہے اور حشو میں یہ قید نہیں ہے لہذا جو

کلام بے فائدہ زائد ہوگا اس میں حشو اور تطویل دونوں صادق آئیں گے اور جو کلام با فائدہ زائد ہو اس پر صرف حشو صادق آئے گا نہ کہ تطویل۔ (مآرب الطلبہ ص: ۱۹۸، نیل الا مانی، و تکمیل الامانی وغیرہ)

تیس، غنم، شاة، ضان، عنزة، كبش

معز اور نعجة میں فرق

ان تمام الفاظ کا استعمال بکریوں کیلئے ہوتا ہے اور شاة اور غنم کا اطلاق بھیڑ اور بکری ہر دو پر عموماً ہوتا ہے یعنی کوئی لفظ کسی کیلئے مخصوص نہیں ہے اور معز کا اطلاق صرف بکری پر اور ضان کا اطلاق خصوصاً بھیڑ پر ہوتا ہے اور معز میں سے مذکر کو تیس اور مؤنث کو عنزة کہتے ہیں اور ضان میں سے مذکر کو كبش اور مؤنث کو نعجة کہتے ہیں۔ (فرائد المنثورہ در تحقیقات کلمات مستورہ، ص: ۴۱ و المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۶۱)

تکبر، تفاخر اور زینت و جمال میں فرق

ان الفاظ میں فرق یہ ہے کہ جمال و زینت تو اپنے دل کو خوش کرنے کیلئے یا اظہارِ نعمت کیلئے ہوتا ہے اور دل میں اپنے کو نہ اس نعمت کا مستحق سمجھتا ہے اور نہ دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے بلکہ منہم حقیقی کی طرف اس کا مندوب ہو تا اس کے پیش نظر رہتا ہے، اور جس میں دعوائے استحقاق اور دوسروں کی تحقیر اور اپنی نظریا دوسروں کی نظر میں علو شان کا قصد ہو تو وہ تکبر اور تفاخر ہے اور یہ حرام ہے۔ (تسخیص بیان القرآن ص: ۳۲۳، از سورۃ نحل)

تغزید اور غناء میں فرق

تغزید کے معنی بھی غناء کی طرح گمانے کے ہیں لیکن دونوں میں اس قدر فرق ہے کہ ”تغزید“ پوری آواز سے گانے اور خوشی سے جھومنے کو کہتے ہیں، اور ”غناء“ کے معنی بھی گانا ہے مگر ”غناء“ عام ہے خواہ اس میں کم آواز سے گائے یا زیادہ آواز سے گائے۔ (ازکاپی مقامات ص: ۳۱۴ قسط ۹)

تنوین اور نون خفیفہ میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ تنوین اور نون خفیفہ میں چار اعتبار سے فرق ہے (۱) نون خفیفہ حرکت کا تابع نہیں ہے مگر بعض وقت تنوین ہر حرکت کا تابع ہوتا ہے۔ (۲) تنوین کے اکثر افراد اسم میں پائے جاتے ہیں البتہ تنوین ترنم فعل میں بھی آتی ہے مگر بہت کم اور نون خفیفہ ہمیشہ فعل ہی میں ہوتا ہے۔ (۳) تنوین کو حالت وقف میں الف سے بدل دیا جاتا ہے جبکہ نون خفیفہ کو حالت وقف میں بدلا نہیں جاتا۔ (۴) تنوین کے بعد ایک الف لکھا جاتا ہے حالت نصب میں، لیکن پڑھنے میں نہیں آتا مگر نون خفیفہ فعل میں آنے کے بعد اس کیلئے حالت نصب ہی کہاں کہ الف لکھا جائے۔ (آرب الطلبہ ص: ۸۷)

الفرق بین الترس و الجحفۃ

ان الترس جنة من الفولاذ مستديرة تحمل في اليد عند الحرب
للقاية من السيف وغيره والجحفۃ الترس من جلود بلا خشب ولا
عقب. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۵۲)

”ترس ڈھال ہے فولاد کی بنا ہوئی گول، جنگ میں تلوار سے حفاظت کیلئے ہاتھ میں اٹھائی جاتی ہے، اور جحفۃ کھالوں کی بنی ہوئی ڈھال کا نام ہے، بغیر لکڑی اور پچھلے

ہے کے۔“

تأسف اور تلہف میں فرق

”تلہف“ کہتے ہیں کسی فوت شدہ امر پر غم کا اظہار کرنا اور ”تأسف“ کہتے ہیں مطلق غم و پریشانی کو اور یہ بات صحیح ہے کہ تأسف فوت شدہ امور پر غم کے اظہار کو کہا جاتا ہے اور تلہف آئندہ فوت ہونے والے امور غم کے اظہار کرنے کو کہا جاتا ہے۔
(توضیح المعانی ص: ۳۰، مقدمہ شرح جامی، فروق اللغات ص: ۷۶)

تقویٰ اور خشیت میں فرق

ان دونوں کے لغوی معنی یہ ہیں کہ ڈرنا اور خوف کرنا۔ باقی دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ خشیت گذشتہ زمانے سے متعلق ہے اور تقویٰ کا تعلق آنے والے زمانہ یا باقی عمر کے ساتھ ہے۔ (آداب الطلبة ص: ۲۹۷، ۲۹۸، مصنف مولانا شبیر احمد صاحب ارکانی)

تفصیل اور شرح میں فرق

ان الشرح بیان المشروح و اخراجه من وجه الاشكال الى التجلی والظهور ولهذا لا يستعمل الشرح في القرآن والتفصیل هو ذکر ما تضمنته الجملة علی سبیل الافراد ولهذا قال تعالیٰ ﴿ثُمَّ فَصَّلْتُ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ﴾ ولم يقل شرحاً و فرّق آخران التفصیل هو وصف آحاد الجنس و ذکرها معاً وربما احتاج التفصیل الى الشرح و البیان، و الشی لا یحتاج الى نفسه. (الفروق فی اللغة ص: ۴۹)

”شرح کہتے ہیں جس چیز کی شرح کی جا رہی ہے اس کو اس طور پر بیان کرنا کہ مشروح کو اشکال سے نکال دے، ظاہر اور واضح کر دے، اسی وجہ سے شرح قرآن کیلئے

استعمال نہیں ہوتا اور تفصیل کہتے ہیں اس ذکر کو جس میں جملہ شامل ہو علی سبیل الافراد، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثم فصلت من لدن حکیم خبیر ”یعنی پھر تفصیل کی گئی حکیم خبیر کی طرف سے“ اور اللہ تعالیٰ نے شرحت نہیں کہا، اور دوسرا فرق یہ ہے کہ تفصیل کہتے ہیں جنس کے افراد کے وصف کو بیان کرنا اور ان کو ایک ساتھ ذکر کرنا اور کبھی تفصیل شرح کی محتاج ہوتی ہے اور بیان کا، اور کوئی چیز اپنے نفس کی طرف محتاج نہیں ہوتا۔“

تکمیل اور تنہیم میں فرق

ابن ابی الاصغ نے ان دونوں میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ تنہیم کا ورود ناقص معنوں پر اسلئے ہوتا ہے کہ معنی تام ہو جائیں اور اس کے آنے سے وہ مکمل ہو جاتے ہیں اور تکمیل کا ورود ایسے معنی پر ہوا کرتا ہے جس کے اوصاف تام ہوں۔

(الاتقان فی علوم القرآن مترجم ص: ۲۲۸ ج ۲)

تعریض اور کنایہ کا فرق

تعریض اور کنایہ کا فرق لوگوں نے مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے جو سب ایک دوسرے کے قریب ہی ہیں (۱) علامہ زخشریؒ نے کہا ہے کہ ایک شئی کو اس کے لفظ موضوع لہ کے سوا دوسرے لفظ کے ساتھ ذکر کرنا کنایہ ہے اور تعریض اس بات کا نام ہے کہ ایک شئی کا ذکر اس غرض سے کیا جائے کہ اس سے کسی غیر مذکور شئی پر دلالت قائم ہو سکے اور اس کے علاوہ علامہ ابن الاثیرؒ نے اور علامہ سیکی اور علامہ سکاکیؒ اور علامہ طیبیؒ وغیرہ بھی اس کا فرق بیان فرمایا۔ (الاتقان فی علوم القرآن ص: ۱۵۴ ج ۲)

توریہ اور کنایہ میں فرق

لفظ کنایہ باب ضرب کا مصدر ہے جس کے معنی صریح لفظ بول کر اس کے

غیر ایک ایسے معنی کا ارادہ کرنا جو اس لفظ صریح کے معنی کے ساتھ کسی نہ کسی درجہ میں مناسبت رکھتا ہو جیسے قولہ تعالیٰ: ﴿وَالْمُسْتَمَّ النَّسَاءُ﴾ اس آیت کا مطلب احناف کے مسلک کے مطابق عورت کے ساتھ جماع کرنا ہے جس کو ”مَسَّ“ کہہ کر کنایہ کیا گیا ہے ظاہر ہے کہ مس اور جماع میں مناسبت حاصل ہے۔ اور تو یہ (جس کا دوسرا نام ابہام و توجیہ و تخییر ہے) ایسے لفظ کو کہتے ہیں کہ متکلم کسی شئی مقین کو کسی ایسے لفظ سے تعبیر کرے جس کے دو معنی ہوں خواہ دونوں حقیقی ہوں یا ایک حقیقی اور ایک مجازی، لیکن ایک معنی قریبی ہو جس پر اس لفظ کی صریح دلالت ہو اور ایک معنی بعیدی ہو جس کی دلالت صریح نہ ہو، متکلم قریبی معنی کو چھپا کر معنی بعید کا ارادہ کرے جس میں مخاطب کا ذہن صریح معنی کی طرف سبقت کرتا ہو۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۲۰۲)

تضمین اور صنعت تضمین میں فرق

بعض حضرات تضمین اور صنعت تضمین کو ایک قرار دیتے ہیں، لیکن دونوں میں کچھ فرق ہے کہ تضمین کا مطلب یہ ہے کہ عامل مذکور کے معمول پر عامل محذوف کے معمول کو عطف کرنا۔ کلام عرب میں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

اور صنعت تضمین کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی جگہ کسی معمول (صلہ، حرف جار) کا تعلق مذکور عامل سے نہ ہو سکے تو وہاں عامل مذکور اور معمول (حرف جار) کے درمیان ایک ایسا شبہ فعل محذوف مانا جائے جس سے اس کا تعلق ہو سکے، اور بعد میں یہ عامل محذوف ترکیب میں حال واقع ہوگا عامل مذکور سے، جیسے لیدل علی المعالی المعتوره علیہ، میں ”علیہ“ کا تعلق ”المعتوره“ سے نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کے صلہ میں ”علی“ نہیں آتا، اس لئے یہاں مناسب مصدر سے شبہ فعل محذوف مان کر ”علیہ“ کا تعلق اس سے قرار دیا جائے گا، پھر وہ ترکیب میں حال ہوگا، اس کی تقدیری عبارت یوں ہوگی: لیدل علی المعانی المعتوره الوارده علیہ۔ (کشافی شرح جامی، و

وعلوم درسیہ ص: ۱۳۵، ۶

تلفیٰ اور لقاء میں فرق

ان دونوں کے معنی قریب قریب ہیں، پھر دونوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ لقاء کہتے ہیں ایک دوسرے ملاقات کرنے کو اور تلفیٰ کے معنی ہیں شوق و رغبت کے ساتھ کسی کا استقبال کرنا اور اس کو قبول کرنا۔ (آرب الطلبہ ص: ۲۳۶۔ بحوالہ روح المعانی، مولفہ مولانا شبیر احمد صاحب)

ترجیٰ اور تمنیٰ کے درمیان فرق

دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ (۱) ترجیٰ محض ان چیزوں میں ہوتی ہے جن کا ہونا ممکن ہو اور حاصل ہونے کی امید ہو بخلاف تمنیٰ کے کہ وہ عام ہے ممکنات و غیر ممکنات میں۔ (۲) تمنیٰ صرف امر محبوب میں مستعمل ہوتی ہے اور ترجیٰ امر محبوب و امر مکروہ دونوں میں عموماً استعمال ہوتی ہے۔ (دیکھئے فرائد منشورہ در تحقیقات کلمات مستورہ ص: ۳۸)

تمام اور کمال میں فرق

یہ دونوں لفظ معنی میں متفاوت ہیں اور قولہ تعالیٰ: ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي الْخَيْرِ﴾ میں دونوں ساتھ جمع ہو گئے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اتمام کے معنی ہیں اصل کی کمی اور نقصان زائل کر دینا اور اکمال کے معنی یہ ہیں کہ اصل کے پورا ہو جانے کے بعد جو بھی کمی اور نقصان اصل کے عوارض میں رہ جاتا ہے اس کو بھی نکال دینا جیسے: ﴿تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ اور ایک قول میں دونوں کا فرق اس طرح ہے کہ ”تَمَّ“ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جوشی تمام ہوئی ہے اس میں پہلے کوئی نقص موجود تھا مگر ”كَمَّلَ“ سے اس بات کا شعور نہیں ہوتا۔ اور العسکریؒ کا

قول ہے کہ کمال موصوف بہ (جس کا وصف کمال کے ساتھ کیا جائے) کے ابعاض کے اکٹھا ہو جانے کا نام ہے اور تمام اس چیز کا نام ہے جس کے ذریعہ سے موصوف پورا ہوتا ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن ص: ۶۴۹ ج ۱)

تارک الدنیا اور متروک الدنیا میں فرق

تارک الدنیا یعنی دنیا سے بے رغبتی، اللہ کے بندے جو دنیا کی طرف راغب نہیں ہیں ان کی تین قسمیں ہیں (۱) وہ لوگ جو دنیوی نعمتیں رکھیں اور انہیں ذریعہ آخرت بنائیں۔ (۲) دنیوی نعمتیں ملیں مگر دنیا داروں کی اصلاح کے لئے ٹھکرا دیں یا کسی اور مصلحت سے اپنے پاس جمع نہ ہونے دیں۔ (۳) منجانب اللہ دنیوی نعمتیں ملیں ہی نہیں۔ پہلی قسم کی مثال جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کہ ظاہر پوری دنیا پر حکومت تھی مگر دل میں دنیا کی محبت نہیں تھی اور دوسری قسم کی مثال جیسے حضرت ایوب علیہ السلام جن پر دنیوی نعمتیں اوپر سے سونے کی ٹڈیوں کی طرح گرتی ہیں مگر وہ قبول نہیں کرتے اور جیسے حضرت ابراہیم ادنیٰ جنہوں نے پوری حکومت کو اللہ کی رضا کیلئے چھوڑ دیا۔ ایسے کو ”تارک الدنیا“ اور زاہد کہا جاتا ہے۔ تیسری قسم کے زاہدین وہ ہوتے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ اگر انہیں دنیا کی نعمتیں دے دیں تو وہ ان کے دین کا نقصان کریں گی اس لئے اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کی نعمتیں دیتے ہی نہیں، ان کی حفاظت ایسے کرتے ہیں جیسے بچے کی حفاظت مضر چیزوں سے کی جاتی ہے۔ اس قسم کو ”متروک الدنیا“ کہتے ہیں۔ یہ حضرات ان حالات میں بھی پریشان نہیں ہوتے بلکہ اپنے لئے نافع ہونے کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سمجھ کر خوش رہتے ہیں، چونکہ ان میں دنیا کی ہوس نہیں ہوتی اس معنی سے یہ بھی تارک الدنیا ہیں۔ اس اعتبار سے تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور علماء دین جو ورثۃ الانبیاء ہیں، اللہ کے فضل و کرم سے ان میں سے کوئی بھی ”متروک الدنیا“ نہیں ہوتا سب ہی ”تارک الدنیا“ ہوتے ہیں یعنی اپنے اختیار سے دنیوی نعمتوں کو اپنے پاس نہیں آنے دیتے۔ (مزید دیکھئے علماء کا مقام، ارشاد الرشید ص ۴۲، ۴۳،

تحول اور زوال میں فرق

زوال کہتے ہیں کسی شے کے باقی نہ رہنے کو بغیر کسی بدل کے جیسے کسی کا مال گم ہو جائے مگر اس کے ساتھ کوئی دوسری بلا و مصیبت نہ آئے تو اس کو نعمت مال کا زوال کہیں گے۔ اور تحول کہتے ہیں کہ نعمت بھی زائل ہو جائے اور ساتھ میں کوئی بلا و مصیبت بھی لگ جائے اور حدیث پاک میں دونوں لفظ آیا ہے جیسے: ﴿اللهم انی اعوذُ بک من زوالِ نعمتک و تحوّلِ عافیتک الخ﴾۔ (مواعظ در محبت ص: ۱۳)

الفرق بین التضادّ والتناقض

ان التناقض یکون فی الاقوال والتضاد یکون فی الافعال یقال الفعلان متضادان ولا یقال متناقضان فاذا جعل الفعل مع القول استعمل فیہ التضاد فقیل فعل زید تضاد قوله وقد یوجد النقیضان من القول ولا یوجد الضدان من الفعل الا ترى ان الرجل اذا قال بلسانہ: زید فی الدار فی حال قوله فی الضد انه لیس فی الدار فقد اوجد نقیضین معاً، و كذلك لو قال احد القولین بلسانہ و کتب الآخر بیدہ او احدهما بيمينه والآخر بشماله ولا یصح ذالک فی الضدین و حد الضدین هو ما تنافی فی الوجود، و حد النقیضین القولان المتنافیان ضدین عندابی علی کالموت والإرادة وقال ابوبکر: هما ضدان. ومما یرى مع هذا وان لم یکن قولاً التنافی والتضاد. والفرق بینہما ان التنافی لا یكون الا شئیین یجوز علیہما البقاء، والتضاد یكون بین ما یرقی وما لا یرقی. (الفروق فی

”تناقض“ اقوال میں ہوتا ہے اور ”تضاد“ افعال میں ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: ”الفعلاں متضادان“ اور ”متناقضان“ نہیں کہا جاتا ہے، اور جب فعل کو قول کے ساتھ کہا جاتا ہے، تو وہاں ”تضاد“ استعمال ہوتا ہے، چنانچہ کہا گیا ہے ”فعل زید یضاد قوله“ (زید کا فعل اس کے قول کی ضد ہے) اور کبھی قول کے دو نقیض پائے جاتے ہیں لیکن فعل کے دو ضد نہیں پائے جاتے، کیا آپ نہیں دیکھتے، کہ اگر کسی شخص نے اپنی زبان سے یہ کہا (زید فی الدار) درانحالیکہ اس کی ضد میں یہ قول بھی ہو (لنہ لیس فی الدار) تو دونوں نقیض ایک ساتھ پائے گئے، اسی طرح اگر قول زبان سے کہا اور دوسرا ہاتھ سے لکھا، اسی طرح ایک دائیں ہاتھ سے دوسرا بائیں لکھا تب بھی کہا جائے گا کہ دونوں نقیض ساتھ پائے گئے۔ اور یہی سب ”ضدین“ میں صحیح نہیں کہلائے گا۔“

الفرق بین التخلّص والنجاة

ان التخلّص یكون من تعقید وان لم یکن اذی. والنجاة لا تكون الا من اذی ولا یقال لمن لا خوف علیہ نجا؛ لانه لا یكون ناجیاً الا مما یخاف. (الفروق فی اللغة ص: ۲۰۵)

”تخلص“ (چھٹکارہ) کسی بندھن سے ہوتا ہے اگرچہ کوئی تکلیف نہ ہو، اور نجات جو ہے وہ تکلیف سے ہی ہوتی ہے، اور وہ شخص جیسے کوئی خوف لاحق نہ ہو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ نجات پا گیا کیونکہ نجات ہمیشہ خوف سے ہی ہوتی ہے۔“

تشارک اور مشارکت میں فرق

واضح ہو کہ باب تفاعل کے تشارک اور باب مفاعله کے مشارکت میں چار وجوہ سے فرق ہے:

(۱) باب مفاعله میں مشارکین (دونوں شریک) میں سے ایک لفظی اعتبار سے

فاعل ہوگا دوسرا لفظی اعتبار سے مفعول ہوگا، لیکن باب تفاعل میں دونوں لفظی اعتبار سے فاعل ہونگے جیسے ضارب زید عمروا، نضارب زیدو عمروا لیکن معنی کے اعتبار سے ایک فاعل اور دوسرا مفعول ہونگے۔

(۲) باب مفاعله میں دو طرفوں اور دو جانبوں سے زیادہ نہیں ہوتے، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ہر طرف میں متعدد ہو یا ایک طرف میں متعدد ہو دوسرے میں متعدد نہ ہو، لیکن مد مقابل دو ہی ہونگے جیسے قاتلناہم میں ایک طرف ضمیر ”نا“ فاعل ہے دوسری طرف مد مقابل ”ہم“ ضمیر مفعول ہے، جانب دو ہیں اگرچہ ہر جانب متعدد ہیں اسی طرح قاتلتہم میں ضمیر ”ت“ واحد متکلم ایک جانب ہے جو کہ مفرد ہے دوسری جانب ضمیر ”ہم“ ہے جو کہ متعدد ہے، لیکن جانب دو ہی ہیں اسی طرح اس کا عکس بھی ہو سکتا ہے، بخلاف باب تفاعل کے اس میں اطراف اور جوانب زیادہ ہو سکتے ہیں جیسے عشرة رجال تقاتلوا، بمعنی دس آدمیوں نے باہم قتال کیا، اس میں قتال کرنے والے دس ہیں ہر ایک ایک طرف اور ایک جانب ہے، تو گویا دس اطراف اور دس جوانب ہیں، اور باعتبار معنی ہر ایک فاعل بھی ہے، و مفعول بھی۔

(۳) باب مفاعله کا وہ مفعول جو فاعل کے مشارک ہے باب تفاعل میں فاعل ہو جاتا ہے اگر اس میں اشتراک اور فاعل ہونے کی صلاحیت ہو جیسے ضارب زید عمروا میں عمروا مفعول ہے جو کہ فاعل زید کے مشارک ہے، باب تفاعل میں فاعل ہو جائے گا جیسے نضارب زید عمروا، لیکن اگر اس میں اشتراک اور فاعل ہونے کی صلاحیت نہ ہو تو وہ باب تفاعل میں بھی مفعول ہی رہے گا جیسے جاذبت الثوب اور جاذبنا الثوب میں ”الثوب“ کے اندر اشتراک اور فاعل کی صلاحیت نہ ہونے کی وجہ سے باب تفاعل میں بھی مفعول ہی رہا۔

(۴) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ باب تفاعل کے ہر دو مشارک باعتبار لفظ فاعل ہوتے ہیں اور باعتبار معنی بھی فاعل ہوتے ہیں لیکن ایسا کم ہوتا ہے: ترافعا شینا بمعنی ان دونوں نے ملکر کسی چیز کو اٹھایا، اس مثال میں دونوں شی (یعنی ترافعا میں ضمیر ”ہما“)

باعتبار لفظ فاعل ہے اور باعتبار معنی بھی فاعل، وقوع فعل میں شریک نہیں ہیں۔ (شرح فصول اکبری)

نوٹ

جن الفاظ کے فروق گذر چکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

- (۱) تسمیہ اور بسملہ کا فرق (۲) توبہ اور استغفار کا فرق (۲) تالیف، تصنیف اور إنشاء کا فرق (۳) تفریط اور افراط کا فرق (۴) تمنا، امید اور ارادہ کا فرق (۵) توبہ اور انابت کا فرق (۶) تقلید اور اتباع کا فرق (۷) تشکیک اور ابہام کا فرق (۸) تبذیر، اسراف کا فرق (۹) تطویل اور اطناب کا فرق (۱۰) تمنا اور ارادہ کا فرق (۱۱) تلخیص، اختصار اور ایجاز کے مابین فرق (۱۲) تملیک اور اباحت کے مابین فرق (۱۳) تحریف اور انحراف کے درمیان فرق (۱۴) تشبیہ اور استعارہ کے درمیان فرق (۱۵) تکرار اور اعادہ کے مابین فرق (۱۶) توجس، تفرس اور الہام کے درمیان فرق (۱۷) تیمم اور ارادہ کے مابین فرق (۱۸) تفریق اور اختلاف کے مابین فرق (۱۹) تعلیل، ابدال اور قلب کے مابین فرق (۲۰) تسمیہ اور بسملہ کے درمیان فرق (۲۱) تیماں اور بیان کے مابین فرق۔ (۲۲) تقلید اور بیعت کے درمیان فرق وغیرہ۔



ثمر اور فا کہہ میں فرق

جاننا چاہئے کہ ان دونوں الفاظ کے مابین فرق اس قدر بیان کیا جاتا ہے کہ لفظ ثمر دو معنی کیلئے استعمال کیا جاتا ہے (۱) مطلق مال و زر کو ثمر کہتے ہیں جیسے قرآن میں ہے ﴿وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ﴾ (۲) درخت کے پھل کو ثمر کہا جاتا ہے۔ اور فا کہہ ہر ایسے میوہ اور پھل کو کہتے ہیں جو عادتاً غذا کے بعد تفریحاً کھایا جاتا ہے، جیسا کہ عرب و دیگر شہروں میں دستور ہے۔ (مأرب الطلحہ ص: ۲۴۴)

ثمن اور قیمت میں فرق

ان دونوں میں اس اعتبار سے فرق ہے کہ ثمن اس کو کہتے ہیں کہ کسی شئی کا جو دام مشتری اور بائع کے درمیان طے ہو جائے، خواہ وہ بازاری دام سے کم ہو یا زیادہ یا برابر، اور بازاری دام کو قیمت کہا جاتا ہے۔

الشاغیۃ اور الراغیۃ میں فرق

إن الشاغية الشاة أو النعجة. والراغیۃ ناقة أو بعیر. قال الدمیری رحمہ اللہ تعالیٰ فی حیاة الحیوان: الشاغیۃ النعجة قالوا مالہ ثاغیۃ ولا راغیۃ ای لانعجة ولاناقة ای مالہ شئی ومثلہ مالہ دقیقة ولا جلیلة. والدقیقة الشاة والجلیلة الناقة..... الخ. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۹/۴۰)

”شاغیۃ“ بکری یا بھیڑ کو کہتے ہیں۔ اور ”راغیۃ“ اونٹنی یا اونٹ کو، علامہ دمیری نے اپنی کتاب ”حیاة الحیوان“ میں فرمایا: ثاغیۃ بھیڑ ہے، کہتے ہیں ”مالہ ثاغیۃ ولا راغیۃ“ یعنی نہ اس کے پاس بھیڑ ہے اور نہ اونٹنی ہے، یعنی اس کے پاس کچھ بھی نہیں

ہے اور جیسا کہا جاتا ہے۔ ”مالہ دقیقۃ ولا جلیلۃ“۔ دقیقہ بکری اور جلیلہ اونٹنی ہے۔“

الشمین اور المٹمن میں فرق

قال العلامة الحریری فی ذرۃ الغواص: ”الشمین یقال لِمَا کَثُرَ ثَمْنُهُ کَمَا یُقَالُ رَجُلٌ لَحِیمٌ اِذَا کَثُرَ لَحْمُهُ، وَکَبَشٌ شَحِیمٌ اِذَا کَثُرَ شَحْمُهُ“
والمٹمن هو الذی صار له ثمنٌ وَاِنْ قَلَّ کَمَا یُقَالُ غُصْنٌ مُورِقٌ اِذَا بَدَأَ فِیهِ الْوَرَقُ وَاِنْ قَلَّ، وَشَجَرٌ مِثْمَرٌ اِذَا خَرَجَ الثَّمَرَةُ. (الفروق فی اللغة ص: ۹۶)
”علامہ حریریؒ نے ”ذرة الغواص“ میں فرمایا: الشمین کہتے ہیں اس شے کو جس کی قیمت زیادہ ہو، جیسا کہ کہا جاتا ہے ”رجل لحیم“ جب اس کا گوشت زیادہ ہو جائے اور ”کبش شحیم“ جب مینڈھے کی چربی زیادہ ہو جائے، اور مٹمن کہتے ہیں قیمت والے کو اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو، جیسا کہ کہا جاتا ہے ”غصن مورق“ جب شاخ میں پتے آنے شروع ہو جائیں اگرچہ کم ہوں اور ”شجر مثمر“ جب پھل نکلنے لگے۔“

ثواب اور عوض میں فرق

انّ العوضَ یكونُ علی فعلِ العوضِ. والثوابُ لا یكونُ علی فعلِ المِثیبِ واصلہ المرجوع وهو ما یرجع الیہ المعامل، والثوابُ مِنَ اللّٰهِ تعالیٰ نِعِیمٌ یقعُ علی وجہ الاجلالِ ولس کذلک المعوض لآلہُ یستحقُّ بِالْاَلَمِ فَقَطْ وَهُوَ مِثَامَنَةٌ مِنْ غَیْرِ تَعْظِیمٍ، فَالْثَوَابُ یقعُ عَلٰی جِهَةِ الْمِکَافَاةِ عَلٰی الْحَقُوْقِ وَالْعَوْضُ یقعُ عَلٰی جِهَةِ الْمِثَامَنَةِ فِی الْبُیُوعِ. (الفروق فی اللغة ص: ۲۳۲)

”عوض“ کسی فعل کے بدلہ میں ہوتا ہے، اور ثواب فعل مٹیّب (جس کام پر ثواب ہو) سے پہلے نہیں ہوتا اور اس کی اصل مرجوع (جس کی طرف رجوع کیا

جائے) اور وہ ہے جس کی طرف عامل رجوع کرے، اور ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، ہاں! ثواب علی وجہ الاجلال (بزرگی کے اعتبار سے) ہوتا ہے لیکن معوض میں ایسا نہیں ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ تکلیف کی ساتھ مستحق ہوتا ہے صرف اور وہ قیمت ہوتا ہے بغیر تعظیم کے، پس ثواب واقع ہوتا ہے بدلہ جزاء کے اعتبار سے حقوق پر اور عوض قیمت معاوضہ کے اعتبار سے ہوتا ہے خرید و فروخت میں۔“

ثُلَّةٌ اور نَفَرٌ میں فرق

ان دونوں کے معنی جماعت کے ہیں، پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ لفظ ”ثُلَّةٌ“ بضمِ الثاء بڑی جماعت کو کہتے ہیں اور لفظ ”نَفَرٌ“ کے معنی بھی جماعت کے ہیں، مگر لفظ نفر تین سے لیکر دس افراد تک کی جماعت کیلئے بولا جاتا ہے اور یہ دونوں لفظ قرآن میں آئے ہیں، جیسے: ثُلَّةٌ مِنَ الْاَوَّلِينَ وَ قَلِيلٌ مِنَ الْاٰخِرِينَ الْخ (الواقعة). قُلْ اَوْحٰى اِلٰى اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجَنِّ الْخ. (الجن). (مَا رَبُّ الْمَطْلَبِ ص: ۲۳۳)

ثُمٌّ، حَتَّى اور فاء میں فرق

یہ تینوں حروف عطف میں سے ہیں اور یہ تینوں تفصیل مسند الیہ میں مشترک ہیں مثلاً: جَاءَ نَسِیْ زَیْدٌ وَعَمْرُوٌّ اَوْ جَاءَ نِی الْقَوْمِ حَتّٰی خَالِدٌ، مگر ان میں فرق یہ ہے کہ کلمہ فاء معنی تعقیب پر بلا تراخی دلالت کرتا ہے اور ثُم تعقیب پر بالترانی دلالت کرتا ہے، پس جَاءَ نَسِیْ زَیْدٌ فَعَمْرُوٌّ میں معنی یہ ہوئے کہ میرے پاس زید آیا پھر عمرو، اس سے دونوں کا آنا بلا مہلت معلوم ہوا، اور جَاءَ نَسِیْ زَیْدٌ ثُمَّ عَمْرُوٌّ کے معنی یہ ہوئے کہ میرے پاس زید آیا پھر تھوڑی دیر بعد عمرو آیا۔ پس دونوں کا ایک دوسرے سے مہلت کے ساتھ آنا معلوم ہوا، اس کے علاوہ فاء اور ثُم ترتیب خارجی پر دلالت کرتے ہیں اور حتی ترتیب ذاتی پر دلالت کرتا ہے، تو خلاصہ یہ نکلا کہ حتی اور ثُم کے اندر تین اعتبار

سے فرق ہے (۱) ثَمَّ کی تراخی، حتیٰ کی تراخی سے کم ہے۔ (۲) حتیٰ میں ترتیب دینی ہوتی ہے اور ثَمَّ میں ترتیب خارجی ہوتی ہے۔ (۳) حتیٰ کا مدخول ماقبل کا مجزوء ہوتا ہے، بخلاف ثَمَّ کے کہ اس کا مدخول ماقبل کا مجزوء نہیں ہوتا، یاد رہے کہ کلام عرب میں حروف عطف دس ہیں جن کو کسی شاعر نے ایک شعر میں جمع کر دیا ہے ملاحظہ ہو۔

وہ حروف عطف مشہور اند یعنی واو، فا، ثَمَّ، حتیٰ، آو، ولما، ام، وبل، لکن، وولا

(تارب الطلبہ ص: ۹۷)

ثَمَّ اور ثَمَّت میں فرق

یہ بھی دونوں حروف عطف میں سے ہیں لیکن ان دونوں کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ”ثَمَّت“ یہ عطف الجملة علی الجملة کیلئے خاص ہے، جبکہ حرف ثَمَّ مفرد اور جملہ دونوں پر استعمال ہوتا ہے یعنی یہ دونوں کیلئے عام ہے۔ (دیکھئے: توضیح الدر اسہ شرح دیوان الحماسہ ص: ۲۶۳)

ثُعْبَان اور جَانِّ کے درمیان فرق

یہ دونوں الفاظ قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں مثلاً: تَهْتَفُزُ كَأَنَّهُمَا جَانٌّ. اور دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے: فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ. اور دونوں کے معنی سانپ کے ہیں لیکن ”جان“ چھوٹے سانپ کو کہتے ہیں اور ”ثُعْبَان“ بڑے سانپ (اڑدہا) کا اسم جنس ہے۔ مزید تفصیل کیلئے، (الاتقان ص: ۸۷ ج ۲)

نوٹ

ذیل میں ثاء کے وہ الفاظ لکھے جاتے ہیں جن کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں، اس لئے یہاں صرف ان الفاظ کا نام لکھا جا رہا ہے باقی فرق اس سے قبل اب، ت کی فہرست میں دیکھ لیا جائے۔ (۱) ثواب و اجر کا فرق، اجر اور ثواب میں ہے۔ (۲)

ثمن، عوض اور بدل کے درمیان فرق، بدل، ثمن اور عوض میں ہے۔

(الراقم محمد نور حسین القاسمی غفر اللہ لہ)

چغلی اور غیبت میں فرق

دونوں کا معنی کسی کی برائی کرنا ہے جو کہ گناہ ہے، لیکن دونوں کے درمیان فرق ہے ایک گناہ ہے ”غیبت“ اور ایک گناہ ہے ”چغلی“ یہ دونوں گناہ حرام ہیں، دونوں سے بچنا ضروری ہے۔ لیکن ان دونوں میں تھوڑا سا فرق ہے ”غیبت“ کہتے ہیں کہ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی اس طرح برائی کرنا کہ اگر اس کو معلوم ہو جائے تو وہ اس کو ناپسند کرے، مثلاً کسی شخص میں کوئی عیب ہے، اب ہم دوسرے کو جا کر بتا رہے ہیں کہ فلاں شخص میں یہ عیب ہے، اس کا نام غیبت ہے۔ لیکن اگر ہم کسی شخص کی برائی اسکے پیٹھ پیچھے اس نیت سے کریں کہ دونوں میں لڑائی ہو، بدگمانی ہو اور نا اتفاقی پیدا ہو، اس کو ”چغلی“ کہتے ہیں اور چغلی کا گناہ غیبت سے بڑھ کر ہے، اس لئے کہ غیبت میں تو صرف دوسروں کی برائی مقصود ہوتی ہے، لیکن چغلی میں تو برائی کے علاوہ یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان لڑائی ہو اور ان دونوں کے درمیان جو دوستی، محبت اور تعلق ہے وہ ختم ہو جائے۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے، چھ گناہ گار عورتیں، ص: ۳۰)

اس کے علاوہ چغلی اور غیبت کے متعلق حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ چغلی یہ غیبت کی ایک شاخ ہے وہ یہ ہے کہ کسی کی کوئی شکایت آمیز بات دوسرے کو پہنچائی جائے، غیبت تو مطلق کسی عیب کے نقل کرنے کو کہتے ہیں اور چغلی وہ غیبت ہے جس میں شکایت بھی ملی ہوئی ہو، اس کے سننے سے سننے والے کو ضرور غصہ آتا ہے اور وہ دس گنا بدلہ لینے کو تیار ہوتا ہے۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے، ”العلم والعلماء للثھانوی“

جمال اور حُسن میں فرق

حسن اور چیز ہے جو حضرت یوسفؑ کی صفت میں وارد ہے اور جمال اور چیز ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں اور حُسن سے جمال بڑھا ہوا ہے، حُسن کو دیکھ کر تو ایک گونہ تحیر ہوتا ہے اور جمال کو دیکھ کر کشش ہوتی ہے، اس سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اجل کہا جائے اور حضرت یوسفؑ کو احسن کہا جائے، تو نہ کسی نص کی مزاحمت ہے اور نہ کسی کی تنقیص ہوتی ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول و ضوابط ص ۲۲۳، بحوالہ انفاس عیسیٰ للتھانوی، والفروق فی اللغہ ص: ۲۵۷)

جلوس اور قعود میں فرق

ابن دونوں کے درمیان ایک فرق تو یہ ہے کہ جلوس کہتے ہیں نیچے سے اوپر کی طرف منتقل ہونے کو اور قعود کہتے ہیں اوپر سے نیچے کی طرف منتقل ہونے کو اور دوسرا فرق یہ ہے کہ قعود وہ ہے کہ جس میں ٹھہرنا ہو بخلاف جلوس کے کہ اس میں ٹھہرنا ضروری نہیں ہے۔ (تفہیمات ص: ۹۱ ج ۱، اضافات ص: ۵۷۷ ج ۲، الا تقان فی علوم القرآن ص: ۶۳۸ ج ۱، فرائد منشورہ ص: ۳۸، ۳۹، فروق اللغات ص: ۹۸)

جبین اور جہتہ میں فرق

الجهة مسجد الرجل الذي يصيبه نذب السجود والجبنان
يكتنف انهما من كل جانب جبين. (فروق اللغات ص: ۱۰۳)
”جہہ“ آدمی کے سجدے کی جگہ جہاں سجدہ کے نشانات پڑتے ہو اور جبینان
دونوں جبین جو گھیرتا ہو دونوں میں سے (ہر ایک جانب جبین ہو)۔“

جرم اور جنایت میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ جرم وہ گناہ ہے جو اپنے نفس سے تعلق رکھے اور جنایت وہ گناہ ہے جس سے دوسرے کو نقصان پہنچے۔ (دیکھئے اضافات شرح مقامات اردو ص ۸۱ مؤلف مولانا افتخار علی دیوبندی، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان)

جزم اور ساکن میں فرق

ان دونوں کے درمیان چار فرق ہیں (۱) جزم کلمہ کے آخر میں ہوتا ہے بخلاف ساکن کے کہ وہ بیچ کلمہ میں بھی ہوتا ہے۔ (۲) جزم کیلئے عامل جازم شرط ہے بخلاف ساکن کے اس کیلئے کوئی عامل شرط نہیں ہے۔ (۳) یہ کہ جزم فعل میں ہوتا ہے بخلاف ساکن کے وہ اسم، فعل اور حرف تینوں میں ہوتا ہے۔ (۴) یہ ہے کہ جزم کسی کے عوض میں نہیں آتا بخلاف ساکن کے کہ وہ کبھی تینوں کے عوض میں بھی آتا ہے۔ (دیکھئے ہدیٰ فقیر شرح اردو نحو میر ص ۳۴)

جزیہ اور خراج میں فرق

یہ یاد رہے کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ”جزیہ“ اس مال اور محصول کو کہتے ہیں جو کافروں کے نفوس اور ان کی ذات پر لگایا جاتا ہے اور ”خراج“ کہتے ہیں اس مال اور ٹیکس کو جو غفار کی زمینوں پر لگایا جاتا ہے۔ (ایضاح مشکوٰۃ جلد اول شرح مشکوٰۃ)

جھوٹ اور ڈھوٹ میں فرق

ان دونوں کے درمیان فرق یوں ہے کہ دونوں کے معنی معلوم نہ ہوتا ہے، مگر فرق اتنا ہے کہ سرے سے عدم علم کو جھل یا جھول کہا جاتا ہے اور معلوم کی طرف عدم توجہ کو ڈھول کہتے ہیں۔ (فرائد منشورہ در تحقیقات کلمات مستورہ ص: ۳۶، ناشر میر محمد کتب خانہ کراچی)

جرم اور ذنب میں فرق

قیل هما بمعنی الآَنَ الفرق بينهما أَنَّ اصل الذنب الاتباع فهو ما يتبع عليه العبد من قبيح عمله كالنبتة والجرم أصله القطع فهو القبيح الذي ينقطع به عن الواجب. (فروق اللغات ص: ۹۷/۹۸)

”کہا گیا ہے کہ دونوں ہم معنی ہیں، مگر فرق دونوں میں یہ ہے کہ ذنب کی اصل الاتباع (پیچھا کرنا) ہے تو ذنب وہ ہے جس کا بندہ پیچھا کرے، اپنے برے کاموں (عمل) سے جیسا کہ اس کا پیچھا کیا جاتا ہے۔ اور جرم کی اصل قطع کرنا ہے تو جرم وہ برا کام ہے جس سے واجب منقطع ہو جاتا ہے۔“

جسر اور قنطرة میں فرق

”قنطرة“ کہا جاتا ہے اس پل کو جو پانی کے اوپر گزرنے کیلئے بنایا جاتا ہو اور ”جسر“ عام پل کو کہتے ہیں، کیونکہ جسر کو کبھی بنایا جاتا ہے اور کبھی بغیر بنائے بھی ہوتا ہے یا بغیر بنیاد کے بھی ہوتا ہے۔ (فروق اللغات ص: ۹۹)

تجر اور کسرہ میں فرق

ان دونوں کے معنی کسی کلمہ کے نیچے زیر لگانے کے ہیں، لیکن دونوں میں فرق

یہ ہے کہ جرشی مجرور میں عامل جار آنے کی علامت ہے، خواہ مجرور مضاف الیہ ہو یا مجرور بحرف جار ہو، بخلاف کسرہ کے کہ وہ اعراب بالحرکت کی علامت ہے اور دیگر فرق وہی ہے جو ضمتہ اور رفع کے درمیان ہے۔ (دیکھئے حدیث شریف شرح نحو میر ص: ۷۲)

جَبَّار اور قَهَّار میں فرق

الْجَبَّارُ فِي صِفَةِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ صِفَةُ تَعْظِيمٍ لَا تَهْ يَفِيدُ الْاِقْتِدَارُ وَهُوَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَزَلْ جَبَّارًا بِمَعْنَى 'اَنْ ذَاتَهُ تَدْعُو الْعَوَارِفَ بِهَا إِلَى تَعْظِيمِهَا'.

وَالْقَهَّارُ هُوَ الْغَالِبُ لِمَنْ قَاوَاهُ اَوْ كَانَ فِي حَكْمِ الْمَنَاوِي بِمَعْصِيَتِهِ اَيَّاهُ وَلَا يُوصَفُ سُبْحَانَهُ فِيمَا لَمْ يَزَلْ بِأَنَّهُ 'قَهَّارٌ'. (فروق اللغات ص: ۹۸)

”اللہ تعالیٰ کی صفات میں ”جبار“ صفت تعظیم ہے، کیونکہ وہ اقتدار و شوکت کا فائدہ دیتا ہے۔ (مقتضی ہے) اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیشہ کیلئے جبار ہیں، بایں معنی کہ اعضاء و جوارح اس کی تعظیم کی دعوت دیتی ہیں، اور ”قہار“ دشمن پر غالب آنے والا ہے (یا غالب ہونے کو کہتے ہیں) یا اس پر غالب آتا جو اس کی نافرمانی کر کے اس کی دشمنی مول لے۔“

جوڑ، کریم اور سخی میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جو شخص سوال کرنے پر کسی کو دیتا ہو اس کو جوڑا دیتے ہیں اور جو بغیر مانگنے کے دوسروں کے نفع کیلئے بغیر اپنے ذاتی نفع کے عطا کرے اس کو کریم کہا جاتا ہے اور سخی وہ ہے جو جمع کرتا رہتا ہو اور مانگنے پر کسی کو محروم نہ کرتا ہو اور سفارش کو قبول کرتا ہو۔ (فرائد مشورہ ص: ۴۰، معارب الطلبة ص: ۲۶۱، فروق اللغات

جِنّ اور شَیْطَان میں فرق

قِيلَ الشَّيْطَانُ جِنْسٌ وَالْجِنُّ جِنْسٌ كَمَا أَنَّ الْإِنْسَانَ جِنْسٌ وَ
الْفَرَسُ جِنْسٌ آخَرٌ وَقِيلَ الْجِنُّ مِنْهُمْ أَخْيَارٌ وَاشْرَارٌ وَالشَّيَاطِينُ أَسْمُ اِشْرَارِ
الْجِنِّ وَتَمَرَّدِيهِمْ. (فروق اللغات ص: ۹۹)

”کہا گیا ہے کہ شیطان الگ جنس ہے اور جن الگ جنس ہے، جیسا کہ انسان
ایک جنس ہے اور گھوڑا دوسری جنس ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ جن شیطان میں سے ہیں،
ان میں اچھے بھی ہیں اور برے بھی اور شیاطین شریر اور سرکش جن کو کہتے ہیں۔“

جہاد اور غزوہ میں فرق

غزوہ صرف دشمنوں کے شہروں میں ہوتا ہے اور جہاد غزوہ سے عام ہے،
کیونکہ ہر غازی مجاہد ہوتا ہے اور ہر مجاہد غازی نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح کہا جاتا ہے کہ
غزوہ، وہ ہے جس میں غرض مالِ غنیمت اور تحصیل مال ہو اور اگرچہ اس سے لڑائی یا
مقاتلہ لازم و ملزوم ہو اور جہاد وہ ہے جس میں غرض اصلی محاربہ ہو اور دشمن کو مغلوب
کرنا، اگرچہ اس سے لازم ہو تحصیل غنیمت اور دیگر فوائد۔ (کتاب جہاد از مولانا حبیب
اللہ مختار شہیدؒ و کذا فی فروق اللغات ص ۱۰۲)

جُزْء اور سَہْم میں فرق

الْفَرْقُ بَيْنَهُمَا أَنَّ السَّهْمَ مِنَ الْجُمْلَةِ مَا يَنْقَسِمُ عَلَيْهِ نَحْوُ الْاِثْنَيْنِ
مِنَ الْعَشْرِ، وَقَدْ يُقَالُ الْجُزْءُ لِمَا لَا يَنْقَسِمُ عَلَيْهِ الثَّلَاثَةُ مِنَ الْعَشْرِ، وَلَا

تَنْقَسِمُ الْعَشْرَةَ عَلَيْهَا وَكَانَتِ الثَّلَاثَةُ جُزْءً مِنَ الْعَشْرَةِ. (فروق اللغات ص: ۱۰۳)

”ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ سہم جو تقسیم کیا جائے جیسا کہ ”دو“ دس میں سے اور جزء کہا جاتا ہے اس کو جس کو تقسیم نہ کیا گیا ہو جیسے تین، دس میں سے، تین کو دس پر تقسیم نہیں کیا جا رہا ہے، تین دس میں سے جزء ہے۔“

جلالۃ اور جلال میں فرق

قال الراغب: الجلالة بالهاء عظيمُ القدر والجلال، وبغير الهاء التناهي في ذالك، وخص بوصف الله تعالى فقيل ذو الجلال والاكرام ولم يستعمل في غيره. (فروق اللغات ص: ۱۰۳)

”امام راغبؒ نے فرمایا جلالة ہاء کے ساتھ عظیم القدر (جس کی قدر عظیم ہو) کو کہتے ہیں اور جلال بغير ہاء کے، اس وقت جب اس میں انتہاء ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کے اوصاف کے ساتھ خاص ہے، پس اللہ تعالیٰ کیلئے کہا جاتا ہے ”ذو الجلال والاكرام“ اور یہ اللہ کے ماسوا کیلئے استعمال نہیں ہوتا۔“

جِبَّت اور طاغوت میں فرق

جِبَّت ایسے بتوں کو کہا جاتا ہے جن کی مشرکین پرستش کرتے تھے اور معبود حقیقی اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر معبود باطل پر طاغوت کا اطلاق کیا جاتا ہے، چاہے وہ بت ہو یا آتش یا اور کوئی چیز، امام قرطبیؒ نے جبت اور طاغوت کے ایک ہی معنی یعنی دونوں کو بتوں کا نام بتایا ہے، کیونکہ قرآن میں یہ دونوں لفظ ایک ہی ساتھ استعمال ہوئے ہیں جیسے: ﴿يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ﴾ (نساء) اور صاحب معارف القرآن لکھتے ہیں کہ جب دو مترادف لفظ ایک جگہ استعمال ہوں تو مناسب ہے کہ دونوں کو الگ الگ معنی پر محمول کیا جائے تاکہ تکرار لازم نہ آئے۔ (آرب الطلبہ

جَم اور کثیر میں فرق

انَّ الْجَمَّ الْكَثِيرُ الْمَجْتَمِعُ وَمِنْهُ قِيلَ جَمَّةُ الْبُئْرِ لِاجْتِمَاعِهَا وَقَالَ
اَهْلُ اللُّغَةِ جَمَّةُ الْبُئْرِ الْمَاءُ الْمَجْتَمِعُ فِيهَا وَالْجَمَّةُ مِنَ الشَّعْرِ سَمِيَتْ جَمَّةً
لِاجْتِمَاعِهَا وَاجْتَمَعَتِ الْفَرَسُ إِذَا ارْجَتْهُ يَجْتَمِعُ قُوَّتُهُ وَاجْمَ الشَّيْءُ إِذَا
قَرَّبَ كَأَنَّهُ قَصْدُ الْاجْتِمَاعِ مَعَكَ، وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ كَثِيراً غَيْرَ مَجْتَمِعٍ.

(الفروق فی اللغة: ص ۲۴۷)

”جم“ کہتے ہیں اس کثیر کو جو مجتمع ہو اور اسی سے کہا جاتا ہے ”جـمـة
البشر“ (کنوئیں میں پانی کا جمع ہونا) اس کے جمع ہونے کی وجہ سے اور اہل لغت
کہتے ہیں کہ ”جمة البشر“ اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں پانی جمع ہو جائے، ”والجمة“
اور جمۃ بال (شعر و شاعری) میں سے اس کے جمع ہونے کی وجہ ”واجتممت
الفرس“ جب حرکت کرے اس کی قوت جمع ہو جائے، اور اجم الشیء کہتے ہیں
کہ جب قریب ہو جائے گویا کہ تمہارے ساتھ اجتماع کا قصد کیا ہے، اور یہ جائز ہے
کہ کثیر ہو، غیر مجتمع ہو۔“

جور اور ظلم میں فرق

ان دونوں لفظوں کے درمیان صاحب اضافات نے یوں فرق بیان کیا
ہے کہ کسی غیر کے مال میں بلا اجازت تصرف کرنے کو ظلم کہتے ہیں اور جور کہتے ہیں کسی
کی محبت میں استقامت و دوام کے نہ ہونے کو۔ (افاضات شرح مقامات اردو ص: ۵۳۸
ج ۲، والفروق فی اللغة ص: ۲۲۶)۔

جزم اور وقف میں فرق

جزم حروف عاملہ کے عمل کے اثر کی وجہ سے ہوتا ہے اور وقف میں کسی عامل کا

اثر نہیں ہوتا، اور وقف کا معنی ہے کسی حرف کے آخر کو ساکن کر کے سانس توڑ دینا، تو فعل مضارع کے معرب ہونے کی وجہ سے اس کے آخری حرف کے ساکن ہونے کو جزم کہتے ہیں، کیونکہ وہاں عامل جازم کا اثر ہے اور امر حاضر مبنی ہونے کی وجہ سے آخری حرف کے ساکن ہونے کو وقف کہا جاتا ہے، کیونکہ یہاں کسی عامل کے ذریعہ ساکن نہیں ہے، نہ کسی عامل کا اثر ہے، یاد رہے کہ وقف و جزم میں جس طرح حرف ساکن ہونے کو کہا جاتا ہے، اسی طرح آخر سے حرف علت ساقط ہونے کو بھی کہا جاتا ہے۔ (توضیحات شرح علم الصیغہ ص: ۲۰)

جوئی اور ہوئی میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں لفظوں کے معنی محبت کے ہیں، پھر ان دونوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ محبت کے اول درجہ کو ہوئی کہتے ہیں، اور محبت کے انتہائی درجہ کو جوئی سے تعبیر کرتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ دونوں میں ابتداء و انتہاء کا فرق ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۰۸، تفہیمات شرح مقامات اردو ص: ۸۹ ج ۱)

جرب اور وفاض میں فرق

یہ دونوں لفظ توشہ دان کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں اور ان دونوں میں عام و خاص کی نسبت ہے کہ وفاض خاص ہے، یعنی وہ توشہ دان جو خالص چمڑے کا ہو اور جرب عام ہے خواہ چمڑے کا ہو یا لکڑی کا۔ (افاضات ص: ۴۷ ج ۱ تفہیمات ص: ۹۳ ج ۱، مآرب الطلبہ ص: ۲۰۷)

الجا سوس اور التا موس میں فرق

جاسوس کہتے ہیں بُرائی کے راز جاننے والے شخص کو اور ناموس کہتے ہیں جو بھلائی کے راز جانتا ہو، یعنی اگر وہ راز شر سے متعلق ہو تو اس کو جاسوس کہتے ہیں اگر اس کا متعلق خیر سے ہو تو اس کو ناموس کہتے ہیں۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۷۰، والمنطوق

جریرہ اور کبیرہ میں فرق

”جریرہ“ کے معنی گناہ کرنے کے ہیں، مگر جریرہ اس چھوٹے گناہ کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان دوزخ میں پہنچ جائے اور ”کبیرہ“ اس بڑے گناہ کو کہا جاتا ہے جس کے اوپر داعی کبیر خواہش نفس پیدا ہوتا ہو۔ (افاضات شرح مقامات اردو ص: ۵۳۹، مؤلف مولانا افتخار علی دیوبندی)

جمع اور مجموعہ میں فرق

ان دونوں کے درمیان فرق اس قدر ہے کہ جمع میں تعداد اور کثرت کا لحاظ ہوتا ہے بخلاف مجموعہ کے کہ اس کے اندر اس کا لحاظ نہیں ہوتا۔ (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ جمع کے اندر افراد ہوتے ہیں بخلاف مجموعہ کے کہ اس کے اندر اجزاء ہوتے ہیں، مثلاً مسلمان یہ جمع ہے، کیونکہ اس کے ماتحت زید، عمر، بکر وغیرہ افراد کثیرہ موجود ہیں اور ”عشرون وثلاثون“ یہ مجموعہ ہے نہ کہ جمع، کیونکہ اس کے ماتحت افراد کثیرہ نہیں بلکہ اجزاء کثیرہ ہیں۔ (آداب الطلبہ ص: ۹۲)

جبل اور طوڑ میں فرق

جبل اور طور دونوں کے لغوی معنی پہاڑ کے ہیں، پھر ان میں فرق یہ ہے کہ جبل مطلق پہاڑ کو کہا جاتا ہے، چاہے اس پر درخت اُگتے ہوں یا نہیں اور طور خاص اس پہاڑ کو کہا جاتا ہے جس پر درخت اُگتے ہوں، خلاصہ یہ ہے کہ دونوں میں عام و خاص مطلق کی نسبت ہے کہ جبل عام ہے اور طور خاص ہے اور قرآنی اصطلاح میں طور ایک خاص پہاڑ کا نام ہے جو ارض مدین میں واقع ہے، جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حق تعالیٰ سے شرف کلام نصیب ہوا تھا۔ (آداب الطلبہ ص: ۲۲۹ بحوالہ معارف القرآن)

جزاء اور نکال میں فرق

یاد رہے کہ یہ دونوں لفظ قرآن میں آئے ہیں، مگر فرق یہ ہے کہ جزاء کا اطلاق مطلق سزا پر ہوتا ہے یعنی مطلق سزا کیلئے جزاء بولا جاتا ہے اور نکال کے معنی بھی سزا کے ہیں، مگر نکال اس سزا کو کہا جاتا ہے جس کو دیکھ کر دوسروں کو بھی سبق ملے جیسے قصاص، حد سرقہ، اور ڈاکہ زنی کی سزا، زنا کی سزا، جھوٹی تہمت کی سزا، شراب نوشی کی سزا وغیرہ اور یہ دونوں لفظ قرآن کی آیت حد سرقہ میں آئے ہیں جیسے قوله تعالیٰ: ﴿السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جِزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (مانندہ)۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۳۸، ومعارف القرآن ص ۱۳۹ ج ۳، از مفتی محمد شفیعؒ)

جملہ اور کلام میں فرق

ان دونوں لفظوں کے اندر کئی مذاہب ہیں (۱) علامہ ابن حابط فرماتے ہیں کہ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (۲) لیکن دوسری رائے یہ ہے کہ جملہ اور کلام میں فرق ہے کہ جملہ، یہ غیر اللہ کے ساتھ کے مخصوص ہے اور ملوک کے کلام پر بھی جملہ کا اطلاق نہیں کیا جاتا ہے، لہذا قرآن کو جملۃ اللہ نہیں کہا جاتا، اسی طرح کلام ملوک کو بھی جیسے ”کلام الملوک ملوک الکلام“ (یعنی بادشاہوں کی باتیں بھی باتوں کی بادشاہ ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ کلام اعم مطلق ہے اور جملہ اخص مطلق ہے۔ (۳) تیسرا مذہب صاحب کشاف وغیرہ کا ہے کہ کلام جملہ سے خاص ہے، کیونکہ کلام صرف نسبت مقصودہ اور نسبت تامہ کو کہا جاتا ہے، جو نسبت مقصودہ ہو بلکہ مقصود کے تابع ہو وہ جملہ ہے، کلام نہیں ہے۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۶۵، ۶۶)

جہل مرکب اور جہل بسیط میں فرق

ان الجہل المركب اعتقاد جازم غیر مطابق للواقع. والجہل البسيط وهو عدم العلم عما من شأنه ان يكون عالماً. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۲۳)

”جہل مرکب“ وہ ہے جس میں اعتقاد جازم و پختہ ہو اور خلاف واقع ہو، اور ”جہل بسیط“ یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کا نہ جانتا جس کا جاننا ضروری ہو۔“

جمال اور زینت میں فرق

ان دونوں کے معنی ہیں اپنے دل کو خوش کرنے کیلئے اظہارِ نعمتِ الہیہ کیلئے اس کا استعمال کرنا، اگرچہ دل میں اپنے کو نہ اس نعمت کا مستحق سمجھتا ہے اور نہ دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے اور جس میں دعویٰ استحقاق ہو اور دوسروں کی تحقیر ہو اور اپنے اوپر نظر اور دوسروں کی نظر میں علو شان کا قصد ہو وہ تکبر ہے اور حرام ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص: ۲۱۹)

جہاد اور جنگ میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ ”جنگ“ کسی مقصدِ دنیاوی یا قومی مفاد کیلئے لڑی جاتی ہے اور ”جہاد“ صرف اور صرف اللہ کی رضا اور کلمۃ اللہ کی سر بلندی اور اسکے دین کو نافذ کرنے کیلئے کیا جاتا ہے۔ (دیکھئے جہاد ص: ۳۶ مؤلف مولانا حبیب اللہ مختار شہید و از رسالہ جنگ کمواروں کے سائے میں)

جنس اور علم جنس میں فرق

یاد رہے کہ جنس اور علم جنس میں فرق اعتباری ہے، علم جنس جو قلیل و کثیر پر دلالت کرتا ہے اور اسم جنس بھی قلیل و کثیر پر دلالت کرتا ہے اور جنس بھی قلیل و کثیر پر دلالت کرتا ہے، لیکن بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جنس وہ ہے جو قلیل و کثیر پر دلالت کرے جیسے ماء، چنانچہ ایک قطرہ پانی پر بھی ماء کا اطلاق ہوگا اور ایک مکا پانی پر بھی۔ اور اسم جنس وہ ہے جو ”لا علی التعیین“ فرد واحد پر دلالت کرے (نہ کہ کثیر پر) جیسے: رجل و اسد۔ (مقدمات علوم درسیہ ص: ۳۳۳)

جیفۃ اور میت میں فرق

یہ دونوں لفظ مردے کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں، لیکن دونوں میں اس قدر فرق ہے کہ میت اس ذی روح کو کہتے ہیں جس کی روح نکل گئی ہو خواہ پھٹ یا پھول گیا ہو، یا پھولا اور پھٹا نہ ہو اور جیفہ اس ذی روح کو کہتے ہیں جس کی روح نکل جانے کے ساتھ پھولنے کے ساتھ پھٹ بھی گیا ہو، یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو جیفہ کہا ہے نہ کہ میت کو کیونکہ جیفہ میں بہ نسبت میت کے اہانت و نفرت زیادہ ہے کما فی الحدیث: ﴿الدُّنْيَا جِيفَةٌ وَطَالِبُهَا كَلَابٌ﴾۔ (دیکھئے مآرب الطبع ص: ۲۷۶)

الفرق بین الجہل والحمق

اِنَّ الْحَمَقَ هُوَ الْجَهْلُ بِالْأُمُورِ الْجَارِيَةِ فِي الْعَادَةِ. وَلِهَذَا قَالَتِ الْعَرَبُ اَحْمَقُ مِنْ دَعْتِهِ، وَهِيَ امْرَأَةٌ وَلِدَتْ، فَظَنَّتْ اَنَهَا اَحَدَثٌ، فَحَمَقَتْهَا الْعَرَبُ بِجَهْلِهَا بِمَا جَرَتْ بِهِ الْعَادَةُ مِنَ الْوَلَادَةِ، وَكَذَلِكَ

قولہم احمق من المشہورۃ۔ (والتفصیل فی الفروق للغة ص: ۹۳ ج ۱)
 ”حماقت“ کہتے ہیں امور جاریہ عادیہ سے جاہل ہونے کو، اسی طرح عرب
 کہتے ہیں ”احمق من دغته“ (وہ دغتہ سے بھی بڑا احمق ہے) اور دغتہ ایک عورت
 ہے جس کے بچہ پیدا ہوا تو وہ سمجھی کہ اس نے کوئی نیا کارنامہ انجام دیا ہے، چنانچہ اہل
 عرب نے ولادت جیسے عام اور جاری کام سے جاہل اور نابلدہ ہونے کی وجہ سے اسے احمق
 قرار دیا، اسی طرح ان ہی کا قول ہے کہ وہ مشہورہ سے بھی بڑا احمق ہے۔“

الفرق بین الجحیم والسعیر والحریق والنار

إِنَّ السَّعِيرَ هُوَ النَّارُ الْمَلْتَهَبَةُ الْحَرَّاقَةُ؛ أَعْنِي أَنَّهُ تَسْمَى حَرِيقًا فِي
 حَالِ إِحْرَاقِهَا بِالْإِحْرَاقِ، يُقَالُ: فِي الْعُودِنَارِ، وَفِي الْحَجَرِنَارِ، وَلَا يُقَالُ: فِيهِ
 سَعِيرٌ، وَالحَرِيقُ النَّارُ الْمَلْتَهَبَةُ شَيْئًا وَإِهْلَاكُهَا، وَلِهَذَا يُقَالُ: وَقَعَ الْحَرِيقُ
 فِي مَوْضِعٍ كَذَا، وَلَا يُقَالُ: وَقَعَ السَّعِيرُ، فَلَا يَقْتَضِي قَوْلُكَ: السَّعِيرُ، مَا يَقْتَضِيهِ
 الْحَرِيقُ، وَلِهَذَا يُقَالُ: فَلَانٌ مَسْعَرٌ حَرْبٌ، كَأَنَّهُ يَشْعَلُهَا
 وَيُلْهِبُهَا، وَلَا يُقَالُ: مُحَرَّقٌ، وَالْجَحِيمُ نَارٌ عَلَى نَارٍ وَجَمْرٌ عَلَى جَمْرٍ،
 وَجَاحِمُهُ: شِدَّةُ تَلْهِبِهِ، وَجَاحِمُ الْحَرْبِ: أَشَدُّ مَوْضِعٍ فِيهَا، وَيُقَالُ لَعَيْنِ الْأَسَدِ
 : جَحْمَةٌ لِشِدَّةِ تَوْقِدِهَا. وَأَمَّا جَهَنَّمُ فَيَقِيدُ بَعْدَ الْقَعْرِ مِنْ قَوْلِكَ: بَنَرِ جَهَنَّمَ إِذَا
 كَانَتْ بَعِيدَةً الْقَعْرِ. (الفروق في اللغة ص: ۳۰۷)

”ان چاروں لفظوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ السعیر جلاتی ہوئی آگ کو کہا
 جاتا ہے، یعنی السعیر اس آگ ہی کو کہا جاتا ہے جو جلا رہی ہو اور النار نفس آگ کا نام
 ہے، پس کہا جاتا ہے، فی العودنار، و فی الحجرنار، یعنی لکڑی میں اور پتھر میں آگ
 ہے اور یہاں السعیر استعمال نہیں ہوتا۔

اور الحریق وہ آگ جو دوسری چیز میں لگے اور اسے جلا دے، اسی وجہ سے
 وقع الحریق فی موضع کذا (فلاں جگہ میں آگ لگ گئی) بولا جاتا ہے اور وقع

السعير فی موضع کذا کہا نہیں جاتا، ماسبق سے معلوم ہوا کہ السعیر ان چیزوں کا تقاضا نہیں کرتی جنکا الحریق متقاضی ہے پس فلان مسعر حرب (یعنی وہ جنگ کو بڑھکانے اور تیز کرنے والا ہے) بولا جاتا ہے اور فلان محرق حرب بولا نہیں جاتا۔ اور الجحیم لپٹی ہوئی آگ اور انگاروں کا معنی دیتا ہے، جاحم الجمر: انگارے کا تیزی سے بھڑکنا، جاحم الحرب: میدان جنگ میں سب سے خطرناک جگہ، شیر کی آنکھ کو حتمۃ اسکے زیادہ چمک کی وجہ سے کہا جاتا ہے، اور جہنم جلانے کے معنی کے ساتھ ساتھ گہرائی کا معنی بھی دیتا ہے، کہا جاتا ہے بنو جہنم یعنی گہرا کنواں۔“

﴿نوٹ﴾

یہاں پر حرف جیم کے فروق ختم ہو چکے ہیں اور جن حروف کے فروق پہلے گذر چکے ہیں، ان کا یہاں صرف نام لکھنے پر اکتفاء کیا جا رہا ہے باقی ان سب کے فروق پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ (۱) حمد اور انکار میں فرق۔ (۲) جمل، بعیر، ناقہ اور ابل میں فرق۔ (۳) جمع اسم جنس اور اسم جنس میں فرق۔ (۴) جوارح اور اعضاء میں فرق۔ (۵) جمال اور بھاء میں فرق۔ (۶) جسد اور بدن میں فرق۔ (۷) جمر اور اظہار میں فرق۔ (۸) جزء اور بعض میں فرق۔ (۹) جنون اور اغماء میں فرق۔ (۱۰) جنس اور اسم جنس میں فرق۔ (۱۱) جلد اور اہاب میں فرق۔ (۱۲) جہر اور اعلان میں فرق۔ (۱۳) جمال اور زینت میں فرق۔ (۱۴) الجھہ اور الترس میں فرق ان تمام الفاظ کے فروق جیم سے قبل گذر چکے ہیں اسلئے انہیں یہاں چھوڑ دیا گیا ہے۔ ”مؤلف محمد نور حسین قاسمی غفر اللہ“

حمد، مدح اور شکر میں فرق

ان تینوں لفظوں کے درمیان مختلف فروق بیان کے گئے ہیں۔ لیکن مختصر طور پر چند فروق نقل کرتے ہیں، حمد اور مدح کے فروق یہ ہیں، (۱) حمد زندہ آدمیوں کے ساتھ خاص ہے، اور مدح عام ہے زندہ و مردہ دونوں کیلئے مستعمل ہے۔ (۲) حمد اختیاری وصف کے ساتھ خاص ہے۔ اور مدح اختیاری اور غیر اختیاری سب کیلئے ہے۔ (۳) حمد صاحب علم کے ساتھ خاص ہے۔ اور مدح عالم اور غیر عالم دونوں کیلئے عام ہے۔ (۴) حمد محبت کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور مدح محبت اور غیر محبت کی موجودگی میں سب کیلئے عام ہے۔ (۵) حمد عظمت کے ساتھ ہوتی ہے اور مدح عظمت و غیر عظمت سب کے ساتھ ہوتی ہے۔ (۶) اسلئے حمد اور مدح میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے، علامہ زخشریؒ کے نزدیک ان دونوں میں کوئی فرق نہیں بلکہ دونوں مترادف ہیں لہذا نسبت تساوی ہوگی۔ (۷) حمد بعد الاحسان ہوتی ہے، اور مدح قبل الاحسان ہوتی ہے۔ (۸) حمد علی الاطلاق مامور بہ ہے، اور مدح کبھی منہی عنہ ہوتی ہے۔ (۹) حمد یقین کے ساتھ ہوتی ہے اور مدح ظن سے بھی ہوتی ہے۔ (۱۰) حمد صرف صفات کمالیہ پر ہوتی ہے، مدح صفات کمالیہ اور صفات مستثنیہ پر عام ہے۔ (۱۱) حمد کی نقیض (ذم) برائی ہے اور مدح کی نقیض بھو ہے۔

اور حمد و شکر میں فروق یہ ہیں: (۱) حمد صرف زبان سے ہوتی ہے، اور شکر عام ہے خواہ زبان سے ہو یا قلب یا جوارح سے۔ (۲) حمد عام ہے چاہے نعمت کے مقابلہ میں ہو یا نہ ہو، اور شکر صرف نعمت کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔ (۳) حمد خسی کیلئے مخصوص ہے، اور شکر عام ہے۔ (۴) حمد قول کے ساتھ خاص ہے، اور شکر عام ہے۔ (۵) حمد: نعمت باطنیہ پر ہوتا ہے۔ اور شکر نعمت ظاہرہ پر ہوتا ہے۔ (۶) حمد: دفع شر کا نام ہے۔ اور کرا عطاء خیر کا نام ہے۔ (۷) حمد: صرف زبان سے ہوتی ہے، نعمت کے مقابلہ میں ہونا

ضروری نہیں۔ شکر: شکر نعمت کے مقابلہ میں ہوتا ہے، خواہ زبان سے ہو یا قلب سے یا اعضاء و جوارح سے۔ امام مبرّد کا قول ہے کہ حمد اور شکر میں کوئی فرق نہیں ہے، بلکہ دونوں ہم معنی ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے، مسودہ درس سراجی، ص: ۲۳، ۲۴، ۲۵، مصنف مولانا مفتی عبدالمنان صاحب، نائب مفتی دارالافتاء دارالعلوم کراچی)

حق اور صدق میں فرق

(۱) حق کہتے ہیں خارج کے مطابق ہونا اس چیز کے جو ذہن میں ہے اور صدق کہتے ہیں جو اس کے برعکس ہو۔ اور حق کی ضد باطل ہے اور صدق کی ضد کذب ہے۔ (اضافات ص: ۱۶) اور بعض نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ حق کا اطلاق اعتقادات پر ہوتا ہے اور صدق کا اطلاق قول پر ہوتا ہے۔ (تفہیمات ص: ۴۲ ج ۱، مآرب الطلبہ ص: ۱۸۸)

حسب، نسب اور نسل میں فرق

حسب ماں کی طرف سے خاندانی رشتہ داری کو کہتے ہیں اور نسب باپ کی جانب سے خاندانی رشتہ کو کہا جاتا ہے اور نسل عام ہے خواہ ماں کی طرف سے ہو یا باپ کی طرف سے ہو۔ خلاصہ: یہ نکلا کہ حسب کی نسبت ماں کی طرف کی جاتی ہے اور نسب کی نسبت باپ کی طرف کی جاتی ہے اور نسل کی نسبت دونوں کی طرف کی جاتی ہے۔ (مزید دیکھئے، مآرب الطلبہ ص: ۲۳۶)

حقیقت، ماہیت اور ہویت میں فرق

”مطلقاً ماہیہ الشیء ہُوَ هُوَ“ کو ماہیت کہا جاتا ہے اور ”ماہیہ الشیء ہُوَ هُوَ“ باعتبار موجود و متحقق ہونے کو حقیقت کہتے ہیں اور متعین و مشخص ہونے کے اعتبار سے ہویت کہتے ہیں اور کبھی حقیقت اور ماہیت کو ایک ہی معنی میں استعمال کیا جاتا

ہے اور ان کے درمیان کچھ فرق اعتباری بھی نہیں کیا جاتا، نیز کبھی کبھار ہویت کو وجود خارجی کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور وہ اس اعتبار سے حقیقت کا مساوی ہے۔ کمالات
یعنی: (فرائد منشورہ ص: ۳۷)

حدیث غریب اور حدیث فرد میں فرق

لغت کے اعتبار سے تو دونوں لفظ مترادف ہیں مگر محدثین عام طور پر فرد کا لفظ فرد مطلق کیلئے استعمال کرتے ہیں اور فرد نسبی کیلئے لفظ فرد بہت ہی کم استعمال کرتے ہیں، اس کیلئے زیادہ تر لفظ غریب ہی استعمال کرتے ہیں۔ (تحفۃ الدرر شرح نخبۃ
الفکر ص: ۱۲)

حرث اور زرع میں فرق

”حرث“ کہتے ہیں کھیتی کے ظاہری اسباب کو اور ”زرع“ کہتے ہیں کھیتی کے باطنی اسباب کو اور اسی سے ہے قولہ تعالیٰ: ﴿اَفِرَايْتُمْ مَا نَحْرُوثُ ۝ اَانتُمْ تَزْرَعُوْنَ اَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ﴾ (الواقعة) اس آیت میں بظاہر جو کچھ تعارض معلوم ہوتا ہے وہ حرث اور زرع کی تعریف سے مرتفع ہو گیا۔ (تفہیمات شرح مقامات
اردو ص: ۱۰۸ ج ۲، فروق اللغات ص: ۱۰۷)

حلال اور مباح میں فرق

الحلال من حلّ العقد فی التحريم والمباح من التوسعة فی الفعل کذا قيل، والمراد ان الحلال ما نصّ الشارع علی حله فکانه انحلّ من عقد التحريم والمباح ما لم ينصّ علی تحريمه فی حکم خاص او عام.
(فروق اللغات ص: ۱۱۱، ۱۱۲، الفروق فی اللغة ص: ۲۱۹)

”حلال ماخوذ ہے حرام سے گرہ کھولنا، اور مباح یہ ماخوذ ہے فعل میں وسعت

ہونے سے اسی طرح کہا گیا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ حلال وہ ہے جس کی حلت پر شارع کی جانب سے نص وارد ہو تو گویا کہ حرام سے گرہ کھل گیا، اور مباح وہ ہے جس کی حرمت پر نص وارد نہ ہو کسی خاص یا عام حکم میں۔“

حیات اور روح میں فرق

ان الروح من قرائن الحياة. والحياة عرض، والروح جسم رقيق من جنس الريح وقيل هو جسم رقيق حساس وتزعم الاطباء ان موضعها في الصدر من الحجاب والقلب، وذهب بعضهم الى انها مبسوطة في جميع البدن، وفيه خلاف كثير ليس هذا موضع ذكره. الروح والريح في العربية من اصل واحد، ولهذا يستعمل فيه النفخ فيقال نفخ فيه الروح وسُمي جبريل روحاً لأن الناس ينتفعون به في دينهم كما تنفعهم بالروح ولهذا المعنى سُمي القرآن روحاً. (الفروق في اللغات، ص: ۹۶)

”روح“ حیات زندگی کے ساتھیوں میں سے ہے اور حیات عرض ہے اور روح لطیف جسم جو ہوا کی جنس سے ہے اور کہا گیا ہے کہ روح جسم لطیف حساس ہے اور اطباء کا خیال ہے کہ اس کی جگہ سینہ میں ہے پردہ اور دل میں اور بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ روح پورے جسم میں پھیلی ہوئی ہے اور اس میں بہت اختلاف ہے اور یہ مقام اس کے ذکر کا نہیں ہے، روح اور ریح عربی میں ایک ہی اصل سے ہے، اسی لئے روح میں نفخ (پھونکا) استعمال ہوتا ہے کہا جاتا ہے ”نفخ فیہ الروح“ اس میں روح کو پھونک دیا۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نام روح اسلئے رکھا گیا کہ لوگ ان سے اپنے دین میں نفع حاصل کرتے ہیں جیسا کہ وہ روح سے نفع حاصل کرتے ہیں، اور اسی معنی کی وجہ سے قرآن شریف کا نام روح رکھا گیا۔“

حیلہ اور مکر میں فرق

”حیلہ“ وہ ہے کہ جس میں غیر کو ضرر پہنچانا مقصود نہ ہو اور ”مکر“ کہتے ہیں جس سے کسی کو ضرر پہنچائے خواہ اس سے پہلے معاہدہ ہو چکا ہو یا نہ ہو۔ (افاضات شرح مقامات اردو مترجم ص: ۷۹ ج ۱ مؤلفہ مولانا افتخار علی دیوبندی، ناشر: مکتبہ شرکت علیہ ملتان)

حقیقت اور ذات میں فرق

انہ لم يعرف الشی من لم يعرف ذاته وقد يعرف ذاته من لم يعرف حقیقته، والحقیقۃ ایضاً من قبیل القول علی ما ذکرنا ولیست الذات کذا لک و الحقیقۃ عند العرب ما یجب علی الانسان حفظه یقولون هو حامی الحقیقۃ و فلان لا یحمی حقیقته. (الفروق فی اللغة ص: ۲۵، ۲۴)

”جب تک کسی شے کی ذات معلوم نہ ہو تو وہ شے معلوم نہیں ہو سکتی اور کسی شے کی ذات معلوم ہو سکتی ہے جس کی حقیقت معلوم نہ ہو، اور جو ہم نے ذکر کیا حقیقت بھی قول کے قبیل سے ہے اور یہ ذات ہے اسی طرح، اور حقیقت عرب کے ہاں وہ ہے جس کا یاد کرنا واجب ہو، کہتے ہیں ”هو حامی الحقیقۃ“ وہ حقیقت کو پسند کرنے والا (نہ چڑھنے والا) ہے اور فلاں آدمی حقیقت کو پسند (نہ چڑھنے والا) نہیں کرتا۔“

حکمت اور علت میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ علت پر حکم نفی و اثباتا دائر ہوتا ہے اور کسی حکم کی حکمت فی الجملہ ملحوظ ہوتی ہے لیکن مدار حکم نہیں ہوتی۔ (خیر الفتاویٰ جلد نمبر سوم ص: ۵۱۳، مُلخصاً. ناشر: خیر المدارس ملتان مرتب مولانا مفتی محمد انور)

حمل اور حبل میں فرق

اہل لغت اس بات پر متفق ہیں کہ حبل انسانوں کے ساتھ مخصوص ہے بخلاف حمل کے کہ اس کا استعمال انسان اور غیر انسان دونوں میں عام ہے۔ ”مثلاً یقال حملت المرأة و حملت الشاة مستحله ولا یقال حملت الشاة“ اسی طرح سے خلی حمل والی عورت کو کہا جاتا ہے، گا بھن بہائم کو نہیں اور علامہ ابوقادہؒ فرماتے ہیں کہ کسی حیوان کے حق میں حبل مستعمل نہیں ہوا ہے، اس لئے ابن عمرؓ کی حدیث میں ہے۔

”عن عبد اللہ بن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه نہی عن بیع الحبل“ (مسلم)۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۶۲ بحوالہ مسلم شریف)

حکایت اور نقل میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ”حکایت“ کہتے ہیں بیان حال کو اور ”نقل“ کہتے ہیں بیان قول کو۔ (مآرب الطلبہ مصنف مولانا شبیر احمد ارکانی صاحب ص: ۲۶۷، ناشر کتب خانہ فیضیہ ہاشماری چانگام)

حائض اور حائضہ میں فرق

واضح ہو کہ حائض (بغیر تاء) اور حائضہ (بالتاء) یہ دونوں مؤنث کی صفت مخصوصہ ہے دونوں کے معنی قریب قریب ہیں، فرق اس قدر ہے کہ حائض اس زین بالغہ کو کہتے ہیں کہ جس کے اندر حیض کی صلاحیت پیدا ہو گئی ہو عام ازیں کہ حیض کے ساتھ فی الحال ملوث ہو یا نہ ہو اور حائضہ اس عورت کو کہتے ہیں کہ حیض کی صلاحیت پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ فی الحال حیض میں بھی مبتلا ہو۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۶۲)

حلم اور رؤیا میں فرق

واضح ہو کہ دونوں کے معنی ہیں خواب دیکھنا پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ حلم ان چیزوں کے ساتھ مخصوص ہے جو بُری اور قبیح ہوں اور جن کو طبیعت ناپسند اور مکروہ گردانتی ہو کما فی قولہ تعالیٰ: ﴿قَالُوا أَصْغَاثِ أَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَاوِيلِ الْأَحْلَامِ الْخ﴾ اور رؤیا اس خواب کو کہتے ہیں جو اچھا خواب ہو اور جس کی طرف قلب متوجہ اور طبیعت رغبت رکھتی ہو۔ کما فی قولہ تعالیٰ: ﴿لَقَدْ صَدَّقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ الْخ﴾ (مآرب الطلہ ص ۲۶۳/۲۶۴)

حُزن اور خوف میں فرق

”خوف“ انسان کے کسی آنے والی چیز سے ڈرنے کو کہتے ہیں اور ”حُزن“ کہتے ہیں کسی دل پسند (پسندیدہ) چیز کے فوت ہو جانے پر رنج کرنے کو۔ (دیکھئے تفسیر جہانی ص: ۱۶۳ جلد نمبر اول، تفسیر مظہری ص: ۹۹ جلد نمبر اول، و مآرب الطلہ ص: ۲۲۸)

حسد اور غبطہ میں فرق

”غبطہ“ کہتے ہیں کسی کی نعمت کو دیکھ کر اس جیسی نعمت کی تمنا کرنا لیکن صاحب نعمت سے زوال نعمت کی تمنا نہیں کرنا، برعکس حسد کے کہ اس میں حسد کرنے والا محسود کیلئے زوال نعمت کی تمنا کرتا ہے خواہ وہ نعمت اس کو ملے یا نہ ملے کسی نے اس پر کیا خوب شعر کہا ہے جو ہم سب کیلئے باعث عبرت ہے:۔

حسد کے معنی سن لے صاحب خیر تمنائے زوال نعمت غیر
غبطہ کے معنی سن لے صاحب خیر تمنائے مثل نعمت غیر

(کنزول معارف ص: ۴۳۶، و مآرب الطلہ ص: ۲۵۷)

حلیب اور لبن میں فرق

”لبن“ عام دودھ کو کہتے ہیں خواہ عورتوں کا ہو یا غیر عورت کا ہو اور ”حلیب“ اس دودھ کو کہتے ہیں جو ابھی دودھ کر نکالا ہو، بعض نے کہا ہے کہ اس کا ذائقہ بھی نہ بدلا ہو یا اس کے ذائقہ میں تبدیلی نہ آئی ہو۔ (از مسودہ کا پئی مقامات ص: ۱۹۳ مقامہ ۵)

حاشیہ اور شرح میں فرق

جاننا چاہئے کہ ان دونوں کے درمیان ایک مشہور فرق یہ ہے کہ جو متن کے ہر لفظ کو بتاتا ہے اور ماتن کی مراد بیان کرتا ہے تو اسے شارح اور اس کے بیان کو شرح کہتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو بلکہ بعض کو بتاتا ہو اور بعض کو چھوڑتا ہو اور ماتن کی بعض مراد کو بیان کر دیتا ہو اور بعض کو چھوڑ دیتا ہو تو وہ حاشیہ ہے اور صاحب بیان کو محشی کہتے ہیں۔ (۲) اور دوسرا فرق یہ ہے کہ کسی متن کی مشکل سے مشکل مباحث کو سیر حاصل اور مکمل تفسیر کے ساتھ پیش کر دینے کو شرح کہتے ہیں اور پیش کرنے والے کو شارح۔ اگر کوئی شخص تمام الفاظ پر بولتا ہے مگر مشکل کو چھوڑ دیتا ہے یا واضح بے دھن و بے غبار نہیں کرتا تو اس کو حاشیہ کہتے ہیں۔ (آر ب الطلبہ ص: ۱۷)

حصہ اور فرد میں فرق

حصہ اور فرد اہل معانی کے یہاں ایک ہی چیز ہے کوئی فرق نہیں یعنی قضیہ کلیہ مع التشخیصہ ہے البتہ مناطقہ کے یہاں ان دونوں میں فرق ہے کہ لفظ فرد کا اطلاق انکے یہاں مجموعہ طبعیہ و تشخص پر ہوتا ہے اور حصہ کا اطلاق نفس طبعیہ پر جو معروض تشخص ہوتی ہے۔ (آر ب الطلبہ ص: ۱۹۰)

حدوثِ زمانی اور حدوثِ ذاتی کا فرق

واضح ہو کہ دونوں الفاظ کے معنی وجود بین العدمین ہیں یعنی جس کا وجود نہ پہلے تھا، نہ آئندہ ہمیشہ رہے گا، پھر دونوں میں فرق یوں ہے کہ حدوثِ ذاتی اسے کہتے ہیں کہ جو اپنے وجود میں غیر کی طرف محتاج ہو اور حدوثِ زمانی اسکو کہتے ہیں جو مسبوق بالعدم ہو یعنی جس کے وجود سے پہلے زمانہ گزر چکا ہو۔ (آر ب الطلہ ص: ۱۹۳)

حاصل اور محصول میں فرق

ان دونوں کے درمیان لفظاً و معنی دونوں اعتبار سے فرق ہے (۱) یہ لفظاً فرق ہے وہ یہ ہے کہ حاصل صیغہ فاعل ہے اور محصول صیغہ مفعول ہے۔ (۲) معنوی فرق یہ ہے کہ حاصل وہ کلام ہے جو بلا تکلف سمجھ میں آ جائے اور محصول وہ کلام ہے جو تکلف کے ساتھ سمجھا جائے لہذا دونوں میں یہ فرق نکلا کہ جو بلا تکلف سمجھ میں آئے وہ حاصل ہے اور جو تکلف کے ساتھ سمجھ میں آئے وہ محصول ہے۔ (آر ب الطلہ ص: ۲۷۳)

حاجت اور ضرورت میں فرق

مفتی محمد شفیع صاحبؒ جو اہر الفقہ کے اندر لکھتے ہیں کہ ہم انسان حاجت کو ضرورت اور اضطرار کا درجہ دیتے ہیں حالانکہ اصطلاح قرآن میں دونوں کے اندر بڑا فرق ہے، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حاجت و ضرورت وغیرہ کی اصطلاحی تعریف لکھ دی جائے کہ قرآن کریم میں ہے ﴿فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (بقرہ) قرآن نے جس حال کو اضطرار اور ضرورت قرار دیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ علامہ جمویؒ نے شرح الاشباہ والنظائر میں بحوالہ فتح القدیر نقل کیا ہے کہ یہاں اُس کے پانچ درجات ہیں (۱) ضرورت (۲) حاجت (۳) منفعت (۴) زینت (۵)

فضول وغیرہ اور لفظ ضرورت یہ ضرر سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی نقصان کے ہیں اسی معنی کو لیکر ضرورت کو ضرورت اس لئے کہتے ہیں کہ جو نہ کرنا نقصان ہے پھر اسی لفظ ہی سے اضطرار ماخوذ ہے جو استعمال کا مصدر ہے۔ شرعی اصطلاح میں ضرورت کی تعریف یہ ہے کہ اگر ممنوع چیز استعمال نہ کرے تو یہ شخص ہلاک یا قریب الموت ہو جائیگا پس یہی ضرورت اضطرار کی ہے اور حاجت کے معنی ہیں کہ اگر وہ ممنوع چیز کا استعمال نہ کرے تو ہلاک نہیں ہوگا مگر مشقت اور تکلیف شدید ہوگی تو یہ صورت اضطرار کی نہیں بقیہ منفعت، زینت، اور فضول وغیرہ کی تعریف کیلئے ملاحظہ کیجئے: (آر ب الطلیحہ ص: ۱۶۹، ۱۷۰)

حجاب، غطاء اور ستر میں فرق

انک تقول حجبی فلان عن کذا ولا تقول سترنی عنه ولا غطانی وتقول احجبت بشی کما تقول تستر بہ فالحجاب هو المانع والممنوع به، والستر هو المستور به ويجوز ان یقال حجاب الشی ما قصد ستره؛ الا ترى انک لا تقول لمن منع غیره من الدخول الی رئیس داره من غیر قصد المنع له انه حجبہ وانما یقال حجبہ اذا قصد منعه ولا تقول احجبت بالبيت الا اذا قصدت منع غیرک عن مشاهدتک الا ترى انک اذا جلست فی البيت ولم تقصد ذالک لم تقل انک قد احتجبت، وقد فرق آخر ان الستر لا يمنع من الدخول علی المستور والحجاب يمنع. (الفروق فی اللغة ص: ۲۸۲)

”تم کہتے ہو ”حجبی عن کذا فلان“ مجھے روک دیا فلاں نے اس چیز سے اور آپ نہیں کہتے ”سترنی عنه ولا غطانی“ مجھے اس سے چھپا دیا اور آپ کہتے ہیں ”احجبت بشی“ جیسا کہ آپ نے کہا ”تستر بہ“ پس حجاب وہ مانع ہے اور ”ممنوع عنه“ (جس چیز کو منع کیا جائے) اور ستر وہ مستور بہ (جس کے ذریعے ڈھانپا جائے) ہے اور جائز ہے کہ کہا جائے کسی چیز کا حجاب وہ ہے جس کے ستر پوشیدہ

رکھنے کا ارادہ کیا گیا ہو، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ آپ اس شخص کو جس کو کہ کسی دوسرے نے رئیس کے گھر میں داخل ہونے سے منع کیا ہو بغیر منع کے ارادہ کے نہیں کہتے کہ ”حجہ“ اس نے اس کو چھپا لیا اور ”حجہ“ اس وقت کہا جاتا ہے جب منع کا ارادہ کیا جاوے اور آپ ”احتجبت بالبيت“ نہیں کہتے مگر اس وقت جب دوسرے کو منع کا ارادہ کیا ہو تمہارے اپنے مشاہدے سے، کیا آپ کو نہیں معلوم کہ جب آپ گھر پر بیٹھتے ہیں اور اس کا (چھپنے کا) ارادہ کیا ہو تو آپ نہیں کہتے ”قد احتجبت“ ایک اور فرق یہ کہ ستر مستور پر داخل ہونے سے نہیں روکتا اور حجاب روکتا ہے۔“

حاضر اور شاہد میں فرق

ان الشاهد للشئ يقتضى انه عالم به ولهذا قيل الشهادة على الحقوق لانها لاتصح الا مع العلم بها وذاك ان اصل الشهادة الرؤية وقد شاهدت الشئ رأيته والشهد العسل على ماشوهد في موضعه، وقال بعضهم الشهادة في الاصل ادراك الشئ من جهة سمع او رؤية فالشهادة تقتضى العلم بالمشهود على ما بينا، والحضور لا تقتضى العلم بالحضور الا ترى انه يقال حضرت الموت ولا يقال شهدت الموت اذ لا يصح وصف الموت بالعلم والواقى في الفروق في اللغة ص: ۸۸/۸۹

”کسی چیز کے شاہد ہونے کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس شئی کو جانتا بھی ہو اسی وجہ سے کہا جاتا ہے ”الشهادة على الحقوق“ اس لئے کہ یہ اس شئی کے جاننے کے ساتھ (یا جاننے کا علم بھی ہو) ضروری ہے، اور یہ اس لئے کہ اصل شہادت (رؤیت) دیکھنا ہے ”وقد شاهدت الشئ“ کہتے جب دیکھ لیا ہو اور شہد (گواہ) عسل کو کہتے ہیں جب اس کی جگہ گواہی دی جائے اور بعض لوگوں نے کہا کہ شہادت اصل میں کہتے ہیں کسی شئی کا پالینا سکر یا دیکھ کر، تو زہادت مشہود (جس کے بارے میں گواہی دی گئی) کے علم

کا تقاضہ کرتا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ اور حضور علم کا تقاضا نہیں کرتا کیا آپ کو نہیں معلوم کہ کہا جاتا ہے ”حضرت الموت“ موت حاضر ہو گئی اور نہیں کہا جاتا ”شہدت الموت“ اسلئے کہ موت کو علم کے ساتھ موصوف کرنا لُح۔“

حرص اور طمع میں فرق

قِيلَ الْحَرَصُ أَشَدُّ الطَّمَعِ وَعَلَيْهِ جَرَىٰ قَوْلُهُ تَعَالَىٰ: ﴿اَفْتَطْمَعُوْنَ اِنْ يُّؤْمِنُوا لَكُمْ﴾ لَآنَ الْخَطَابُ فِيْهِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، وَقَوْلُهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ: ﴿اِنْ تَحَرَّصْ عَلٰى هِدَاہِم﴾ فَاِنَّ الْخَطَابَ فِيْهِ مَقْصُوْرٌ عَلٰى النَّبِیِّ صَلٰی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَمَ، وَلَا شُكَّ اَنَّ رَغْبَتَهُ صَلٰی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَمَ فِیْ اِسْلَامِهِمْ وَهِدَايَتِهِمْ كَانَ اَشَدَّ وَاکْثَرَ مِنْ رَغْبَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ الْمَشَارِكِيْنَ لَہِ فِی الْخَطَابِ الْاَوَّلِ فِیْ ذَالِکَ. (فروق اللغات ص: ۱۱۲، ۱۱۳)

”کہا گیا ہے کہ حرص زیادہ طمع لالچ کو کہتے ہیں اور اسی پر اللہ تعالیٰ کا قول ﴿اَفْتَطْمَعُوْنَ اِنْ يُّؤْمِنُوا لَكُمْ﴾ کیا تم لوگ طمع رکھتے ہو کہ وہ لوگ تمہارے مطیع ہوں گے ایمان لائیں گے، اسلئے کہ اس میں مومنوں سے خطاب ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ”اِنْ تَحَرَّصْ عَلٰى هِدَاہِم“ اس میں خطاب محصور ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رغبت ان کے اسلام کیلئے دوسرے مسلمانوں سے زیادہ ہے جو پہلے خطاب میں ان کے شریک ہیں۔“

حَال اور شَان میں فرق

الشَّانُ لَا يُقَالُ اِلَّا فِیْمَا یُعْظَمُ مِنَ الْاَحْوَالِ وَالْاُمُوْر فَکُلُّ حَالٍ شَانَ وَلَا یَنْعَکَسُ کَذَا قَالَهُ الرَّاعِبُ. (فروق اللغات ص: ۱۱۴)

”شان صرف عظیم بڑے احوال و امور کیلئے بولا جاتا ہے پس ہر حال شان ہے لیکن اس کا عکس نہیں، اسی طرح امام راغبؒ نے فرمایا۔“

حدیث قدسی اور قرآن میں فرق

حدیث قدسی اور قرآن شریف میں چند فرق ہیں۔ (۱) قرآن مجزہ ہے حدیث قدسی مجزہ نہیں ہوا کرتی۔ (۲) قرآن کریم مکتو ہے اور حدیث قدسی مکتو نہیں ہوتی۔ (۳) قرآن حکیم کی نماز میں قرأت ہوتی ہے جبکہ حدیث قدسی کی قسولۃ فی الصلوۃ نہیں ہوتی۔ (۴) قرآن مجید کے تحفظ کا من جانب اللہ وعدہ ہے اور حدیث قدسی کے بارے میں ایسا کوئی وعدہ مصرح نہیں ہے۔ (الازہار ص: ۱۷۱ ج ۱، مقدس باتیں ص: ۲۵، المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۲۵، مآرب الطلبہ ص: ۳۱۱، روضۃ الازہار)

حشر اور نشر میں فرق

ان الحشر اخراج الجماعة عن مقرهم و سوقهم الى الحرب ونحوه ثم خص باخراج الموتى عن قبورهم و سوقهم الى الموقف للحساب والجزاء والنشر احياء الموتى بعد موتهم قلت قال الله تعالى في سورة يونس ﴿وَيَوْمَ يُحْشَرُ هُمْ كَان لَمْ يَلْبِسُوا﴾ ﴿وَيَوْمَ نُسِيرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَا هُمْ﴾ ﴿فَارْمِلْ فِرْعَوْنَ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ﴾ هذه ثلاثة معان. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۴۸)

”حشر کہتے ہیں کسی جماعت کو اس کے ٹھکانے سے نکالنا اور ان کو جنگ یا اس جیسے کاموں کیلئے ہٹانا پھر یہ خاص ہو گیا مردوں کو ان کی قبروں سے نکالنا اور ان کو موقف کی طرف حساب اور بدلہ کیلئے ہٹانے کیلئے، اور نشر کہتے ہیں مردوں کو ان کے موت کے بعد زندہ کرنے کو، میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا سورۃ یونس میں ﴿وَيَوْمَ يُحْشَرُ هُمْ كَان لَمْ يَلْبِسُوا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ ان کو جمع کریں گے گویا کہ وہ دنیا میں نہ رہے مگر چند گھڑی ﴿وَيَوْمَ نُسِيرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْاَرْضَ

بارزۃ وحشرناہم ﴿﴾ فارسل فرعون فی المدائن حشرین ﴿﴾ اور جس دن پہاڑ چلائیں گے اور آپ زمین کو ظاہری حالت میں دیکھیں گے اور ہم ان کو جمع کریں گے پس فرعون نے شہر میں اپنے جمع کرنے والے بھیج دیے۔“

الحدث اور الخبث میں فرق

الحدث هو الاثر الحاصل للمكلف وشبهه عند عروض احد اسباب الوضوء والغسل المانع من الصلوة المتوقف رفعه على النية، الخبث هو النجس وفترق بينهما بأن الحدث ما افتقر الى النية. و الخبث مالا يفتقر اليها وان الاول مالا يدرك بالحنس، والثاني مالا يدرك به. (فروق اللغات ص: ۱۱۵)

”حدث وہ اثر ہے جو مکلف کو حاصل ہو اور اس کے مشابہ وضو یا غسل کے اسباب میں سے کسی کے پیش آنے پر جو کہ نماز سے روکنے والی ہو اور اس کا دور کرنا نیت پر موقوف ہو خبث وہ نجس ہے، اور ان دونوں کے درمیان فرق کیا گیا ہے کہ حدث وہ ہے جس میں (راکل کیلئے) نیت کا محتاج ہو اور خبث وہ ہے جس میں نیت کی طرف محتاجی نہ ہو، اور (حدث) جس کے ذریعے ادراک نہیں ہوتا اور دوسرا (خبث) جس سے اس کا ادراک ہو جاتا ہے۔“

الحنان اور الممان میں فرق

الحنان الذي يقبل على من اعرض عنه، و الممان الذي يبدأ بالتوال قبل السؤال (فروق اللغات ص: ۱۱۲)
”حنان وہ ذات جو متوجہ ہوتی ہو اس شخص کی طرف جو اس سے اعراض کرے اور ممان وہ ذات جو سوال سے پہلے عطا کر دے۔“

حدیث اور سنت میں فرق

خلاصہ ان دونوں کا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال پر بلکہ ہر عمل پر حدیث کا اطلاق تو ہوتا ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و اقوال پر سنت کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض افعال جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہیں جس سے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو منع فرمایا ہے جیسے نواز واج ایک ساتھ رکھنا ”طواف علی البعیر“ ایسا ہی شب و روز میں کسی وقت افطار نہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ لہذا ان پر حدیث کا اطلاق تو ہے مگر سنت کا نہیں کیونکہ لفظ سنت صرف جائز الاتباع افعال کو کہا جاتا ہے اور لفظ حدیث جائز الاتباع و عدم جائز الاتباع دونوں قسم کے افعال کو شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث شریف میں جو اقوال و افعال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ہیں اس میں جائز الاتباع وغیرہ کی کوئی قید نہیں ہے بلکہ عام ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ ہر سنت حدیث تو ہے مگر ہر حدیث، سنت نہیں ہے۔ (کذا یفہم من مارب الطلبہ ص: ۳۱۰)

حجاب النساء اور ستر عورت میں فرق

”ستر“ کہتے ہیں چھپانے کو ”عورت“ کہتے ہیں جس کا لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا عار و عیب ہے اور ستر عورت و حجاب النساء کے درمیان چند وجوہ سے فرق ہے (۱) ستر عورت ہمیشہ سے فرض ہے اور حجاب النساء ۵ھ میں فرض ہوا۔ (۲) ستر عورت، مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے اور حجاب صرف عورت پر فرض ہے۔ (۳) ستر عورت لوگوں کے سامنے اور خلوت دونوں میں فرض ہے اور حجاب صرف اجنبی کی موجودگی میں فرض ہے۔ (مارب الطلبہ ص: ۱۴۲)

حدود اور قیود میں فرق

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ”حدود“ و ”قیود“ میں فرق یہ ہے کہ جو غالباً لغت کے موافق ہے ”حدود“ وہ ہے جو کسی شئی کا ملتہا ہوا اور ”قیود“ وہ ہے جو اس حد کے اندر اس شئی میں تخصیص کر دے مثلاً نماز کی ایک تو حد ہے کہ عصر کی نماز میں چار رکعات ہیں اس سے زیادہ کرنا منع ہے اور ”قیود“ یہ ہیں جیسے نماز کیلئے با وضوء ہونا، مستقبل قبلہ ہونا وغیرہ، حد بھی اطلاق کے متانی ہے اور قید بھی۔ (فقہ حنفی کے اصول و ضوابط ص ۲۲۳ بحوالہ التبلیغ)

حلف اور حلیف میں فرق

ماضی ہو کہ ان دونوں کے درمیان یوں فرق بیان کیا جاتا ہے کہ ”حلیف“ کہتے ہیں وہ شخص جس سے چند دن کا عہد ہوا ہو اور ”حلف“ کہتے ہیں اس شخص کو جس سے پرانا عہد موجود ہو۔ (ازکافی مسودہ شرح مقامات اردو ص: ۲۱۹ قسط ۵، من المؤلف الحقیق غفر لہ ولو الدیہ ولمن لہ حق علیہ)

حق الیقین، عین الیقین اور علم الیقین میں فرق

یقین سیکھتے ہیں اعتقادِ جائز واقع للواقع، کو اگر ادراک کا صرف یہی مرتبہ ہے تو یہ علم الیقین ہے اور اس کے ساتھ غلبہ حال بھی ہو لیکن اس غلبہ میں مدرک، غیر مدرک سے غیبت نہ ہو تو عین الیقین ہے اور اگر ایسا غلبہ ہے کہ غیر مدرک سے غیبت بھی ہے تو حق الیقین ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول و ضوابط)

حرام اور نجس میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے یعنی حرام عام مطلق ہے اور نجس اخص مطلق ہے یعنی ہر نجس حرام میں داخل ہے لیکن ہر حرام نجس میں داخل نہیں ہے بلکہ بعض داخل ہے جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ اور بعض داخل نہیں جیسے مٹی وغیرہ یہ تو حرام میں داخل ہے لیکن نجس میں داخل نہیں۔ (آرٹارب الطلہ ص: ۱۱۷)

حسب، نسب اور صھر میں فرق

جاننا چاہئے کہ ”نسب“ اور ”صھر“ دونوں کے معنی رشتہ دار کے ہیں پھر دونوں میں یہ فرق ہے کہ ”نسب“ اس رشتہ اور قرابت کو کہا جاتا ہے کہ جو باپ کی طرف سے ہو اور ”صھر“ اس وہ رشتہ و تعلق کو کہا جاتا ہے جو بیوی کی طرف سے ہو جس کو عام عرف میں سسرال بولا جاتا ہے۔ (دیکھئے، آرٹارب الطلہ ص: ۲۱۰، مصنف مولانا شبیر احمد رکانی صاحب)

حبیب اور خلیل میں فرق

دونوں لفظ کے معنی دوست کے ہیں پھر دونوں میں فرق اس قدر ہے کہ حبیب کہتے ہیں اس دوست کو جس کی محبت معشوق کے ہر رگ و ریشہ میں سرایت کر جانے کے بعد خود وہ دوست معشوق کے درجہ میں ہو گیا ہو یعنی معشوق اس کا عاشق بھی ہو گیا ہو گویا دونوں متحد ہو گئے ہوں، اور خلیل، اس دوست کو کہا جاتا ہے جو عاشق کے مرتبہ میں رہا ہو اس حال میں اس کی محبت معشوق کے ہر رگ و ریشہ میں گھس گئی ہو چاہئے دونوں متحد ہوں یا نہ ہوں۔ (آرٹارب الطلہ ص: ۲۵۹)

حوت اور سمک میں فرق

واضح ہو کہ دونوں مچھلی کے معنی میں مستعمل ہے لیکن عام طور پر ہر مچھلی کیلئے سمک کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جس کی جمع اسماک آتی ہے اور حوت اس کی جمع حیتان آتی ہے اور عموماً بڑی مچھلی کو کہا جاتا ہے۔ (کما یفہم من روضۃ الصالحین شرح ریاض الصالحین حدیث نمبر ۱۳۹۳، مؤلفہ مولانا محمد حسین صدیقی مدظلہ العالی، استاذ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی)

حبر اور مداد میں فرق

حبر اور مداد یہ دونوں لفظ روشنائی کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں لیکن مؤرخ الاسلام مولانا قاضی محمد اطہر مبارک پوریؒ اپنی مایہ ناز کتاب ”مسلمانوں کے ہر طبقہ و ہر پیشہ میں علم و علماء“ میں لکھتے ہیں کہ کالی روشنائی کو ”مداد“ اور سرخ یا عمدہ روشنائی کو ”حبر“ کہتے ہیں۔ (ص ۳۲) آگے صفحہ ۳۸ میں لکھتے ہیں کہ حبر، لکھنے کی روشنائی اور سیاہی کو کہتے ہیں اور اس کے بنانے اور فروخت کرنے والے کو حبار اور حمری کہتے ہیں۔ (دیکھئے مزید تفصیل کیلئے کتاب مذکور صفحہ ۳۸، ناشر: مکتبہ خدیجہ الکبریٰ محمد علی سوسائٹی، کراچی)

حال متداخلہ اور حال مترادفہ میں فرق

دونوں میں فرق یہ ہے کہ حال متداخلہ میں دونوں حالوں کے ذوالحال الگ الگ (یعنی دو) ہوتے ہیں اور حال مترادفہ کا ذوالحال ایک ہوتا ہے۔ حال متداخلہ کی مثال یہ ہے: جاءنی زید یقوم غلامہ معجرو خا راسہ، اس مثال میں معجرو خا غلامہ سے حال ہے اور یقوم غلامہ زید سے حال ہے۔ مترادفہ کی مثال یہ ہے:

رایٹ زید قائماً عاملاً، اس مثال میں حال اول قائماً اور حال ثانی عاملاً دونوں کا ذوالحال ایک ہے۔ (مقدمات علوم درسیہ ص: ۳۳۱، ناشر مولانا حافظ عبدالحلیم صاحب استاذ جامعہ احتشامیہ کراچی)

الحب اور الود کے درمیان فرق

ان الحب يكون فيما يوجب ميل الطباع والحكمة جميعاً والود من جهة ميل الطباع فقط الا ترى انك تقول احب فلاناً و اودهُ وتقول احب الصلوة ولا تقول اود الصلوة وتقول اود ان ذاك كان لي اذا تمنيت وداده و اود الرجل ودّاً و مودةً والودّ والوديد مثل الحب و الحبيب. (الفروق في اللغة ص ۱۱۶/۱۱۵)

”حب“ وہاں ہوتا ہے جہاں طبیعت کا میلان اور حکمت دونوں جمع ہوں ”ود“ صرف طبیعت کے میلان سے ہوتا ہے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آپ کہتے ہیں ”احب فلاناً و اودهُ“ اور کہتے ہیں ”احب الصلوة“ لیکن یوں نہیں کہتے ”اود الصلوة“ اور آپ کہتے ہیں، ”اود ان ذاک کان لی“ جب آپ اس کی محبت کے طالب و متمنی ہوں، اور آپ کہتے ہیں، اود الرجل ودا و مودة یعنی مجھے اس آدمی سے محبت ہے، اور ”الود و الودید“ ”الحب و الحبيب“ کی طرح ہے یعنی ایک مصدر ہے دوسرا صفت مشبہ ہے۔“

حفظ اور عصمت میں فرق

امام شعرانی ”کسی سائل کے جواب میں عصمت اور حفظ کا فرق اس طرح بیان کرتے ہیں: فان قلت فما الفرق بين العصمة والحفظ؟ فالجواب: الفرق بينهما ان الانبياء معصومون من المباح لهوى انفسهم بخلاف الاولياء فاذا فعل الانبياء المباح لا يفعلون لهوى نفوسهم كغيرهم وانما

يفعلونه على جهة التشريع انه مباح فهو واجب عليهم حينئذ يعنى فعل المباح اذا التبليغ واجب عليهم ذكره الشيخ محي الدين فى آخر باب سجود التلاوة ، من الفتوحات المكية . (اليواقيت والجواهر ج ۲ ص: ۱۵۵)

”پس اگر تو کہے کہ عصمت اور حفظ کے درمیان فرق کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے مابین فرق یہ ہے کہ انبیاء کرام مباح کام کرنے میں بھی اپنے نفسوں کی خواہش سے بھی معصوم ہوتے ہیں بخلاف اولیاء کے (کہ ہو سکتا ہے ان کا کوئی کام نفس کی خواہش پر مبنی ہو، لہذا وہ معصوم نہیں ہوتے بلکہ محفوظ ہوتے ہیں، مرتب) پس جب انبیاء کرام کوئی مباح کام کرتے ہیں تو دوسروں کی طرح وہ اپنی نفسانی خواہش کی بناء پر نہیں کرتے بلکہ وہ مباح کام بھی اس کی شرعی حیثیت بتانے کیلئے کرتے ہیں، (تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ کام گو فرض و واجب نہیں لیکن مباح اور جائز ہے۔ ورنہ پیغمبر علیہ السلام یہ کام نہ کرتے) پس اس وقت مباح فعل اس کی شرعی حیثیت بتانے کیلئے ان پر واجب ہوتا ہے کیونکہ ان پر تبلیغ واجب ہوتی ہے اس کو شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ کے آخری باب سجود التلاوة میں ذکر کیا ہے۔“

(دیکھئے علمی محاسبہ ص: ۳۶۱، از مولانا قاضی مظہر حسین صاحب ناشر تحریک خدام المل السنۃ والجماعت چکوال پاکستان)

حبال اور قلا س کے درمیان فرق

واضح ہو کہ حبال ہر قسم کی رسی بٹنے اور بیچنے کو کہتے ہیں اور کشتیوں، جہازوں میں کام آنے والی موٹی موٹی رسیوں اور رسوں کے بنانے بٹنے والے کو اہل عرب قلاوی اور قلا س کہتے ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے مراجعت کیجئے۔ (”مسلمانوں کے ہر طبقہ و ہر پیشہ میں علم و علماء“ ص ۱۱۷، از مولانا قاضی اطہر مبارک پوری)

الحوب اور الذنب کے مابین فرق

إِنَّ الْحُوبَ يَفِيدُ أَنَّهُ مَزْجُورٌ عَنْهُ وَذَلِكَ أَنَّ أَصْلَهُ فِي الْعَرَبِيَّةِ
الزَّجْرُ وَمِنْهُ يُقَالُ فِي زَجْرِ الْإِبِلِ حُوبٌ، حُوبٌ وَقَدْ سُمِّيَ الْجَمْلُ بِهِ لِأَنَّهُ
يَزْجَرُ وَحَابُ الرَّجُلِ يَحُوبُ وَقِيلَ لِلنَّفْسِ حُوبًا لِأَنَّهُ تَزْجَرُ وَتَدْعَى:
(الفروق في اللغة ص: ۲۲۸)

”حوب اس عبادت کا فائدہ دیتا ہے کہ وہ مزجور عنہ ہو (جس کام کے کرنے میں
زجر کیا جائے) اور یہ اسلئے کہ اس کا اصل عربیت میں زجر ہے اور اسی سے کہا جاتا ہے
”زجر الابل“ میں حوب کو اور اونٹ کا نام حوب رکھا گیا اس لئے کہ اس پر زجر کیا جاتا ہے،
اور ”حاب الرجل يحوب“ یعنی آدمی نے زجر کیا، اور نفس جان کو حوبا کہا گیا اسلئے
کہ وہ زجر کرتا ہے ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے اور جھوٹا دعویٰ کرتا ہے۔“

حریر اور خز کے درمیان فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں لیکن اہل لغت یہ فرق بیان
کرتے ہیں کہ خز آبریشم، اور اس کے بننے بنانے اور فروخت کرنے والے کو خز آبریشمی کہتے
ہیں اور حریر ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں اور اس کے بننے بنانے اور فروخت کرنے والے
حریری کہتے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے۔ (مسلمانوں کے ہر طبقہ ہر پیشہ میں علم و علماء، ص: ۵۷،
ناشر مکتبہ خدیجہ الکبریٰ محمد علی سوسائٹی کراچی)

حلم اور رویا کے مابین فرق

یہ دونوں لفظ حدیث شریف میں آئے ہیں پہلے خواب کیلئے رویا استعمال
ہوتا تھا جیسے سورہ یوسف میں آیا ہے، اور اب خواب کیلئے لفظ حلم کا استعمال کیا جا رہا ہے،

اور شریعت کی اصطلاح میں رویا اچھے خواب کو اور علم برے خواب کو کہتے ہیں، مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائے، روضۃ الصالحین شرح ریاض الصالحین جلد چہارم حدیث نمبر (۸۳۵) از مولانا محمد حسین صدیقی صاحب استاذ الحدیث بنوریہ سائٹ کراچی)

الفرق بین الحُقبۃ والزمان

انّ الحقبۃ اسم للسنة الاّ أنها تفيد غير ما تفيد ه السنة و ذلك انّ السنة تفيد انها جمع شهور والحقبۃ تفيد انها ظرف لاعمال والامور تجرى فيهما ماخوذة من الحقبۃ وهى ضرب من الظروف تتخذ من الآدم يجعل الراكب فيها متاعه وتشد خلف رحله او سرجه واما البرهة فبعض الدهر الا ترى انه يقال برهة من الدهر كما يقال قطعة من الدهر وقال بعضهم هى فارسيه معربة. (الفروق فى اللغة ص: ۲۶۶)

”ہفتہ سال کا نام ہے مگر ہفتہ وہ فائدہ دیتا ہے جو سہ، سال نہیں دیتی اسلئے کہ سہ فائدہ دیتی ہے کہ یہ مہینوں کا مجموعہ ہے، اور ہفتہ فائدہ دیتا ہے کہ یہ اعمال اور جو امور اس میں واقع ہوں ان کیلئے ظرف ہو، اور ہفتہ ماخوذ ہے ہفتہ سے جو صرف ظروف کی ایک قسم ہے جو کھالوں سے بنائی جاتی ہے اور سوار اس میں اپنا سامان رکھتا ہے اور سواری یا زین کے پیچھے باندھی جاتی ہے۔ اور رہا ”برُہۃ“ تو وہ کچھ زمانہ ہے کیا آپ کو نہیں معلوم کہ کہا جاتا ہے ”برہۃ من الدهر“ زمانہ کا حصہ جیسا کہ کہا جاتا ہے ”قطعة من الدهر“ (زمانہ کا ٹکڑا) اور بعضوں نے کہا یہ فارسی سے عربی بنایا گیا ہے۔“

الفرق بین الحرام والسُحت

إن السُحت مبالغة في صفة الحرام بولہذا يقال: حرام سُحت بولا
يقال: سُحت حرام بوقيل: السُحتُ يفيد أنه حرام ظاہر، فقولنا:
حرام، لا يفيد أنه سُحت، وقولنا: سُحت، يفيد أنه حرام، ويجوز أن يقال: إن

السُّحْتُ الحرام الذي يتأصل الطاعات من قولنا: سحَّته إذا استأصله، ويجوز أن يكون السحت الحرام الذي لا بركة له فكانه مستأصل، ويجوز أن يكون المراد به أنه يتأصل صاحبه.

(الفروق في اللغة ص: ۲۲۷)

”دونوں کا معنی تو ویسے ایک ہی ہے مگر دونوں میں قدرے فرق ہے، وہ یہ کہ السحت میں مبالغہ کا معنی بھی پایا جاتا ہے اسی لئے حرام سحت کہنا ٹھیک ہے سحت حرام درست نہیں، بعض حضرات کا کہنا ہے کہ السحت ایسے حرام کو کہا جاتا ہے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہو، پس کسی چیز کے حرام ہونے کیلئے ضروری نہیں کہ وہ سحت بھی ہو جبکہ یہ سحت کیلئے ضروری ہے، اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ السحت ایسے حرام کو کہا جاتا ہے جو نیکیوں کو ختم کر ڈالے، کہا جاتا ہے: سحتہ، یعنی میں نے اسے جڑ سے اکھیڑ ڈالا، اور یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ السحت ایسے حرام کو کہا جاتا ہے جس کے بعد کوئی برکت باقی نہ رہے گویا کہ اس صورت میں بھی مذکورہ معنی پایا گیا، اور یہ بھی کہنا درست ہے کہ السحت جو ارتکاب کرنے والے کا خاتمہ کر ڈالے۔“

الحفیظ اور الرقیب کے درمیان فرق

إن الرقیب هو الذي يراقبك لتلا يخفى عليك، وأنت تقول لصاحبك إذا فتش عن أمورك أرقب علي أنت؟ وتقول: راقب الله، أي: أعلم أنه يراقب فلا يخفى عليك، والحفیظ لا يتضمن معنى التفطيش عن الأمور و البحث عنها. (الفروق في اللغة ص: ۲۰۰)

”الرقیب وہ جو تمہاری نگہبانی کرے تاکہ آپ کا کوئی فعل اس سے چھپانہ رہے، آپ کا ایسا ساتھی جو آپ کے ہر ہر کام کے بارے میں پوچھ گچھ کرے اسے آپ کہیں گے: أرقب علي أنت؟ (کیا تم میرا نگہبان ہو؟)، کہا جاتا ہے: راقب اللہ، یعنی یہ جان لے کہ اللہ عزوجل تجھے دیکھ لہا ہے، اور اس پر تیری کوئی بات ڈھکی چھپی

نہیں ہے، جبکہ الحفیظ میں یہ پوچھ گچھ اور کرید کا معنی نہیں پایا جاتا۔“

الفرق بین الحصة والنصيب

إِنَّ بَعْضَهُمْ قَالَ: إِنَّ الْحَصَّةَ هِيَ النَّصِيبُ الَّذِي بَيْنَ، وَكُشِفَتْ وَجْوهُهُ، وَزَالَتْ الشَّبْهَةُ عَنْهُ، وَأَصْلُهَا مِنَ الْحَصَصِ وَهُوَ أَنْ يَحْصَ الشَّعْرَ عَنْ مَقْدَمِ الرَّأْسِ حَتَّى يَنْكُشِفَ، وَفِي الْقُرْآنِ: ﴿الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ﴾ [يوسف / ۵۱] وَلِهَذَا يَكْتُبُ أَصْحَابُ الشُّرُوطِ: ”حَصَّتْهُ مِنَ الدَّارِ كَذَا“، وَلَا يَكْتُبُونَ: ”نَصِيبُهُ“، لِأَنَّ مَا تَتَضَمَّنُهُ الْحَصَّةُ مِنْ مَعْنَى التَّبْيِينِ وَالْكَشْفِ لَا تَتَضَمَّنُهُ النَّصِيبُ، وَعِنْدَنَا أَنَّ الْحَصَّةَ هِيَ مَا ثَبَتَ لِلْإِنْسَانِ، وَكُلُّ شَيْءٍ حَرَكْتُهُ لَتَبْتِهِ فَقَدْ حَصَّ حَصَّتُهُ، وَهَذِهِ حَصَّتِي أَيْ مَا ثَبَتَ لِي، وَحَصَّتُهُ مِنَ الدَّارِ مَا ثَبَتَ لَهُ مِنْهَا، وَلَيْسَ يَقْتَضِي أَنْ يَكُونَ عَنْ مِقَاسِمَةٍ كَمَا يَقْتَضِي ذَلِكَ النَّصِيبُ. (الفرق في اللغة ص: ۱۶۰)

”ان دونوں لفظوں کے درمیان فرق کے بارے میں بعض علماء کا کہنا ہے کہ الحصة کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو ظاہر و بین ہو، دراصل یہ الحصص سے ماخوذ ہے، جس کا معنی سر کے اگلے حصے کا اچھی طرح موٹنا ہے، اللہ عز و جل کا فرمان ہے: الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ”اب سچی بات کھل گئی (پوری طرح ظاہر ہو گئی)“ لہذا لوگ ”حصة من الدار كذا“ استعمال کرتے ہیں ”نصيب من الدار كذا“ استعمال نہیں کرتے، کیونکہ الحصة جس طرح کشف و ظہور کا معنی دے رہا ہے اس طرح النصیب دینے سے قاصر ہے۔

مگر ہمارے نزدیک الحصة کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو کسی انسان کیلئے ثابت ہو، اور ہر چیز جسے آپ حرکت دے تاکہ اس کو ثابت کرے پس آپ نے اس کے حصے کو ڈالے، کہا جاتا ہے ہذا حصتی یعنی وہ کچھ (حصہ) جو میرے لئے ثابت ہوا، اور حصته من الدار یعنی جو کچھ (حصہ) اس کیلئے ثابت ہوا، اور یاد رہے کہ

الحصۃ میں تقسیم کی ضرورت نہیں جبکہ یہ النصیب میں ضروری ہے۔“

الفرق بین الحیرۃ والدھش

إن الدھش حیرۃ مع تردد واضطراب ولا یكون إلا ظاهراً،
ویجوز أن تكون الحیرۃ خافیۃ کحیرۃ الإنسان بین امرین تروی
فیہما ولا یدری علی آیہما یقدم ولا یظهر حیرتہ، ولا یجوز أن یدھش
ولا یظهر دھشتہ. (الفروق فی اللغة ص: ۲۳۹/۲۳۸)

”ان دونوں کے فرق یہ بیان کیا گیا ہے کہ الدھش اس حیرت کو کہا جاتا ہے جس میں تردد و اضطراب بھی موجود ہو اور یہ ہمیشہ ظاہر ہوتا ہے، جبکہ الحیرۃ میں ممکن ہے کہ مخفی ہو، جیسے کوئی شخص دو چیزوں کے درمیان حیرت میں پڑ جائے کہ کس طرف بڑھے، اور انیس کسی چیز کا ظہور نہیں ہوتا، اور الدھش میں ممکن نہیں کہ اس میں کسی دھشت کا ظہور نہ ہو۔“

الحقیر اور الصغیر کے درمیان فرق

إن الحقیر من کل شیء مانقص عن المقدار
المنعہود لجنسہ، یقال: هذه دجاجة حقيرة إذا كانت ناقصة الخلق عن
مقادیر الدجاج، ویكون الصغیر فی السن وفي الحجم، تقول: طفل صغیر،
وحجر صغیر، ولا یقال: حجر حقیر، لأن الحجارة لیس لها قدر معلوم فإذا
نقص شیء منها عنه سُمي حقیراً کما أن الدجاج والحجل وما أشبهها
لها أقدار معلومة فإذا نقص شیء من جملتها عنه سُمي حقیراً.

والصغیر یكون صغیراً بالإضافة إلى ما هو أكبر منه، وسواء كان من
جنسہ أولاً، فالکوز صغیر بالإضافة إلى الجرة، والجمل صغیر بالإضافة إلى
الفیل، ولا یقال للجمل صغیر علی الإطلاق وإنما یقال: هو صغیر بجانب

الفیل۔ (الفروق فی اللغة ص: ۲۳۷)۔

”ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ الحقیقہ کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو اپنی مقررہ مقدار سے کم ہو، کہا جاتا ہے: ”ہذہ دجاجة حقیرة“ یعنی یہ مرغی اپنی مقررہ مقدار سے کم ہے“ اور الصغیر کا اطلاق عمر کی کمی اور حجم کی کمی پر ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: طفل صغیر (چھوٹا بچہ)، حجر صغیر (چھوٹا پتھر)، اور حجر حقیر نہیں کہا جاتا، کیونکہ پتھروں کی کوئی مقررہ مقدار نہیں ہوتی کہ اس سے کچھ کم ہو جائے تو اس کیلئے الحقیقہ استعمال کیا جائے، جس طرح کہ مرغی وغیرہ کی مقدار مقرر ہے۔

اور الصغیر کا اطلاق کسی چیز پر اس سے بڑی چیز کی نسبت بھی کیا جاتا ہے چاہے دوسری چیز اس کے جنس میں سے ہو یا نہ ہو، جیسا کہ کوزہ پر الصغیر کا اطلاق مٹکے کی نسبت، اور اونٹ پر ہاتھی کی نسبت ہوتا ہے، یاد رہے کہ اونٹ پر الصغیر کا اطلاق سوائے مذکورہ نسبت کے نہیں ہوتا ہے۔“

﴿نوٹ﴾

ذیل میں وہ الفاظ ہیں جنکے فروق گذر چکے ہیں: ذیل میں وہ الفاظ لکھے جاتے ہیں جنکا تعلق حرف ح سے ہیں لیکن انکے فروق پہلے گذر چکے ہیں جو حسب ذیل ہیں:- (۱) حمد، ثناء، مدح اور شکر کا فرق، ثناء، حمد، شکر، مدح میں گذر گیا ہے۔ (۲) حد ثنا اور خبرنا کا فرق، خبرنا اور حد ثنا میں گذر گیا ہے۔ (۳) حذف، تقدیر کا فرق، تقدیر، حذف میں گذر گیا ہے۔ (۴) حُسن اور جمال کا فرق، جمال اور حسن میں گذر چکا ہے۔ (۵) حیلہ اور تدبیر کا فرق، تدبیر اور حیلہ میں گذر چکا ہے۔ (۶) حزب اور جماعت کا فرق جماعت اور حزب کے اندر گذر گیا ہے۔ (۷) حین، وقت اور آوان کا فرق، آوان، وقت اور حین میں دیکھئے۔ (۸) حتی اور الی کا فرق، الی اور حتی میں ملاحظہ کیجئے۔ (۹) عشو اور تطویل کا فرق، تطویل اور حشو کے اندر دیکھئے۔ (۱۰) حصر

اور اختصاص کا فرق، اختصاص اور حصر میں گذر گیا ہے۔ (۱۱) حال اور تمیز کا فرق تیز اور حال میں دیکھئے۔ (۱۲) حذف اور اختصار کا فرق، اختصار اور حذف میں گذر گیا ہے۔ (۱۳) حد و د اور تعزیرات کا فرق، تعزیرات اور حد و د میں دیکھئے۔ (۱۴) حق اور جھل کا فرق، جھل اور حق میں دیکھئے۔ (۱۵) حسرت، حزن اور بے گشتی کا فرق بے گشتی، حسرت اور حزن میں گذر گیا ہے۔ (۱۶) حزن، غم، نصیب اور آذی کا فرق آذی، غم، حزن، اور غم میں دیکھ سکتے ہیں۔

خشوع، خضوع اور تواضع کا فرق

تواضع کے معنی عاجزی کے ہیں کہ جس کا اعتبار اخلاق اور افعال ظاہرہ اور باطنہ سے ہوتا ہے۔ اور خشوع جس کا اعتبار آواز، نگاہ اور دل سے ہوتا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے ﴿وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ﴾، ﴿خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ﴾ وغیرہ اور خضوع کہ جس کا اعتبار بدن سے ہوتا ہے کما فی القرآن ﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ﴾ ہکذا فی النہایۃ...

(تفہیمات ص ۹۵/ج ۲ و مآرب الطلبة ص: ۱۲۶ و فی العوارف المعارف، و الفروق فی اللغات و الفروق فی اللغہ ص ۲۳۳)

خاصیت اور خاصہ میں فرق

شیء کا اثر جو اسی شیء پر مرتب ہوتا ہے اس کو خاصیت کہا جاتا ہے خواہ اس کے ساتھ مختص ہو یا نہ ہو بلکہ دوسرے میں بھی پایا جاوے بخلاف خاصہ کے کہ شیء کا خاصہ اس کے ساتھ مختص ہوتا ہے اور دوسرے میں نہیں پایا جاتا ہے اور کبھی خاصہ۔ خاصیت اور خصیصہ، ایک ہی معنی میں مستعمل ہوتے ہیں۔

(فرائد منشورہ در تحقیقات کلمات مستورہ، ص: ۳۷، و مآرب الطلبة لتحقيق)

خلود اور دوام میں فرق

إن الدوام هو استمرار البقاء في جميع الأوقات، ولا يقتضي أن يكون في وقت دون وقت، ألا ترى أنه يقال: إن الله تعالى لم يزل دائماً ولا يزال دائماً، والخلود هو استمرار البقاء من وقت مبتدأ، ولهذا لا يقال: إنه خالد كما أنه دائم. (الفروق في اللغة ص: ۱۱۱)

”ان دونوں لفظوں میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ الدوام: ایسی بقاء جو تمام وقتوں میں جاری رہنے والی ہو، پس اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا جاتا ہے: لم یزل دائماً، لا یزال دائماً“ ازل سے ابد تک باقی رہنے والا“ اور الخلود: ایسی بقاء جو کسی وقت سے شروع ہو کر جاری رہنے والی ہو، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو خلود سے متصف نہیں کیا جاتا۔“

خوف اور فزع میں فرق

قيل: الفزع انقباض ونقار يعرض للإنسان من الشيء المخيف، وهو من جنس الجزع، وقيل: هو الخوف الشديد، وقيل: هو الخوف من دخول النار وعذابها، وقيل: هو النفحة الأخيرة. (فروق اللغات ص: ۱۲۳/۱۲۵)

”ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ الفزع اس دہشت و انقباض کو کہا جاتا ہے جو انسان کو کسی خوفناک چیز سے لاحق ہوتی ہے، اور یہ جزع کے جنس میں سے ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ الفزع شدید خوف کو کہا جاتا ہے: اور بعض فرماتے ہیں کہ الفزع: آگ میں پڑنے اور اس کے عذاب کے خوف کو کہا جاتا ہے، اور بعض اسے قیامت کے دن صور اسرافیل کی آخری پھونک قرار دیتے ہیں۔“

الخصم اور القضم میں فرق

إن القضم الأكل بأطراف اللسان، والخصم الأكل بجميع الفم، كذا في كفاية المتحفظ، وفي القاموس: الخصم الأكل، أو بأقصى الأضراس، أو ملء الفم بالماكول، أو خاص بالشيء الرطب كالقشء، وقضم كسمع: أكل بأطراف أسنانه أو أكل يابساً. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۲۰).

”قضم“ اطراف زبان سے کھانے کو کہتے ہیں۔ اور خصم: کہتے ہیں کہ انسان منہ کے ہر حصہ سے کھائے۔ جیسا کہ ”کفاية المتحفظ“ میں ہے اور قاموس کے اندر ہے کہ ”خصم“ کے معنی ڈاڑھ کے آخری حصہ سے کھانا، یا منہ بھر کے کھانے ہیں۔ یا یہ خاص ہے چیزوں کے ساتھ جیسے گلری وغیرہ اور قضم بروزن سمیع ہے جو دانت کے اطراف یا خشک چیزوں کے کھانے کیلئے مستعمل ہے۔“

الخلق اور الناس کے درمیان فرق

إنَّ الناس هم الإنس خاصة، وهم جماعة لا واحد لهم من لفظها، وأصله عندهم أناس فلما سكنت الهمزة أدغمت اللام، كما قيل لكننا وأصله لكن أنا، وقيل: الناس لغة، مفردة فاشتقاقه من النوس وهو الحركة، ناس ينوس نوساً: إذا تحرك، والأناس لغة أخرى، ولو كان أصل الناس أناساً لقليل في التصغير: أنيس، وإنما يقال: نؤيس، فاشتقاق أناس من الأنس خلاف الوحشة، وذلك أن بعضهم يأنس ببعض، والخلق مصدر سُمي به المخلوقات، والشاهد قوله عز وجل: ﴿خلق السموات بغير عمدترونها﴾ [لقمان/ ۱۰] ثم عدداً الأشياء من الجماد والنبات و

الحيوان، ثُمَّ قَالَ: ﴿هَذَا خَلْقُ اللَّهِ﴾ [لقمان/ ۱۱] وَقَدْ يَخْتَصُّ بِهِ النَّاسُ فَيَقَالُ: لَيْسَ فِي الْخَلْقِ مِثْلُهُ، كَمَا تَقُولُ: لَيْسَ فِي النَّاسِ مِثْلُهُ، وَقَدْ يَجْرِي عَلَى الْجَمَاعَاتِ الْكَثِيرَةِ فَيَقَالُ: جَاءَ نِي خَلْقٍ مِنَ النَّاسِ أَي: جَمَاعَةٌ كَثِيرَةٌ.

(الفروق في اللغة ص: ۲۶۸)

”ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ الناس کا اطلاق صرف انسانوں پر ہوتا ہے، اور یہ جمع کا صیغہ ہے، اس کا لفظاً کوئی مفرد نہیں ہے۔ اس کی اصل اُناس تھی، جب ہمزہ کو ساکن کیا گیا تو لام کلمہ کو مدغم کر دیا گیا جیسے: لکننا کی اصل لکن انا ہے۔ بعض علماء کا فرمانا ہے کہ الناس ایک الگ لغت اور مفرد لفظ ہے۔ تو اس دوسرے کے بموجب اس کا اشتقاق النّوس سے ہوگا، جس کا معنی حرکت کا ہے، ناس ینوس نوساً: حرکت کرنا اور انا ناس دوسری لغت ہے۔ اگر الناس کی اصل اُناس ہوتی تو تصغیر اُنَیس ہوتی، جبکہ اس کی تصغیر نویس ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ الاناس الانس سے مشتق ہے، جس کا معنی مانوس ہونا ہے، وجہ اس کی یہ بیان کی جاتی ہے کہ انسان ایک دوسرے سے مانوس ہو جاتے ہیں۔

اور الخلق مصدر ہے، جس کا اطلاق مخلوقات پر ہوتا ہے، یعنی مصدر بمعنی مفعول ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اَوَّلًا فرمایا: ﴿خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا﴾ ”اس نے بنائے آسمان بغیر ستونوں کے تم اس کو دیکھتے ہو“، پھر جمادات، نباتات اور حیوانات ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ﴿هَذَا خَلْقُ اللَّهِ﴾ ”یہ سب کچھ بنایا ہوا ہے اللہ کا“۔ بعض دفعہ یہ لفظ انسان کے ساتھ بھی مخصوص ہو جایا کرتا ہے اور کہا جاتا ہے: ”لَيْسَ فِي الْخَلْقِ مِثْلُهُ“ جیسا کہ ”لَيْسَ فِي النَّاسِ مِثْلُهُ“ کہا جاتا ہے، اور کبھی کبھی بڑی جماعت پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے جیسے: جَاءَ نِي خَلْقٍ مِنَ النَّاسِ، ”میرے پاس بہت سارے لوگ آئے۔“

خاصہ اور خاصیت میں فرق

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ خاصہ، خاصیت اور نصیصۃ تینوں کے معنی ایک ہیں۔ دوسرے حضرات نے فرمایا کہ شئی کی خاصیت اس شئی کے ساتھ مختص نہیں ہوتی بلکہ دوسرے میں بھی پائی جاتی ہے: مثلاً حرارت، وبرودت، بہت ساری دواؤں کی خاصیت ہیں لیکن ان کے ساتھ مختص نہیں ہیں بخلاف خاصہ کے کالعلم والکتابۃ فانہما خاصتان للانسان فقط واقول: ان العلم والکتابۃ یوجدان ایضا فی الملائکۃ والجان۔ واللہ اعلم۔ (شرح فصول اکبری اردو)

خلق اور کسب میں فرق

ایجادِ فعل بغیر تو سطر آلہ کو خلق کہا جاتا ہے بخلاف کسب کے کہ اس میں تو سطر آلہ کی شرط ہے۔ نیز قدرتِ قدیمہ سے صدورِ فعل کو خلق کہا جاتا ہے اور قدرتِ حادثہ سے صادر ہونے کو کسب، نیز جو فعل محلِ قدرت کے ساتھ قائم ہو وہ کسب ہے اور جو فعل محلِ قدرت سے قائم نہ ہو وہ خلق ہے۔ (تنظیم الاشتات ص: ۳۴، ج ۱، فرائد منشورہ ص: ۳۹)

الخُوف اور الکُوف کا فرق

اکثر کُوف کی نسبت سورج گرہن کی طرف کی جاتی ہے۔ اور خوف کی نسبت زیادہ تر چاند گرہن کی طرف ہوتی ہے اور کبھی اس کے برخلاف بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ (ہدایہ کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الکُوف ج ۱ ص: ۷۵، افروق اللغات ص: ۱۲۵)

خطا اور نسیان میں فرق

نسیان کہتے ہیں کہ قوتِ حافظہ سے شئی کی صورت کا زائل ہو جانا یہاں

تک کہ کسب جدید کا محتاج ہو اور خطاء یہ ہے کہ صورت تو باقی ہے لیکن جب ایک چیز کے تکلم کا ارادہ کیا تو بغیر ارادہ کے دوسری چیز زبان سے نکل گئی ہو۔ اور سہو کہتے ہیں قوتِ مدرکہ سے صورت کا زائل ہو جانا (واضح ہو کہ نسیان اور سہو کے درمیان حکم شرعی میں کوئی فرق نہیں)۔ (اشرف الہدایہ ج ۲ ص ۱۳۴)

خیرات اور صدقات میں فرق

صدقہ (صدقات) میں بھی ثواب کی نیت ہوتی ہے اور خیرات میں بھی۔ اس میں دونوں برابر ہیں البتہ صدقہ کبھی واجب ہوتا ہے مثلاً نذرمان لینے سے یا میت کی طرف سے اس کی وصیت کرنے پر یا کسی کے پاس حرام مال آجائے اور مالک تک یا اس کے ورثہ تک پہنچانا صحیح ہو تو اس کا بھی صدقہ کرنا واجب ہوتا ہے۔ زکوٰۃ کو بھی صدقہ کہتے ہیں بخلاف خیرات کے جو فرض ہے اسی طرح صدقہ فطر ہے جو کہ واجب ہے اور خیرات کا اطلاق ہمارے عرف میں صدقہ نافلہ پر ہوتا ہے صدقہ نافلہ سید کو دینا بھی جائز ہے صدقہ واجبہ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ، ص: ۲۶۳ ج ۷)

خوان اور ماندہ میں فرق

دونوں کے معنی دسترخوان کے ہیں لیکن ماندہ اس وقت کہا جائے گا جب دسترخوان بھرے ہوئے ہوں کھانے سے۔ اگر دسترخوان کھانے سے خالی ہو تو اس کو خوان ہی کہا جائے گا۔ (الفروق فی اللغہ ص: ۳۱۰)

خبر اور شہادت میں فرق

شہادت۔ اور خبر میں فرق یہ ہے کہ خبر میں مجلس قضاء یا مجلس فیصل وغیرہ میں رہ کر ہی بیان کر دینا ضروری نہیں ہوتا ہے بلکہ غائبانہ بھی جبکہ اپنے قیود و شرائط کے ساتھ ہو تو معتبر ہو جاتی ہے۔ بخلاف شہادت کے کہ شہادت غائبانہ قطعاً معتبر و درست نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ نظامیہ ص: ۱۶۸ ج ۱، جواہر الفقہ ۹۹/۳۹۸ ج ۱، آراء الطلحہ ص ۱۳۴)

خطا اور سہو میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ سہو میں انسان کو خود تنبیہ ہو جاتی ہے اور خطا میں خود تنبیہ نہیں ہوتی تا وقتیکہ کوئی دوسرا شخص تنبیہ نہ کرے یا کوئی نقصان برداشت کرے۔ (اشرف الایضاح شرح اردو نور الایضاح ص: ۱۵۴، ناشر: کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی)

خالی اور خاوی میں فرق

ان دونوں کے معنی ہے کوئی چیز نہ رہنا یا خالی ہونا ہے پھر دونوں کے درمیان فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ خاوی اس جگہ کو کہا جاتا ہے جو جگہ جس چیز کی وجہ سے آباد تھی وہ چلی جانے کے بعد ویران بھی ہو گئی ہو جیسے کہا جاتا ہے ”خسوت الاراعن عن اہلہا“ یعنی گھر رہنے والوں سے آباد تھا۔ اب ان کے چلے جانے کے بعد اس کو خاوی اور ویران کہا جائے گا اور یہ لفظ قرآن میں بھی آیا ہے ﴿وہی خاویۃ علیٰ عروشہا﴾ اور خالی۔ کے معنی عام ہیں چاہے کوئی چیز خالی ہو کہ وہ جگہ ویران ہو گئی یا بحال باقی ہو مثلاً یقال خلا المفازۃ عن الاسد یعنی بن شیر سے خالی ہو گیا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بن خواہ خواہ ویران ہو جائے۔ (آرب الطلبہ ص: ۲۰۷)

خراج اور عشر میں فرق

جاننا چاہئے کہ خراج اور عشر شریعت اسلامی کے دو اصطلاحی لفظ ہیں اور قول باری تعالیٰ ﴿مما اخر جنالکم من الارض الخ﴾ میں لفظ اخر جتنا، سے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ عشری زمین میں عشر واجب ہے اور آیت کے عموم سے امام ابوحنیفہؒ نے استدلال کیا ہے کہ عشری زمین کی ہر قلیل و کثیر پیداوار پر عشر واجب ہے

اور سورہ انعام کی آیت ﴿وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾ وجوب عشر میں بالکل صریح اور واضح ہے کہ عشر اور خراج دونوں میں ایک بات مشترک ہے، اسلامی حکومت کی طرف سے زمینوں پر عائد کردہ ٹیکس کی ایک حیثیت دونوں میں فرق یہ ہے کہ عشر فقط ٹیکس نہیں ہے بلکہ اس میں ٹیکس سے زیادہ حیثیت اصلی عبادت مالی کی ہے مثلاً زکوٰۃ کو اس لئے اس کو زکوٰۃ الارض بھی کہا جاتا ہے اور خراج خالص ٹیکس ہے جس میں عبادت کی کوئی حیثیت نہیں۔ مسلمان چونکہ عبادت کے اہل اور پابند ہیں اُن سے جو زمین کی پیداوار کا جو حصہ لیا جاتا ہے اس کو عشر کہتے ہیں اور غیر مسلم چونکہ عبادت کا اہل نہیں انکی زمینوں پر جو کچھ عائد کیا جاتا ہے اس کا نام خراج ہے۔ (دیکھئے، آرب الطلبہ ص: ۱۵۳)

خالق اور صانع میں فرق

خالق یہ لفظ خلق اور تخلیق سے مشتق ہے جس کے معنی کسی چیز کو از سر نو بغیر کسی مادہ سابقہ کے پیدا کرنا ہے جو حق تعالیٰ شانہ کی مخصوص صفت ہے اس معنی کے اعتبار سے خالق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے کوئی دوسرا شخص فرشتہ ہو یا انسان کسی ادنیٰ چیز کا خالق نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ کل کائنات سوائے باری تعالیٰ کے مخلوقات کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کل کائنات اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزیں ہیں اور صانع۔ یہ لفظ صنعت سے مشتق ہے جس کے معنی اور حقیقت اس سے زائد نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو مواد اور عناصر اس جہاں میں اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمائے ہیں ان کو جوڑ توڑ کر ایک ایک دوسرے کے ساتھ مرکب کر کے ایک نئی چیز بنادی جاتی ہے، یہ کام انسان کر سکتا ہے لہذا یہ صنعت گیری انسان کی مخصوص صفت ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ خالق خدا کی اور صانع انسان کی خاص صفت ہے لیکن کبھی مجازاً صانع کی بنیاد باری تعالیٰ کی طرف بھی کی جاتی ہے جیسے: صانع عالم، موجود کہا جاتا ہے اسی طرح بطور مجاز کسی انسان کو کسی خاص چیز کا خالق کہہ دیا جاتا ہے جیسے قرآن میں حضرت عیسیٰ کے بارے میں فرمایا: ﴿إِنَّمَا أَنَا خَالِقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ﴾ ان تمام

مواقع میں لفظ خلق مجازی طور پر مستعمل ہوا ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۱۱۲/۱۱۳)

خَلَّة اور مَوَدَّة میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ یہ دونوں الفاظ کے معانی دوستی کرنے کے ہیں پھر ان دونوں میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ خَلَّة خالص بے غرض دوستی کرنے کو کہا جاتا ہے۔ اور مَوَدَّة عام ہے چاہے غرض کے ماتحت دوستی کرے چاہے بے غرض دوستی کرے لہذا اس سے معلوم ہوا کہ خَلَّة خاص ہے اور مَوَدَّة عام ہے جس کو مناطقہ کی اصطلاح میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت سے تعبیر کرتے ہیں۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۳۲)

خَلَف، خَلْف اور خَلِيفَة میں فرق

خَلَف (بِسْکُونِ الْمَلَام) اور خَلَف (فَتْحِ الْمَلَام) اور خَلِيفَة۔ (بِالْتَاء) کے درمیان فرق یہ ہے کہ یہ تینوں الفاظ کے معانی ایک دوسرے کے قائم مقام، خلیفہ اور نائب بننے کے ہیں، پھر ان تینوں الفاظ کے اندر باہمی فرق یہ ہے کہ خَلَف (بِسْکُونِ الْمَلَام) اکثر بُرے خلیفہ کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جو اپنے بڑوں کے طرز کے خلاف بُرائیوں میں مبتلا ہو اور خَلَف (فَتْحِ الْمَلَام) اس کے مقابل نیک اور قابل کو کہا جاتا ہے جو اپنے بڑوں کے نقش قدم پر چلے اور اُن کے مقصد کی تکمیل کرے اس لفظ کے اکثر استعمال اسی طرح ہے کہیں کہیں اس کے خلاف بھی استعمال ہوتا ہے اور خلیفہ کا استعمال عام ہے یہ سب الفاظ قرآن میں آئے ہیں جیسے: **قوله تعالى: ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾** ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ﴾ "الایة"۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۳۵)

خَفِی، مشکل مجمل اور متشابہ میں فرق

یہ چاروں الفاظ کے معنی و مطلب غیر ظاہر اور پوشیدہ کے ہیں پھر اس کے مابین فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ خَفِی کی مراد لغات وغیرہ کی تلاش و تَتَبُّع سے معلوم ہو سکتا

ہے اور مشکل کی مراد صرف تتبع سے معلوم نہیں ہوتا بلکہ تامل کی ضرورت ہوتی ہے اور مجمل کی مراد پر متکلم کے بیان کے بغیر اطلاع نہیں ہو سکتی ہے جیسے قولہ تعالیٰ: ﴿وَحَرَّمَ السُّبُوًّا﴾ میں لفظ ”رَبُّوا“ اپنی مراد میں مجمل ہے۔ شارع علیہ السلام نے اس مجمل کی تفصیل آشیائے سنہ: گیکھوں، بچہ، نمک، خرماء، سونا اور چاندی کے ساتھ فرمائی ہے جس سے معلوم ہوا کہ جب مکمل یا موزون اپنے ہم جنس کے عوض میں فروخت کی جائے تب ربو حرام ہے ورنہ حرام نہیں۔ اگر شارع علیہ السلام سے یہ بیان صادر نہیں ہوتا تو ربو حرام معلوم کرنے کی کوئی صورت نہ ہوتی کیونکہ طلب و تامل سے ربو مذکورہ کے معنی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے۔ اور متشابہ کی مراد بیان کرنے کی توقع نہیں ہوتی اور حروف مقطعات قرآنیہ کو جو لوگ متشابہ میں داخل فرماتے ہیں وہ ان کی تفسیر سے لاعلمی ظاہر کرتے ہیں۔ خلاصہ قرق یہ نکلا کہ متشابہ میں خفاء سب سے زیادہ ہے، پھر مجمل ہیں، پھر مشکل ہیں، پھر خفی ہیں کیونکہ اول میں متکلم کی طرف سے مراد کا بیان کی توقع نہیں ہے، ثانی میں توقع ہے، ثالث میں بغیر بیان تلاش و تامل سے مراد ظاہر ہو سکتی ہے اور رابع میں فقط لغات کی تلاش سے مراد معلوم ہو سکتی ہے۔ (آب الطیبہ ص: ۱۷۴، ۱۷۵)

خاصیت باب مفاعله و تفاعل میں شرکت کا فرق

یہ بات یاد رہے کہ باب مفاعله و باب تفاعل کے خاصوں میں سے ایک خاصہ مشارکت بھی ہے مگر دونوں میں چند وجوہ سے فرق ہے (۱) مفاعله لفظ کے اعتبار سے مفعول چاہتا ہے جیسے: ضاربۃ لفظ ”ضاربۃ“ مفاعله کے ماضی کے واحد متکلم کا صیغہ ہے جس کا مفعول ”ہ“ ضمیر ہے اور تفاعل باعتبار لفظ کے مفعول نہیں چاہتا لہذا ”تضاربۃ“ نہیں کہا جاتا ہے بلکہ تضاربنا کہا جاتا ہے جو باب تفاعل سے صیغہ جمع متکلم ہے اور ضمیر نحن اس کا فاعل ہے اس کا مفعول نہیں ہے۔ (ب) دوسرا فرق یہ ہے کہ باب مفاعله میں ایک اسم صریح ہے باعتبار لفظ فاعل، دوسرا اسم صریح باعتبار لفظ مفعول ہوتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے ضارب زید عمرواً اور باب تفاعل میں دونوں اسم صریح

باعتبار لفظ فاعل ہوتے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ تضارب زید و عمرو و مکر دونوں باب میں باعتبار معنی فاعل بھی ہوتا ہے اور مفعول بھی۔ (ج) تیسرا فرق یہ ہے کہ باب مفاعلہ میں جو مفعول مشارکت ہوتا ہے وہ باب تفاعل میں جا کر فاعل ہو جاتا ہے جیسے تضارب زید و عمرو میں عمرو ایسا مفعول ہے جو فعل ضرب میں شریک ہے اور وہ عمرو۔ ”تضارب زید و عمرو“ میں فاعل ہو گیا ہے۔ البتہ باب مفاعلہ کا جو مفعول مشارکت ہو وہ باب تفاعل میں مفعول ہی ہوتا ہے جیسے ”تضاربہ الثوب“ میں ثوب شریک نہیں ہے، لہذا ”تجاذبنا الثوب“ میں بھی ثوب مفعول رہتا ہے۔ (د) چوتھا فرق یہ ہے کہ باب مفاعلہ میں ظرف فاعل اور ظرف مفعول دونوں کی تقدیر پر ایک جانب کا مجموعہ دوسری جانب کے مجموعہ کا شریک ہونا شرط ہے مگر باب تفاعل میں شرط نہیں لہذا ”عشرة رجال قاتلوا“ کہنا صحیح نہیں اور ”عشرة رجال تقاتلوا“ کہنا صحیح ہے۔ (آر ب الطبع ص: ۱۱۰/۱۱۱)

خَيْطٌ، سَمَطٌ اور سِلْكٌ میں فرق

واضح ہو کہ ان تینوں کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ”سِلْكٌ“ وہ دھاگہ ہے جس میں موتی پروتے ہیں خواہ بالفعل ہو یا بالفعل نہ ہو اور ”خَيْطٌ“ مطلق دھاگے کو کہتے ہیں اور ”سَمَطٌ“ وہ دھاگہ ہے جس میں بالفعل موتی موجود ہوں۔ (اضافات شرح مقامات اردو ص: ۸۹ ج ۱، قہیمات شرح مقامات ص: ۸۵ ج ۱، از شیخ الادب، ناشر میر محمد کتب خانہ کراچی)

خراجی زمین اور عشرتی زمین کا فرق

واضح ہو کہ جو زمین یا ملک ابتداء مسلمانوں کے قبضہ میں آئے تو اس کی دو قسمیں ہیں کچھ زمین عشرتی ہیں اور کچھ خراجی ہیں۔ بقول مفتی شفیع صاحب ”اگر کوئی ملک صلح کے ساتھ فتح ہوا تو اس کی زمینوں کے تمام معاملات ان شرائط کے مطابق

ہوں گے جن پر معاہدہ ہوا ہے اگر اس صلح نامہ میں یہ شرط ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہب پر رہیں گے اور اراضی بدستور اپنے لوگوں کی ملکیت رہیں گی جن کی ملکیت میں اب تک تھیں تو اس صورت میں ان کی زمینوں پر خراج لگادیا جائے گا اور یہ زمین ہمیشہ کیلئے خراجی ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر کوئی ملک جنگ کے ساتھ فتح ہوا مگر فتح کے بعد امام المسلمین نے اس کی زمینوں کو مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا بلکہ اپنے اختیار سے مالکان سابق کی ملکیت بدستور قائم رکھی تو یہ زمینیں بھی سب خراجی ہوں گی جیسے شام و عراق اور مصر کی زمینوں کے ساتھ فاروق اعظمؓ نے یہی معاملہ کیا، بجز خاص حصوں کے جو مسلمانوں کو دئے گئے یا بیت المال کیلئے رکھے گئے۔ اور اگر کوئی ملک صلح کے ساتھ اس طرح فتح ہوا کہ اس کے باشندے بھی مسلمان ہو گئے تو اس کی زمینیں بدستور ان کی ملکیت میں رہیں گی اور ان پر عشر واجب ہوگا، یہ زمینیں عشری قرار دی جائیں گی جیسے مدینہ طیبہ کی زمینیں وغیرہ۔ یا کوئی ملک جنگ کے ساتھ فتح ہوا اور امام المسلمین نے اس کی زمینیں مال غنیمت کے قاعدے سے چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیئے اور پانچواں حصہ بیت المال میں داخل کر دیا تو جو زمینیں تقسیم ہو کر مجاہدین کی ملک میں آئیں گیں وہ سب عشری ہوں گی جیسے خیبر کی زمینوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین میں تقسیم فرمایا اور ان پر عشر لازم کیا گیا۔ اور ایسی زمینیں جو ملک فتح ہوتے وقت کسی کی ملکیت میں نہ تھیں، نہ قابل زراعت تھیں بعد میں ان کو اسلامی امیر کی اجازت سے قابل زراعت بنا لیا گیا اگر ایسا کرنے والا غیر مسلم ہے تو ان کی یہ زمینیں بھی خراجی ہوں گی۔ اگر مسلمانوں نے اس زمین کو قابل کاشت بنایا تو ان زمینوں کے عشری یا خراجی ہونے کا مدار امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قرب و جوار کے زمینوں پر ہوگا، وہ عشری ہیں تو اس کو بھی عشری قرار دیا جائے گا اگر قرب و جوار کی زمینیں خراجی ہیں تو یہ بھی خراجی سمجھا جائے گی اور امام محمدؒ کے نزدیک اس کا مدار پانی پر ہوگا کہ جس پانی سے ان زمینوں کو سیراب کیا جاتا ہے وہ پانی عشری ہے تو یہ زمینیں بھی عشری کہلائیں گی، اگر وہ پانی خراجی ہے تو یہ زمینیں بھی خراجی قرار دی جائے گی، علامہ شامیؒ نے امام ابو یوسفؒ کے قول کو معتمد قرار دیا

ہے۔ (نائب الطلبہ ص: ۱۵۶، وجوہ الفقہ)

خَلْق اور خَلْق میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان میں فرق یہ ہے کہ خُلِق جس کی جمع اخلاق ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اندرونی خوبی و کیفیت اور باطنی شانگی و نرمی کو کہا جاتا ہے جبکہ خَلَق جسم کی ظاہری بناوٹ اور تراش و خراش کو کہتے ہیں۔

(دیکھئے ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ص ۲۸ راکست ۱۹۸۸ء)

خطا، معصیت اور ذنب میں فرق

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ گناہوں کی بہت سی صورتیں ہیں، اور گناہ بڑھتا گھٹتا رہتا ہے، عربی میں ہر ایک کیلئے علیحدہ الفاظ ہیں مثلاً: عصیت کا ترجمہ ہے عدول حکمی، اطاعت سے سرتابی، آمر کے آمر کے مقابل میں مخالف رویہ اور کھلی نافرمانی۔ یہ گناہ کیشیدہ قسم ہے۔ اور اس کے بعد خطا ہے اور یہ صواب کی ضد ہے اس کا ترجمہ ارذو میں ”نا درست“ ہوگا اور تیسرا درجہ گناہ کا ذنب ہے، یہ سب سے زیادہ ہلکی معصیت ہے جسے ”عیب“ ہی کہا جاسکتا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے، (حیات کشمیری ص: ۳۲۹، مؤلف مولانا محمد انظر شاہ کشمیری مدظلہ العالی)

الفرق بین الخلق والناس

إن الناس هم الإنس خاصة، وهم جماعة لا واحد لهما من لفظها، واصله عندهم أناس فلما سكنت الهمزة ادغمت اللام، كما قيل لكننا واصله أنا، وقيل: الناس لغة، مفردة فاشتقاقه من النوس وهو الحركة، ناس ينوس نوساً: إذا تحرك، والآناس لغة أخرى، ولو كان أصل الناس أناساً لقل في التصغير: أنيس، وإنما يقال: نؤيس، فاشتقاق أناس من

الانسان خلاف الوحشة، وذلك أن بعضهم يأنس بعض، والخلق مصدر
سُمي به المخلوقات، والشاهد قوله عز وجل: ﴿خلق السموات بغير
عمد ترونها﴾ (لقمان/ ۱۰) ثم عدد الأشياء من الجماد والنبات
والحيوان، ثم قال: ﴿هذا خلق الله﴾ (لقمان/ ۱۱) وقد يختص به الناس
فيقال: ليس في الخلق مثله، كما تقول: ليس في الناس مثله، وقد يجري
على الجماعات الكثير فيقال: جاءني خلق من الناس أي: جماعة
كثيرة. (الفروق في اللغة ص: ۲۶۸)

”ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ الناس کا اطلاق صرف انسانوں پر ہوتا ہے، اور
یہ جمع کا صیغہ ہے، اس کا لفظاً کوئی مفرد نہیں ہے۔ اس کی اصل اُناس تھی، جب ہمزہ کو
ساکن کیا گیا تو لام کلمہ کو مدغم کر دیا گیا جیسے: لکننا کی اصل لکن انا ہے۔ بعض علماء کا
فرمانا ہے کہ الناس ایک الگ لغت اور مفرد لفظ ہے۔ تو اس دوسرے کے بموجب اس کا
اشتقاق النوس سے ہوگا، جس کا معنی حرکت کا ہے، ناس ینوس نوساً: حرکت کرتا اور
اُناس دوسری لغت ہے۔ اگر الناس کی اصل اُناس ہے تو تغیر اُنیس آتی، جبکہ اس
کی تغیر نوس ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ الاناس الانس سے مشتق ہے، جس کا
معنی مانوس ہوتا ہے، وجہ اس کی یہ بیان کی جاتی ہے کہ انسان ایک دوسرے سے مانوس
ہو جاتے ہیں۔

اور الخلق مصدر ہے، جس کا اطلاق مخلوقات پر ہوتا ہے، یعنی مصدر بمعنی
مفعول ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ عز وجل نے ﴿لَا فَرَمَا﴾: ﴿خلق السموات بغير
عمد ترونها﴾ ”اس نے بنائے آسمان بغير ستونوں کے تم اس کو دیکھتے ہو“ پھر
جمادات، نباتات اور حیوانات ذکر کرنے کے بعد فرمایا: ﴿هذا خلق الله﴾ ”یہ سب
کچھ بنایا ہوا ہے اللہ کا“۔ بعض دفعہ یہ لفظ انسان کے ساتھ بھی مخصوص ہو جایا کرتا ہے اور
کہا جاتا ہے: ”ليس في الخلق مثله“ جیسا کہ ”ليس في الناس مثله“
کہا جاتا ہے، اور کبھی بڑی جماعت پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے جیسے: جاءني خلق

من الناس، ”میرے پاس بہت سارے لوگ آئے۔“

خاطی اور محطی میں فرق

خاطی وہ شخص ہے جو قصدِ اضرار و عناد کے جذبہ سے گناہ کرتا ہے۔ اور اس کا گناہ ناقابلِ معافی ہوتا ہے۔ اور محطی وہ ہے کہ اس سے نادانستہ طور پر یا معمولی غفلت کی وجہ سے غلطی ہوگئی ہو۔ اور خاطی کے لئے قرآن پاک میں سخت عذاب کی وعیدیں وارد ہوئی ہیں مثلاً: **من غسلین لایاکلہ إلا الخاطئون**۔ یعنی غسلین خاطبین ہی کھائیں گے۔ اور محطی کے لئے معافی کا وعدہ مذکور ہے مثلاً: **ربنا لاتؤخذنا ان نسینا و اخطانا**۔ مزید معلومات کیلئے دیکھئے۔ (دری تفسیر سورۃ العلق ص: ۳۳۷، مؤلف مولانا نسیم احمد غازی مظاہری صاحب، ناشر: ندوۃ العلم کراچی)

نوٹ

وہ الفاظ جن کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں ان کا صرف نام ذیل میں لکھا جا رہا ہے۔ (۱) خشوع، خضوع اور تواضع کا فرق، تواضع، خشوع اور خضوع میں گذر چکا ہے۔ (۲) خلیفہ، سلطان اور بادشاہ کا فرق بادشاہ۔ سلطان اور خلیفہ میں گذر چکا ہے۔ (۳) خلاف اور اختلاف کا فرق۔ اختلاف اور خلاف میں گذر چکا ہے۔ (۴) خوف اور حزن کا فرق حزن اور خوف کے اندر گذر گیا ہے۔ (۵) خلود اور بقاء کا فرق بقاء اور خلود میں دیکھئے۔ (۶) خوف اور باس کا فرق باس اور خوف کے فرق میں لکھا گیا ہے۔ (۷) خواب اور الہام کا فرق الہام اور خوف میں دیکھئے۔ (۸) خراج اور جزیہ کا فرق جزیہ اور خراج میں گذر گیا۔ (۹) خطبہ اور اثم کا فرق اثم اور خطبہ میں دیکھئے۔ (۱۰) خشیت اور تقویٰ کا فرق، تقویٰ اور خشیت میں دیکھیں۔ (۱۱) خطاء اور تسامح کا فرق، تسامح اور خطاء میں گذر گیا۔ (۱۲) خوف اور تخوف کا فرق، تخوف اور خوف میں گذر گیا۔ (۱۳) خدا اور اللہ کا فرق اللہ اور خدا میں گذر گیا۔ (۱۴) حجتی اور البحر اور

الروث کا فرق البعیر، الخُثیٰ اور البروث میں گذر گیا ہے۔ (۱۵) الحُبث اور المحدث کا فرق المحدث اور الحُبث میں بیان ہو گیا ہے۔

دین، شریعت اور مِلّت کا فرق

یہ بات مخفی نہ رہے کہ ان تینوں الفاظ کے درمیان مصداقی حیثیت سے کچھ فرق نہیں، البتہ اعتباری فرق ہے، وہ یہ ہے کہ لوگ جس پر چلتے ہیں اسکو شریعت کہتے ہیں اور اس اعتبار سے کہ اس کی اتباع کی جاتی ہے اسکو دین کہتے ہیں اور اس لحاظ سے کہ اس کی کتابت و تدوین ہوتی ہے اسے مِلّت کہتے ہیں۔ (فدی تورات ص: ۱۲۳، تآرب الطلبہ ص: ۲۹۱)

دین اور مذہب میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں یوں فرق بیان کیا جاتا ہے کہ دین اور مذہب کا مفہوم ایک ہی ہے، آج کل بعض جوگ یہ خیال پیش کر رہے ہیں کہ دین اور مذہب الگ الگ چیزیں ہیں، مگر انکا یہ خیال غلط ہے۔ (مزید معلومات کیلئے، آپکے مسائل اور انکا حل ص: ۲۱ ج ۱، مصنف مولانا محمد یوسف لدھیانوی)

دُعا اور نداء میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق یہ ہے۔ (۱) نداء کا مدعو بعید ہوتا ہے جبکہ دُعا کا مدعو قریب ہوتا ہے۔ (ب) نداء، زبان کے ساتھ مخصوص ہے اور دُعا عام ہے۔ (ج) دعا میں مدعو لفظاً یا تقدیراً ہونا ضروری نہیں اور نداء میں ضروری ہے۔ (تفہیمات ص: شرح مقامات اردو ص: ۱۰۲ ج ۲، و فروق اللغات ص: ۱۲۹)

دیانت اور قضاء میں فرق

دیانت اور قضاء میں فرق یہ ہے کہ جب تک معاملہ محکمہ میں نہ پہنچے تب تک تو دیانت ہی کا اعتبار ہوگا اور مفتی سے اگر اس معاملہ کے متعلق استفتاء کیا جائے تو مفتی دیانت کے مطابق ہی فتویٰ دیگا ہاں! محکمہ عدالت میں پہنچنے کے بعد قاضی اس کا اعتبار نہیں کریگا کیونکہ فیصلہ قضاء تنہا مرضعہ کی شہادت پر نہیں ہو سکتا۔

دوسری جگہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ دیانت کا عام طور یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ وہ معاملات جو بندے اور خدا کے درمیان ہو اور قضاوہ ہے جو بندے اور عام لوگوں کے درمیان ہو، پھر شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے اس سے یہ سمجھا کہ جب تک کوئی چیز صرف بندے اور خدا تک محدود ہے تو وہ بذیل دیانت آئے گی، اور اگر کوئی تیسرا بھی اس پر مطلع ہو گیا تو دیانت سے نکل کر حدود قضاء میں داخل ہو گئی۔ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ دیانت اور قضاء کے درمیان یہ حد بندی صحیح نہیں ہے، چونکہ دیانت و قضاء کا فیصلہ شہرت و عدم شہرت پر مبنی نہیں بلکہ معاملہ زیر دیانت ہی رہے گا تا وقتیکہ اسے قاضی کی عدالت میں نہ پہنچایا جائے اگرچہ وہ بات کتنی مشہور کیوں نہ ہو گئی ہو، پھر اگر وہ معاملہ پر کوئی مطلع نہ ہوا ہو لیکن وہ قاضی کی عدالت میں پہنچا دیا گیا ہو تو قضاء کے حدود میں بالیقین داخل ہو گیا۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھئے، (حیات کشمیری، نقش دوام، مطبع ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان ص: ۸/۴۳۷، دیکھئے فضل الباری شرح بخاری ص: ۸۸ ج ۲، وما رب الطلحہ ص: ۱۷۳)

دین اور قرض میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق یہ ہے دین کہتے ہیں کہ جس میں مدت متعین ہوتی ہو اور قرض وہ ہے کہ جس میں کوئی مدت متعین نہیں ہوتی ہے۔ مزید تفصیل کیلئے۔ (آمارب الطلحہ ص: ۱۵۳، اضافات ص: ۱۴۲ ج ۱، و تمہیدات ص: ۲۰۳ ج ۱، و فروق

دِرایت اور فہم میں فرق

ان دونوں کے اندر کئی اعتبار سے فرق ہے (۱) درایت ملکہ سمجھ کو کہتے ہیں اور فہم ایک بات کے سمجھنے کو کہتے ہیں۔ (ب) درایت خاص ہے اور فہم عام ہے اور درایت کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے علم پر جائز نہیں ہے، دیکھئے۔ (اضافات اردو شرح مقامات ص: ۱۸ ج ۱، تمہیمات شرح مقامات اردو ص: ۴۵ ج ۱، وآر ب الطلہ ص: ۲۶۶)

دُرّ اور لؤلؤ میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان یوں فرق بیان کیا جاتا ہے کہ ”دُرّ“ اس موتی کو کہتے ہیں جو بڑا ہو، خواہ چمکدار ہو یا نہ ہو اور ”لؤلؤ“ اس موتی کو کہتے ہیں جو خوب چمکدار ہو، خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ (مقامات مترجم اردو، مصنف مولانا محمد صدیق انور صاحب ص: ۱۵، تمہیمات ص: ۲۶۹ ج ۱، وآر ب الطلہ ص: ۲۶۷)

دَرَن اور دُرخ میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ ”دُرخ“ اس میل کو کہتے ہیں جو پسینہ کی وجہ سے جسم پر جم جائے اور ”دَرَن“ بدن کے عارضی میل کو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ”دَرَن“ وہ میل ہے جو نہ نہانے کی وجہ سے ہو اور ”دُرخ“ وہ میل ہے جو گرد و غبار کی وجہ سے ہو۔ (اضافات شرح مقامات اردو ص: ۴۶ ج ۱، تمہیمات ص: ۲۰۷، از شیخ الادب)

دَقّ اور رد میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں الفاظ کے معنی ایک ہی ہیں اور بعض لوگوں نے دونوں کے درمیان یہ فرق بیان کیا ہے کہ ”دَقّ“ کہتے ہیں جو سامنے اور پیچھے دونوں طرف سے

ہو اور ”رذ“ صرف پیچھے کی طرف سے ہوتا ہے۔ (دیکھئے، فروق اللغات ص: ۱۳۵)

دیوانے اور مجذوب میں فرق

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ مجذوب اور عام پاگل میں فرق پہچاننا آسان کام نہیں۔ بس اس کو اہل نسبت اولیاء اللہ ہی پہچان سکتے ہیں جس کو ایسے حضرات مجذوب قرار دیں وہ مجذوب ہے ورنہ مجنون اور پاگل ہے۔ اگرچہ اس کو کچھ کشف صحیح بھی ہو جاتا ہے کیونکہ مجنون کو بھی کشف صحیح ہو سکتا ہے (مفتی شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ عام پاگلوں کو مجذوب سمجھ کر ان کے پیچھے لگے رہتے ہیں اور دین و دنیا کے خسارے میں پڑتے ہیں اول تو حضرت تھانویؒ کی تعلیم یہ تھی کہ جو شخص حقیقت میں بھی مجذوب ہو، اس سے نفع کم نقصان کا خطرہ زیادہ ہے انکی زیادہ مصاحبت سے گریز بہتر ہے اور اب تو لوگوں نے عام پاگلوں کو مقتداء اور امام بنا لیا ہے)۔ (مجالس حکیم الامت ص ۱۷۸)

دنیا اور عالم میں فرق

اِنَّ الدُّنْيَا صَفَةُ وَالْعَالَمُ اسْمٌ تَقُولُ الْعَالَمُ السُّفْلَى وَالْعَالَمُ الْعُلْوَى فَتَجْعَلُ الْعَالَمَ اسْمًا وَتَجْعَلُ الْعُلْوَى وَالسُّفْلَى صِفَةً وَلَيْسَ فِي هَذَا اشْكَالٌ فَاَمَّا قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ﴾ ففیه حذف ای دار الساعة الْآخِرَةِ وَ مَا اشبه ذالک. (الفروق فی اللغة ص ۲۶۹)

”دنیا صفت ہے اور عالم اسم ہے، آپ کہتے ہیں ”العالم السفلی“ (نحلی دنیا، نچلا عالم) ”والعالم العلوی“ (اوپری دنیا، عالم) پس عالم کو آپ اسم بناتے ہیں، اور علوی اور سفلی کو صفت بناتے ہیں اور اس میں کوئی اشکال نہیں، رہ گیا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ﴾ اس میں حذف ہے، یعنی تدار لساعة الْآخِرَةِ، یعنی آخرت کا گھر بہتر ہے اور جو (کوئی) اس کے مشابہ ہو۔“

دُخُول اور وُلُوج میں فرق

واضح ہو کہ ”وُلُوج“ کا استعمال اعیان اور معانی دونوں کیلئے ہوتا ہے اور ”دُخُول“ کا استعمال محض اعیان کیلئے ہوتا ہے اور ”وُلُوج“ عام ہے اور ”دُخُول“ خاص ہے۔

(آداب ملاقات ص: ۲۰، مؤلف مولانا رفعت قاسمی صاحب، اضافات شرح مقامات حریری اردو ص: ۱۵۱، تفہیمات شرح مقامات حریری ص: ۹۹ ج ۱، مآرب الطلبة لتحقيق الفاظ المترادفة والمعانی المتقاربة ص: ۲۵۰)

الدِّثَار اور الشَّعَار میں فرق

إِنَّ الشَّعَارَ مَا يَلِي الْجَسَدَ مِنَ الثِّيَابِ، وَالدِّثَارُ كُلُّ مَا كَانَ مِنَ الثِّيَابِ فَوْقَ الشَّعَارِ. (راجع إلى المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۲۰)

”شعَار اور دِثَار دونوں کا استعمال کپڑوں کیلئے ہوتا ہے لیکن شعَار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو بدن سے لگا ہوا ہو اور دِثَار اس کپڑے کو کہا جائے گا جو شعَار کے اوپر بدن سے الگ ہو۔“

الدَّبُور اور القَبُول میں فرق

إِنَّ الْقَبُولَ رِيحُ الصَّبَا تَهْبُتُ مِنَ الْمَشْرِقِ وَتَسْتَقْبِلُ الْقَبُولَ لَانْهَا تَقَابِلُ الدَّبُورَ وَلَانْهَا تَقَابِلُ بَابَ الْكَعْبَةِ أَوْلَانِ النَّفْسُ تَقْبِلُهَا وَالْدَّبُورُ رِيحُ تَقَابِلُ الصَّبَا تَهْبُتُ مِنَ الْمَغْرِبِ. (المنطوق لمعرفة القُرووق ص ۲۷)

”قبول وہ بادِ نسیم جو مشرق سے چلتی ہے اور اس کا نام قبول اسلئے ہے کہ یہ دبور کے مقابل ہے، یا اس لیے کہ کعبہ کے دروازے کے مقابل ہے، یا اسلئے کہ نفس اس کو

قبول کرتا ہے اور دیورہ ہوا جو مغرب سے چلتی ہے بادنیم کا مقابلہ کرتی ہے۔“

درایت اور روایت میں فرق

یاد رہے کہ علم حدیث کی دو قسمیں ہیں (۱) روایت (۲) درایت پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ صرف لفظ حدیث کو نقل کرنا نام روایت ہے اور الفاظ حدیث میں غور و فکر کرنا اور اس کے معانی کو سمجھنا اور ان سے مسائل کا استخراج کرنا، دو بظاہر متعارض حدیث میں تطبیق کرنا اس کو درایت کہا جاتا ہے۔ متقدمین نے اعتبار بالروایت کا کیا ہے تاکہ آنحضرت ﷺ کی تمام باتیں خود محفوظ رہیں، ان حضرات کو اعلیٰ درجہ کے محدثین میں شمار کیا گیا ہے اور دوسرے وہ حضرات ہیں جنہوں نے روایت اور درایت دونوں کو پیش نظر رکھا اور ان لوگوں کو محققین کہا جاتا ہے اور (اُمت کو) دونوں کی ضرورت ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۳۱۱، از تلخیص البخاری)

دار اور معنی میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ لفظ ”دار“ بہت وسیع اور دیواروں سے گھرے ہوئے گھر کو کہا جاتا ہے اور ”معنی“ چھوٹا مکان کو کہا جائیگا جس میں انسان گزارہ کرے۔ دیکھئے، (افاضات شرح مقامات اردو ص: ۸۷ ج ۱، تہذیبات شرح مقامات اردو شیخ الادب مولانا اعجاز علی صاحب ص: ۱۳۲ ج ۱)

دہر اور زمانہ میں فرق

همافی اللغة مترادفان. وقيل الدهر طائفة من الزمان غير محدودة.. والزمان مرور الليالي والايام وقال الازهرى: الدهر عند العرب يُطلق على الزمان وعلى الفصل من فصول السنة وعلى اقل من ذلك و يقع على مدة الدنيا كلها. (فروق اللغات ص: ۱۲۷، ۱۲۸)

”لغت میں دونوں مترادف ہیں، اور کہا گیا کہ دہر غیر محدود زمانہ کا حصہ اور زمان رات دن کا گذرتا ہے، اور علامہ ازہریؒ نے فرمایا کہ دہر کا عرب والوں کے ہاں اطلاق ہوتا ہے زمانہ پر، سال کے موسموں میں سے کسی موسم پر اور اس سے کم پر اور پوری دنیا کی مدت پر بھی ہوتا ہے۔“

الدَّٰنُو اور القَرْبُ میں فرق

اِنَّ الدَّنُوَّ لَا يَكُونُ اِلَّا فِي الْمَسَافَةِ بَيْنَ شَيْئَيْنِ، تَقُولُ دَارُهُ دَانِيَةٌ وَ مَزَارُهُ دَانٌ وَالْقَرْبُ عَامٌّ فِي ذَالِكَ وَفِي غَيْرِهِ تَقُولُ قُلُوبُنَا تَتَقَارَبُ وَ تَقُولُ تَتَدَانِي وَ تَقُولُ هُوَ قَرِيبٌ لِّقَلْبِهِ وَلَا تَقُولُ دَانٌ بِقَلْبِهِ اِلَّا عَلَى بُعْدٍ. (والفصل في الفروق في اللغة ص: ۳۰۳)

”دنو“ صرف دوشی کے مسافت کے مابین ہوتا ہے تم کہتے ہو ”دار دانیۃ و مزارہ دان“ اس کا گھر قریب ہے اور اس کی زیارت قریب ہے اور قرب عام ہے اس میں بھی مستعمل ہے، غیر میں بھی، آپ کہتے ہیں ”قلوبنا متقارب“ ہمارے دل باہم قریب ہیں اور آپ کہتے ہیں ”تتدانی“ ماقبل ہم معنی ہے اور آپ کہتے ہیں ”ہو قریب لقلبه“ کہ وہ اس کے دل کے قریب ہے اور آپ کا ”دان قلبہ“ کہنا صرف اس وقت صحیح ہوگا جب کہ وہ دور ہو۔“

دیانات اور معاملات میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں الفاظ میں حضرت تھانویؒ اس طرح فرق بیان کرتے ہیں کہ ”معاملات“ کے اندر تو حیلہ شرعی جائز ہے اور ”دیانات“ یعنی عبادات کے اندر حیلہ شرعی جائز نہیں ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے، مآرب الطلبہ ص: ۱۴۰، ناشر کتب خانہ فیضیہ ہائڈری چانگام)

الدَّوْلَةُ اور الْمُلْكُ کے مابین فرق

إِنَّ الْمُلْكَ يَفِيدُ اتِّسَاعَ الْمَقْدُورِ عَلَى مَا ذَكَرْنَا، وَالدَّوْلَةُ انْتِقَالُ حَالٍ سَارَةٍ مِنْ قَوْمٍ إِلَى قَوْمٍ، وَالدَّوْلَةُ مَائِنَالٌ مِنَ الْمَالِ بِالدَّوْلَةِ، فَيَتَدَاوَلُهُ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ هَذَا مَرَّةً وَهَذَا مَرَّةً، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الدَّوْلَةُ: فِعْلُ الْمُنْتَهَبِينَ، وَالدَّوْلَةُ الشَّيْءُ الَّذِي يَنْتَهَبُ وَ مِثْلُهَا غُرْفَةٌ لِمَا فِي يَدِكَ، وَ الْغُرْفَةُ فَعْلَةٌ مِنْ: غَرَفْتُ، وَمِثْلُ ذَلِكَ خُطْوَةٌ لِلْمَوْضِعِ، وَ خُطْوَةٌ فَعْلَةٌ مِنْ: خُطَوْتُ، وَجَمَعَ الدَّوْلَةُ دَوْلًا، مِثْلُ غُرْفٍ، وَمِنْ قَالَ: دَوْلٌ فَهِيَ لُغَةٌ وَالْأَوَّلُ الْأَصْلُ. (الفروق في اللغة ص: ۱۸۲)

”ان دونوں کے مابین فرق یہ ہے کہ الملک کا معنی وسیع ہے، ذوی العقول اور غیر ذوی العقول سب کا احاطہ کرتا ہے۔ اور الدَّوْلَةُ ایک حال کا دوسرے حال کی طرف پلٹنے کو کہا جاتا ہے اور الدَّوْلَةُ: ایسا مال جو حکومت کی وجہ سے حاصل ہو، اور کبھی کسی کیلئے اور کبھی کسی اور کیلئے ہو۔

بعض اہل لغت فرماتے ہیں الدَّوْلَةُ: لوٹ مار کرنا، اور الدَّوْلَةُ: وہ چیز جو لوٹی گئی، جیسا کہ غُرْفَةُ کہا جاتا ہے اس پانی کو جو ہاتھ میں ہو، جبکہ غُرْفَةُ اسم مرہ ہے غُرْفَتِ کا یعنی چلو لینا، اسی طرح خُطْوَةٌ فاصلہ کے معنی میں ہے اور خُطْوَةٌ خطوت کا اسم مرہ ہے یعنی قدموں کے درمیان کشادہ کر کے چلنا۔ الدَّوْلَةُ کی جمع دَوْلٌ ہے جیسا کہ غُرْفَةُ کی جمع غُرَفٌ ہے بعضوں نے دَوْلٌ کہا ہے، حالانکہ وہ دوسری لغت ہے اور پہلا ہی اصل ہے۔

﴿نوٹ﴾

ذیل میں دال کے وہ الفاظ لکھے جاتے ہیں جن کا فرق اس سے قبل لکھا جا چکا ہے۔ (۱) دوام اور خلود کا فرق، خلود اور دوام میں ہے۔ (۲) دلالت اور اشارہ کا فرق، اشارہ اور دلالت میں دیکھئے۔ (۳) دین اور شریعت کا فرق شریعت اور دین کے درمیان میں ہے۔ (۴) دار اور منزل اور بیت کا فرق، بیت، منزل اور دار میں ہے۔ (۵) دائبہ، انعام اور بہیمہ کا فرق انعام، بہیمہ اور دائبہ کے اندر ہے۔ (۶) دین اور اسلام کا فرق اسلام اور دین میں ہے۔

ذہن اور عقل میں فرق

انّ الذّهن هو نقيض سوء الفهم وهو عبارة عن وجود الحفظ لما يتعلّمه الانسان، ولا يوصف الله تعالى به لانه لا يوصف بالتعلّم. (والتفصيل في الفروق في اللغة ص: ۷۷)

”ذہن سوء فہم کا نقیض ہے اور وہ عبارت ہے کہ جو انسان سیکھے وہ حفظ ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس سے موصوف نہیں کیا جاتا اس لئے کہ اس کو (اللہ تعالیٰ) کو سیکھنے کے ساتھ موصوف نہیں کیا جاتا۔“

ذبح اور قتل میں فرق

انّ الذّبح عمل معلوم والقتل ضروب مختلفة ولهذا منع الفقهاء عن الاجارة على قتل رجل قصاصا ولم يمنعوها من الاجارة على ذبح شاة لانّ القتل منه لا يدري أيقته بضربة او بضر بين او اكثر

ولیس کذا الک الذبح. (الفروق فی اللغة ص: ۹۷)

”ذبح“ معروف کام ہے اور قتل مختلف اقسام کی ہیں، اسی وجہ سے فقہاء کرام کسی آدمی کو قصاصاً قتل کرنے کیلئے کسی کو اجارہ پر لینے سے منع کیا ہے اور کسی بکری کو ذبح کرنے کیلئے اجارہ سے منع نہیں فرمایا اسلئے کہ قتل اس سے معلوم نہیں ایک دفعہ مارنے سے ہو یا دو دفعہ، یا اس سے زیادہ اور ذبح اس طرح نہیں ہوتا ہے۔“

ذہول، سہو اور نسیان میں فرق

ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ سہو اور ذہول دھیان اور خیال سے اتر جانے کے معنی میں آتا ہے یعنی وہ چیز ذہن اور حافظہ میں ہو اس طرح کہ جب اس کی طرف توجہ کی جائے تو وہ یاد آ جائے دوبارہ یاد کرنے کی ضرورت نہ ہو اگرچہ اس وقت متحضر نہ رہی ہو اور نسیان کے معنی ہیں بھول جانا یعنی اس طرح ذہن سے نکل جائے کہ یاد کئے بغیر ذہن ہی میں نہ آئے۔ (اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص: ۱۵۴)

ذنب اور معصیت میں فرق

ان قولک معصیۃ ینبئ عن کونہا منہیا عنہا ، والذنب ینبئ عن استحقاق العقاب عند المتکلمین وهو علی القول الآخرۃ فعل ردئ والشاہد علی ذلک ان المعصیۃ تنبئ عن کونہا منہیا عنہا قولہم امرآتہ فعصانی والنہی ینبئ عن الکراہۃ ولهذا قال اصحابنا المعصیۃ ما یقع من فاعلہ علی وجہ قد نہی عنہ او کرہ منہ. (الفروق فی اللغة ص: ۲۲۳/۲۲۴)

”آپ کا قول معصیت (نافرمانی) اسکے منہی عنہ (جس کام سے روکا جائے) ہو جانے کی خبر دیتا ہے اور ذنب متکلمین کے ہاں (اپنے کرنے والے کو) مستحق سزا دینے کی خبر دیتا ہے اور وہ دوسرے قول پر اس کا مطلب ہے حقیر کام، اور گواہ اس بات پر کہ

معصیت منہی عنہ کی خبر دیتا ہے جیسے ان کا قول ہے ”امرئہ فعصانی“ میں نے ان کو حکم دیا لیکن ان لوگوں نے میری نافرمانی کی اور نہی کراہت کی خبر دیتا ہے اور اسی وجہ سے ہمارے اصحاب نے کہا کہ معصیت وہ کام ہے جو کہ فاعل سے صادر ہو اس طور سے کہ اسے اس سے منع یا روکا گیا ہو۔“

ذریعہ اور وسیلہ میں فرق

ان الوسيلة عند اهل اللغة هي القربة واصلها من قولك سالت اسال اى طلبت وهما يتسولان ان يطلبان القربة اللتى ينبغى ان يطلب مثلها و تقول توسلت اليه بكذا فتجعل كذا طريقا الى بغيتك عنده و الذريعة الى الشئ هي الطريقة اليه ولهذا يقال جعلت كذا ذريعة الى كذا فتجعل الذريعة هي الطريقة نفسها وليست الوسيلة هي الطريقة فالفرق بينهما بين (الفروق فى اللغة ص ۲۹۸)

”وسيلة“ لغت والوں کے ہاں (بمعنی) قربت ہے، اور اس کا اصل آپ کے قول ”سالت اسال“ یعنی میں نے طلب کیا سے ماخوذ ہے اور وہ دونوں قربت طلب کرتے ہیں کہ اس جیسے کو طلب کرنا چاہیے اور آپ کہتے ہیں ”توسلت اليه بكذا“ تو آپ کذا کو راستہ بناتے ہیں اس کے پاس اپنی طلب (بھیجنے) کیلئے اور کسی چیز کی طرف جو ذریعہ ہو وہ اس کا راستہ ہوتا ہے، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے ”جعلت كذا ذريعة الى كذا“ یعنی میں نے اس جیسے کو اس جیسے کیلئے راستہ بنایا، پس آپ ذریعہ کو بعینہ راستہ بناتے ہیں اور وسیلت راستہ نہیں ہے، پس ان کے درمیان فرق واضح ہے۔“

ذبح، ذکاۃ، صید اور محرک کا فرق

واضح ہو کہ کلام پاک میں جانوروں کے حلال کرنے کیلئے یہ چار الفاظ آئے

ہیں (۱) ذکوة جیسے۔ الاماذنکیتہ۔ (۲) ذبح۔ جیسے ان تذبحو ابقرۃ۔ (۳) نحر جیسے قوله تعالیٰ: فصل لربک وانحر۔ (۴) صید جیسے ولا تقتلوا الصيد وانتم حرم۔ اور اسلام نے جانوروں کو شرعی طور پر حلال کرنے کیلئے ایک پاکیزہ طریقہ کو قرآنی اور شرعی اصطلاح میں ذکوة کہتے ہیں پھر اس کی دو قسمیں ہیں (۱) ذبح۔ (۲) نحر اونٹ کے علاوہ دوسرے حلال جانور کو شرعی طریق پر لینا کر حلقوم اور سانس کی نالی اور خون کے رگیں دھار دار چیز سے کاٹ کر خون بہا دینے کو شرعی اصطلاح میں ذبح کہتے ہیں اونٹ کے پاؤں باندھ کر کھڑا کر کے اور تیر یا نیزہ یا چھری اس کے لبہ پر مار کر خون بہا دینے کے ایک خاص طریقہ کو اصطلاح شرع میں نحر کہتے ہیں پھر ذبح کی دو قسمیں ہیں ایک اختیاری دوسری غیر اختیاری اسے کہتے ہیں جو اوپر مذکور ہوا ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر کسی دھار آلے، تیر، تلوار وغیرہ سے جانوروں کو کسی جگہ زخمی کر کے خون بہا دینے کو اسی طرح شکاری کتا کو یا باز وغیرہ کو اگر تربیت دے کر ایسا سدھار لیا جائے تو وہ جانور پکڑ کر لائیں اور میں سے کھائیں نہیں اس کو اصطلاح شرع میں ذبح غیر اختیاری کہتے ہیں حضرات محدثین وقفہاء نے اسی ذبح غیر اختیاری ہی کو صید کے عنوان سے تعبیر کرتے ہیں۔

خلاصہ: یہ نکلا کہ لفظ ذکوة کا مفہوم وسیع ہے ذبح و نحر اور صید سب اس میں شامل ہیں پھر ذبح اور نحر میں کئی وجوہ سے فرق بیان کیا جاتا ہے (۱) ذبح عام ہے نحر اونٹ کے ساتھ خاص ہے۔ (۲) ذبح میں جانور کو لٹایا جاتا ہے، نحر قیام میں ہوتا ہے۔ (۳) ذبح میں سر کی جانب قریب ہوتا ہے، نحر میں سینہ کی جانب قریب ہوتا ہے۔ (۴) ذبح میں قطع کی ابتداء حلقوم سے شروع ہو کر جلد سے ختم ہو جاتا ہے، نحر اس کا برعکس ہے اور ذبح اختیاری اور غیر اختیاری یعنی صید میں یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ ذبح میں تین شرائط ہیں (۱) ذابح کا مسلمان ہونا (ب) بوقت ذبح اللہ کا نام لینا (ج) شرعی طریقہ پر حلقوم اور سانس کی نالی اور خون کی رگیں کاٹ کر خون بہا دینا اور صید میں صرف دو شرائط ہیں آخری شرط اس میں معاف کیا گیا ہے بلکہ جانور کے کسی حصے کو زخمی کر دینا

کافی سمجھا گیا ہے حاصل فرق صرف محل ذبح کا ہوا کہ اختیاری صورت میں گردن کی خاص رگیں قطع کرنا ضروری ہے اور صید میں کسی جگہ زخمی کرنا کافی ہے۔

(دیکھئے، مآرب الطلبة ص: ۱۳۸، ۱۳۹)

الذکر اور الذکر میں فرق

﴿اِنَّ الذَّكَرَ﴾ (بضم الذال) يكون بالقلب والذكر (بکسر الذال) يكون باللسان فاحفظ ﴿﴾. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۱، مؤلف مولانا ارشاد اللہ قاسمی صاحب المؤقر، ناشر میر محمد کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: ”ذکر (پیش کے ساتھ) دل کے ساتھ ہوتا ہے اور ذکر (زیر کے ساتھ) زبان کے ساتھ ہوتا ہو، اس کو خوب یاد کرو۔“

الذفر اور الذفر میں فرق

اِنَّ الذَّفْرَ حَدَّةُ الرَّائِحَةِ تَكُونُ فِي الطَّيْبِ وَالتَّنُّنِ وَالذَّفَرُ بِالذَّالِ لَا يَكُونُ اِلَّا فِي التَّنَنِ خَاصَّةً، وَمِنْهُ قِيلَ لِلدُّنْيَا اَمَّ دَفَرٍ بِالذَّالِ.

(المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۵)

ترجمہ: ”ذفر بوکی شدت جو خوشبو میں ہو اور بدبو میں ہو اور ذفر ذال کے ساتھ صرف بس بو میں ہوتا ہے اور اسی وجہ سے کہا گیا ”الدنیا ام دفر“ (دال کے ساتھ) دنیا بو کی اصل (مال) ہے۔“

ذنب اور قبیح کے درمیان فرق

اِنَّ الذَّنْبَ عِنْدَ الْمُتَكَلِّمِينَ يَنْبِیْ عَنْ كَوْنِ الْمُقْدُورِ مُسْتَحَقًّا عَلَيْهِ الْعِقَابَ، وَقَدْ يَكُونُ قَبِيحًا لَا عِقَابَ عَلَيْهِ كَالْقَبِيحِ يَقَعُ مِنَ الطِّفْلِ قَالُوا: وَ لَا يُسَمَّى ذَلِكَ ذَنْبًا، وَ اِنَّمَا يُسَمَّى الذَّنْبُ ذَنْبًا لَمَّا يَتَّبِعُهُ مِنَ الدَّمِ وَاصِلٌ

الكلمة على قو لهم الاتباع ومنه قيل ذنب الدابة لانه كالتابع لها و الذنوب الدابة التي لها ذنب، ويجوز ان يقال ان الذنب يفيد انه الرذل من الفعل الذي و سُمي الذنب ذنباً لانه ارذل ما في صاحبه و على هذا استعماله في الطفل حقيقة. (الفروق في اللغة ص: ۲۲۳)

ترجمہ: ”متکلمین کے نزدیک ذنب خبر دیتا ہے کہ مقدور (اس پر) سزا کا مستحق ہو، اور کبھی قبیح ہوتا ہے لیکن اس پر سزا نہیں ہوتی، جیسا کہ وہ قبیح کام جو بچے سے صادر ہو، اس کو قبیح کہتے ہیں اور اس کا نام ذنب (گناہ) نہیں رکھا جاتا، اور ذنب کا نام ذنب رکھا گیا ہے اس وجہ سے کہ اسکے پیچھے مذمت آتی ہے۔

ترجمہ: ”ذنب الدابة: (چوپائے کی دم) اسلئے کہ دم گویا اس کا تابع ہے، اور ذنوب اس ڈول کیلئے جس کا دم ہو (پیچھا سرائے) اور جائز ہے کہ کہا جائے ذنب فائدہ دیتا ہے کہ وہ خیس (برے) کاموں میں سے ہے، اور ذنب کا نام ذنب اسلئے رکھا گیا ہے کہ وہ سب سے رذیل ہے جو کچھ اس کے صاحب میں ہے، اور اس صورت میں اس کا استعمال بچے پر حقیقت ہے۔“

الذنب اور الوزیر کے درمیان فرق

ان الوزر يفيد انه يشغل صاحبه واصله الثقل ومنه قوله تعالى: ﴿ووضعنا عنك وزرك الذي انقض ظهرك﴾، وقال تعالى: ﴿حتى تضع الحرب اوزارها﴾ اي اثقالها يعني السلاح، وقال بعضهم: الوزر من الوزر وهو الملجاء يفيد ان صاحبه ملتجئ الى غير ملجاء، و الاول اجود. (والتفصيل في الفروق في اللغة ص: ۲۲۸)

ترجمہ: ”وزر“ اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ اس کا صاحب (اٹھانے والا) بوجھل ہو جائے اور اس کی اصل ثقل (بوجھ) ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”ووضعنا عنك وزرك“ (یعنی ہم نے آپ سے اس بوجھ کو اتار دیا جس سے

آپ کے پہنچو کو جھکا دیا) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”حتی تضع الحرب اوزارها“ یہاں تک جنگ اپنے اوزار و اٹھال کو رکھ دے یعنی اسلحہ کو رکھ دے اور بعضوں نے فرمایا وزر یہ ماخوذ ہے وزر سے جس کے معنی ملجأ (جائے پناہ) کے ہیں اور یہ اس بات کا فائدہ دیتا ہے (صاحب وزر) پناہ لینے والا ہے غیر ملجأ کی طرف، اور پہلا فرق زیادہ بہتر ہے۔“

﴿نوٹ﴾

زال کے جو الفاظ رہ گئے ہیں ان کا فرق اس سے قبل لکھا جا چکا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) ذوق اور ادراک کا فرق ادراک اور ذوق میں دیکھئے۔ (۲) ذنب اور اثم کا فرق اثم اور ذنب میں ہے۔ (۳) ذات اور حقیقت کا فرق حقیقت اور ذات میں دیکھئے۔ (۴) ذہول اور جھول کا فرق جھول اور ذہول میں گذرا ہے۔ (۵) ذریت اور آل کا فرق، آل اور ذریت میں ہے۔ (۶) ذرا اور اترک کا فرق اترک اور ذر میں دیکھا جائے۔

رسول اور نبی میں فرق

ان دونوں کے درمیان چند وجوہ سے فرق ہے (۱) رسول کیلئے نئی کتاب اور نئی شریعت کی شرط ہے اور نبی کیلئے یہ شرط نہیں ہے۔ (۲) نبوت انسان کیلئے مخصوص ہے اور رسالت عام ہے درمیان ملک اور انسان کے، اس کے علاوہ بھی بہت اور بھی تفریض ہیں۔ (دیکھئے، معارف القرآن ص ۴۲ ج ۶۔ کمالین ص ۳۵۸ ج ۲، تفسیر حقانی ص: ۷ ج ۱، ترجمان السنہ ص ۴۳۳ ج ۳ مظار حق ص: ۳۵۵ ج ۵ فرائد منشورہ ص: ۳۵، تحفۃ المرأة فی دروس مشکوٰۃ ص: ۱۰۳، اسلامی عقائد ص: ۶۴)

رخصت اور عزیمت میں فرق

یہ بات یاد رہے کہ احکام شرع دو قسم کے ہیں (۱) عزیمت (۲) رخصت۔ پھر دونوں کے درمیان اس قدر فرق ہے کہ عزیمت شریعت کے اس احکام کو کہا جاتا ہے کہ جو اپنی اصلی ہیئت اور مزاج پر باقی ہو کسی عوارض و حوادث کے ذریعہ اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہ ہوا ہو۔ اور رخصت ان احکام کو کہا جاتا ہے جو اپنی اصلی ہیئت اور مزاج پر باقی نہ ہو بلکہ کسی عوارض و حوادث کے ذریعہ تغیر و تبدل ہوا ہو۔ بلکہ اس کی مشروعیت کسی عوارض کے وجہ سے ہوئی ہو جیسا کہ مسافر کے حق میں قصر کا جواز سفر کے عوارض لاحق ہونے کی وجہ سے شروع ہوا ہے۔ (مآرب الطلبہ)

رُویا، رآی اور رویت میں فرق

تینوں لفظوں کے معنی دیکھنے کے ہیں لیکن تینوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ رویت نظر من العین (آنکھ سے دیکھنے) کو کہا جاتا ہے اور رأی نظر من القلب (دل سے دیکھنے) کو کہتے ہیں اور رُویا نظر فی المنام (خواب میں دیکھنے) کو کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے ملفوظات فقیہ الامت ص: ۴۰ ح ۱۔ تنظیم الاشتات ص ۱۴۶ ج ۳۔)

ریاء اور سُمعت میں فرق

ریاء اور سُمعت دونوں کے معنی میں دکھاوا مقصود ہوتا ہے مگر ریاء کا تعلق افعال سے ہے اور سُمعت کا تعلق اقوال سے ہے۔ (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ ریاء میں صرف دکھاوا مقصود ہوتا ہے دل میں کچھ نہیں ہوتا اور سُمعت میں دیکھاوا بھی مقصود ہوتا ہے اور دل میں کچھ ہوتا ہے۔ (کافی مسودہ مقامات ص: ۱۳۰ قسط ۳)

رویت اور نظر میں فرق

ان دونوں میں چند وجوہ سے فرق ہے (۱) رویت تو مری کے ادراک کو کہتے ہیں اور نظر کہتے ہیں آنکھ سے متوجہ ہو کر دیکھنے کو۔ (اضافات و تہمات) (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ بقول بعض نظر صرف آنکھ سے متوجہ اور دیکھنے کو کہا جاتا ہے اور رویت عام ہے چاہے آنکھ سے دیکھے یا قلب سے ہو اور مری کوئی چیز ادراک کرنے کو کہتے ہیں۔ (مآرب الطلبہ ص: ۱۳۵)

رفع اور ضمہ میں فرق

رفع اور ضمہ کے درمیان کئی اعتبار سے فرق ہے۔ (۱) رفع شئی مرفوع پر عامل رافع آنے کی علامت ہے خواہ وہ فاعل ہو یا ملحق بفاعل یعنی نائب فاعل۔ مبتداء یا خبر اور اسمائے مرفوعات وغیرہ بخلاف ضمہ کے کہ وہ صرف اعراب بالحرکت ہے جس کی شکل (ـُ) ہے اس کو پیش بھی کہتے ہیں۔ (۲) رفع کا اطلاق عامل رافع پر ہوتا ہے بخلاف ضمہ کے کہ اس کا اطلاق صرف اعراب پر ہوتا ہے۔ (۳) رفع اعراب بالحروف واو، الف، سے بھی ہو سکتا ہے جیسے رجلان مسلمون۔ وغیرہ بخلاف ضمہ کے کہ وہ صرف اعراب بالحرکت کے ساتھ خاص ہے۔ (۴) رفع کیلئے ضمہ ضروری نہیں بخلاف ضمہ کے اس کیلئے رفع ضروری ہے۔
(دیکھئے ہدیہ شبیر، شرح نحو میر ص ۷۲)

رسالہ اور کتاب میں فرق

اس میں کئی اعتبار سے فرق ہے۔ (۱) رسالہ وہ کتاب ہے جس میں خاص مسائل بیان ہوں بخلاف کتاب کے کہ اس میں خاص مسائل بیان نہیں ہوتے ہیں۔

(۲) کتاب وہ ہے کہ جس میں کامل فن ہو جیسے ہدایہ وغیرہ اور رسالہ اسکے خلاف ہے یعنی اس میں کامل فن نہیں ہوتا۔ (۳) کتاب وہ ہے کہ جس میں علوم متعددہ شامل ہوں بخلاف رسالہ کے۔ (دیکھئے، تفہیمات ص: ۵۳ ج ۱)

رسم اور عادت میں فرق

اس کے متعلق تھانویؒ نے فرمایا سوال عرب میں رسم ہے کہ چوکیوں پر کھانا، رکھ کر کھلاتے ہیں اور یہاں (ہندوستان) میں اسکو بھی تختہ کہتے ہیں تو اس کے جواب میں حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ وہاں کی رسم عادت ہے اور یہاں ہندوستان میں جو کیا جاتا ہے میز کی نقل بنانے کیلئے ہے اور چوکی میز کے مشابہ ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص: ۲۲۱)

ریب اور شک میں فرق

هو تردد الذهن بين امرين على حد سواء واما الريب فهو شك مع تهمة. (راجع إلى الفروق اللغات).

ترجمہ: ”شک کہتے ہیں ذہن میں کسی دو چیزوں کے بیچ میں تردد (یعنی شک و شبہ) کا پیدا ہو جانا اور ریب، کہتے ہیں ایسے شک و شبہ کو جس کے اندر تہمت بھی ہو۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۰۱)

رضاء اور رضوان میں فرق

لغت میں ان دونوں کے معنی ایک ہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ رضوان کثیر الرضاء کو کہتے ہیں، اسی وجہ سے رضوان کو کلام پاک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کو خاص کیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضاء سب سے بڑی رضاء ہے۔ (فروق اللغات ص: ۱۳۸، ۹)

الرفعة اور العلوٰ میں فرق

ہما بمعنی فی اللغة وهو الفوقیة، وقد یخصّص العلوٰ فی حقہ سبحانہ وتعالیٰ بعلوہ علی الخلق بالقدرۃ علیہم، والرفعة یرتفعہ عن الاشیاء والاتصاف بصفاتہا، وبالعکس۔ (فروق اللغات ص: ۱۳۶)

”دونوں لغتیں ہم معنی ہیں اور وہ فوقیت (اونچائی بلندی) ہے اور علوٰ کبھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص کیا جاتا ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق سے بلند ہیں اس طور سے اللہ تعالیٰ ان پر قادر ہیں۔ اور رفعت دوسرے اشیاء کے مقابلے میں بلندی ہونا اور اس کے صفات کے ساتھ متصف ہونا اور اس کا عکس بھی ہوتا ہے۔“

الرحمن اور الرحیم کے اندر فرق

جاننا چاہئے کہ الرحمن اور رحیم جمہور کے نزدیک صفتِ مشبہ کے صیغے ہیں دوسرے لوگوں کے نزدیک دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں، اب دونوں کے درمیان چند وجوہ سے فرق ہے (۱) دونوں کے ایک ہی معنی ہیں اپس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (۲) یہ کہ الرحمن مکشف الکروب اور الرحیم مغفر الذنوب ہیں، یعنی رحمن کے معنی ہے پریشانی کو دور کرنے والا۔ اور الرحیم کے معنی ہے گناہوں کو معاف کر نیوالا۔ (۳) یہ ہے کہ الرحمن تبیین الطريق و الرحیم بالعصمة والتوفیق یعنی رحمت کے معنی راستہ بتلانے والا اور رحیم کے معنی عصمت اور توفیق عطاء کرنے والا۔ (۴) یہ ہے کہ الرحمن اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ رحمن کے معنی آتے ہیں: الرحمن هو المنعم بما لا یتصور صدور جنسہ من العباد۔ ”یعنی رحمن اس منعم کو کہا جاتا ہے جو اس طرح انعام کرتا ہے جس کا وقوع مخلوق سے ممکن نہ ہو“ اور ظاہر ہے کہ رحمن کے یہ

معنی غیر اللہ میں نہیں پائے جاتے ہیں۔ (۵) پانچواں فرق یہ ہے کہ لفظ رَحْمَنُ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہونی والی صفات پر دلالت کرتا ہے اس لحاظ سے رَحْمَنُ وصف ہے اور لفظ رحیم مرحوم کے ساتھ متعلق ہونے والی صفات پر دلالت کرتا ہے اس لحاظ سے الرحیم صفت ہے۔ (۶) یہ ہے کہ عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ رَحْمَنُ وہ ہے جو سوال کرنے پر عطاء کرتا ہے اور رحیم وہ ہے جو سوال کرنے پر غصہ ہوتا ہے۔ ونعم قیل :-

واللہ یغضب اذا ترک تسوالہ وبنو آدم یغضب حین یسئل
(۷) اور ساتواں فرق یہ ہے کہ الرحمن کے اندر الرحیم کی بہ نسبت معنی رحم زیادہ پائے جاتے ہیں کیونکہ قاعدہ ہے ”کثرة المبانی تدل علی کثرة المعانی“
(مآرب الطلبة، والتقریر الحاوی شرح بیضاوی ص: ۵۸ ج ۱)

الرجوع اور العود میں فرق

الرجوع فعل الشیء ثانیة ومصیرة الی حال کان علیہا، والعود
یستعمل فی هذا المعنی علی الحقیقة، ویستعمل فی الابتداء مجازاً. (فروق
اللغات ص: ۱۳۹)

”رجوع کہتے ہیں کسی چیز کا دوبارہ کرنا اور اپنے اس حالت جس پر تھا، اور عود اس معنی میں حقیقتاً استعمال ہوتا ہے اور ابتداء میں مجازاً ہوتا ہے۔“

الرحمة اور الرأفة میں فرق

قیل الرأفة اشد الرحمة وقیل الرحمة اکثر من الرأفة والرأفة
اقوی منها فی کیفیة لانها عبارة عن ایصال النعم مطلقاً وقد یكون مع
الکراهة والالیم للمصلحة کقطع العضو المجذوم و اطلاق الرأفة علیہ
تعالیٰ کا طلاق الرحمة. (فروق اللغة ص: ۱۳۷)

”کہا گیا ہے کہ رافت رحمت سے شدید ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ رحمت رافت سے زیادہ ہوتا ہے اور رافت کیفیت میں رحمت سے قوی ہے، اسلئے کہ وہ عبارت ہے نعمتوں کے پہنچانے سے مطلقاً اور کبھی کرامت اور تکلیف کے ساتھ ہوتا ہے مصلحتاً جیسا کہ مجذوم زندہ عضو کا کاشا اور رافت کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر رحمت کے اطلاق کی طرح ہوتا ہے۔“

رئۃ اور رعنین میں فرق

رئۃ: عام آواز کو کہتے ہیں یا خاص کمان وغیرہ کی آواز کو کہا جاتا ہے اور رعنین، مطلق آواز کو یا ٹمگین آواز کو کہتے ہیں۔ (اضافات شرح مقامات اردوس: ۱ ج ۵۲، مصنف مولانا افتخار علی دیوبندی، ناشر: مکتبہ شرکت علیہ ملتان)

رأیۃ، علم اور لواء میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ ان تینوں الفاظ کے معنی جھنڈے کے ہیں پھر ان میں باہمی فرق اس قدر ہے کہ علم مطلق جھنڈا کو کہا جاتا ہے اور لواء و رأیۃ میں علماء حدیث اور اہل لغت کا اختلاف ہے کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے۔ بعض کا قول ہے کہ کوئی فرق نہیں ہے بلکہ ایک ہی چیز کے دو نام ہے لیکن اکثر حضرات نے فرق بیان فرمایا ہے اور امام ترمذیؒ نے دونوں کے الگ الگ باب باندھ کر کے اس کے فرق کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ لواء بڑے جھنڈے کو کہتے ہیں جو امیر المؤمنین کے ساتھ رہتا ہے اور رتبه امیر کا پتہ دیتا ہے اور رأیۃ چھوٹے جھنڈے کو کہا جاتا ہے جو لشکروں کے مختلف حصوں کے نشانات ہوتے ہیں بعض حضرات اس کے برعکس کے قائل ہیں لیکن حقیقی بات یہ ہے کہ ایک کو دوسری کی جگہ مجازاً استعمال کیا جاتا ہے اور جب آنحضرت ﷺ خود جہاد میں شریک ہوتے تو دونوں جھنڈے لواء اور رأیۃ کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوتی تھی۔ (ما رب المطالبہ ص: ۲۳۵)

رِکاز، کنز اور معدن میں فرق

یاد رہے کہ جو مال زمین سے نکالا جاتا ہے وہ کل تین ہیں یا اس کی تین قسمیں ہیں (۱) رِکاز (۲) کنز (۳) معدن، پھر معدن اس مالِ دفینہ کو کہا جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق ارض کے دن زمین کے اندر پیدا کر دیا ہے۔ اور کنز اس مالِ مدفونہ کو کہا جاتا ہے جس کو انسان نے زمین کے اندر دفن کر دیا ہو یا کنز کا اطلاق ان دفینوں پر ہوتا ہے جو انسانوں کے گاڑے ہوئے ہوں اور رِکاز کا لفظ عام ہے یعنی اس کا اطلاق معدن اور کنز دونوں پر ہوتا ہے یعنی ان دھاتوں پر بھی ہوتا ہے جو زمین کے اندر اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں اور ان دفینوں پر بھی جو انسان کے گاڑے ہوئے ہیں۔ (دیکھئے اشرف الھدایہ ص ۱۱۳ ج ۳، وغایۃ السعایہ ص ۱۱۹ ج ۵ باب فی المعادن والریکاز۔ یا مآرب الطلہ ص: ۲۲۸/۲۲۹)

ریش اور لباس میں فرق

دونوں الفاظ کے معنی کپڑے کے ہیں، پھر دونوں میں یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ لباس مطلق کپڑے کو کہا جاتا ہے چاہے ستر چھپانے کیلئے استعمال کیا جائے یا زیب و زینت کیلئے استعمال کریں یا کسی دوسرے فائدے کیلئے استعمال کریں اور ریش خاص ہے اور ان دونوں الفاظ کا قرآن کے اندر استعمال ہوا ہے جیسے: ﴿یَسَابِغْیَ اَیْمُ قَدِ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا وَّیُوَارِیْ سَوَاتِکُمْ وَرِیْشًا﴾ ”الایۃ“۔ (دیکھئے مآرب الطلہ ص: ۲۳۳)

روح، عقل اور نفس میں فرق

نفس، روح، اور عقل یہ تینوں انسان کی اندرونی چیزیں ہیں جو مادہ سے خالی

ہیں، پھر اس میں فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ روح کی پرواز ہر وقت آسمان کی طرف ہوتی ہے اور نفس کی سیر زمین کی طرف ہوتی ہے کیونکہ نفس کی پیدائش عناصر اربعہ سے ہے یعنی آب و آتش، خاک و باد سے ہے تو روح اور نفس کا آپس میں تصادم و ٹکراؤ ہے اور عقل ان دونوں کا حاکم ہے جب کسی کے عقل، نفس کی رائے پر متحد ہو جائے یعنی عقل نفس کے تابع بن کر اسکی ہم خیال بن جاتی ہے اور وہ لوگ آخرت سے یقیناً بے خبر ہو جاتے ہیں اور دنیا کی خواہشات میں مبتلا ہو جاتے ہیں، حلت و حرمت کی کوئی تمیز ہی نہیں رہتی، مال و دولت کی انہماک میں بڑھ جاتے ہیں اور اگر عقل روح کی رائے پر اتفاق ہو جائے تو روح معشوق حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کے رضاء جوئی کی رلہ تلاش کرتی ہے، خلاصہ یہ نکلا کہ جب عقل، روح اور نفس کا حاکم ہے ظاہر ہے کہ جس کی طرف ہوگا، وہی کامیاب ہوگا۔ (مآرب الطلہ ص: ۲۷۰)

رویائے صالحہ اور رویائے صادقہ میں فرق

یہ بات مخفی نہ رہے کہ ان دونوں الفاظ کے معنی خواب دیکھنا ہے، پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ رویائے صالحہ اس خواب کو کہتے ہیں جس کا ظاہر بھی مبارک ہو اور اس کی تعبیر بھی خوشگوار ہو، ضرر کا پہلو اس میں نہ ہو۔ اور رویائے صادقہ اس خواب کو کہتے ہیں کہ جس کی تعبیر واقعہ کے مطابق ہو، عام ازیں کہ اس میں خوشگوار شامل ہو یا اس میں کوئی ضرر کا پہلو موجود ہو۔ (مآرب الطلہ ص: ۲۶۵)

الرسالہ اور المجلہ میں فرق

ان الرسالة هي المجلة المشتملة على قليل من المسائل التي تكون من نوع واحد والمجلة هي الصحيفة التي تكون فيها الحكم كما قال النابغة :-

قديم فما يرجون غير العواقب

مجلتهم ذات الاله ودينهم

”رسالہ وہ مجملہ ہے جو ایسے تھوڑے مسائل پر مشتمل ہوتا ہے جو ایک ہی نوع سے ہو، اور مجملہ وہ اخبار ہے جس میں ایک ہی حکم ہو جیسا کہ شاعر نابھ نے فرمایا۔“

رشد اور رشد میں فرق

مخفی نہ رہے کہ ان دونوں لفظوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ رشد (بضم الراء) کا استعمال عام ہے کہ یہ امور دینی اور امور اخروی دونوں کیلئے مستعمل ہوتا ہے، بخلاف رشد کے کہ اس کا استعمال صرف امور اخروی کیلئے مستعمل ہے کافی قولہ تعالیٰ: ﴿وَأُولَٰئِكَ هُمُ الرُّشِدُونَ﴾ (مآرب الطلحہ ص: ۲۶۶)

رقبہ اور ققاء کے درمیان فرق

سج رقبہ حدیث سے ثابت نہیں۔ ”حتیٰ بلغ الققاء“ سے سج رقبہ ثابت نہیں ہوتا، ققاء اور رقبہ میں فرق یہ ہے کہ ققاء سر کا جز ہے اور رقبہ مستقل ایک عضو ہے جس کا سر کیساتھ کوئی تعلق نہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے۔ (فتاویٰ محمودیہ)

رویت اور زیارت کے درمیان فرق

رویت اور زیارت کے درمیان فرق یہ ہے کہ زیارت صرف قریب سے دیکھنے کو کہتے ہیں اور رویت عام ہے قریب سے دیکھنے اور دور سے دیکھنے کیلئے بھی مستعمل ہے۔ (توضیح الدرر شرح دیوان حماسہ اردو مصنف مولانا ابن الحسن عباسی ص: ۴۷، ناشر: ندوۃ العلم کراچی)

الرجل اور المرء میں فرق

ان قولنا رجل یفیذ القوۃ علی الاعمال ولہذا یقال المروۃ ادب مخصوص۔ (ہکذا الفروق فی اللغة ص: ۱۴۲)

”ہمارا قول رجل اعمال پر مضبوطی کا قائدہ دیتا ہے اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے ”المروءة ادبٌ مخصوص“ کہ مروت ایک مخصوص ادب ہے۔“

الرجفة اور الزلزلة میں فرق

ان الرجفة الزلزلة العظيمة ولهذا يقال زلزلت الارض زلزلة: خفيفة ولا يقال رجفت الا اذا زلزلت زلزلة شديدة، وسميت زلزلة الساعة رجفة لذلك، ومنه الارجاف وهو الاخبار باضطراب امر الرجل ورجف الشيء اذا اضطرب يقال رجفت منه اذا تقلقلت. (الفروق فی اللغة ص: ۲۹۸)

”رجفة“ عظیم زلزلہ ہے اسی وجہ سے کہا جاتا ہے ”زلزلت الارض زلزلة خفيفة“ یعنی زمین میں ہلکا زلزلہ آیا اور رجفت صرف شدید زلزلہ کے وقت کہا جاتا ہے، اور قیامت کے زلزلہ کا نام اسی وجہ سے رجطہ رکھا گیا ہے، اور اسی سے ہرجاف اور وہ کہتے ہیں کسی آدمی کے کسی کام کے اضطراب کی خبر دینا و رجف الشيء کہتے ہیں جب آدمی یا کوئی کام مضطرب بے چین ہو، کہا جاتا ہے رجفت منه جب تیزی اور پھرتی دکھائی (بے قرار و پریشان ہو جائے)۔

﴿نوٹ﴾

حرف راء کے تحت جو فروق ماقبل میں گذر چکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔
 (۱) رُشد اور ارشاد کا فرق اس سے قبل ارشاد اور رُشد میں گذر گیا ہے۔ (۲) رداء اور ازار کا فرق ازار اور رداء میں دیکھئے۔ (۳) رجوع اور انا بت کا فرق انا بت اور رجوع میں دیکھئے۔ (۴) رجاء اور طمع اور امل کا فرق امل، طمع اور رجاء میں دیکھئے۔ (۵) رداء اور دفع کا فرق دفع اور رد میں دیکھئے۔ (۶) روح اور حیات کا فرق، حیات اور روح میں دیکھئے۔ (۷) رضاء اور تسلیم کا فرق، تسلیم اور رضاء میں دیکھئے۔ (۸) رویاء اور حلم کا فرق

علم اور رویاء میں دیکھیں۔ (۹) رسم اور بدعت کا فرق بدعت اور رسم میں دیکھئے۔
(۱۰) روایت اور درایت کا فرق درایت اور روایت میں دیکھیں۔

زاہد اور عابد میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ یہ دونوں اسم فاعل کے صیغے ہیں دونوں کے معنی عبادت کرنے والے کے ہیں، پھر ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ لفظ عابد نصر بنصر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے لفظی معنی مطلق عبادت کرنے والے کے ہیں، یہ صیغہ مشتقات میں سے ہے لیکن اس میں معنی اسمیت غالب ہے یہی وجہ ہے کہ ہر عبادت کرنے والے کو اصطلاح شرع میں عابد نہیں کہا جاتا ہے بلکہ عابد اس کو کہا جاتا ہے جس کو بقدر ضرورت دین کا علم ہو یعنی دین کے ہر شعبے سے عبادت کا شعبہ غالب اور اس کا خصوصی مشغلہ ہو اور لفظ زاہد یہ زُحد سے مشتق ہے جس کے لفظی معنی بے رغبتی اور بے توجہی کے آتے ہیں اور اصطلاح شرع میں زاہد اس کو کہا جاتا ہے جس کو عبادت کا پہلو غالب ہونے کے ساتھ دنیا کی زیب و زینت اور مال و دولت کی محبت سے بھی بے رغبتی اور اعراض کا تمغہ امتیاز حاصل ہو، اس سے معلوم ہوا کہ عابد عام ہے اور زاہد انحصار ہے کیونکہ زاہد کے اندر ایک شرط زائد ہے یعنی عبادت کا پہلو غالب ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا و مافیہا سے بے رغبت ہونا ہے۔ (آداب الطلبہ ص ۲۰۱)

زکوٰۃ اور صدقہ میں فرق

زکوٰۃ اور صدقہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ کا اطلاق صرف فرضوں میں ہوتا ہے یعنی زکوٰۃ صرف فرض ہی ہوتی ہے اور صدقہ کا اطلاق کبھی نفلوں میں بھی ہوتا ہے۔ (دیکھئے فروق اللغات ص ۱۴۰، آداب الطلبہ ص ۱۳۴)

زکام اور نزلہ میں فرق

قد فرّق بينهما بأن السيلان المنحدر من الرأس ان نزل من المنحدرين سُمّي زُكاماً، وان انصب الى الصدور والرئة سُمّي نزلة.

(فروق اللغات ص: ۱۴۱)

”ان دونوں کے درمیان اس طرح فرق کیا گیا ہے کہ سر سے ڈھلک جانے والی اگر مخرین (ذبح کی جگہ گلا) سے نازل ہو تو اس کا نام زکام رکھا گیا اور اگر سینوں میں یا پیچھڑوں میں ٹہرے رہا تو اس کا نام نزلہ رکھا گیا۔“

الزمان اور الوقت میں فرق

انّ الزمان اوقات متوالية مختلفة او غير مختلفة فالوقت واحد وهو المقدر بالحركة الواحدة من حركات الفلك، وهو يجرى من الزمان مجرى الجزء من الجسم، والشاهد ايضاً أنّه يقال زمان قصير و زمان طويل ولا يقال وقت قصير. (الفروق في اللغة ص: ۲۶۳)

”زمان پے درپے اوقات ہے مختلف ہو یا غیر مختلف ہو، پس وقت ایک ہے اور وہ آسمان کی حرکات میں سے ایک حرکت کے بقدر ہے، اور یہ زمانہ میں جاری ہوتا ہے مثل (قائم مقام) جاری ہونے کے جزء کے جسم میں اور دلیل یہ ہے کہ کہا جاتا ہے ”زمان قصير و زمان طويل“ یعنی مختصر زمان یا طویل زمانہ اور نہیں کہا جاتا ”وقت قصير“ (مختصر وقت)۔“

زُہد اور زہادۃ میں فرق

زہادہ کہتے ہیں دنیا کی مرغوب اشیاء کو چھوڑ دینا ہے اور زُہد کہتے ہیں صرف خدا کی رضامندی کیلئے آخرت کے لُذائذ کو چھوڑ دینا۔ (مقامات مترجم ص: ۱۲۱، اردو از مولانا صدیق انوری صاحب ناشر: الرحیم اکیڈمی لیاقت آباد کراچی)

زینت، عجب اور کبر میں فرق

تینوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ اپنے آپ کو اچھا سمجھنا کسی کو حقیر نہ جاننا شرع کی اصطلاح میں عجب کہلاتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو کمتر جاننا شریعت کی نظر میں تکبر کہلاتا ہے اور کسی عمدہ کپڑے وغیرہ کو اپنے کو اسکے بلا مستحق جان کر اور غیروں کو حقیر نہ سمجھ کر بلکہ اپنے دل کو خوش کرنے کی خاطر یا خدا تعالیٰ کی نعمت کا اظہار کرنے کی خاطر استعمال کرنا اصطلاح شرع میں جمال اور زینت کہلاتا ہے۔ (۲) اور یہ دونوں یعنی عجب اور کبر حرام ہیں اور زینت مباح ہے۔ (آر ب الطلحہ ص ۱۳۴ بحوالہ معارف القرآن)

زیادت اور شدت میں فرق

دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی ہر شدت میں زیادت ہیں اور ہر زیادت میں شدت ہیں لہذا دونوں کے درمیان نسبت تساوی ہے جس طرح ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق انسان ہے، لیکن حکماء و اشرافین کے نزدیک دونوں میں دو طرح سے فرق ہے (۱) شدت کا استعمال کیفیت کے ساتھ مختص ہے یعنی عقل بواسطہ وہم انتزاع کرتے ہیں مثلاً برف کا زیادہ سفید ہونا ہاتھی کی دانت سے اور زیادت کا استعمال کیت کے ساتھ مختص ہے۔ (۲) شدت کی نفیض ضعف آتی ہے بخلاف

زیادت کے کہ اسکی نقیض نقصان آتی ہے اور یہ فرق ”تعرف الاشياء باضدادها“ کے قیل سے ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۱۹۲)

زندیق اور ملحد میں فرق

زندیق اور ملحد دونوں مرادف اور ہم معنی ہیں چنانچہ امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں فرمایا ہے ”کذلک الزنادقة الذین یلحدون وقد کانوا یظہرون الاسلام“ یعنی ایسے ہی زندیق وہ لوگ ہیں جو الحاد کرتے ہیں اور بظاہر اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ملحد اور زندیق دونوں ہم معنی ہیں، خلاصہ یہ نکلا کہ ملحد اور زندیق کافر اور منافق کی ایک خاص قسم ہیں کہ ظاہر میں اسلام کا دعویٰ کرے اور حقیقت میں اسکے احکام کی تعمیل سے انحراف کا بہانہ بنائے (یا باطن میں کفر ہو)۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص ۲۸۵: بحوالہ معارف القرآن)

زینت اور تفاخر میں فرق

زینت سے مقصود کبھی اپنا اچھا لگنا ہوتا ہے اور کبھی تذلل یعنی یہ کہ دوسروں کے نزدیک حقیر نہ ہو اور یہ دونوں غرض حد جواز میں ہیں اور کبھی مقصود دوسرے سے بڑا بننا اور امتیاز مقصود ہوتا ہے اور یہ تفاخر ہے اور یہ ناجائز ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول و ضوابط ص: ۲۲۰ بحوالہ حسن العزیز)

زندیق اور مرتد میں فرق

مرتد وہ کافر ہے جو اسلام لانے کے بعد کفر کی طرف پھر جائے تو مرتد کیلئے توبہ کی تلقین کا حکم ہے اگر وہ توبہ کر لے تو سزا سے بچ جائیگا لیکن زندیق کے بارے میں امام مالک و امام ابو حنیفہ اور ایک روایت میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اسکی توبہ قبول نہیں کیونکہ اس نے زندقہ کے جرم کا ارتکاب کیا ہے یعنی کفر کو اسلام ثابت کرنے کی

کوشش کی ہے، گتے کا گوشت بکری کے نام سے فروخت کیا ہے، شراب پر زہم کا لیل چپکایا ہے، یہ جرم ناقابل معافی ہے اس پر قتل کی سزا ضرور جاری ہوگی۔ (قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق ص: ۹، ناشر: دفتر ختم نبوت ملتان)

زندیق، مرتد اور کافر کے مابین فرق

جو لوگ اسلام کو مانتے ہی نہیں وہ تو کافر اصلی کہتے ہیں اور جو لوگ دین اسلام کو قبول کرنے کے بعد اس سے برگشتہ ہو جائیں وہ مرتد کہلاتے ہیں اور جو لوگ دعویٰ اسلام کا کریں لیکن عقائد کفریہ رکھتے ہیں اور قرآن و حدیث کے نصوص میں تحریف کر کے انہیں اپنے عقائد کفریہ پر فٹ کر نیکی کوشش کریں انہیں زندیق کہا جاتا ہے۔ (مزید معلومات دیکھئے۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ص: ۳۵ ج ۱، از شہید السلام مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی)

نوٹ

ذیل میں زاء کے الفاظ کے فروق جو اس سے قبل گذر چکے ہیں حسب ذیل ہیں۔ (۱) زینت اور جمال کا فرق، جمال اور زینت میں گذر گیا ہے۔ (۲) زوج اور بعل کا فرق بعل اور زوج میں دیکھئے۔ (۳) زعیم اور رئیس کا فرق رئیس اور زعیم میں ہے۔ (۴) زرع اور حرث کا فرق، حرث اور زرع کے درمیان دیکھئے۔ (۵) الزمان اور الدہر کا فرق، الدہر اور الزمان میں ہے۔ (۶) عشری زمین اور خراجی زمین کا فرق، خراجی زمین اور عشری زمین میں دیکھئے۔ (۷) زینت، تفاخر اور تجل کا فرق، تفاخر اور زینت کے درمیان ہے۔ (۸) زکوٰۃ اور عشر کا فرق گذر گیا ہے۔ (۹) الزور الکذب اور البھتان کا فرق، البھتان، الکذب اور الزور میں گذر گیا ہے۔

سراج اور مصباح میں فرق

ان دونوں میں کئی اعتبار سے فرق ہے (۱) سراج تو وہ ہے جو مائل بصری ہو اور مصباح وہ روشن چراغ ہو جو مائل بسفیدی ہو۔ وقال بعضهم: ان المصباح بمعنى القراط الذي تراه في القنديل والسراج التي فيها الفتيلة واللمن. (۲) سراج بہت بڑے چراغ کو کہتے ہیں اور اس میں روشنی بھی زیادہ ہوتی ہے اور مصباح وہ چھوٹا چراغ ہے جس میں روشنی بھی کم ہو۔ (دیکھئے اضافات ص ۲۵/تہمیدات ص ۹/۵۹/مآرب الطلہ، ص: ۲۶۶)

سرعت اور عجلت میں فرق

العجلة التقدم بالشيء قبل وقته وهو مذموم والسرعة تقديم الشيء في اقرب اوقاته وهو محمود. (فروق اللغات ص ۱۴۳، الفروق في اللغة ص: ۱۹۸، الاضافات ص: ۶۰ ج ۱)
ترجمہ: ”عجلت کہتے ہیں کہ کسی چیز کا اپنے وقت (مقررہ) سے پہلے ہونا اور یہ مذموم ہے، اور سرعت کہتے ہیں کہ کسی چیز کو اس کے زیادہ قریب وقت سے پہلے کرنا اور یہ لائق تعریف محمود ہے۔“

سکتہ اور وقفہ میں فرق

وقفہ اور سکتہ دونوں کے معنی ہیں ٹھہر اور روکنے کے ہیں جس میں سانس نہ ٹوٹے۔ مگر سکتہ اور وقفہ میں فرق یہ ہے کہ سکتہ میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے اور وقفہ میں زیادہ ٹھہرنا ہوتا ہے۔ (دیکھئے رموز وادقاف قرآن مجید معرئ تاج کمپنی کراچی)

سہو اور نسیان میں فرق

سہو کہتے ہیں کسی چیز کا قوت حافظہ سے زائل ہو جانے کو فقط اور نسیان کہتے ہیں زائل ہو جانا کسی چیز کا قوت حافظہ اور قوت مدد رکھ سے۔ (دیکھئے المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۲۳، مؤلف مولانا شیخ عبدالاول صاحب ناشر: رشیدیہ لائبریری چانگام بنگلہ دیش)

سین اور سوف میں فرق

سوف اور سین یہ دونوں علامت مضارع میں سے ہیں دونوں کو حرف تسویف کھا جاتا ہے یہ دونوں فعل مضارع کو استقبال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسے الآن قرینہ حالیہ یا مقالہ کی وجہ سے فعل مضارع حال کے ساتھ ہو جاتا ہے جیسے زیّدٌ یضربُ الآن۔ اور اب دونوں کے درمیان فرق کے متعلق دو مذاہب ہیں (۱) پہلا مذہب: سین استقبال قریب کیلئے آتا ہے اور سوف استقبال بعید کیلئے آتا ہے۔ (۲) دوسرا فرق یہ اسکے برعکس ہے یعنی سوف استقبال قریب کیلئے اور سین استقبال بعید کیلئے ہے لیکن پہلا مذہب جمہور نحاۃ کا ہے لیکن یہ یاد رہے کہ سین اور سوف کا فعل مضارع کو استقبال کے ساتھ خاص کر دینا یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بلکہ اکثر یہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول: ﴿فَمَسْكُفِيكِهِمُ اللَّهُ﴾ (الآیۃ) پس اس آیت کریمہ میں سین نہ استقبال قریب کیلئے ہے نہ استقبال بعید کیلئے ہے۔
فائدہ:- یاد رہے کہ حرف سین کی سات قسمیں ہیں، ہر ایک کی مثال مع تعریف کیلئے دیکھئے۔ (آر ب الطلبہ ص: ۵۱)

سلطان اور مملک میں فرق

واضح ہو کہ دونوں کے معنی بادشاہ کے ہیں پھر دونوں میں یوں فرق بیان کیا جاتا ہے (۱) عند المحققین دونوں میں کوئی فرق نہیں بلکہ مصداقی حیثیت سے

بالکل متحد ہیں اور بعض حضرات یعنی ابن کثیرؒ و صاحب تفسیر مظہریؒ نے یہ رائے نقل کی ہے کہ لفظ ملک اور سلطان کے معنی بادشاہ کے مفہوم سے زیادہ عام ہے اور بعض کے نزدیک دونوں کے درمیان عام و خاص مطلق کی نسبت ہے یعنی ملک عام مطلق ہے اور سلطان انھن مطلق ہے (ملخصاً من معارف القرآن ص: ۱۰۵ ج ۳ و الفروق فی اللغة، ص: ۱۸۳)

سالمک اور عارف میں فرق

خوب جاننا چاہئے کہ یہ دونوں اسم فاعل کے صیغے ہیں مگر ان میں معنی اسمیت غالب ہو کر فن تصوف کی دو اصطلاح بن گئی جس کو حقیقت عرفیہ بھی کہا جاتا ہے، سالمک یہ سلوک سے مشتق ہے جس کے معنی عربی لغت میں چلنے کے ہیں خواہ سفر ظاہر ہو یا باطن مگر اہل تصوف کے نزدیک ”سیر فی اللہ“ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف (وصول کیلئے) سفر کیلئے ہے ”سیر فی اللہ“ میں بہت منازل اپنی ہستی سے گذر کر خدا کی ہستی کی طرف ہمہ تن مائل ہوتا بھی سلوک میں شامل ہے۔ عارف تصوف کے انتہاء اور آخری حدود میں پہنچ جانے والا کو کہتے ہیں خلاصہ یہ نکلا کہ سالمک اور عارف کے دونوں راہ باطن میں چلنے والے کا نام ہیں لیکن سالمک کا مقام انتہاء وہی عارف کا مقام ابتداء ہے۔ (آر ب الطلحہ ص ۳۰۰ بحوالہ تذکرہ اولیاء ہند)

سجدہ تعظیمی اور سجدہ تعبدی میں فرق

اگر سجدہ کرنے والے کا یہ عقیدہ ہو کہ مسجود متصرف فی الامور ہے تو یہ سجدہ تعظیمی ہے اور ایسا شخص کافر ہو جائیگا۔ اور اگر سجدہ کرنے والے کا یہ عقیدہ ہو کہ مسجود متصرف فی الامور نہیں ہے تو یہ سجدہ تعظیمی ہے اور یہ سجدہ بھی شرعاً حرام ہے اگرچہ کافر نہیں ہوگا۔ البتہ صنم کو سجدہ جس نیت بھی ہو یہ مطلقاً کفر ہے کیونکہ یہ مشرکین کا شعار ہے۔ (دیکھئے آر ب الطلحہ ص ۳۸۹ بحوالہ ارشاد القاری)

سَنَہ اور عَام میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ سَنَہ تو پورے سال کو کہا جاتا ہے کہیں سے بھی اس کو شروع کر دیا جائے اور عَام کہتے ہیں ایسے سال کو جس میں گرمی اور جاڑے پوری ہو جائیں۔ (افاضات ص ۱۶۹ ج ۱ مؤلفہ مولانا افتخار علی دیوبندی۔ فروق اللغات، ص: ۱۳۸)

سِنَہ، نَوْم اور نَعَاس میں فرق

”نعاس“ کو اردو میں اُٹکھ کہتے ہیں یعنی وہ نیند جو ابتدائی حالت میں سونے کی وجہ سے سر میں گرانی اور بوجھل پن پیدا ہو جائے اور سِنَہ اس نیند کو کہتے ہیں جس میں آنکھ بند ہو جائے اور پلک جھپکنے لگیں اور نَوْم مطلقاً وہ نیند ہے جس میں انسان خوب غافل ہو جائے۔ (افاضات ص: ۶۲ ج ۱ تفہیمات ص: ۲۳۰ ج ۱، مآرب الطلبة ص: ۲۲۱)

سَوَق اور قَوْذ میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں الفاظ کے اندر باہمی فرق یہ ہے کہ سَوَق کے معنی پیچھے سے ہٹانے کے ہیں اور قَوْذ کے معنی گلے میں رسی ڈال کر آگے سے کھینچنے کے ہیں۔ (افاضات شرح مقامات اردو مترجم مصنف مولانا افتخار علی دیوبندی ص ۱۵ ج ۱، ناشر مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

سُکُوت اور صَمُوت میں فرق

ان دونوں کے درمیان تین قسم کے فرق ہیں (۱) ترک الکلام مع القدرت کو

سکوت کہتے ہیں کما فی قوله صلى الله عليه وسلم: ﴿السَّكَاةُ عَنْ الْحَقِّ شَيْطَانٌ أُخْرَسَ﴾ اور صموت عام ہے خواہ مع القدرت ہو یا بلا قدرت ہو (۲) سکوت قول حق سے رُک جانا کما مر فی قوله صلى الله عليه وسلم بخلاف صموت کے۔ (۳) صموت میں بہت دیر تک چھپ رہنے کا اعتبار ہے بخلاف سکوت کے کہ اس میں وہ اعتبار نہیں۔ (فراند منشورہ ص: ۳۰، تفہیمات ص ۲۶ ج ۲، مآرب الطلبة ص ۲۶۱)

سکینہ اور وقار میں فرق

المشهور فی الفرق بینہما ان السکینۃ ہیئۃ بدنۃ تنشأ من اطمئنان الاعضاء، والوقارُ هیئۃ نفسانیۃ تنشأ من ثیاب القلب، ولا ینخفی انه لو عکس الفرق لکان اصوب واحق بأن تكون السکینۃ ہیئۃ نفسانیۃ والوقار هیئۃ بدنۃ. (فروق اللغات ص: ۱۳۹)

”ان دونوں میں مشہور فرق یہ ہے کہ سکینہ بدنی ہیئت و صورت سے اعضاء کے اطمینان پر سکون ہونے سے پیدا ہوتا ہے، اور وقار وہ نفسانی ہیئت ہے جو دل کے باطن سے ہوتا ہے۔ اور یہ پوشیدہ نہیں کہ فرق اگر عکس ہو تو زیادہ بہتر صحیح ہے یعنی سکینہ ہیئت نفسانی اور وقار ہیئت بدنی ہو۔ واللہ اعلم۔“

سید اور مالک میں فرق

ان السید فی الممالکین کا لعلد فی المملوکات کلملا لا یكون العبد الامن یعقل فکذا لک لا یكون السید الامن یعقل و المالك یكون کذا لک ولغیره فیقال هذا سید العبد و مالک العبد ویقال هو مالک الدار ولا یقال سید الدار ویقال للقادر مالک فعله ولا یقال سید فعله و الله تعالى سید لانه مالک لجنس من یعقل. (الفروق فی اللغة ص

”سید مالکین میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ عبد غلام مملوکات میں ہمیشہ عبد (غلام) عاقلوں میں سے ہوگا اسی طرح سید صرف عاقلوں میں سے ہوگا، اور مالک اس طرح بھی ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کیلئے بھی ہوتا ہے، پس کہا جاتا ہے ”ہذا سید العبد“ (یہ غلام کا سردار ہے) و مالک العبد (غلام کا مالک ہے) اور کہا جاتا ہے ”ہو مالک الدار“ (وہ گھر کا مالک ہے) اور نہیں کہا جاتا ”سید الدار“ (گھر کا سردار) ہے اور قدرت رکھنے والے کو کہا جاتا ہے ”مالک فعلہ“ (اپنے کام کا مالک) اور سید فعلہ نہیں کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سید ہیں اسلئے کہ اس جنس کے مالک ہیں جو عاقل ہے (اور اللہ تعالیٰ مالک ہیں جنس عاقل کا)۔“

سَمَاءُ اور فَلَكٌ میں فرق

علامہ ابن قتیبہؒ نے کہا ہے کہ سماء اسکو کہا جاتا ہے جو آپ کے اوپر ہو اور سایہ دار ہو اور اسی میں سے ”سقف البيت“ کو سماء کہا جاتا ہے اور بادل کیلئے بھی سماء استعمال کیا جاتا ہے اور مدار النجوم کو بھی جو نجوم سے ملا ہوا ہے جو ستارے کو ملاتا ہے یا اس کے ساتھ ضم ہے۔ (فروق اللغات ص: ۱۵۰۔ مآرب الطلحہ ص ۲۶۳)

سَبٌّ اور شَتْمٌ میں فرق

ان الشتم تقييح امر المشنوم بالقول واصله من الشتمه وهو قبح الوجه ورجل شتم قبيح الوجه وسمى الاسد شتماً لقبه منظره .. والسب هو الاطباب في الشتم والاطالة فيه واشتقاقه من السب وهي الشقة الطويلة و يقال لها سبب الفرس شعر ذنبه سُميَ بذلك لطوله خلاف العرف و السب العمامة الطويلة فهذا هو الاصل فان استرمل في غير ذلك فهو توسع . (الفروق في اللغة، ص: ۴۳)

”شتم منحوس کام کی قول سے برائی قباحت بیان کرنا، اور اس کا اصل شتمہ

سے ہے اور اس کا معنی چہرے کا قبیح ہونا (بد صورت ہونا) اور رجل شتیم کہا جاتا ہے بری صورت والے کو، اور شیر کا نام شتیم اس کی بد صورتی کی وجہ سے رکھا گیا ہے اور سب و شتم میں زیادتی اور اس میں طوالت کو کہتے ہیں، اور یہ مشتق ہے سب سے اور وہ گڑھا کو کہتے ہیں، اور گھوڑے کیلئے کہا جاتا ہے سمیب الفرس (اس کی دم کے بال) اس کی طوالت کی وجہ سے عرف کے برخلاف اور سب طویل عمامہ بھی اس کی اصل ہے اگر اس کے علاوہ ہو تو وہ توسع ہے۔“

سارق اور لص میں فرق

واضح ہو کہ دونوں الفاظ کے مابین فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سارق کہتے ہیں اس شخص کو جو محفوظ شدہ مکان یا تالا لگا ہوا مکان وغیرہ سے مال و اسباب کو اس طرح خفیہ طور پر چوری کرنا کہ مالک مکان کو اس کی خبر نہ ہو اور لص کہتے ہیں اس شخص کو جو غیر کے مال کو لے لینا عام ازیں کہ مالک کو اس کی خبر ہو یا نہ ہو اور اس میں قَطَاع الطريق بھی داخل ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۶۳)

سب اور علت میں فرق

ان دونوں کے درمیان چند وجوہ سے فرق ہیں (۱) علت وہ ہے جو بذاتِ خود یعنی بلا واسطہ اپنے حکم (معلول) کی طرف مفضی ہوتی ہے اور سبب وہ ہے جو کسی علت کے واسطہ سے اپنے حکم (مسبب) کی طرف مفضی ہوتی ہے۔ (۲) وجود علت وجود معلول کا مستلزم ہے لہذا ان کے درمیان تخلف جائز نہیں بخلاف سبب کے۔ (۳) اور کبھی بطور مجاز سبب کا اطلاق علت پر بھی ہوتا ہے کما یقال: الشراء سبب للملك۔ (فرائد منشورہ ص: ۳۹)

السَّيِّئَةُ الشَّمْسِيَّةُ اور السَّيِّئَةُ الْقَمَرِيَّةُ میں فرق

”شمسی“ سال کہتے ہیں نقطہ بروج سے اس کے انتہاء تک سورج کے ایک دورہ کو اور اس کی مقدار تین سو پینسٹھ (۳۶۵) دن ہے اور بر بناء اختلاف ایک دن کے اکیس جزء کا ایک جزء ہے۔ اور قمری سال کی مقدار تین سو چون (۳۵۴) دن ہے اور ایک کے بعض متعین حصہ کا نام ہے اور وہ ایک کے اکیس جزء سے بیس جزء ہے، سو ششی سال قمری سال سے گیارہ دن اور ایک دن کے اکیس جزء کا ایک جزء بڑا ہوگا اور سال کے دنوں کے شمار میں اختلاف ہے۔ (دیکھئے المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۸۸)

سَلْبٌ عَمُومٌ اور عَمُومٌ سَلْبٌ میں فرق

دونوں میں فرق سے پہلے یہ بات جان لینا چاہئے کہ عموم سلب اور شمول نفی وہ مسند الیہ ہے جس کے اندر ہر ہر فرد کی بھی نفی کی جاتی ہے کہ کوئی فرد بھی نفی سے خارج نہ رہے مثلاً کُلُّ انسان لم یقم۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے اندر جتنے افراد انسان موجود ہیں ان سب کے سب عدم قیام میں شامل ہیں، کوئی فرد بھی عدم قیام سے خارج نہیں۔ سلب عموم اور نفی شمول اس کو کہتے ہیں جس کے اندر مسند الیہ کے افراد کے جملہ کو منشی کیا جائے مثلاً لم یقم کُلُّ انسان اس کا مطلب یہ ہے کہ جملہ افراد انسان کھڑے نہیں ہوئے ہیں بلکہ بعض افراد انسان کھڑے ہوئے ہیں، اب رہی یہ بات کہ کس وقت عموم سلب و شمول نفی ہوتا ہے اور کس وقت سلب عموم نفی شمول ہوتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ مسند الیہ جس لفظ کل داخل ہو رہا ہے اس مسند پر مقدم ہو جس سے پہلے حرف نفی ہے تو یہ عموم سلب و شمول نفی ہے جیسے کُلُّ انسان لم یقم۔ اگر وہ مسند الیہ مؤخر ہو جس پر لفظ کل داخل ہوا ہے وہ مسند مقدم ہو جس پر حرف نفی داخل ہوا تو یہ سلب عموم نفی شمول ہے مثلاً لم یقم انسان۔ (آر ب الطیب ص: ۱۹۱)

سر آر اور سرڑ میں فرق

ان دونوں الفاظ کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ سر رکھتے ہیں ہتھیلی کے نشان و خطوط کو اور سر آر رکھتے ہیں پیشانی کے خطوط و نشانی کو۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھئے (مارب الطلبہ مولانا شبیر احمد رکانی صاحب فاضل جامعہ معین الاسلام ہاشمپوری چانگام ص: ۱۴۶ ج: ۱)۔

الفرق بین السبیل والطریق والصراط

إن الصراط هو الطريق السهل، والطريق لا يقتضى السهولة، و السبیل: اسم يقع على ما يقع عليه الطريق، وعلى ما يقع عليه الطريق. تقول: سبیل الله و طریق الله، وتقول: سبیلک أن تفعل کذا، ولا تقول: طریقک أن تفعل کذا، و یراد به سبیل ما یقصدہ فیضاف إلى القاصد، و یراد به القصد، وهو كالمحبة فی بابہ، والطریق كالإرادة. (الفروق فی اللغة ص: ۲۹۵)

”ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ الصراط آسان راستہ کو کہا جاتا ہے، جبکہ الطريق آسانی کا تقاضہ نہیں کرتا، اور السبیل: ایسا اسم ہے جو الطريق کے موقع پر استعمال ہوتا ہے، اور اس کے علاوہ بھی استعمال ہوتا ہے، سو جیسا سبیل اللہ کہا جاتا ہے اسی طرح طریق اللہ بھی کہا جاتا ہے، جبکہ سبیلک أن تفعل کذا استعمال ہوتا ہے، اور طریقک أن تفعل کذا استعمال نہیں ہوتا، مراد اس سے سبیل مقصود ہے مگر قصد کرنے والے کی طرف اس کی اضافت کی جاتی ہے۔ اس سے کبھی کبھار قصد کا معنی بھی لیا جاتا ہے، اور وہ اپنی جگہ المحبة کی طرح اور الطريق الارادة کی طرح ہے۔“

﴿نوٹ﴾

ذیل میں سین کے وہ الفاظ لکھے جاتے ہیں جن کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں اسلئے یہاں صرف نام لکھا جا رہا ہے، جو حسب ذیل ہیں۔ (۱) ستر اور حجاب کا فرق، حجاب اور ستر میں ہے۔ (۲) سلام اور تحیہ کا فرق، تحیہ اور سلام میں دیکھئے۔ (۳) سہو اور خطاء کا فرق خطاء اور سہو کے اندر دیکھئے۔ (۴) ساکن اور جزم کا فرق، جزم اور ساکن میں ہے۔ (۵) سہم اور جُزء کا فرق، جزء اور سہم میں دیکھئے۔ (۶) ستر عورت اور حجاب النساء کا فرق، حجاب النساء اور ستر عورت میں ہے۔ (۷) سُنت اور حدیث کا فرق، حدیث اور سُنت میں ہے۔ (۸) سوال اور التماس کا فرق، التماس اور سوال میں دیکھئے۔ (۹) السخاء اور الجود کا فرق، الجواد اور السخی میں ہے۔ (۱۰) سفیہ اور احمق کا فرق، احمق اور سفیہ میں ہے۔ (۱۱) سماع اور استماع کا فرق، استماع اور سماع کے درمیان دیکھئے۔ (۱۲) نخی، کریم اور جواد کا فرق، جواد، نخی اور کریم میں ہے۔ (۱۳) سمعت اور ریاء کا فرق ریاء اور سمعت میں ہے۔ (۱۴) سود اور بیع کا فرق بیع اور سود کے درمیان گذر چکا ہے۔



شریعت اور طریقت میں فرق

شریعت نام ہے مجموعہ احکام تکلیفیہ کا اس میں اعمال ظاہری و باطنی سب آگئے اور متقدمین کی اصطلاح میں لفظ فقہ کو اس کے مرادف سمجھتے تھے جیسے امام ابوحنیفہؒ سے فقہ کی یہ تعریف منقول ہے۔ ”معرفة النفس ماله و ما عليها“۔ پھر متاخرین کی اصطلاح میں شریعت کے جُزء و متعلق باعمال ظاہرہ کا نام فقہ ہو گیا اور دوسرے جُزء متعلق باعمال باطنہ کا نام تصوف ہو گیا۔ ان اعمال باطنی کے طریقوں کو طریقت کہتے ہیں۔ (فقہ حنفی کے اصول و ضوابط ص ۲۱۸)

شعور اور علم میں فرق

امام طبریؒ فرماتے ہیں کہ شعور حواس کی طرف سے ابتداء کسی چیز کے علم کو کہتے ہیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شاعر کی صفت نہیں لائی جاتی ورنہ اللہ تعالیٰ کو شعور ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ عالم اور معلوم کی صفت لائی جاتی کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم بھی ہے اور جاننا بھی ہے۔ (فروق اللغات، ص: ۱۵۵)

شعبہ، معجزہ اور کرامت میں فرق

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ شعبہ اور معجزہ میں فرق یہ ہے کہ شعبہ کسی سبب طبعی خفی کی طرف مستند ہوتا ہے کہ ہر شخص کی نظر اس سبب خفی تک نہیں پہنچ سکتی لیکن ماہر فن اس کو سمجھ سکتا ہے اور اس شعبہ باز کی قلعی کھول سکتا ہے اور معجزہ کسی سبب طبعی کی طرف مستند نہیں ہوتا وہ خارق العادہ محض تحت القدرۃ اللہ داخل ہوتا ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول و ضوابط ص: ۲۱۶)

شَاۓ، عَنَم اور معز میں فرق

شَاۓ اور عَنَم کا اطلاق بھیڑ اور بکری ہر دونوں پر عموماً ہوتا ہے یعنی کوئی لفظ کسی کیلئے مخصوص نہیں ہے اور معز کا اطلاق صرف بکری پر ہوتا ہے۔ (دیکھئے فوائد منثورہ ص: ۴۱)

شَبَکَۃ، شَرک اور سَلَح میں فرق

فَسَح کے معنی جال یعنی وہ جال جس سے شکار وغیرہ کو پکڑتے ہیں اور شَبَکَۃ وہ جال ہے جو دھاگہ وغیرہ سے بنا جاتا ہے اور شَرک اس جال کو کہتے ہیں جس سے ہاتھی وغیرہ پکڑے جاتے ہیں، یا صرف جانور پکڑتے ہیں۔ (کاپی مقامات ص: ۴۳۳ مقامہ ۱۰)

شَاذ، نادر اور غریب میں فرق

یہ تینوں الفاظ صرفی حضرات استعمال کرتے ہیں جو قلیل الاستعمال (معانی) کیلئے ہوتا ہے۔ (۱) پس جو باب فصیح ہو اگرچہ وہ قیاس کے موافق نہ ہو تو اس کو نادر کہتے ہیں۔ (ب) اور جو باب خلاف قیاس ہو اگرچہ اس کا استعمال فصحاء کے موافق ہو تو اس کو شاذ کہتے ہیں (اور یہ دونوں قسم مقبول ہیں)۔ (ج) اور جو باب فصیح نہ ہو اور اس کا استعمال کم ہو تو اس کو غریب کہتے ہیں اور یہ مقبول نہیں ہے۔ (ماخوذ توضیحات شرح علم الصیغہ ص: ۴۷)

الشرعۃ والمنہاج میں فرق

المنہج والمنہاج الطريق الواضح ثُمَّ اُسْتَعِيرَ لِلطَّرِيقِ فِي الدِّينِ
کما استعیرت الشریعة لها و الشرعة بمعنی المنہاج کذا ذکر بعضهم

”اهل اللغة“ والتفصيل فی (فروق اللغات ص: ۱۵۴)

”منہج“ اور منہاج واضح راستہ کو کہتے ہیں پھر دینی راستہ کیلئے استعمال کیا جانے لگا جیسا کہ شریعت کو اس کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور شرعہ منہاج کے معنی میں ہیں اسی طرح بعض اہل لغت نے ذکر کیا ہے۔“

شق اور لحد میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ قبر کی دو قسمیں ہیں (۱) لحد (۲) شق۔ لحد کے لغوی معنی ایک طرف مائل ہونے کے ہیں اصطلاح فقہ میں لحد اس قبر کو کہا جاتا ہے جس میں قبلہ کی جانب شق ہو پس یہاں معنی اصطلاحی و معنی لغوی کی مناسبت ظاہر ہے اور شق اس قبر کو کہا جاتا ہے جو کسی جانب شق نہ ہو بلکہ صندوق کی طرح سیدھی گہری ہو۔ اور یہ دونوں الفاظ حدیث شریف میں استعمال ہوا ہے جیسے: ﴿الْحَدْلَانِ وَالشَّقُّ لَغَيْرِنَا﴾۔ دیکھئے، (آرب الطلبہ ص ۲۳۵)

شاہد اور مثال میں فرق

ان دونوں کے درمیان کئی طرح سے فرق ہے (۱) مثال وہ جزئی ہے جو قاعدہ کی توضیح کیلئے بیان کیا جائے اور شاہد وہ مجزئی ہے جو قاعدہ کے ثابت کرنے کیلئے ذکر کیا جائے۔

(۲) شاہد میں یہ شرط ہے کہ وہ اس شخص سے صادر ہو جس کے کلام سے استدلال کرنا صحیح ہے اور مثال میں یہ شرط نہیں ہے۔ (فسر المدمشورہ ص ۳۸ المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۵۹ آرب الطلبہ ص: ۱۹۹)

شاب اور قتی میں فرق

یاد رہے کہ ان دونوں کے معنی عربی اصطلاح میں نو جوان کے ہیں اور

دونوں کے درمیان باہمی کوئی خاص لفظی فرق نہیں۔ البتہ استعمال کی رو سے ایک خاص فرق یہ نکلتا ہے کہ لفظ فقی کو جب کسی خاص شخص کی طرف منسوب کر کے استعمال کیا جاتا ہے تو اس وقت جو ان کے معنی نہیں دیتے بلکہ اس کا خادم مراد ہوتا ہے کیونکہ خدمت گار اکثر قوی نو جوان دیکھ کر رکھا جاتا ہے جو ہر کام انجام دے سکے اور نوکر اور خادم کو جو ان کے نام سے پکارنا اسلام کا حسن ادب ہے کہ نوکروں کو بھی غلام یا نوکر کہہ کر نہ پکارو بلکہ اچھا لقب سے پکارو جیسے قرآن کریم میں آیا ہے: ﴿اذْقَالَ لِفَتَاهُ﴾ اس جگہ فقی کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خادم یوشع بن نون علیہ السلام ہے۔

(دیکھئے آرب الطلبہ ص: ۲۵۴)

الشعرانی اور الاشعری میں فرق

قال الاصمعیٰ یقال رجل شعرانی اذا كان طویل شعر الرأس ورجل اشعر اذا كان کثیر شعر البدن قاله الامام السیوطی فی المزهر۔

(المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۰)

ترجمہ: ”امام اصمعیٰ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے رجل شعرانی جب کہ سر کے بال لمبے ہوں اور رجل اشعر کہتے ہیں جب کہ بدن کے بال زیادہ ہوں اسطہ امام سیوطی المزہر میں کہا ہے۔“

شرکت اور کمپنی کے درمیان فرق

شرکت کو عربی میں ”الشِرْکَةُ“ (بکسر الشین و سکون الراء) یا شِرْکَةُ الاشخاص کہتے ہیں۔ اور کمپنی کو ”شِرْکَةُ المساهمة“ (بفتح الشین و کسر الراء) کہتے ہیں۔ شرکت اور کمپنی میں کئی امتیازی فرق ہیں (۱) شرکت میں ہر شخص کا روبرو بار کے تمام اثاثوں کا مشاع طور پر مالک ہوتا ہے۔ ہر شریک

دوسرے شریک کا وکیل ہوتا ہے ہر شخص کی ذمہ داری یکساں ہوتی ہے مثلاً کوئی دین واجب ہوا تو تمام شرکاء سے برابر درجے میں مسؤلیت ہوگی۔ مگر کمپنی میں ایسا نہیں ہوتا کمپنی ایک ”شخص قانونی“ ہے اس کا الگ وجود ہے حاملین حصص اس حد تک تو کمپنی کے اثاثوں میں شریک ہیں کہ اگر کمپنی تحلیل ہو اور اس کے اثاثے تقسیم ہوں تو انکو متناسب حصے ملیں گے۔ لیکن کمپنی کی تحلیل سے پہلے قانون حامل حصص کا یہ حق تسلیم نہیں کرتا کہ وہ کمپنی کے اثاثوں میں تصرف کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی حامل حصص مدیون ہو اور اس کے اثاثے قرق کئے جائیں تو جو شیئرز اسکے ہاتھ میں ہیں وہ تو قرق ہونگے، مگر اسکے شیئرز کے تناسب سے کمپنی کے اثاثوں میں سے اس کا جو حصہ بنتا ہے وہ قرق نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ قانوناً کمپنی کے اثاثوں پر اس کو تصرف کا حق نہیں ہے۔ (۲) شرکت میں کاروبار کی طرف سے کسی پردعوئی ہو یا کسی کی طرف سے کاروبار پر دعویٰ ہو تو تمام شرکاء مدعی یا مدعى علیہ ہونگے، حاملین حصص (شیئرز ہولڈرز) نہیں ہونگے۔ اس شخص قانون کی نمائندگی عدالت میں انتظامیہ کا کوئی فرد کریئے گا (۳) شرکت کا الگ سے کوئی قانونی وجود نہیں ہوتا، کمپنی کا الگ سے قانونی وجود ہوتا ہے جس کو ”شخص قانونی“ کہتے ہیں (۴) شرکت میں کوئی شریک شرکت فسخ کر کے اپنا سرمایہ نکالنا چاہے تو نکال سکتا ہے مگر کمپنی میں اپنا سرمایہ نہیں نکالا جاسکتا، البتہ شیئرز فروخت کئے جاسکتے ہیں۔ (۵) شرکت میں عموماً ذمہ داری کاروبار کے اثاثوں تک محدود نہیں ہوتی۔ کمپنی میں ذمہ داری محدود ہوتی ہے۔ (دیکھئے اسلام اور جدید معیشت و تجارت ص: ۶۲، ۶۳)

شبه اور مثل میں فرق

إِنَّ الشَّبَهَ يُسْتَعْمَلُ فِيمَا يَشَاهِدُ، فَيُقَالُ: السَّوَادُ شَبَهُ السَّوَادِ، وَلَا يُقَالُ: الْقَدْرَةُ كَمَا يُقَالُ مِثْلُهَا. وَلَيْسَ فِي الْكَلَامِ شَيْءٌ يَصْلَحُ فِي الْمُمَازَاةِ إِلَّا الْكَافُ وَالْمِثْلُ فَأَمَّا الشَّبَهُ وَالنَّظِيرُ فَهُمَا مِنْ جِنْسِ الْمِثْلِ، وَلِهَذَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (الشورى: ۱۱) فَأَدْخَلَ

الكاف على التمثيل، وهما الإسمان اللذان جعلاً للمماثلة، فنفي بهما الشبه عن نفسه، فأكد النفي بذلك. (الفروق في اللغة ص: ۱۴۸)

”ان دونوں میں فرق یہ بیان کیا گیا ہے کہ الشبہ کا استعمال مشاہدہ کی جانے والی چیزوں میں ہوتا ہے، چنانچہ الشبہ شبہ السواد کہنا ٹھیک ہے، اور القدرة مثل القدرة کہنا ٹھیک نہیں، جبکہ القدرة مثل القدرة کہنا ٹھیک ہے۔ جاننا چاہئے کہ کلام عرب میں مماثلت بیان کرنے کیلئے صرف ”کاف“ اور ”مثل“ ہی اصل ہیں، جبکہ الشبہ اور النظیر، المثل کے جنس میں سے ہیں، بایں وجہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾، ”کاف“ کو ”مثل“ میں داخل کیا حالانکہ دونوں ہی مماثلت کیلئے موضوع ہیں، پس اس سے اپنے آپ سے کسی بھی چیز کی مشابہت کی نفی میں تاکید پیدا کر دی۔“

شک، ظن اور وہم میں فرق

الشك خلاف اليقين، وأصله اضطراب النفس، ثم استعمل في التردد بين الشئين، سواء استوى طرفاه أو ترجح أحدهما على الآخر، وقال الأصوليون: هو تردد الذهن بين أمرين على حد سواء، قالوا: التردد بين الطرفين إن كان على السواء فهو الشك، وإلا فالراجح ظن، والمرجوح وهم. (فروق اللغات ص: ۱۵۲)

”سب سے پہلے جاننا چاہئے کہ الشک یقین کی ضد ہے، اصل میں اس کا معنی مضطرب ہونا ہے، پھر دو چیزوں کے درمیان تردد میں پڑ جانے میں استعمال ہونے لگا، چاہے اس کے جانب برابر ہوں یا ایک جانب کو دوسری جانب پر ترجیح حاصل ہو۔ علماء اصول فرماتے ہیں: الشک ذہن کا دو چیزوں کے درمیان تردد میں پڑ جانا اور دونوں میں کسی کو کوئی ترجیح حاصل نہ ہو۔ جبکہ ان تینوں کے مابین فرق کے

بارے میں ان کا قول ہے: اگر دو چیزوں کے درمیان بغیر کسی ترجیح کے تردد ہو تو وہ شک ہے، ورنہ جانب رائج الظن ہے، اور جانب مرجوح الوهم ہے۔“

الفرق بین الشکل والشبہ

قال الراغب رحمه الله: الشکل فی الهيئة، والصورة، والقدر، والمساحة والشبہ، فی کیفیة، والتساوي فی الكمية فقط. (فروق اللغات ص: ۱۵۳).

”ان دونوں لفظوں میں فرق کے بارے میں امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: الشکل کا اطلاق ہیئت، مقدار اور پیمائش پر ہوتا ہے، اور الشبہ کا اطلاق کیفیت پر، جبکہ التساوی کا اطلاق کیت پر ہوتا ہے۔“

شرف اور عز میں فرق

إِنَّ الْعَزَّيْزَ تَضَمَّنُ مَعْنَى الْغَلْبَةِ وَالْإِمْتِنَاعِ عَلَى مَا قُلْنَا، فَأَمَّا قَوْلُهُمْ: عَزَّ الطَّعَامُ فَهُوَ عَزِيزٌ، فَمَعْنَاهُ قَلَّ حَتَّى لَا يَقْدَرَ عَلَيْهِ، فَشَبَّهَ بِمَنْ لَا يَقْدَرُ عَلَيْهِ لِقَوَّتِهِ وَمَنْعَتِهِ، لِأَنَّ الْعَزَّ بِمَعْنَى الْقِلَّةِ، وَالشَّرَفُ إِنَّمَا هُوَ فِي الْأَصْلِ شَرَفُ الْمَكَانِ، وَمِنْهُ قَوْلُهُمْ: أَشْرَفَ فُلَانٌ عَلَى الشَّيْءِ إِذَا صَارَ فَوْقَهُ، وَمِنْهُ قِيلَ: شَرَفَةُ الْقَصْرِ، وَأَشْرَفَ عَلَى التَّلَفِ إِذَا قَارَبَهُ، ثُمَّ اسْتَعْمَلَ فِي كَرَمِ النَّسَبِ فَقِيلَ لِلْقَرِيشِيِّ شَرِيفٌ، وَكُلُّ مَنْ لَهُ نَسَبٌ مَذْكُورٌ عِنْدَ الْعَرَبِ شَرِيفٌ، وَلِهَذَا لَا يُقَالُ لِلَّهِ تَعَالَى شَرِيفٌ كَمَا يُقَالُ لَهُ عَزِيزٌ.

(الفروق في اللغة ص: ۱۷۵)

”ان دونوں میں فرق کے بارے میں کہا گیا ہے کہ العز میں غلبہ اور ناممکن الحصول ہونے کا معنی بھی شامل ہوتا ہے، البتہ لوگ جو کہتے ہیں: ”عز الطعام“

فہو عزیز“ (کھانا کم ہونا) تو اس کا مطلب ہے کہ کھانا اتنا کم پڑ گیا کہ اسے حاصل کرنا دشوار ہو گیا، سو یہ بھی ایسے شخص کے مشابہ ہو گیا جو اپنی قوت و شوکت کی وجہ سے اس پر کوئی قابو نہ پائے، کیونکہ العز کا اصل معنی کیا ب و قلیل ہونا ہے۔

الشرف: اصل میں شرف المكان (جگہ کی بلندی) سے مأخوذ ہے، اسی سے کہا جاتا ہے: أشرف فلان على الشيء جب کسی چیز پر چڑھا جائے، اور اسی سے ہے: شرفة القصر (محل کا ننگرہ)، اور أشرف فلان على التلف بمعنی وہ ہلاکت کے قریب ہوا۔ پھر نسب کی بڑائی میں استعمال ہونے لگا، جیسے: قریشی کو شریف کہا جاتا ہے، اور اسی طرح ہر وہ شخص جس کا نسب عرب میں موجود ہو اسے بھی شریف کہا جاتا ہے، بایں وجہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو شریف نہیں کہا جاتا جبکہ عزیز کہا جاتا ہے۔“

شاکر اور شکور میں فرق

(۱) انَّ الشاکر الذی یشکر علی الموجود والشکور الذی یشکر علی المفقود۔ قالہ العلامة السیوطی فی الكنز المدفون: (۲) وقیل الشاکر من یشکر علی النفع والشکور من یشکر علی المنع والخسران: (۳) وقیل الشاکر من یشکر علی العطاء والشکور من یشکر علی البلاء۔ (المنطوق ص: ۲۳)

”ان دونوں لفظوں میں فرق کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں:-

- (۱) علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الکنز المدفون“ میں فرمایا کہ: الشاکر وہ ہے جو موجودہ چیزوں پر شکر کرے، اور الشکور وہ ہے جو گم شدہ چیزوں پر بھی شکر کرے۔
- (۲) بعض علماء فرماتے ہیں کہ: الشاکر اس کو کہا جاتا ہے جو نفع پر شکر کرے، اور الشکور وہ جو نقصان پر بھی شکر کرے (۳) اور بعض علماء کا قول ہے کہ الشاکر: وہ جو عطا و نعمتوں پر شکر کرے، اور الشکور وہ ہے جو مصیبتوں پر بھی شکر کرے۔“

شہوۃ اور لذت میں فرق

اِنَّ الشَّهْوَةَ تَوَقَّانِ النَّفْسَ اِلٰی مَا يَلْذُو وَيُسْرِوُ اللَّذَّةُ مَا تَأْتِ النَّفْسَ اِلَيْهِ وَنَازَعَتْ اِلَيْهِ نِيلَهُ فَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا ظَاهِرٌ. (الفروق فی اللغة ص: ۱۱۵)

”الشہوۃ: لذیذ و ممرور کر دینے والی کر دینے والی شے کی طرف نفس کے شدید شوق کو کہا جاتا ہے، جبکہ اللذۃ ہر وہ چیز جس کی طرف نفس شوقین ہو، اور اسے حاصل کرنے کی خوب کوشش کرے، پس دونوں میں فرق بالکل عیاں ہے۔“

نوٹ

ذیل میں حرف شین کے الفاظ کے فروق اس سے قبل لکھے جا چکے ہیں، ذکر کئے جاتے ہیں:- (۱) شیطان اور جن کا فرق، جن اور شیطان میں ہے۔ (۲) شہادت اور خبر کا فرق، خبر اور شہادت میں ہے۔ (۳) شجاعت اور بسالت کا فرق، بسالت اور شجاعت میں دیکھئے۔ (۴) شاہد اور حاضر کا فرق، حاضر اور شاہد میں دیکھئے۔ (۵) شرح اور تفصیل کا فرق، تفصیل اور شرح کے اندر ہے۔ (۶) شکر، مدح اور حمد کا فرق، حمد، مدح اور شکر میں ہے۔ (۷) شخص، ذات اور، ہیولی کا فرق، ذات، ہیولی، اور شخص کے اندر ہے۔ (۸) شتم اور سب کا فرق، سب اور شتم کے اندر دیکھئے۔ (۹) شکر، ثناء اور حمد کا فرق، اس سے قبل گذر گیا ہے۔ (۱۰) شخ اور بخل کا فرق، بخل اور شخ کے اندر ہے۔ (۱۱) ہجاء اور دہاز کا فرق، دہاز اور شعار کے اندر ہے۔ (۱۲) الشیخ اور الأستاذ کا فرق، استاد اور شیخ کے اندر ہے۔ (۱۳) شراء اور اشتراء کا فرق، اشتراء اور شراء کے اندر دیکھئے۔ (۱۴) شدت اور زیادت کا فرق، زیادت اور شدت میں ہے۔ (۱۵) شک اور ریب کا فرق، ریب اور شک کے اندر ہے۔ (۱۶) شرح اور حاشیہ کا فرق، حاشیہ اور شرح کے اندر ہے۔ (۱۷) شوق اور انس کا فرق، انس اور شوق میں ہے۔ (۱۸) شاعۃ اور نوحۃ کا فرق،

تیس اور شاقہ اور نچہ کے درمیان میں ہے۔ (۱۹) شرعی میل اور انگریزی میل کا فرق، انگریزی میل اور شرعی میل کے درمیان دیکھئے۔ (۲۰) الشقیق اور الرفیق کا فرق، الرفیق اور الشقیق کے درمیان دیکھئے۔

صدقہ اور عطیہ کے درمیان فرق

کہا جاتا ہے کہ صدقہ وہ ہے جس میں ثواب کی نیت و اُمید سے دوسروں کو کچھ دیا جائے بخلاف عطیہ کے کہ اس میں ثواب کی اُمید کے بغیر دوسروں کو کچھ دیا جاتا ہے۔ (فروق اللغات ص: ۱۵۹، بتغیر یسیر من المؤلف)

صفت اور وصف میں فرق

صفت اور وصف میں بالذات کوئی فرق نہیں البتہ اعتباری فرق ہے وہ یہ ہے کہ وصف کہا جاتا ہے واصف کے اعتبار سے یعنی بیان کرنے والا کے اعتبار سے اور صفت کہتے ہیں موصوف کے اعتبار سے اور صفت اصل میں وصف ہی تھا بقاعدہ عدۃ واو کو حذف کر دیا اور اس کے آخر میں تاء لاحق کر دیا گیا اور اس کو تائے مصدری بھی کہا جاتا ہے۔ (تخلیۃ الامیر شرح نحو میر، ناشر میر محمد کتب خانہ کراچی ص: ۱۵۶)

صوم وصال اور صوم دہر میں فرق

بعض حضرات نے صوم وصال اور صوم دہر میں کوئی فرق نہیں کرتے صوم وصال کا وہی مطلب بیان کرتے ہیں جو صوم دہر کا ہے یعنی سال کے تمام دنوں میں روزے رکھے جائیں اور رات کو افطار کیا جائے لیکن رائج قول یہ ہے کہ دونوں کی حقیقت مختلف ہیں چنانچہ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ صوم وصال اور صوم دہر دونوں میں فرق یہ

ہے کہ صوم وصال کہتے ہیں روزانہ شبانہ افطار نہ کر کے لگاتار روزہ رکھنا بخلاف صوم دہر کے کہہ وہ ان میں لگاتار روزہ رکھنا اور رات میں افطار کرنا ہے لہذا جو شخص اپنی تمام عمر دن میں لگاتار رکھا ہے سوائے ایام منہی عنہا کے کہ وہ صائم الدہر ہوگا اور صائم الوصال نہ ہوگا (۲) صوم وصال حضور ﷺ کی خصوصیت میں سے ہے اور صوم دہر عام ہے جیسے تا ریح میں آیا ہے کہ امام اعظمؒ نے تیس سال لگاتار روزہ دار تھے اور امام بخاریؒ نے سولہ سال تک اور صاحب ہدایہؒ تیرہ سال تک مسلسل روزہ دار تھے تو ان سے مراد صوم دہر ہے نہ کہ صوم وصال۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۱۳۵، ودرس ترمذی)

صدقہ اور ہدیہ میں فرق

دونوں میں فرق یہ ہے کہ صدقہ میں ابتداء ہی میں اجر و ثواب کی نیت ہوتی ہے اور ہدیہ میں اصلاً دوسرے کی رضا مندی و تطہیب قلب مقصود ہوتی ہے اگرچہ ما لا اس میں بھی ثواب ملتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دونوں میں ابتدائی حیثیت سے فرق ہے انتہائی حیثیت سے کوئی فرق نہیں۔ (۲) صدقہ کی رجحیت جائز نہیں ہے بخلاف ہدیہ کے کہ اس میں رجعت کرنا جائز ہے۔ (۳) ہدیہ کے عوض دینے سے وہ بیع کے حکم میں ہو جاتا ہے بخلاف صدقہ کے کہ اس کے عوض دینے سے بیع کے حکم میں نہیں ہوتا۔ (مآرب الطلبہ ص ۱۳۸)

صاح، صرۃ، صرصر، صریر اور صوت میں فرق

یاد رہے کہ ان سب الفاظ کے معانی آواز کے ہیں پھر ان میں باہمی فرق اس قدر بیان کیا جاتا ہے کہ صوت مطلق آواز کو کہتے ہیں چاہے بڑی ہو یا چھوٹی اور صرۃ غیر معمولی آواز کو کہا جاتا ہے اور صریر قلم سے نکلنے والی آواز کو کہتے ہیں اور صرصر بہت سخت آواز کو کہا جائیگا اور صاخ اتنی بڑی سخت آواز کو کہتے ہیں جس سے انسان کے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۲۱۵)

صفت اور وصف میں فرق

وصف ما قام بالواصف کو کہتے ہیں اور صفت ما قام بالموصوف کو کہتے ہیں
 کما فی قوله تعالى: ﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ﴾ ﴿اور بُنَا
 الرحمنُ المستعانُ علیٰ ما تصفون﴾ (افاضات شرح مقامات ص: ۲۳ ج ۱)

صفات کمالیہ اور صفات مستثنیہ اور صفات مذمومہ میں فرق

جاننا چاہئے کہ صفات کی تین قسمیں ہیں (۱) کمالیہ (۲) مستثنیہ (۳)
 مذمومہ۔ اب تینوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ صفات کمالیہ وہ صفات ہیں جس میں کوئی
 نقص نہ ہو بلکہ کمالیت کے اعلیٰ درجہ کے ہوں جیسے باری تعالیٰ کے جملہ صفات ہیں اور
 صفات مستثنیہ وہ صفات ہیں جس میں خوبی کے ساتھ کچھ نہ کچھ نقص بھی ہو اور صفات مذ
 مومہ۔ وہ صفات ہیں جس میں نقص ہی نقص ہو اور کمال کی کوئی بات اس کے اندر نہ ہو
 دوسرا فرق (۲) یہ ہے کہ صفات کمالیہ پر حمد اور مدح دونوں ہوتی ہیں اور صفات مستثنیہ
 پر محض مدح ہوتی ہے نہ کہ حمد اور صفات مذمومہ پر نہ مدح اور نہ حمد ہوتی ہے۔ (تاریخ
 الطلحہ ص: ۷۵)

صفحہ اور عبث میں فرق

واضح ہو کہ عبث کہتے ہیں وہ کام جس میں کوئی غرض ہو مگر وہ شرعی نہ ہو اور
 صفحہ کہتے ہیں اس کام کو جو فائدہ سے خالی ہو اور اس میں کوئی نقصان یا غرض نہ ہو۔
 (افاضات شرح مقامات مترجم مولانا افتخار علی دیوبندی ص: ۲۳۷ تا ۲۳۸: مکتبہ شرکت علیہ ملتان)

صدق اور وفا میں فرق

دونوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ وفاء کا تعلق فعل اور عمل سے ہوتا ہے اور صدق کا تعلق فعل و قول سے ہے یعنی وفاداری سے ہے۔ (افاضات شرح مقامات مترجم اردو ص ۵۳۰ ج ۲ مؤلفہ مولانا افتخار علی دیوبندی، ناشر مکتبہ شرکت علیہ ملتان)

الصنم اور الوثن میں فرق

قيل الصنم ما كان مصوراً من صفراً و ذهب او غير ذالك
والوثن ما كان غير مصور ولم اقف في ذالك على دليل . (فروق اللغات ص: ۱۵۸)

”کہا جاتا ہے کہ صنم جو مصور ہو یعنی جس کی صورت بنائی جاتی ہو سونا اور چاندی وغیرہ سے اور وثن اسے کہتے ہیں جو غیر مصور ہو یعنی اس میں صورت گیری نہ ہو (لیکن بقول صاحب کتاب اس پر مجھے دلیل نہیں ملی)۔“

صوفیاء اور علماء میں فرق

واضح ہو کہ جس شخص کی زیادہ تر توجہ عبادت و عمل اور ذکر اللہ میں مصروف ہو اور علم دین بقدر ضرورت ہو وہ ربانی یعنی اللہ والا اور اصطلاح میں صوفی یا پیر اور مرشد کہا جاتا ہے۔ اور جو شخص عملی مہارت پیدا کر کے لوگوں کو احکام شرعیہ بتلانے سکھانے کی خدمت میں مشغول ہے اور فرائض و واجبات اور سنن مؤکدہ کے علاوہ دوسری نقلی عبادت میں زیادہ وقت لگا نہیں سکتا جس کو اصطلاح عام میں عالم یا جہر کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے تآرب الطیبہ ص: ۲۹۹، ۳۰۰)

صنف، نوع اور قسم میں فرق

ان تینوں الفاظ کے مابین فرق یہ ہے کہ صنف - یہ امر خارج کے اعتبار سے ہوتی ہے جیسے ہندی، رومی، حبشی وغیرہ اور یہ نوع سے خاص ہوتی ہے اور نوع جو باعتبار ذات کے ہوتی ہے جیسے انسان اور بقر، غنم، وغیرہ اور قسم جو ان دونوں قسموں سے عام ہوتی ہے جیسے حیوان وغیرہ۔ (ماخوذ از روایت الخو شرح ہدایۃ الخو - ص: ۱۹ بتخیر لیسر)

الفرق بین الصیاح والنداء

ان الصیاح رفع الصوت بمالا معنی له وربما قيل للنداء صیاح فاما الصیاح فلا يقال له نداء الا اذا كان له معنی. (الفروق فی اللغة ص ۳۰)
”صیاح ایسی آواز جس کا کوئی معنی نہ ہو اور کبھی کبھی نداء کو بھی صیاح کہتے ہیں اور صیاح کو نداء اس وقت نہیں کہا جائے گا جب تک کہ اس معنی نہ ہو۔“

صلاح اور فلاح میں فرق

إنّ الصلاح ما یتمکن به من الخیر او یتخلص به من الشرّ
والفلاح نیل الخیر والنفع الباقی اثره فلحا.. ویقال للکار فلاح لآنه
یشق الارض شقاً باقیاً فی الارض والافلاح المشقوق الشقة
السفلی، یقال هذه علّة صلاحه ولا یقال فلاحه بل یقال هی سبب فلاحه
ویقال موته صلاحه لآنه یتخلص به من الضرر العاجل ولا یقال هو فلاحه
لانه لیس بنفع یناله. (الفروق فی اللغة ص: ۲۰۵/۶)

”ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ الصلاح اسے کہا جاتا ہے، جس کی وجہ سے کوئی خوشی حاصل ہو، یا کسی مصیبت سے چھٹکارا ملے، اور الفلاح کا مطلب ہے

کہ ایسا نفع و بھلائی کا حاصل ہونا کہ جس کا اثر بہتر طور پر باقی ہو، یا اس وجہ کا شکر کار کو الفلاح کہا جاتا ہے، کہ وہ بھی زمین کو ایسے پھاڑتا ہے جو باقی رہتا ہے، اور الافلاح نچلے ہونٹ پھٹا ہوا ہونے والے کو کہا جاتا ہے۔ اسی طرح: ہذہ علة صلاحہ، استعمال ہوتا ہے، اور ہذہ علة فلاحہ استعمال نہیں ہوتا، بلکہ ہذا سبب فلاحہ استعمال ہوتا ہے، اور اسی طرح کہا جاتا ہے: موتہ صلاحہ (اس کی موت اس کی صلاح ہے) کیونکہ وہ وقتی مصیبت سے چھٹکارا پالیتا ہے، جبکہ موتہ فلاحہ نہیں کہا جاتا، کیونکہ وہ کوئی ایسا نفع نہیں جسے وہ حاصل کر رہا ہو۔“

صداق اور مہر میں فرق

انّ الصّدّاق اسم مما یبذله الرجل للمرأۃ طوعاً من غیر الزّام والمہر اسم لذلك ولما یلزمہ ولهذا اختار الشرطیون فی کتب المہور صداقہا التّی تزوّجها علیہ ومنہ الصّدّاق لانہ لا یتکون بالزّام واکراہ ومنہ الصّدّاقۃ ثم یتداخل المہر والصّدّاق لقرب معناہما. (الفروق فی اللّغة ص: ۱۶۳)

”ان دونوں میں فرق اس یہ بیان کیا جاتا ہے کہ الصّدّاق وہ ہے جو مرد اپنی بیوی کو خوشی سے بغیر کسی جبر کے دے، جبکہ المہر مذکورہ معنی دینے کے ساتھ ساتھ مرد سے جبراً لے کر بیوی کو وئے جانے کا معنی بھی دیتا ہے۔ اسی وجہ سے مہور کی کتابوں میں درج ہے: ”الصّدّاق الذی تزوّجها علیہ“ یعنی الصّدّاق وہ ہے جس پر مرد نے عورت سے شادی کی، اسی طرح سچے دوستی الصّدّاقۃ سے تعبیر کی جاتی ہے، کیونکہ وہ بغیر کسی جبر کے ہوتی ہے، اور الصّدّاقۃ بھی اسی سے ہے۔ پھر الصّدّاق اور المہر کا ایک دوسرے پر بھی بوجہ قرب معنی اطلاق ہوتا ہے۔“

الصورة اور الهيئة میں فرق

ان الصورة اسم يقع على جميع هيئات الشيء لا على بعضها ويقع ايضاً على ما ليس بهيئة الا ترى انه يقال صورة هذا الامر كذا ولا يقال هيئته كذا، وانما الهيئة تستعمل في البنية ويقال تصورت ماقاله وتصورت الشيء كهيئته الذي هو عليه ونهايته من الطرفين سواء كان هيئته اولاً ولهذا لا يقال صورة الله كذا .. لان الله تعالى بذى نهاية. (الفروق في اللغة ص: ۱۵۴)

”ان میں فرق یہ ہے کہ الصورة کسی چیز کے تمام ہیئتوں کا نام ہے، اور کبھی کبھار ہیئت کے علاوہ پر بھی الصورة کا اطلاق ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: ”صورة هذا الامر كذا“ (اس کام کی صورت اس طرح ہے) اور ”هيئة الامر كذا“ نہیں کہا جاتا، جبکہ الهيئة کا استعمال کسی چیز کے ڈھانچہ پر ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: ”تصورت ماقاله“ (میں نے جو کچھ اس نے کہا، اسکو خیال میں لایا) اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے: ”تصورت الشيء كهيئته التي هو عليها، ونهايته من الطرفين“ (میں نے چیز کو اس کی اپنی کیفیت، اور تمام زاویوں سے ذہن میں لایا)، اس مذکورہ صورت میں ضروری نہیں کہ اس ”چیز“ کا ڈھانچہ بھی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں ”صورة الله كذا“ کہنا ٹھیک نہیں، کیونکہ اللہ عزوجل کی کوئی انتہاء، عوز او یہ نہیں ہے۔

الفرق بين الصحة والعافية

ان الصحة اعم من العافية يقال رجل صحيح وآلة صحيحة وحشية صحيحة، اذا كانت ملتزمة لا كسر فيها ولا يقال: خشبة مُعافاة. وتستعار الصحة فيقال: صحت القول وصح ليعلى فلان

حق، ولا تستعمل العافیة فی ذالک.

والعافیة مقابلة المرض بما يضاذه من الصحة فقط والصحة تنصرف فی وجوه علی ما ذکرنا، وتكون العافیة ابتداءً من غیر مرض وذلک مجاز کأنه فعل ابتداءً ما کان من شأنه ان ینافی المرض یقال بخلقه الله معافی صحیحاً ومع هذا فإنه لا یقال صح الرجل ولا عوفی الا بعد مرض یناله، والعافیة مصدر مثل العافیة والطغیة واصلها التبرک من قولته تعالیٰ "فمن عفی لهمن اخیه شیء" ای ترک له وعفت الدار ترکت حتی درست ومنه "اعفو للحمی" ای ترکوها حتی تطول ومنه العفو عن الذنب وهو ترک المعاقبة علیه وعافاه الله من المرض ترکه منه یفسده من الصحة وعفاه یعفوه واعتفاه یعتضیه اذا اتاه یسأله تار کالغیره. (الفروق فی اللغة ص ۱۰۳/۱۰۲)

"ان دونوں لفظوں کے درمیان فرق کے بارے میں جاننا چاہئے کہ الصحة، العافیة سے اعم ہے کہا جاتا ہے: رجل صحیح (تندرست شخص)، الة صحیحة (بہتر آلہ)، اور خشبة صحیحة، (جب لکڑی بالکل چڑی ہوئی ہو، اور اس میں کسی قسم کی توڑ نہ ہو، جبکہ خشبة معافانہ نہیں کہا جاتا، اور الصحة کو کبھی مجازاً بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے: صححت القول (میں نے بات کو ٹھیک کیا)، اور اسی طرح صح لی علی فلان حق (فلاں شخص پر میرا درست حق ہے)، اور جبکہ یہاں العافیة استعمال نہیں ہوتا۔

العافیة: مرض کے مقابلہ میں تندرستی کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے، اور کبھی کبھار بلا مرض بھی مجازاً استعمال ہوتا ہے، گویا کہ اس نے ابتداءً ہی سے اپنے فنی مرض کا فعل انجام دیدیا، کہا جاتا ہے: بخلقه الله معافی صحیحاً (اس کو اللہ رب العزت نے تندرست و صحیح پیدا فرمایا)، مگر اس کے باوجود صح الرجل، اور عوفی الرجل استعمال نہیں ہوتا۔ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ العافیة دراصل مصدر ہے بر وزن

العاقبة، اور الطاغیۃ کے، جو ”چھوڑنے“ کے معنی میں آتا ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿فَمَنْ عَفَىٰ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ﴾ یعنی وہ جس کیلئے اس کے بھائی کی طرف سے کوئی چیز چھوڑی جائے، اور ”عفت الدار“ یعنی گھر کو چھوڑ دیا گیا، یہاں تک کہ اس کے نشانات مٹ گئے، اسی مادہ سے حدیث پاک میں وارد ہے: ”اعفوا اللہٰی“ یعنی داڑھی چھوڑو یہاں تک کہ لمبی ہو جائے، اور ”العفو عن الذنب“ بھی اسی قبیل سے ہے، جس کا مطلب گناہ کی سزا کو چھوڑ دینا ہے، اور اسی طرح ”عافاه اللہ من المرض“ کا مطلب بھی ہے کہ اس کو اللہ نے مرض سے چھوڑ دیا، اور عفاہ (ن)، و اعتفاه: طلب معروف کیلئے دوسروں کو چھوڑ کر، اس کے پاس آنا، پس العافیۃ کا اصل معنی ترک و چھوڑنے کے ہیں۔“

الفرق بین الصواب والمُسْتَقِیْم

ان الصواب اطلاق الاستقامة علی الحسن و الصدق . و المستقیم هو الجاری علی سنن فتقول: الکلام اذا کان جارياً علی سنن لا تفاوت فیہ انہ مستقیم وان کان قبیحاً، ولا یقال له صواب الا اذا کان حسناً، وقال سیبویہ مستقیم حسن و مستقیم قبیح و مستقیم صدق و مستقیم کذب قلنا ولا یقال صواب قبیح. (الفروق فی اللغة ص ۴۵)

ترجمہ: ”ان دونوں لفظوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ الصواب حسن اور سچائی میں ٹھیک ہوتا ہے، جبکہ المستقیم ایک ہی روش پر چلے ہوئے کو کہا جاتا ہے۔ پس کلام اگر ایک ہی انداز و روش میں ہو تو اسے المستقیم کہا جاتا ہے، اگرچہ وہ الصواب کہلانے کا مستحق نہ ہو، پھر جب اس میں خوبصورتی آجائے تو اسے الصواب کہا جائے گا۔“

امام سیبویہؒ نے فرمایا: المستقیم صدق، کذب، حسن اور قبح، سب کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے، جبکہ الصواب قبح کے ساتھ متصف نہیں ہو سکتا۔“

الفرق بین الصوت والصیاح

ان الصوت عام فی کل شیء تقول صوت الحجر وصوت الباب
وصوت الانسان. والصیاح لا یكون الا لحيوان فاما قول الشاعر:
تصیح الردينيات فينا وفيهم صیاح بنات الماء اصبحن جوعاً
فهو على التشبيه والاستعارة. (الفروق فی اللغة ص: ۳۰)

”ان دونوں کے مابین فرق یہ ہے کہ الصوت عام ہے، ہر چیز کی آواز پر اس
کا اطلاق ہوتا ہے، جیسے: ”صوت الحجر“ (پتھر کی آواز)، ”صوت الباب“ (دروازہ
کی آواز)، ”صوت الانسان“ (انسان کی آواز)، جبکہ الصیاح کا اطلاق صرف ذی
روح پر ہوتا ہے۔ البتہ شاعر کے درج ذیل کلام میں جو نیزوں کی سنناہٹ پر الصیاح کا
اطلاق کیا گیا ہے، تو وہ تشبیہ و استعارہ کے قبیل سے ہے۔

تصیح الردينيات فينا وفيهم صیاح بنات الماء اصبحن جوعاً
”نیزے ہمارے اور دشمنوں کے درمیان اس طرح سنناہٹ ہے، جس طرح
کہ مینڈک بھوک کی حالت میں ٹڑراتے ہیں۔“

نوٹ

صاد سے متعلقہ الفاظ کے فروق ختم ہو چکے ہیں، اب ان الفاظ کا صرف نام لکھا
جا رہا ہے جن کا فرق اس سے قبل گذر چکا ہے۔ (۱) صدق اور حق کا فرق، حق اور صدق
میں گذر گیا ہے۔ (۲) صفت مشبہ اور اسم فاعل کا فرق، اسم فاعل اور صفت مشبہ میں
ہے۔ (۳) صحت اور سلامت کا فرق، سلامت اور صحت میں ہے۔ (۴) صدقات اور
خیرات کا فرق خیرات اور صدقات میں دیکھئے۔ (۵) صحابہ اور اصحاب کا فرق، اصحاب اور

صحابہ میں ہے۔ (۶) صانع اور خالق کا فرق، خالق اور صانع میں دیکھئے۔ (۷) صموت اور سکوت کا فرق، سکوت اور صموت کے درمیان ہے۔ (۸) الصدقہ اور الزکوٰۃ کا فرق، الزکوٰۃ اور الصدقہ کے اندر ہے۔ (۹) الصعود اور الارتفاع کا فرق، الارتفاع اور الصعود میں ہے۔ (۱۰) الصلۃ اور الہجر کے درمیان فرق الہجر اور الصلۃ میں ہے۔ (۱۱) صواع اور سقایۃ اور اناۃ کا فرق، اناۃ اور سقایۃ اور صواع میں دیکھئے۔

ضیاء اور نور میں فرق

”ضیاء“ کہتے ہیں اُس روشنی کو جو ذاتی ہو (یعنی بالذات ہو) اور زیادہ ہو اور ”نور“ اُس روشنی کو کہا جاتا ہے جو نہ بالذات ہو بلکہ بالعرض ہو یعنی جو دوسرے سے مستفاد ہو اور نہ زیادہ ہو کما فی القرآن: ﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا﴾ (از کاہی مقامات ص: ۸۵ ج ۲۔ مارب الطلہ ص ۲۳۸۔ فروق اللغات ص: ۱۶۲)۔

ضالّ اور ضلّ میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ ضال: وہ گمراہ ہے جس کی راہ پانے کی امید نہ ہو اور ضلّ وہ ہے جو مطلق راہ گم کنندہ ہو خواہ یہ راہ پائے یا نہ پائے۔ (افاضات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ص: ۳۸، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

ضلالت اور غوایت میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ غوایت کہتے ہیں کسی انسان کا جان بوجھ کر غلط راہ اختیار کرنا اور ضلالت کہتے ہیں کہ بے خبری میں گمراہ ہو جانا۔ دیکھئے۔ (کمالین شرح اردو جلالین، ص ۲۵ ج ۷۔ وفروق اللغات ص: ۱۶۳)۔

آداب الطلبہ ص: ۲۵۷، ناشر مکتبہ فیضیہ ہائذاری چانگام

ضمیمہ اور ظلم میں فرق

ضمیمہ: کا استعمال تو صرف مال کے چھن جانے پر ہوتا ہے اور ظلم: عام ہے چاہے مال ہو یا غیر مال ہو سب پر ظلم کا اطلاق ہوتا ہے۔ (از کا پی مقامات ص ۷۲ مقامہ ۱۲، واضح ہو کہ یہ کافی شرح مقامات کے مسودہ کی شکل میں مرتب کتاب کے پاس محفوظ ہے)۔

ضابطہ اور قاعدہ میں فرق

علامہ تاج الدین سبکیؒ نے لکھا ہے کہ قاعدہ وہ امر کلی ہے جس پر تجزیات کثیرہ منطبق ہوں اور ان تجزیات کے احکام اس قاعدہ سے معلوم ہوں اور اس کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ قاعدہ جو کسی خاص باب کے ساتھ مخصوص نہ ہو جیسے: **الیقین لا یزال بالشک** کہ یہ قاعدہ ہے بقول علامہ سیوطیؒ ”جميع ابواب فقه میں داخل ہے اور فقہ کے تین چوتھائی مسائل اسی قاعدہ پر مستخرج ہیں۔ (۲) وہ قاعدہ جو مخصوص الباب ہو جیسے **کل کفارة سببها معصية فہی علی الفور اب** جو مخصوص باب ہو اس کے لئے اکثر لفظ ضابطہ بولتے ہیں اور جو مخصوص باب نہ ہو اس کو قاعدہ کہتے ہیں کبھی یوں فرق بیان کرتے ہیں کہ اگر انواع ضبط میں سے کسی نوع کے ساتھ صورت کثیرہ کا ضبط ہو و حصر مقصود ہو تو اس کو ضابطہ کہتے ہیں اگر کسی خاص نوع کے ساتھ نہیں بلکہ جمیع صورت کا ضبط تام ہو تو اس کو قاعدہ کہتے ہیں۔ (آداب الطلبہ ص: ۴۳) وغایۃ السعایہ شرح ہدایہ

ضدین اور نقیضین میں فرق

نقیض کہتے ہیں دو شئی کا اس حیثیت سے ہونا کہ دونوں کا اکٹھا جمع ہونا بھی ممکن نہ ہو اور رفع یعنی دونوں میں سے کسی ایک پر صادق نہ آئیں جیسے وجود و عدم مثلاً قلم کے اندر نہ ہو وجود و عدم دونوں اکٹھے صادق آسکتے ہیں نہ ہی ان سے ایک بھی صادق نہ

آئیں بلکہ ضروری ہے کہ اگر وجود ہو تو عدم نہ ہو اگر عدم ہو تو وجود نہ ہو دونوں ہونا محال ہے اور ضدین کہتے ہیں کہ دوشی کا اس حیثیت سے ہونا کہ دونوں اکٹھی جمع تو نہیں ہو سکتیں لیکن عین ممکن ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو، مثلاً کالا سفید کہ دونوں ایک شئی کے اندر جمع تو نہیں ہو سکتے ہیں مگر یہ ہو سکتا ہے کہ کسی شئی میں یہ دونوں ہی ہوں جیسے کالا، رنگ سفید نہ ہو بلکہ لال ہو۔ (دیکھئے مآرب الطلبة ص: ۱۹۳)

الضعف اور الوهن میں فرق

دونوں کے درمیان یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ وھن کہتے ہیں خوف کی وجہ سے منکسر الجسم کا ہونا اور ضعف کہتے ہیں قوت و طاقت کا نقصان (کم) جانا۔ دیکھئے (فروق اللغات ص: ۱۶۳)

ضرر اور ضرار میں فرق

یہ دونوں عربی لفظ ہیں جس کے معنی نقصان پہنچانے کے ہیں پھر دونوں میں بعض حضرات نے یوں فرق بیان کیا ہے کہ ضرر تو اس نقصان کو کہا جاتا ہے جس میں نقصان کرنے والے کا اپنا تو فائدہ ہو لیکن دوسروں کو نقصان ہو جیسے شیر کی صفت ہے کہ وہ غیر کی جان کا نقصان کر کے اپنے لئے فائدہ حاصل کرتا ہے اور ضرر دوسروں کو ایسے نقصان پہنچانے کو کہتے ہیں جس میں اپنا کوئی فائدہ نہ ہو جیسے سانپ، بچھو کی صفت ہے کہ غیروں کو مار ڈالے جس میں اپنا کوئی فائدہ نہیں۔ خلاصہ یہ نکلا کہ ضرر عام ہے اور ضرار انھیں ہے۔ (دیکھئے معارف القرآن ص: ۶۳ ج ۳ مآرب الطلبة ص: ۲۲۳)

الضَّعْفُ اور الضُّعْفُ میں فرق

إِنَّ الضُّعْفَ بِالضَّمِّ يَكُونُ فِي الْجِسْمِ خَاصَّةً وَهُوَ مِنْ قَوْلِ تَعَالَى: ﴿خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعِيفٍ﴾ وَالضَّعْفُ بِالْفَتْحِ يَكُونُ فِي الْجَسَدِ وَالرَّأْيِ وَالْعَقْلِ يُقَالُ فِي رَأْيِهِ ضَعِيفٌ وَلَا يُقَالُ فِيهِ ضَعْفٌ كَمَا يُقَالُ فِي جِسْمِهِ

ضَعْفٌ. و الضَّعْفُ: بالكسر قد مر تعريفه من قبل. ”نور حسین قاسمی
 غفر الله له ولو الديه ولمن له حق عليه“ (الفروق فی اللغة ص: ۱۰۹)
 ”ضعف بالضم صرف جسم میں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں
 خلقکم من ضعیف“ سے مستفاد ہے اور ضعف بالفتح، جسم، رائی اور عقل میں پایا جاتا
 ہے، جب کہا جاتا ہے اس کی رائے میں ضعف ہے اور یہ نہیں کہا جاتا کہ اس کی رائے میں
 ضعف ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے اس کے جسم میں ضعف ہے۔“

﴿نوٹ﴾

اس سے قبل لفظ ضاد کے فروق لکھے جا چکے ہیں، اب صرف نام لکھا
 جاتا ہے (۱) ضمه اور رفع کا فرق، اس سے قبل، رفع اور ضمہ میں گزر گیا ہے۔ (۲) نزع
 اور بآسا کا فرق بآساء اور نزع میں دیکھئے۔ (۳) النزع اور النوء کا فرق السوء اور الضر
 میں دیکھئے۔

طہارت اور نظافت میں فرق

ان الطهارة تكون في الخلقة والمعاني لانها تقتضي منافاة
 العيب يقال فلان طاهر الاخلاق و تقول المؤمن طاهر مطهر يعني انه
 جامع للخصال المحمودة والكافر خبيث لانه خلاف المؤمن و تقول
 هو طاهر الثوب والجسد والنظافة لا تكون الا في الخلق والبأس وهي
 تفيد منافاة الدنس ولا تستعمل في المعاني و تقول هو نظيف الصورة
 اي حسنها و نظيف الثوب والجسد ولا تقول نظيف الخلق (الفروق
 فی اللغة ص: ۲۶۰)

”طہارت اخلاق اور معانی میں ہوتی ہے، اسلئے کہ وہ عیب کی نفی کا تقاضا

کرتی ہے اور کہا جاتا ہے، کہ فلاں طاہر الاخلاق ہے۔ اور مومن طاہر اور مطہر ہے یعنی وہ خصال محمودہ کا جامع ہے۔ اور کافر خبیث ہے اس لئے کہ وہ مؤمن کے خلاف ہے، اور کہا جاتا ہے وہ جسم اور کپڑے کے اعتبار سے طاہر ہے۔ اور نظافت خلق اور لباس میں ہوتی ہے، اور یہ فائدہ دیتی ہے گندگیوں کے دور کرنے کا۔ اور باطنی چیزوں میں استعمال نہیں ہاتی۔ اور کہا جاتا ہے وہ ”نظیف الصورة“ ہے (یعنی اس نے اپنے چہرے کو اچھا بنایا۔ اور کہا جاتا ہے ”نظیف الثوب والجسد“ اور ”نظیف الخلق“ نہیں کہا جاتا۔“

طاعت، قربت اور عبادت میں فرق

ذکر شیخ الاسلام زکریاؒ اَنَّ الطاعة فعلٌ ما يثاب عليه توقف على نية أو لا عرف من يفعله لاجله أو لا والقربة فعل ما يثاب عليه بعد معرفة من يتقرب اليه به وان لم يتوقف على نية فنحو الصلوة الخمس والصوم والزكاة والحج من كل ما يتوقف على النية قربة وطاعة وقراءة القرآن والوقف والعنق والصدقة ونحوها مما لا يتوقف على نية وطاعة لعبادة .. والنظر المودى الى معرفة الله تعالى طاعة لا قربة ولا عبادة. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۵)

”شیخ الاسلام علامہ زکریاؒ نے فرمایا کہ طاعت وہ فعل ہے جس پر ثواب مرتب ہوتا ہے اور ثواب کا مرتب ہونا سب سے پہلے اس فاعل کی نیت پر منوط ہوتی ہے کہ وہ کام کس سبب اور وجہ سے کر رہا ہے اور قربت کہا جاتا ہے کہ کسی چیز کو پہنچانے اور معرفت حاصل کرنے کے بعد اور اس کو عمل درآمد کرنے کے بعد جو ثواب اس پر مرتب ہوتے ہیں اگرچہ نیت نہ ہو یعنی اس میں نیت کا دخل نہیں ہے جیسے مثال کے طور پر پانچوں نمازیں، روزہ، زکوٰۃ حج، ان سب میں سے ہر ایک موقوف ہوتا ہے، قربت اور طاعت پر، اسکے برخلاف قرآن، وقف، آزاد کرنا، صدقہ جاریہ کرنا، اگر

اس میں نیت و طاعت نہ ہو تو عبادت شمار نہ ہوں گے۔ اور اگر ادا کرنے والے کی سوچ اور نظر اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف ہو تو اس صورت میں طاعت ہے اور قربت و عبادت نہیں۔“

طاہر اور طہور میں فرق

طاہر یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے خود بخود پاک ہونا اسکے مفہوم میں دوسری چیز کو پاک کرنے کی صلاحیت اور قابلیت شامل نہیں ہے، اور طہور: مبالغہ کا صیغہ ہے اور طہور اس چیز کو کہا جاتا ہے جو خود بخود بھی پاک ہو دوسری چیزوں کو بھی پاک کر دے جیسے قرآن میں ہے: ﴿وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا﴾ اور طہور کی دوسری صفت مٹی ہے جو خود پاک ہو اور اس سے دوسری چیز بھی پاک کر سکے جیسے: ﴿جَعَلْتُ لِيَ اَرْضَ مَسْجِدًا وَ طَهُورًا﴾ (مآرب الطلبہ ص ۱۱۶)

طہور اور طہور میں فرق

الطہور (بضم الطاء) یہ مصدر ہے اور۔ الطہور (بفتح الطاء) یہ اسماء متعدیہ میں سے ہے بمعنی جو دوسرے کو پاک کرتا ہے۔ کما هو الذی يطهر غيره مثل الغسول الذی يغسل به۔ بعض حنفیہ کے نزدیک یہ اسماء لازمہ میں سے ہے بمعنی طاہر کیونکہ اصل فاعل وفعول کے تعدیہ و لزوم میں کوئی فرق نہیں کرتا ہے۔ سو جس کا فاعل لازم ہو اس کا فعل بھی لازم ہو گا بدلیل قاعدہ وعود و تا تم و نو و تم و ضارب و ضروب۔ (المطوق لمرفقہ الفردوس ص: ۷۴)

طائفہ اور فرقہ میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں الفاظ کے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں پھر ان دونوں میں فرق اس قدر ہے کہ۔ ”الطائفہ ہی الجماعة القليلة۔ والفرقة ہی

الجماعة الكثيرة“۔ یعنی چھوٹی جماعت کو طائفہ کہتے ہیں اور بڑی جماعت کو فرقہ۔
 كما في قوله تعالى: ﴿وَلَوْ لَا نَفَرٌ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ﴾ (الآية) (دیکھئے مآرب الطلبة ص ۲۵۸، المنطوق لمعرفة الفروق)

طاہرین اور طہیین میں فرق

یہ دونوں مترادف لفظ ہے، دونوں کے معنی ہے پاکیزگی و صفائی کے ہیں۔ مگر بعض حضرات ان دونوں کے درمیان فرق اس طرح بیان کیا ہے، کہ طہیین سے مراد دل کی پاکیزگی ہے اور طاہرین سے مراد اعضاء و جوارح کی پاکیزگی ہے۔ جیسا کہ و طاہرین کے متعلق کہا جاتا ہے: إنهم منزّهون عن الاثم بالقلب قصداً. اور طہیین کے متعلق کہا جاتا ہے: إنهم مبرؤن عن العصيان بالجواهر. (کما يفهم من درس سراجی، ص: ۳۰)

الطبیعة اور القریحة میں فرق

انّ الطبيعة ما طبع عليه الانسان اى خلق. والقریحة فيما قال المبرد: ما خرج من الطبيعة من غير تكليف ومنه فلان جيد القریحة ويقال للرجل اقترح ماشئت اى اطلب ما فى نفسك واصل الكلمة الخلوص ومنه ماء قراح اذا لم يخالطه شئ ويقال للارض التي لا تنبت شيئاً قرواح اذا لم يخالطها شئ من ذالك والنخلة اذا تجردت وخلصت جلدتها قرواح و ذالك اذا نمت و تجاوزت و آتى عليها الدهر. الفرس القارح يرجع الى هذا لا نه قد تم سنه قال واما القرح والقرحة فليس من ذالك و اما القرح فى الجلد و القرحة مشبهة بذلك. (الفروق فى اللغة ص: ۷۹)

”طبیعت وہ چیز ہے جس پر انسان کی پیدائش اور خلقت ہو، اور قریحہ امام مبرد

کے قول کے مطابق وہ چیز ہے جو طبیعت سے بغیر تکلف صادر ہا جائے مثال کے طور پر کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص اچھے قریہ رکھنے والا ہے اور اس طرح شخص سے کہا جاتا ہے "اقترح مافی نفسک" یعنی طلب کرو اس چیز کو جو کہ آپ کے نفس میں ہے، اور اس کلمہ کا اصل معنی "خلوص" ہوتا ہے اور اس سے یہ جملہ مشتق ہے "ماقروح" جب اس چیز کے ساتھ کسی چیز کا ملاوٹ نہ ہو، اور جس زمین پر جو کوئی چیز نہ اُگے (قرواح) کا اطلاق ہوتا ہے یعنی اس کی ساتھ کوئی چیز نہیں ہے اور کھجور کا درخت جب کہ متحرک ہو اور اس کی کھال نکل جائے قرواح کہا جاتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ درخت سو جائے اور حد سے گزر جائے اور ایک طولانی عرصہ اس پر گزر جائے۔ اور "الفرس القارح" ایسے گھوڑے پر اطلاق ہوتا ہے یعنی اس کی عمر تمام ہو چکا ہوگا، لیکن لفظ "القرح" اور "القریحہ" اس معانی پر نہیں اور "قوح" جلد اور کھال میں ہوتا ہے اور "قرحہ" بھی اس کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔

الطغیان اور العد وان میں فرق

واضح ہو کہ طغیان اور عدوان میں فرق یہ ہے کہ طغیان کہتے ہیں ارادہ کرنا اور اپنے مرتبہ سے آگے بڑھنا ہوتا ہے اور عدوان کہتے ہیں جس میں محض ارادہ کرنا ہوا اپنے مرتبہ سے بڑھنے کا۔ (افاضات شرح مقامات اردو، مترجم مولانا افتخار علی دیوبندی ص: ۳۱۹ ج ۱، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

طلاق رجعی، طلاق بائن اور طلاق مغلظہ میں فرق

طلاق رجعی: یہ ہے کہ صاف اور صریح لفظوں میں ایک یا دو طلاق دیدی جائے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی طلاق میں عدت پوری ہونے تک نکاح باقی رہتا ہے اور شوہر کو اختیار ہوتا ہے کہ عدت ختم ہونے سے پہلے بیوی سے رجوع کر لے۔ اگر اس نے عدت کے اندر رجوع کر لیا تو نکاح بحال رہے گا، اور دوبارہ نکاح کی ضرورت نہ

ہوگی اور اگر اس نے عدت کے اندر رجوع نہ کیا تو طلاق مؤثر ہو جائیگی اور نکاح ختم ہو جائیگا۔

طلاق بائن: یہ ہے کہ گول مول الفاظ (یعنی کنایہ کے الفاظ) میں طلاق دی ہو یا طلاق کے ساتھ کوئی صفت ایسی ذکر کیجائے جس سے اس کی سختی کا اظہار ہو مثلاً یوں کہے کہ۔ تجھ کو سخت طلاق یا، لمسی چوڑی طلاق تو طلاق بائن کا حکم یہ ہے کہ بیوی فوراً نکاح سے نکل جاتی ہے اور شوہر کو رجوع کا حق نہیں رہتا۔ البتہ عدت کے اندر بھی اور عدت کے ختم ہونے کے بعد بھی دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ اور طلاق مغضبیہ ہے کہ تین طلاق دیدے، اس صورت میں بیوی ہمیشہ کیلئے حرام ہو جائیگی اور بغیر شرعی حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ (دیکھئے آپکے مسائل اور ان کا حل ص: ۲۷، ۲۲۸ ج ۵)

الطلوع، البرزوخ اور الشروق میں فرق

ان البرزوخِ اَوَّلِ الطلوعِ و لهذا قال تعالى: ﴿فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسُ بَازِغَةً﴾ ای لَمَّا رَأَاهَا فِي اَوَّلِ احوالِ طلوعِهَا تفکّر فیہا فوقع لہ انہا لیست بالہ و لهذا سُمی الشرط تبزیغاً لآنہ شقّ تخفیّ کآنہ اَوَّلِ الشقّ یقالُ بَزَغَ قَواہِمُ الدَّابَّةِ اِذَا شَرَطَہَا لِیَبْرُزَ الدَّمُ وَالشُّرُوقُ الطُّلُوعُ تَقُولُ طَلَعَتْ وَ لَا یَقَالُ شَرِقَ الرَّجُلُ کَمَا قَالُوا طَلَعَ الرَّجُلُ فَالطُّلُوعُ اَعَمُّ۔ (الفروق فی اللغة ص: ۵، ۲۰۳)

”برزوخ، طلوع کے ابتداء کو کہتے ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسُ بَازِغَةً“ یعنی جب سورج کو اس کے طلوع ہونے کے ابتدائی حالات میں دیکھا پھر اس بارے میں سوچ و بچار کی پھر ان پر ظاہر ہوا کہ سورج ان کا رب نہیں ہے اور اسی وجہ سے شرط کا نام تبریغ رکھا گیا اسلئے کہ وہ پوشیدہ شق (صبح، پھٹن) ہے کہا جاتا ہے ”بَزَغَ قَواہِمُ الدَّابَّةِ“ جب اس کی شرط لگایا جائے تاکہ خون ظاہر ہو، اور نشوونق کے معنی طلوع ہونے کے ہیں آپ کہتے ہیں طلعت (وہ طلوع ہو گیا) (سورج)

اور یہ نہیں کہتے شرق الرجل جیسا کہ کہتے ہیں طلع الرجل تو طلوع شروق سے اعم ہو گیا۔“

نوٹ

ذیل میں حرف طاء کے وہ الفاظ ہیں ان کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں اور حسب ذیل ہیں:- (۱) طریقت اور شریعت میں فرق شریعت اور طریقت میں ہے۔ (۲) طاعت اور خدمت کا فرق خدمت اور طاعت میں دیکھئے۔ (۳) طور اور جبل کا فرق، جبل اور طور کے اندر دیکھئے۔ (۴) طمع اور حرص کا فرق، حرص اور طمع میں ہے۔ (۵) طریق اور سبیل کا فرق، سبیل اور طریق میں دیکھئے۔ (۶) طاغوت اور جبت کا فرق، جبب اور طاغوت میں ہے۔ (۷) طائفہ اور جماعت کا فرق، جماعت اور طائفہ میں ہے۔ (۸) طلب اور سوال کا فرق، سوال اور طلب میں دیکھئے۔

الظِّل اور الفی میں فرق

(۱) الظِّل الفی الحاصل من الحاجز بینک وبين الشمس ، وقيل هي الطلوع إلى الزوال الفیء من الزوال إلى الغروب (فروق اللغات ص: ۱۶۷)

(۲) اور بعض علماء کے نزدیک فی اس سایہ کو کہتے ہیں جو زوال کے بعد غروب سے قبل تک ہو اور ظل اس سایہ کو کہا جاتا ہے جو زوال شمس سے پہلے پہلے ہو (مآرب الطلبة ص: ۱۰۷، ۲، وھكذا فی غایۃ السعیۃ شرح ہدایہ ج ۲ ص ۲۵۶)

ظرف مستقر اور ظرف لغو میں فرق

ظرف مستقر کہتے ہیں جب حروف جارہ کے متعلق کو حذف کیا جاتا ہے تو اس

وقت حرف جار کو حذف کرنا جائز نہیں کیونکہ اس وقت متعلق اور متعلق دونوں کے دونوں کا حذف ہونا لازم آئے گا وہ جائز ہے اسی وجہ سے اسے ظرف مستقر کہا جاتا ہے بخلاف ظرف لغو کے کہ اس کے اندر اپنا متعلق مذکور ہونے کی وجہ سے حذف ہونے کی گنجائش باقی ہے لہذا یہ نسبت ظرف مستقر اس میں کچھ نقص باقی ہے یہی وجہ ہے کہ مستقر کے مقابلے میں اسے ظرف لغو کہا جاتا ہے یا یوں کہا جائیگا کہ ظرف لغو میں متعلق مذکور ہو نیکی وجہ سے صریح ہوا ہے بخلاف ظرف مستقر کے کہ اس میں متعلق محذوف ہونے کی وجہ سے بمنزلہ کنایہ ہے اور قاعدہ ”المسلمہ“ ”الکناية ابلغ من التصريح“ اسی وجہ سے ابلغ کا ظرف مستقر کے ساتھ اور غیر ابلغ کا ظرف لغو نام رکھا گیا ہے۔ (ما رب الطلبہ)

الظِّلَّةُ اور المِظْلَّةُ کے درمیان فرق

إِنَّ الْمِظْلَّةَ الْكَبِيرُ مِنَ الْأَخْبِيَةِ. وَالظِّلَّةُ شَيْءٌ كَالصُّفَةِ يَسْتَرْبِهَ مِنَ الْبَرْدِ وَالْحَرِّ كَمَا قَالَ تَعَالَى: ﴿وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظِلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ﴾. (المنطوق ص: ۵۴)

”مظلہ کہتے ہیں بڑے خیمہ یا سائبان کو اور ظلّہ تنگ سائبان گویا ہر اس چیز کو کہا جائیگا جو گھاس پھوس کی چھت والے مکان کی طرح ہو جس کے ذریعہ گرمی اور سردی سے بچا جائے۔ یا وہ قابل ستر ہو جیسے قرآن کی آیت مذکورہ میں موجود ہے۔“

ظَفَر اور فَوْز میں فرق

إِنَّ الظَّفَرَ هُوَ الْعُلُو عَلَى الْمَنَاوِئِ الْمَنَازِعِ كَمَا قَالَ تَعَالَى: ﴿مَنْ بَعْدَ أَنْ أَظْفَرَ كُمْ عَلَيْهِمْ﴾ وَقَدْ يَسْتَعْمَلُ فِي مَوْضِعِ الْفَوْزِ يُقَالُ ظَفَرَ بِبَغِيَّتِهِ وَلَا يَسْتَعْمَلُ الْفَوْزَ فِي مَوْضِعِ الظَّفَرِ؛ أَلَا تَرَى أَنَّهُ لَا يُقَالُ فَازَ بَعْدَ وَهٍ كَمَا يُقَالُ ظَفَرَ بَعْدَ وَهٍ بَعِينَهُ فَالظَّفَرُ مَفَارِقُ الْفَوْزِ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى:

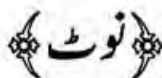
الفوز الظفر بدلاً من الوقوع في الشر وأصله نيل الحظ من الخير وفوز
إذ اركب المفازة وفوز أيضاً إدامات لأنه قد صار في مثل المفازة.
(الفروق في اللغة ص: ۲۰۵)

”ظفر“ کہتے ہیں آپس کی دشمنی اور منازعت میں لڑائی جھگڑے میں بلندی
حاصل کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”من بعد ان اظفر کم علیہم“ بعد اسکے کہ تم
ان پر کامیابی حاصل کر لو گے اور کبھی فوز (نجات، کامیابی) کی جگہ بھی استعمال ہوتا ہے،
کہا جاتا ہے ”ظفر ببعیتہ“ وہ اپنے سرکشی کے سبب کامیاب ہو گیا (یا اس نے ان کے
سرکشی سے نجات پالی)۔

اور فوز، ظفر کی جگہ استعمال نہیں ہوتا۔ کیا تمہیں خبر نہیں کہ نہیں کہا جاتا ہے
”فاز بعدو“ جیسا کہ کہا جاتا ہے ”ظفر بعدوہ بعینہ“ تو ظفر فوز سے جدا ہے اور علی بن
عیسیٰ فرماتے ہیں: فوز کسی شر میں مبتلا ہونے کے بدلے جو ظفر (کامیابی) سے حاصل
ہوتی ہے اس کو کہتے ہیں اور اس کی اصل اچھے بھلائی کام سے حصہ پانا اور جب کامیابی،
رہائی (یا جب جنگل کی طرف) پر سوار ہو جائے اور نیز وہ کامیابی جو موت کے بعد ہو،
اسلئے کہ موت کامیابی کے مثل ہو گئی۔“

ظرافت اور فکاہت میں فرق

فکاہت: کہتے ہیں مزے مزے کی باتیں کرنا خواہ اس سے نفع ہو یا نہ ہو،
بخلاف ظرافت کے کہ اس سے نفع ہوتا ہے اور علم کی بات بھی ہوتی ہے۔ (اقاضات شرح
مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ج ۱ ص ۱۸۔ تفہیمات شرح مقامات اردو از شیخ
الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب ص ۳۶۔ مآرب الطلبہ ص ۲۰۰)



مندرجہ ذیل الفاظ کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں، جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) الظلم اور البغی کا فرق، البغی اور الظلم میں ہے۔ (۲) الظعن اور الرحل کا فرق، الرحل اور الظعن میں دیکھئے۔ (۳) ظلم اور جور کا فرق، جور اور ظلم میں ہے۔ (۴) ظرف اور آئینہ کا فرق، آئینہ اور ظرف میں دیکھئے۔ (۵) ظنّ اور شک کا فرق، شک اور ظنّ میں ہے۔ (۵) ظلم اور ضیم کا فرق، ضیم اور ظلم میں ہے۔

علم اور معرفت میں فرق

ان دونوں کے درمیان مختلف وجوہ سے فرق بیان کیا جاتا ہے (۱) علم ادراک بالقلب کو کہتے ہیں اور معرفت ادراک بالحواس کو کہا جاتا ہے۔ (۲) علم کا استعمال کلیات میں ہوتا ہے اور معرفت کا استعمال جزئیات میں ہوتا ہے۔ (۳) علم یہ جہل کی ضد ہے اور معرفت کی ضد انکار ہے۔ (۴) معرفت مسبوق بالنسیان ہوتا ہے بخلاف علم کے وہ مسبوق بالنسیان نہیں ہوتا ہے۔ (۵) معرفت متعدی بیک مفعول ہوتا ہے بخلاف علم کے کہ وہ کبھی متعدی بیک مفعول ہوتا ہے اور کبھی متعدی بدو مفعول۔ (فراند منثورہ ص: ۳۶، کشف المحجوب ص: ۴۶۵، افاضات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ص: ۱۷، الفروق فی اللغة ص: ۷۲، کشف الباری شرح البخاری ص: ۸۹ ج ۲)۔

عندی اور لدئی میں فرق

دونوں کے درمیان دو طریقے سے فرق ہے (۱) یہ کہ عندی میں حضور شی شرط نہیں ہے یعنی شئی کا مدخل عندی کے پاس ہونا ضروری نہیں بخلاف لدئی کے کہ اس میں حضور شی شرط ہے۔ (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ لدئی اور لغات کو ابتداء کے معنی لازم ہیں اس وجہ سے کہ ان کے ساتھ لفظ من کا ہونا لازم ہے خواہ لفظاً ہو یا تقدیراً اور عند میں ابتداء کے معنی لازم نہیں اسی وجہ سے وہاں لفظ ”من“ کا ہونا ضروری نہیں۔ (فراند

منثورہ ص ۳۸ / تفہیمات ص ۱۱۸

علم غیب اور کشف میں فرق

دونوں کے درمیان فرق یہ ہے (۱) کہ کسی کے دل کی بات بتا دینا یہ علم غیب نہیں ہے بلکہ یہ کشف ہے اور علم غیب اس علم کو کہتے ہیں جو بلا واسطہ ہو اور یہ خاصہ خداوندی ہے اور جو علم بذریعہ کشف ہو اس میں کشف واسطہ ہوا سوائے وہ علم غیب نہیں۔ (شریعت اور طریقت از حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ص: ۳۹۹)

عہد اور میثاق میں فرق

ان الميثاق تو كيد العهد من قولك او ثقت الشيء اذا احكمت شدة وقال بعضهم: العهد يكون حالاً من المتعاهدين والميثاق يكون من احدهما. (الفروق في اللغة ص: ۳۸)

”جاننا چاہئے کہ عہد و میثاق معاہدے کو کہا جاتا ہے پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ عہد اس صورت معاملہ اور معاہدے کو کہا جاتا ہے جو دو شخص کے درمیان طے ہو جائے اور میثاق ایسے معاہدے کو کہتے ہیں جو قسم کے ساتھ مضبوط اور مستحکم کیا جائے۔“
خلاصہ: یہ ہے کہ عہد عام ہے اور میثاق خاص ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۳۶)

عذاب اور عقاب میں فرق

الفرق بينهما ان الاول (أى العقاب) يقتضى بظاھرہ الجزاء على فعله المعاقب لانه من التعقيب والمعاقبة والعذاب ليس كذلك اذ يقال للظالم المبتدى بالظلم انه معذب وان قيل معاقب فهو على سبيل المجاز لاحقيقة فينهما عموم وخصوص. (فروق اللغات ص: ۱۷۵)

(الفروق في اللغة ص: ۲۳۳)

ترجمہ: ”دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ پہلا (عقاب) اپنے ظاہری اجزاء (اعتبار) سے اس بات کا مقتضی ہے کہ فعل اس کے بعد واقع ہو، اسلئے کہ عقاب تعقیب اور معاقبہ سے ماخوذ ہے (جس کا معنی پے درپے آنا ہے) اور عذاب اس طرح نہیں ہے، ظالم کو ظلم شروع کرتے وقت کہا جاتا ہے یہ معذب (عذاب دینے والا ہے) اور انکو معاقب مجازاً کہہ دیا جاتا ہے، حقیقت نہیں تو ان دونوں کے مابین عموم و خصوص کی نسبت ہے۔“

عجب اور کبر میں فرق

ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ عجب نام ہے اپنے آپ کو اچھا سمجھنا خواہ دوسروں کو حقیر سمجھے یا نہ سمجھے اور کبر (تکبر) نام ہے اس کا اپنے کو بڑا سمجھنے کے ساتھ دوسروں کو حقیر بھی سمجھنا۔ (دیکھئے معارف شمس تبریز ص ۱۴۷، روح کی بیماریاں اور ان کا علاج ص: ۱۴۰)

عالم اور عارف میں فرق

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے ایک شخص کے جواب میں فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے ان دونوں کے درمیان یوں فرق بیان فرمایا کہ ایک مثال سے عالم، عارف کا فرق سمجھو کہ ایک شخص تو وہ ہے جس کے پاس تمام مٹھائیوں کی فہرست موجود ہے مگر اس نے چکھی ایک بھی نہیں اور ایک شخص وہ ہے کہ نام تو ایک مٹھائی کا بھی اسکو یاد نہیں مگر ہاتھ میں لئے ہوئے کھا رہا ہے۔ تو بتلاؤ! مٹھائی کے فوائد حاصل کرنے میں آیا وہ نام یاد رکھنے والا اس حقیقت جاننے والے کا محتاج ہے یا وہ حقیقت جاننے والا اس نام یاد رکھنے والے کا ظاہر ہے کہ پہلا دوسرے کا محتاج ہے نہ کہ برعکس۔ پھر حضرت تھانویؒ نے فرمایا اسی طرح ہم اہل الفاظ ہیں اور عارف صاحب معنی، تو صاحب معنی محتاج نہیں ہوتا اہل لفظ کا اور صاحب لفظ صاحب معنی کا محتاج ہوتا ہے۔

(دیکھئے کشکول معرفت ص: ۳۰۳، ۳۰۴ بحوالہ کمالاثر شریف)

العدل اور القسط میں فرق

انَّ القسطَ هو العدلُ البينُ الظاهرُ ومنه سُمِيَ المكيالُ قِسطاً و
الميزانُ قِسطاً لآنه يصوّر لك العدل في الوزن حتى تراه ظاهراً وقد
يكون من العدل ما يخفى ولهذا قلنا انَّ القسط هو النصيب الذي ينسب
وجوهه و تقسط القوم الشيء تقاسموا بالقسط. (الفروق في اللغة ص:

(۲۲۹

”قسط“ وہ انصاف ہے جو واضح اور ظاہر ہو اور اسی سے ترازو (پیمانہ)
کا نام قسط رکھا گیا اور میزان کا نام اسلئے پیمانہ رکھا گیا ہے کیونکہ آپ کیلئے یہ پیمانہ
وزن کے انصاف کو بتلاتا ہے۔ یہاں تک کہ تم اسکو ظاہر دیکھتے ہو، اور کبھی عدل
پوشیدہ بھی ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ قسط وہ حصہ ہے جس کے حصے مخفی ہوں،
اور ”تقسط القوم الشيء“ یعنی باہم انصاف سے تقسیم کر دیا۔“

العفو اور الغفران میں فرق

انَّ الغفران يقتضى اسقاط العقاب واسقاط العقاب هو ايجاب
الشواب فلا يستحق الغفران الا المؤمن المستحق للثواب وهذا لا
يستعمل الا في الله فيقال غفر الله لك ولا يقال غفر زيد لك الا شاذاً
قليلاً والشاهد على شذوذه انه لا يتصرف في صفات العبد كما
يتصرف في صفات الله تعالى الا ترى انه يقال استغفر الله تعالى ولا يقال
استغفرتُ زيداً. والعفو يقتضى اسقاط اللوم والذم ولا يقتضى ايجاب
الشواب ولهذا يستعمل في العبد فيقال عفا زيد عن عمرو، و اذا عفا
عنه لم يجب عليه الثابته الا انَّ العفو والغفران لما تقارب معناهما

تداخلا و استعمالاً فی صفات اللہ جلّ اسمہ علی وجہ واحد فیقال عفا اللہ عنہ وغفر لہ بمعنی واحد وما تعدی بہ اللفظان یدلّ علی ما قلنا وذاک انک تقول عفا عنہ فیقتضی ذلک ازالة شیء عنہ و تقول غفر لہ فیقتضی ذلک اثبات شیء لہ. (الفروق فی اللغہ ص: ۲۳۰)

”غفران چاہتا ہے سزا کے ساقط ہونے کو اور سزا ساقط کرنا ثواب کو واجب کرنا ہے تو غفران کا مستحق وہ مؤمن ہے جو ثواب کا مستحق بھی ہو۔ اور یہ صرف اللہ کے بارے میں استعمال ہوتا ہے پس کہا جاتا ہے ”غفر اللہ لک“ اللہ نے تمہارے مغفرت فرمادی اور ”غفر زید لک“ شاذ و نادر کے علاوہ نہیں کہا جاتا، اور اس کے شاذ کی دلیل یہ ہے کہ اس کا تصرف بندوں کے صفات میں نہیں ہوتا جیسا کہ اس کا تصرف اللہ تعالیٰ کے صفات میں ہوتا ہے، کیا آپ کو خبر نہیں کہ کہا جاتا ہے ”استغفر اللہ“ اور ”استغفر ث زیداً“ نہیں کہاتا۔

اور عفو ملامت اور مذمت کے اسقاط کا تقاضی کرتا ہے اور ثواب کے واجب ہونے کا تقاضی نہیں کرتا، اسی وجہ سے بندہ کیلئے یہ استعمال ہوتا ہے، کہا جاتا ہے ”عفا زید عن عمرو“ زید نے عمرو کو معاف کر دیا اور جب اس کو معاف کر دیا تو اس پر ثواب دینا واجب نہیں ہوا۔ مگر جب عفو اور غفران دونوں کے معانی قریب قریب ہیں تو یہ دونوں متداخل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے صفات استعمال ہونے لگے ایک ہی طرح سے، پس ”عفا اللہ عنہ“ اور ”غفر لہ“ کے ایک ہی معنی ہے اور جب دونوں معنی متعدی ہوں تو اس پر دلالت کرتے ہیں جو ہم نے کہا۔ اور وہ اس طرح آپ کہتے ہیں ”عفا عنہ“ تو یہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس سے اس شی کو زائل کر دے اور کہتے ہیں ”غفر لہ“ تو یہ اس کیلئے کسی شیء کے اثبات کا تقاضا کرتا ہے۔“

عزم اور نیت میں فرق

اِنَّ النِّیَّةَ اَرَادَةُ مُتَقَدِّمَةٌ لِلْفِعْلِ بِاَوَاقَاتٍ مِنْ قَوْلِكَ اَنْتَوِیْ اِذَا

بَعْدُ وَالنَّوَى وَالنِّيَّةُ الْبُعْدُ فَسُمِّيَتْ بِهَا الْإِرَادَةُ الَّتِي بَعْدَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ مَرَادِهَا وَلَا يَفِيدُ قَطْعَ الرُّوْبَةِ فِي الْإِقْدَامِ عَلَى الْفِعْلِ وَالْعَزْمِ قَدْ يَكُونُ مُتَقَدِّمًا لِلْمَعْزُومِ عَلَيْهِ بِأَوَقَاتٍ وَبَوَقَاتٍ وَلَا يُوصَفُ اللَّهُ بِالنِّيَّةِ لِأَنَّ إِرَادَتَهُ لَا تَتَقَدَّمُ فِعْلُهُ وَلَا يُوصَفُ بِالْعَزْمِ كَمَا لَا يُوصَفُ بِالرُّوْبَةِ وَقَطْعُهَا فِي الْإِقْدَامِ وَالْإِحْجَامِ. (الفروق في اللغة ص: ۱۱۸)

”نیت وہ ارادہ ہے جو فعل سے بہت مقدم ہو اور یہ آپ کے اس قول انتوی سے ماخوذ ہے جس کے معنی دور ہونے کے ہیں اور نوی اور نیت بمعنی بعد دوری ہے، اور نیت اس ارادہ کا نام رکھا گیا جس کو بعد میں ظاہر کرے اور اس کی مراد کو واضح کر یاوریہ کسی کام کی طرف پیش قدمی کے دیکھنے کو ختم کا فائدہ نہیں دیتا، اور عزم کبھی کبھار معزوم علیہ سے مقدم ہوتا ہے چند گھڑی اور بہت پہلے اور اللہ تعالیٰ کو نیت کے ساتھ متصف کیا جاتا ہے جیسا کہ نہیں متصف کیا جاتا روایت اور اس کے قطع کرنے میں قدموں میں اور ٹہر جانے میں۔“

عقل اور کشف میں فرق

عقل کی رسائی وہاں تک ہوتی ہے جہاں تک کشف کی مگردونوں میں اتنا فرق ہے کہ کشف کی مثال ٹیلی فون کی سی ہے کہ وہاں صریح الفاظ سنائی دیتے ہیں اور عقل کی مثال ٹیلی گراف کی سی ہے کہ اس میں کچھ تا مل کرنا پڑتا ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص: ۲۱۵)

عجیب اور عجاب میں فرق

ان دونوں لفظوں کے اندر بعض علماء نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ عجیب کہتے ہیں ہر اس انوکھی بات کو جس کی کوئی نظیر ظاہری طور پر موجود ہو اور اگر اس کی کوئی نظیر موجود نہ ہو یعنی بغیر نظیر کے ہو تو اس کو عجاب کہتے ہیں۔ (تفسیر مظہری اردو مترجم

ص: ۶۷ ج: ۱۰

عمی اور عَمہ میں فرق

عمہ اور عمی دونوں کے معنی اندھا پن اور نابینائی کے ہیں مگر عمی کا اطلاق ظاہری آنکھوں کے اندھا ہونے پر اور عمہ کا اطلاق دل کی آنکھوں کے اندھا ہونے پر ہوتا ہے۔ (تفسیر حقانی ج، ۱ ص: ۱۰۴ مؤلف مولانا عبدالحق حقانی دہلوی، ناشر: میر محمد کتب خانہ کراچی)

عشیرہ اور معشر میں فرق

معشر کے معنی اقرباء اور حمایت کرنے والے کے ہیں، اور عشیرہ کے معنی ہیں ساتھ رہنے والے اور پہچاننے والے اور عشیرہ معشر سے عام ہے یعنی جو بھی اس کے ساتھ رہنے والے ہوں خواہ وہ کنبہ یا قبیلہ کے ہوں یا باپ کے قریبی اولاد ہوں۔ (افاضات شرح مقامات حریری، اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ص ۶۰ ج ۱، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ، ملتان)

العافیۃ، المعافاة اور العفو میں فرق

قیل الاول (العفو) هو التجاوز عن الذنوب ومحوها، الثانی (العافیۃ) دفاع اللہ سبحانه، الاسقام و البلا یا عن العبد وهو اثم من عافاه اللہ واعفاه، الثالث (المعافاة) ان یعافیک اللہ عن الناس و یعافیہم عنک ای یغنیک عنہم و یغنیہم عنک لصر ف اذا هم عنک و اذاک عنہم۔ (فروق اللغات ص ۱۶۹)

”کہا گیا ہے کہ عفو یہ ہے کہ گناہوں سے چشم پوشی کرنا اور اس کو مٹانا اور عاقبت اللہ سبحانہ کا بیماری مصیبتیں اپنے بندے سے دور کرنا بھادور وہ گناہ ہے اور

”عفاہ اللہ واعفاہ“ سے ماخوذ ہے اور معافاۃ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو لوگوں سے بے نیاز کر دے اور لوگوں کو تم سے، جب تم سے کسی کو تکلیف پہنچے اسی پھیر دے اور جب ان سے تم کو تکلیف پہنچیں تو اس کو پھیر دیں۔“

عُرف اور معروف میں فرق

عُرف: کے معنی اچھی بات کے ہیں اور عُرف عام ہے چاہے وہ اخلاقی ہو یا مذہبی، اور معروف اس کے برخلاف ہے۔ (دیکھئے، اضافات شرح مقامات از مولانا افتخار علی دیوبندی ص: ۶۷۔ تفہیمات شرح مقامات حریری اردو از مولانا اعزاز علی صاحب ص: ۱۱۹ ج ۱)

عُمرت اور عسرت میں فرق

واضح ہو کہ عسرت کہتے ہیں اس اولاد اور قریبی رشتہ دار کو کہ دادا سے ان کا رشتہ شروع ہوں اور جو اولاد یا قریبی رشتہ دار کہ دادا سے اوپر سے شروع ہو ان کو عسرت کہتے ہیں۔ (از کاپی مقامات ص: ۱۳۱، ج ۳، واضح ہو کہ راقم نے اس کاپی کو شرح مقامات کی نیت سے ترتیب دیا تھا جو فی الحال مرتب کے پاس موجود ہے)۔

عاری اور عاقل کے درمیان فرق

عاقل کے معنی ہیں ننگا، اور عاری بھی اسی کے معنی میں ہیں مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ عاری کہتے ہیں جو لباس سے ننگا ہو اور عاقل کہتے ہیں وہ جو زیور یا علم سے ننگا ہو یعنی اس میں کمالات کچھ بھی نہ ہوں۔ (افاضات شرح مقامات اردو ص: ۵۳۳ ج ۲)

عَرَف اور کَاہن میں فرق

عَرَف وہ ہے جو چوری کیا ہو مال اور گمشدہ چیزوں کا پتہ بتلائے اور

کاہن وہ ہے جو زمانہ مستقبل کی غیبی باتیں بتانے کی کوشش کرے اور صاحب سرار ہونے کا دعویٰ کرے۔ (آرٹ الٹھ ص: ۲۷ مؤلف مولانا شبیر احمد رکانی فاضل الاسلام ہائٹھواری چانگام)

العقد اور العهد میں فرق

قيل الفرق بينهما انَّ العقدَ فيه معنى الاستِشاق والشَّوَّ
يكونُ الآبين متعاقدين، و العهد قد ينفرد به الواحد فيبينهما عم
وخصوص. (فروق اللغات ص: ۱۷۵)
”ان دونوں کے فرق کے بارے میں کہا گیا ہے کہ عقد میں مضبوطی اور
ت کا معنی ملحوظ ہے اور یہ دو متعاقدین کے درمیان ہوتا ہے اور عہد کبھی ایک طرفہ
ہوتا ہے، تو ان کے درمیان عموم و خصوص کی نسبت ہے۔“

العلم والیقین کے مابین فرق

انَّ العلمَ هو اعتقاد الشيء على ما هو به على سبيل الثقة، واليقين
هو سكون النفس و ثلج الصدر بما علم و لهذا لا يجوز ان يوصف
تعالى باليقين و يقال ثلج اليقين وبرد اليقين ولا يقال ثلج العلم و
العلم الخ. (والباقی فی ”الفروق فی اللغة“ ص: ۷۳)
”علم کہتے ہیں کسی شے کا اعتقاد رکھنا اعتماد کے ساتھ جیسا کہ وہ شے ہے (جسم
حالت میں ہے) اور یقین نفس کا مطمئن ہو جانا اور دل کی ٹھنڈک جس کا علم ہوا اس
ذریعے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو یقین کے ساتھ متصف کرنا جائز نہیں۔ اور کہا جاتا ہے
”ثلج اليقين وبرد اليقين ولا يقال برد العلم و ثلج العلم“ کہا جاتا ہے یقین
برف زدہ ہو گیا ٹھنڈا ہو گیا لیکن علم کے بارے میں یہ نہیں کہا جاتا۔“ (باقی فرق اللفظ
۷۳ میں دیکھئے)

عمر اور یعوب میں فرق

یعوب اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو تیز رفتار ہو (یعنی سریع الجری) ہو اور عمر اس گھوڑے کو کہا جاتا ہے جو کثیر الجری ہو یعنی بہت زیادہ دوڑتا ہو۔
(افاضات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی صاحب دیوبندی ص ۱۹۹ ج ۱)

عطیہ اور ہدیہ میں فرق

ہدیہ اور عطیہ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں مگر بعض حضرات نے دونوں کے درمیان یہ فرق بیان کیا ہے کہ ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف (یعنی چھوٹا بڑے کو دے) تحفہ دینے کو ہدیہ کہا جاتا ہے اور اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف (بڑا چھوٹے کو دے) انعام دینے کو عطیہ کہتے ہیں۔ (فرائد منشورہ ص: ۳۸ مآرب الطلیہ ص: ۱۲۸)

عدم اور فقد میں فرق

دونوں کے معنی کسی چیز کے موجود نہ رہنے کے ہیں پھر دونوں میں فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ فقد کا اطلاق عام ہے، چاہے کوئی چیز شروع سے نہ ہو یا بعد میں وجود نہ رہے اور عدم اس چیز کو کہتے ہیں جو شروع سے وجود ہی نہ ہو۔ خلاصہ: یہ نکلا کہ فقد عام ہے اور عدم خاص ہے۔ (مآرب الطلیہ ص: ۲۳۳)

عدل اور فضل میں فرق

فضل اس عطیہ کو کہتے ہیں جس کا بندہ بذاتِ خود حقدار نہیں ہو اور ایسی مصیبت سے حفاظت کرنا کہ بندہ کو اس کو دور کرنے کی طاقت نہ ہو بلکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے محض احسان و عنایت کی رو سے ہوتے ہیں۔ اور عدل اس کو کہتے ہیں

کہ بندہ عمل سے حقدار بنے اسی طرح کسی گناہ سے عذاب کا مستحق بنے اور گناہ کے بقدر عذاب نہ دینا اور درگزر کرنا یہ فضل ہے۔ (تفصیل کیلئے مآرب الطلبہ ص: ۲۲۷)

عیسوی اور ہجری میں فرق

آنحضرت ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی مدت سے لے کر آج تک کے قیام کو اصطلاح میں ہجری سے تعبیر کرتے ہیں اور حضرت عیسیٰ کو ٹھیک جس وقت آسمان پر اٹھایا گیا اس وقت سے آج تک کے قیام کو عرف میں عیسوی سے تعبیر کرتے ہیں۔ خلاصہ: ہجری آنحضرت ﷺ کے مدینہ منورہ کی ہجرت کی طرف منسوب ہے اور عیسوی حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف اٹھائے جانے کی طرف منسوب ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۱۷/۲۱۸)

عشاء اور عشاء میں فرق

عشاء (بکسر العین) انتہائی مغرب سے لے کر صبح صادق تک کے درمیانی اوقات کو کہتے ہیں اور عشاء (بفتح العین) شام کے کھانے کو کہتے ہیں۔ (مآرب الطلبہ فی تحقیق الفرق الفاظ المترادفو المعانی المقارنہ ص: ۲۰۶)

عندہ اور عنہ میں فرق

واضح ہو کہ ”عندہ اور عنہ“ فقہاء کرام کی سبابت میں بکثرت موجود ہیں خصوصاً ہدایہ، قدوری، عالمگیری میں زیادہ ملیں گے۔ پھر دونوں میں فرق اس قدر ہے کہ عنہ اس پر دال ہے کہ یہ امام اعظم کا مذہب نہیں بلکہ امام اعظم سے مروی ہے اور عندہ امام اعظم کا مذہب ہونے پر دال ہے اور عندہ یا مذہبہ کہنے کی صورت میں امام اعظم کا مذہب مراد ہوتا ہے اور عندہما سے صاحبین کا مذہب مراد ہوتا ہے البتہ اگر امام ابو یوسف کا مذہب الگ بیان کیا جاوے تو عندہما سے طرفین مراد ہیں اور اگر امام محمد کا مذہب الگ بیان کیا

جاوے تو عندہما سے شیخین مراد ہیں۔

(کذا فی شرح القدوری و مآرب الطلبہ ص ۱۷۲)

عقد نکاح اور عقد بیع میں فرق

دونوں میں کئی اعتبار سے فرق ہے (۱) عقد بیع میں ذاتِ شئی کا مالک بنتا ہے اور عقد نکاح میں منافعِ شئی یعنی ملکِ بضع سے نفع حاصل کرنے کا مالک بنتا ہے۔ (۲) نکاح میں شخص واحد طرفین سے وکیل بن سکتا ہے لیکن بیع میں نہیں بن سکتا۔ (۳) عقد نکاح میں خطبہ قبل النکاح مسنون ہے مگر عقد بیع میں خطبہ نہیں ہے۔ (۴) عقد نکاح میں شہادت شرط ہے لیکن بیع میں نہیں۔ (۵) نکاح میں بعد النکاح ولیمہ مسنون ہے بخلاف عقد بیع کے۔ (۶) نکاح شخص مخصوص یعنی ولی کا عقد کر دینا اور زمان مخصوص یعنی جمعہ کے دن اور مقام مخصوص یعنی مسجد میں مسنون ہے بخلاف عقد بیع کے بلکہ عقد بیع میں تو بروز جمعہ اذان جمعہ سے لے کر نماز جمعہ سے فراغت تک ناجائز ہے اور مسجد میں تو بیع جائز ہی نہیں۔ (۷) نکاح اصلاً عبادات کے قبیل سے ہے اگرچہ من وجہ معاملات اس کے ساتھ لاحق ہیں یہی وجہ ہے کہ مسجد میں بیع جائز نہیں۔ (۸) نکاح صیغہ امر سے منعقد ہوتا ہے بخلاف عقد بیع کے۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے مآرب الطلبہ ص ۱۵۱)

علم، لقب اور کنیت میں فرق

(۱) علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی چیز کے نام سے اس کی ذاتِ مسٹی معلوم ہو تو اسے علم کہتے ہیں اگر علم سے کسی چیز کی ذاتِ مسٹی کا مدح یا ذم معلوم ہو تو اسے لقب کہتے ہیں اگر علم سے ذاتِ مسٹی کسی کا باپ یا ماں، لڑکا، لڑکی، ہونا معلوم ہو تو اسے کنیت کہتے ہیں۔ (۲) علم اور لقب اللہ تعالیٰ کی شان میں بھی استعمال ہوتے ہیں اور کنیت اللہ کی شان میں نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا لڑکا ہے اور ”لم یلد و لم یولد“ کا عین مصداق ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۹۳)

عاصی اور معاصی میں فرق

دونوں کے درمیان یوں فرق بیان کیا جاتا ہے کہ عاصی اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی گناہ کرنے والا اور معاصی مصدر ہے یعنی نفس اور عین گناہ کو معاصی کہا جاتا ہے۔ خلاصہ فرق ہے کہ لفظ عاصی کے اندر دو جہتیں موجود ہیں ایک وصف کی دوسری ذات کی یعنی گناہ کرنے والا دوسرا لفظ معاصی میں صرف ایک جہت یعنی وصف کی جہت موجود ہے اور ذات کی جہت موجود نہیں۔ (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ عاصی بے نفرت کرنا حرام ہے اور معاصی سے نفرت کرنا واجب ہے مثلاً کوئی شخص شراب پیتا ہے تو اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا حرام ہے اور اس کے اس بُرے کام سے نفرت کرنا واجب ہے اسکو ایک جسی مثال سے حضرت جی مولانا الیاس صاحبؒ نے یوں واضح فرمایا کہ اگر شیر خوار بچہ پیشاب و پاخانہ سے بالکل مملو ہو گیا ہو تو ماں کے دل میں پیشاب و پاخانہ کی نفرت ہونے کے باوجود بچہ کی محبت و شفقت میں ذرہ برابر بھی ہرگز فرق نہیں آتا بلکہ گندگی کو صاف کر کے بچہ کو اپنے سینہ سے لگا لیتی ہے اور گود میں اٹھا لیتی ہے اسی طرح عاصی مسلمان کی عظمت و قدر دل میں رکھنی چاہئے اور اس کے بُرے کام معاصی سے نفرت رکھ کر اس کو گناہ سے پاک کرنے کی خوب نرمی اور بھلائی کے ساتھ کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ (تأرب الطلبة ص: ۱۰۱/۱۰۲)

عمل اور فعل میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ (۱) عمل میں طوالت و تملادی کا لحاظ ہوتا ہے بخلاف فعل کے کہ اس میں طوالت کا لحاظ نہیں ہوتا۔ (۲) عمل کا اطلاق افعال اختیار یہ پر ہوتا ہے اور فعل کا اطلاق عام ہے۔ (۳) نیز ذوی العقول کے افعال کو اعمال کہا جاتا ہے اور افعال ذوی العقول و غیر ذوی العقول میں عام ہیں۔ (۴) نیز دیگر فرق یوں بیان کیا

جاتا ہے کہ عمل کہتے ہیں فعل اختیاری کو پھر عمل وفعل میں فرق یہ بھی ہے کہ عمل اس فعل کو کہا جاتا ہے جس میں دوام واستمرار ہو اور فعل میں دوام واستمرار نہیں ہوتا بلکہ ایک بار کرنے سے بھی فعل کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے، درس مشکوٰۃ ص ۳۰ / تنظیم الاشتات ص ۲۱ / ج ۱، الاتقان فی علوم القرآن ص ۶۲ / ج ۱، تحفة المرأة فی دروس المشکوٰۃ ص ۸۵، فرائد منثورہ ص ۳۹)

عصا اور منسأة میں فرق

یہ دونوں عربی لفظ ہے اور عربی میں مستعمل ہے اور دونوں کے معنی لاشی کے ہیں پھر دونوں میں فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ (۱) بقول بعض حضرات لفظ عصا عربی زبان کا ہے اور منسأة دراصل حبشی زبان کا لفظ ہے پھر عربی میں استعمال ہونے لگا مگر دونوں کا مصداق ایک ہی ہے۔ (۲) بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ لفظ عربی ہے منسأة اسم آلہ کا صیغہ ہے نساء سے مشتق ہے جس کے معنی ہٹانے اور موخر کرنے کے ہیں۔ اور منسأة کے معنی ہے ہٹانے کا آلہ۔ چونکہ عصا کے ذریعہ بھی انسان مضر چیزوں کو ہٹاتے ہیں اسی لحاظ سے عصا کو بھی منسأة کے معنی میں لینا صحیح ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ عصاء مطلق لاشی کو کہتے ہیں خواہ مضر چیزوں کو ہٹانے کی غرض سے تیار کی گئی ہو یا نہ۔ منسأة خاص اس لاشی کو کہا جاتا ہے جو تکلیف دہ چیزوں کو دفع کرنے کی غرض سے تیار کی گئی ہو۔ (دیکھئے مآرب الطلبة ص: ۲۳۶)

عہد اور وعدہ میں فرق

عہد کہتے ہیں اس قول کو جو فریقین کے درمیان باہمی بات چیت سے طے ہوتا ہے جس پر جانین کو قائم رکھنا ضروری ہوتا ہے بخلاف وعدہ کہے کہ وہ صرف جانب واحد سے ہوتا ہے یعنی عہد خاص ہے اور وعدہ عام ہے۔

(دیکھئے، مآرب الطلبة لتحقيق الفاظ مترادفہ و المعانی المتقاربة ص: ۲۵۵)

عاذ اور لوذ میں فرق

عاذ اور لوذ دونوں کے معنی ہیں پناہ پکڑنا مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ لوذ کہتے ہیں مصیبت میں مبتلا ہو کر دوسرے سے پناہ چاہنے کو اور عاذ عام ہے۔ (تفہیمات شرح مقامات اردو از شیخ الادب مولانا اعجاز علی صاحب ص ۱۱۲/ج ۲)

علم غیب اور کشف میں فرق

غیب کے دو معنی ہیں (۱) حقیقی (۲) اضافی، حقیقی وہ ہے جس کے علم کا کوئی ذریعہ نہ ہو یہ خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اور بندے کیلئے اس کا حصول محال شرعی و عقلی ہے، اور اضافی وہ ہے جو کسی ذریعہ سے بعض کو معلوم کر دیا جائے اور بعض کو پوشیدہ رکھا جائے یہ بھی بندہ کیلئے باعلام الہی حاصل ہو سکتا ہے پس غیب کے معنی اول اور کشف میں بتاؤں ہے اور معنی ثانی کے اعتبار سے دونوں میں کوئی تباہ نہیں ہے۔ (دیکھئے فقہ حنفی کے اصول وضوابط ص: ۲۱۷، مرتب جدید مولانا مفتی محمد زید باندوی مدظلہ العالی)

عود اور غُصْن میں فرق

عود کہتے ہیں لکڑی یا درخت کی اس شاخ کو خواہ کٹی ہوئی ہو یا درخت کے ساتھ لگی ہوئی ہو اور غُصْن اس شاخ کو کہتے ہیں جو درخت پر لگی ہوئی ہو۔ (از کاپی مقامات ص ۱۸۲ رقط ۳، یہ کاپی شرح مقامات کی نیت سے ترتیب دی گئی جو راقم کے پاس موجود ہے۔)

عالم اور مولوی میں فرق

مولوی اس کو کہتے ہیں جو مولیٰ والا ہو یعنی علم دین بھی رکھتا ہو اور متقی بھی ہو

خوفِ خدا وغیرہ اخلاقِ حمیدہ بھی رکھتا ہو صرف عربی جاننے سے آدمی مولوی نہیں ہو جاتا۔ عالم کہتے ہیں متقی، تابعِ سنت کو، کیونکہ مولوی نسبت ہے مولیٰ کی طرف یعنی مولیٰ والا سو جب تک وہ اللہ والا ہو اسی وقت تک مولوی بھی ہے لائقِ اتباع بھی ہے اور جب اس نے بیرنگ بدلا اسی وقت سے وہ مولوی نہیں رہا۔ (فقہ حنفی اصول و ضوابط ص ۲۱۲)

عذل اور ملامت کے درمیان فرق

دونوں کے معنی ہے بُرا بھلا کہنا لیکن اگر بُرا بھلا کہنے میں زبردستی غلبہ ہو تو اسے لوم یا ملامت کہتے ہیں اور اگر زبردستی کی گئی تو اسے عذل کہتے ہیں۔ (دیوانِ المہتمی مترجم اردو ص: ۵۵ مؤلف مولانا محمد علی چانگانی، ناشر کتب خانہ میر محمد کراچی)

عقل اور لب میں فرق

اَنْ قَوْلِنَا اللَّبُّ يَفِيدُ اَنَّهُ مِنْ خَالِصِ صِفَاتِ الْمَوْصُوفِ بِهِ.. وَالْعَقْلُ يَفِيدُ اَنَّهُ يَحْصِرُ مَعْلُومَاتِ الْمَوْصُوفِ بِهِ فَهُوَ مُفَارِقٌ لَهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلِبَابِ الشَّيْءِ وَلَبُّهُ خَالِصُهُ وَلَمْ يَجْزِ اَنْ يَوْصَفِ اللّٰهُ تَعَالٰی بِمَعَانٍ بَعْضُهَا اَخْلَصَ مِنْ بَعْضٍ لَمْ يَجْزِ اَنْ يَوْصَفِ بِاللَّبِّ. (الفروق فی اللغة ص: ۷۶)

”ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اللب ذات کے تمام صفاتوں میں سے سب سے خالص صفت کو کہا جاتا ہے، جبکہ العقل ذات کے تمام معلومات کا احاطہ کرتا ہے۔ پس اس حیثیت سے دونوں میں فرق ہو گیا، لبابِ الشیء، اور لبِ الشیء: چیز کا خالص۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں ایسے الفاظ کا استعمال جائز نہیں جو ایک دوسرے سے خالص ہو، اس لئے اللب سے بھی اللہ عز و جل کو متصف نہیں کیا جاسکتا۔“

علم اور قہم میں فرق

قيل الفهم تصوّرُ المعنى من لفظ المخاطب. وقيل ادراك خفى دقيق فهو اخص من العلم؛ لأن العلم نفس الادراك سواء كان خفياً أو جلياً. (فروق اللغات ص: ۷۷، والفروق فى اللغة ص: ۷۹)

”ان دونوں لفظوں میں فرق کے بارے میں بعض علماء فرماتے ہیں: الفہم مخاطب کے الفاظ کے معانی کو ذہن نشین کرنا ہے۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں: الفہم ادراکِ خفی کا نام ہے، قولِ ثانی کے مطابق ان دونوں کے درمیان عموم و خصوص کی نسبت پیدا ہو جاتی ہے، کیونکہ العلم نفسِ ادراک کا نام ہے، چاہے جلی ہو یا خفی۔“

عزم، نیت اور قصد کے درمیان فرق

ان العزم والقصد والنّية اسمٌ لارادة الحادثة لكن العزم المتقدم على الفعل، والقصد مقترون به والنّية المقترون به مع دخوله تحت العلم بالمنوى. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۵)

”ان تینوں کا ویسے تو نفسِ ارادہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، مگر تینوں میں ایک گو نہ فرق ہے، وہ یہ کہ العزم فعل سے پہلے، اور القصد فعل کے ساتھ ہوتا ہے۔ جبکہ النّية میں فعل سے اتصال کے ساتھ ساتھ مطلوبہ چیز بھی ملی ہوئی ہے۔“

العین اور الیُبوع میں فرق

انّ العين مصبُّ ماء القنالة ومفجر ماء الركبة وينبوع الماء... كما قال الشاعر۔

وربّ نهر له عيون: = : تحارُ في موضعه العيون..

والینبوع عین الماء او الجدول الكثير الماء سواء كان في الطروق او في الزروع قال تعالى في سورة الشعراء: ﴿فَاخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ﴾ وقال تعالى في سورة بنی اسرائیل: ﴿حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا﴾. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۵۳)

ان دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ العین، نالی کے پانی کے گرنے کی جگہ، کنوئیں کے پانی کے پھوٹنے کی جگہ، اور چشمہ کو کہا جاتا ہے شاعر کہتا ہے:-

ورب نہر له عیون تحار فی موضعه العیون
ترجمہ: ”اور بعض نہر ایسے ہیں جنکے چشمے ہیں، ایسی جگہ جہاں آنکھیں حیران رہ جاتی ہیں۔“

جبکہ الینبوع کا اطلاق چشمہ، بہت پانی والے نالہ پر ہوتا ہے، چاہے نالہ راستہ پر ہو یا کھیتوں میں۔ سورہ شعراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ﴿فَاخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ﴾ ”پھر نکال باہر کیا ہم نے انکو باغوں اور چشموں سے، اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے۔“، اور اسی طرح سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے: ﴿حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا﴾ ”جب تک تو نہ بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ۔“

العقل اور اللب میں فرق

اَنْ قَوْلَنَا اللَّبُّ يَفِيدُ اَنَّهُ مِنْ خَالِصِ صِفَاتِ الْمُوصُوفِ
به... والعقل يُفِيدُ اَنَّهُ يُحَصِّرُ مَعْلُومَاتِ الْمُوصُوفِ بِهِ فَهُوَ مُفَارِقٌ لَهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَلِبَابِ الشَّيْءِ وَهُوَ خَالِصُهُ وَلَمْ يَجْزِ أَنْ يُوصَفِ اللَّهُ تَعَالَى بِمَعَانٍ بَعْضُهَا اخْلَصَ مِنْ بَعْضٍ لَمْ يَجْزِ أَنْ يُوصَفِ بِاللَّبِّ. (الفروق فی اللغة ص: ۷۶)

”ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ السلب: ذات کی تمام صفات میں سے سب سے خالص صفت کو کہا جاتا ہے، جبکہ العقل: ذات کے تمام معلومات کا احاطہ کرتا ہے۔ پس اس حیثیت سے دونوں میں فرق ہو گیا، لباب الشیء، اور لب الشیء: چیز کا خالص۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں ایسے الفاظ کا استعمال جائز نہیں جو ایک دوسرے سے خالص ہو، اس لئے السلب سے بھی اللہ عزوجل کو متصف نہیں کیا جاسکتا۔“

الفرق بین العقل والنہی

ان النہی هو النہایة فی المعارف الّتی لا یحتاج الیہا فی معارفہ الاطفال ومن یجری مجراهم وہی جمعٌ واحدها النہیة . . و یجوز ان یقال انها تفیدان الموصوف بہا یصلح ان ینتہی الی رأیہ وسمّی الغدیر نہیاً لأن السیل ینتہی الیہ والسنہیة المکان الذی ینتہی الیہ السیل والجمع التناہی وجمع النہی اَنه و اَنہاء. (الفروق فی اللغة ص: ۷۷)

”ان دونوں کے درمیان فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ النہی سمجھ بوجھ کی وہ آخری حد ہے، جس کی بچوں، اور وہ جوان کے حکم میں ہوں کو ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ صیغہ جمع ہے، اس کا مفرد النہیہ ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ النہی وہ ہے جو موصوف کو اس درجہ تک پہنچا دیتا ہے کہ اس کے مشوروں پر توقف کیا جائے۔ تالاب کو بھی النہی اسلئے کہا جاتا ہے کہ سیلاب وہاں آ کر رک جاتا ہے۔ اور اسی طرح التسنہیہ سیلاب کیلئے روک یعنی بند کو کہا جاتا ہے۔ النہی کی جمع (یعنی النہیہ کی جمع الجمع) اَنه و اَنہاء آتی ہے۔“

الفرق بین العقو والمغفرة

قد فرق بینہما بأن العفو ترک العقاب علی الذنب والمغفرة تغطية الذنب بايجاب المثوبة، ولذلك کثرت المغفرت من

صفات اللہ تعالیٰ دون صفات العباد، فلا یقال استغفر السلطان کما یقال استغفر اللہ، وقیل العفو اسقاط العذاب، والمغفرة انی ستر علیه بعد ذالک جرمه صوناً له عن عذاب الخزی و الفضحیة فان الخلاصۃ من عذاب النار انما یطلب اذا حصل عقیبہ الخلاص من عذاب الفضیحة۔ فالعفو اسقاط العذاب الجسمانی۔ والمغفرة اسقاط العذاب الروحانی والتجاوز یعمها۔ وقال الغزالی فی العفو مبالغۃ لیست فی الغفور فان الغفران ینبئ عن السترو العفو ینبئ عن المحو وهو ابلغ من الستر۔ لان الستر للشیء قد یحصل مع ایفاء اصله بخلاف المحو۔ فانه ازالته جملة ورأساً۔ (فروق اللغات ۱۷۳/۱۷۴)

”ان دونوں کے درمیان فرق یہ کیا گیا ہے، کہ العفو جرم کی سزا کو چھوڑ دینا ہے، اور المغفرة جرم کو ڈھانپ کر ثواب کا مستحق قرار دینا ہے۔ بایں وجہ اللہ عز و جل کیلئے المغفرة کی صفت عام ہو گئی، کہا جاتا ہے: ”استغفر اللہ“ (اللہ نے مغفرت کر دی)، جبکہ ”استغفر السلطان“، (بادشاہ نے مغفرت کر دی) نہیں کہا جاتا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ العفو سزا کو ختم کر دینا ہے، اور المغفرة سزا کو ختم کرنے کے بعد جرم کو بھی چھپا دینا ہے، تاکہ شرمندگی کی سزا سے محفوظ ہو جائے، کیونکہ جہنم کے عذاب و سزا سے چھٹکارا اسی وقت طلب کیا جاتا ہے، جب اس کے بعد شرمندگی کے عذاب سے بھی چھٹکارا حاصل ہو، پس العفو جسمانی عذاب ختم کرنے کو اور المغفرة عذاب روحانی ختم کرنے کو کہا جاتا ہے، جبکہ التجاوز دونوں کو عام ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: العفو میں جو مبالغہ ہے الغفور میں نہیں، کیونکہ الغفران چھپانے کا معنی دیتا ہے، اور الغفور میں مٹانے کا معنی پایا جاتا ہے۔ اور اس میں پہلے لفظ سے زیادہ مبالغہ ہے، کیونکہ کسی چیز کو چھپانے سے وہ مکمل ختم ہیں ہوتی، جبکہ مٹانے سے بالکل زائل ہو جاتی ہے۔“

الفرق بین العشق والمحبة

إن العشق شدة الشهوة لنيل المراد من المعشوق اذا كان انساناً والعزم على مواقفته عند التمكن منه، ولو كان العشق مفارقاً للشهوة لجازان يكون العاشق خالياً من ان يشتهي النبل ممن يعشقه الا انه شهوة مخصوصة لا تفارق موضعها وهي شهوة الرجل للنيل ممن يعشقه ولا تُسمى شهوته لشرب الخمر و اكل الطيب عشقاً .
والعشق ايضاً هو الشهوة التي اذا افترط وامتنع نيل ما يتعلق بها قتلت صاحبها ولا يقتل من الشهوات غيرها الا ترى ان احدالم يمت من شهوة الخمر والطعام والطيب ولا من محبة داره او ماله ومات خلق كثير من شهوة الخلوة مع المعشوق و النيل منه . (الفروق في اللغة ص: ۱۱۶)

”ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ العشق کہا جاتا ہے، معشوق سے مطلوب حاصل کرنے کی خواہش کا ہونا، اور بوقت قدرت اس سے تلذذ حاصل کرے، یہ معنی تب ہے جبکہ معشوق انسان ہو۔ اگر العشق مذکورہ خواہش سے خالی ہو تو یہ تب ممکن ہے جبکہ عاشق ہی معشوق سے کچھ حاصل کرنے کے لائق نہ ہو۔ بہر حال العشق ایک مخصوص خواہش کا نام ہے، یعنی عاشق کا معشوق سے اپنی مراد و مطلوب حاصل کرنے کی خواہش ہونا، چنانچہ شراب پینے کی خواہش، اور اچھا کھانے کی چاہت کو العشق سے تعبیر نہیں کیا جاتا۔

ایسی طرح العشق اس خواہش کو بھی کہا جاتا ہے جو حد سے بڑھ جائے اور اپنی مراد نہ پاسکے تو آدمی کو مار ڈالتی ہے، جبکہ دوسری خواہشات اس طرح نہیں ہوتیں، یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ کوئی شراب، اور اچھا کھانا کھانے کی خواہش میں، یا اپنے گھر و مال کی محبت میں موت سے ہمنار ہو گیا ہو، لیکن ایسے بہترے تذکرے ملتے ہیں جن میں عشاق

اپنے معشوقوں سے غلوت و تلبذ کی خواہش میں ہی اپنے جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔“

﴿نوٹ﴾

ذیل کے الفاظ کے درمیان فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں، صرف آسانی کیلئے لکھا جاتا ہے۔ جو حسب ذیل ہیں۔ (۱) عقل اور حجاب میں فرق حجاب اور عقل میں ہے۔ (۲) علم، شعور، اور معرفت، اور ادراک کا فرق، ادراک، معرفت، علم اور شعور کے اندر ہے۔ (۳) عبث اور صفح کا فرق، صفح اور عبث کے درمیان دیکھئے۔ (۴) عقاب اور اثم کا فرق، اثم اور عقاب میں ہے۔ (۵) علماء اور صوفیاء کا فرق، صوفیاء اور علماء کے اندر ہے۔ (۶) عارف اور سالک کا فرق، سالک اور عارف کے اندر دیکھئے۔ (۷) عشر اور خراج کا فرق، خراج اور عشر کے درمیان ہے۔ (۸) عزیمت اور رخصت کا فرق، رخصت اور عزیمت کے درمیان ہے۔ (۹) عموم سلب اور سلب عموم کا فرق، سلب عموم اور عموم سلب کے درمیان ہے۔ (۱۰) عدل اور احسان کا فرق، احسان اور عدل میں ہے۔ (۱۱) عجب، کبر اور زینت کا فرق، زینت، کبر اور عجب میں ہے۔ (۱۲) علم مصدر، نفس مصدر اور اسم مصدر کا فرق، اسم مصدر، علم مصدر، اور نفس مصدر میں گذرا ہے۔ (۱۳) علم، لواء اور رایہ کا فرق، رایہ، لواء اور علم کے اندر میں ہے۔ (۱۴) عطیہ اور صدقہ کا فرق، صدقہ اور عطیہ میں گذرا ہے۔ (۱۵) عبادت، قربت اور طاعت کا فرق، طاعت، قربت، اور عبادت میں گذر گیا ہے۔ (۱۶) عذاب اور ایلام کا فرق، ایلام اور عذاب میں دیکھئے۔ (۱۷) عمرت اور آل کا فرق، آل اور عمرت میں ہے۔ (۱۸) العین اور البصر کا فرق البصر اور العین کے اندر ہے۔ (۱۹) عقل اور ذہن کا فرق، ذہن اور عقل کے درمیان ہے۔ (۲۰) علامت اور آیت کا فرق، آیت اور علامت کے درمیان دیکھئے۔ (۲۱) عقل، نفس اور روح کا فرق، روح، نفس اور عقل کے اندر دیکھئے۔ (۲۲) عام اور سنۃ کا فرق سنۃ اور عام کے اندر دیکھئے۔ (۲۳) علم الیقین، عین الیقین، اور حق الیقین کا فرق، حق الیقین، عین الیقین اور علم الیقین کے اندر دیکھئے۔ (۲۴) عصمت انبیاء اور حفاظت اولیاء کا فرق، حفاظت اولیاء اور عصمت

انبیاء کے اندر دیکھئے۔ (۲۵) عادات اور رسم کا فرق رسم اور عادات میں دیکھئے۔ (۲۶) علامت، علت اور سبب کا فرق، سبب، علت، اور علامت کے اندر دیکھئے۔ (۲۷) علت، حکمت کا فرق حکمت اور علت کے تحت دیکھئے۔ (۲۸) علم اور حفظ کا فرق۔ حفظ اور علم کے اندر ہے۔ (۲۹) عزت اور شرف کا فرق، شرف اور عزت میں گذر گیا ہے۔ (۳۰) عادات اور آداب کا فرق، آداب اور عادات میں ہے۔

غزل اور قصیدہ میں فرق

غزل کے معنی لغت میں عورتوں اور کنیزوں کے ساتھ بات کرنا اور مغازلت کے معنی ہے عشق بازی کرنا۔ نیز منقول ہے کہ غزل ایک مرد کا نام ہے جو سماع و نغمہ کو بہت پسند کرتا تھا اور اس نے عشق بازی میں اپنی تمام عمر ختم کر دی، غزل اسی کی طرف منسوب ہے، پھر غزل شعراء کے ان اشعار و ابیات کو کہتے ہیں جن میں محبوبہ کے خد و خال اور زلف کی تعریف ہو اور اس کے ساتھ اگر بیتِ اوّل کے دونوں مصرع دیگر اشعار کے مصرعہ ثانیہ کے ساتھ ہم قافیہ (ہم وزن) ہوں تو اسے غزل کہتے ہیں اور اس کے اشعار کی تعداد کم سے کم پانچ اور زیادہ پندرہ تک ہے اگر یہی اشعار مدح یا ذم یا وعظ اور حکایت یا امثال پر مشتمل ہوں تو انھیں قصیدہ کہتے ہیں۔ اور قصیدہ کے اشعار کی تعداد پندرہ سے ستر اشعار تک محدود ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اقل غزل تین بیت ہیں اور اکثر پچیس تک ہے اور قصیدہ کی کم سے کم تعداد پچیس اور زیادہ سے زیادہ ایک سو ستر تک ہے۔ (المنطوق لمعرفة الفروق ص ۱۱۰/۱۰۹)

غنیمت اور فتنی کے اندر فرق

دونوں کا اطلاق کافروں سے حاصل شدہ مال پر ہوتا ہے، البتہ دونوں میں فرق یہ ہے کہ جو مال کافروں پر غلبہ اور قہر کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ آئے وہ مال غنیمت ہے اور جو مال کافروں سے جنگ کے بغیر ہاتھ آئے وہ مال فتنی ہے (جیسے جزیہ اور خراج وغیرہ ہے)۔ دیکھئے معارف القرآن علامہ محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ ص: ۲۳۹ ج ۳۔ و معارف القرآن از مفتی محمد شفیع ص ۳۶۷ ج ۸۔ تفسیر عثمانی ص: ۶۶۶ ج ۲۔ و تنظیم الاشارات شرح مشکوٰۃ اردو از مولانا ابوالحسن چانگانی صاحبؒ ص: ۱۱۱ ج ۳ وغیرہ)

غرض، غایت اور فائدہ میں فرق

واضح ہو کہ جب آدمی کوئی کام کرتا ہے تو اس پر کوئی نہ کوئی اثر مرتب ہوتا ہے اگر اس اثر کو ثمرہ و نتیجہ سے تعبیر کیا جائے تو اس کا نام فائدہ ہے۔ اگر اس اثر کو فعل کی نہایت سے تعبیر کرتے ہیں تو اس کا نام غایت ہے اور جب تک وہ فائدہ حاصل نہ ہو تب تک غرض ہے اور جب وہ فائدہ حاصل ہو جائے تو یہ غایت ہے، یا یوں کہئے کہ اگر اس اثر کی نسبت فاعل کی طرف ہو تو غرض ہے، اگر فعل کی طرف ہے تو غایت ہے۔ (دیکھئے مقدمہ مات ص ۱۶۲۔ و مآرب الطلبہ ص: ۱۵)

غائب اور غیب میں فرق

دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ غائب دونوں جانب سے ہونا شرط ہے یعنی دونوں میں سے کسی ایک کا دوسرے کو نہ دیکھنا اور غیب میں دونوں جانب سے ہونا شرط نہیں اور غائب کا اطلاق باری تعالیٰ پر صحیح نہیں بخلاف غیب کے کہ اس کا اطلاق باری تعالیٰ اور غیر اللہ دونوں پر صحیح ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۲۷۳)

غیبت اور نمیمہ میں فرق

إِنَّ الْغَيْبَةَ ذِكْرُهُ فِي غَيْبِهِ بِمَا يَكْرَهُ، وَالنَّمِيمَةَ نَقْلُ حَالِ الشَّخْصِ لغيرِهِ عَلَى جَهَةِ الْإِفْسَادِ مِنْ غَيْرِ رِضَا، سِوَاءِ كَانِ بَعْلَمَ أَوْ بَغَيْرِ عِلْمٍ. (مآرب الطلبة ص: ۲۶۵)

”غیبت“ کسی کا تذکرہ اس کی غیر موجودگی میں کرنا جو اس کو ناپسند ہو اور نمیمہ کسی آدمی کی حالت دوسرے کو نقل کرنا، فساد پھیلانے کیلئے، اسکی رضامندی کے بغیر چاہے علم کے ساتھ ہو یا بغیر علم کے۔“

عجی اور غویٰ میں فرق

پوشیدہ نہ رہے کہ ان دونوں کے معنی کم سمجھدار کے ہیں یعنی جس کی سمجھ میں کچھ خلل اور کم فہمی ہو اس کو اصطلاح قرآن میں غویٰ کہا گیا ہے جیسے: ﴿فَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى﴾ اور غبی اس شخص کو کہتے ہیں جس کے اندر سمجھداری ہی نہ ہو۔ (مآرب الطلبة ص: ۲۳۷)

غارم اور مدیون میں فرق

دونوں کے معنی قرض دار کے ہیں پھر دونوں میں فرق یوں ہے کہ غارم ایسے قرضدار کو کہا جاتا ہے کہ جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ قرض ادا کر کے کچھ باقی رہے، یہی وجہ ہے کہ مصارفِ زکوٰۃ کے بارے میں قرآن میں لفظ غارم آیا ہے نہ کہ مدیون جیسے قولہ تعالیٰ: ﴿وَالْغَارِمِينَ عَلَيْهِمْ﴾ الایۃ۔ اور مدیون مطلق قرض دار کو کہا جاتا ہے، چاہے اس کے پاس قرض ادا کرنے کے بعد مال باقی رہے یا نہ رہے، یہی وجہ ہے کہ کتب فقہ میں یہ عبارت موجود ہے: ”مَنْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ يُحِيطُ بِمَالِهِ فَلَا زَكَوٰةَ“

علیہ“ اس سے معلوم ہوا دین غارم کے معنی سے عام ہے اسلئے عبارت مذکورہ میں (بمالہ ذین) کی صفت بڑھا کر دین کے مطلق معنی کو مخصوص کر دینے کی ضرورت پڑی۔ خلاصہ یہ ہے کہ لفظ مدیون عام ہے اور لفظ غارم خاص ہے۔ (دیکھئے، مآرب الطلبہ ص ۱۵۶)

غلط اور غلت میں فرق

دونوں کے معنی خطا کرنے کے ہیں پھر دونوں میں باہمی فرق اس قدر ہے کہ اول (غلط) کا تعلق کلام سے ہے اور ثانی (غلت) کا تعلق حسابات سے ہے۔ کما یقال قد غلط فی کلامہ وقد غلت فی حسابہ۔ کذا قالہ العلامة السیوطی۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۶۳)

غسل، غسّل اور غُسل میں فرق

إِنَّ الْغُسْلَ (بفتح الغین) مصدر غسَلته و الْغُسْلُ (بکسر الغین) الْخَطْمِيُّ و کُلُّ مَا غَسَلَ بِهِ الرَّأْسُ و الْغُسْلُ (بضم الغین) الْمَاءُ الَّذِي يُغْسَلُ بِهِ كَالْفَرْقِ بَيْنَ الْوَضُوءِ و الْوُضُوءِ (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۱۸) ترجمہ: ”غسل مصدر ہے بمعنی دھونا اور غسّل بمعنی خطمی اور ہر وہ چیز جس سے سر دھویا جائے۔ اور غُسل وہ پانی جس سے جسم دھویا جائے، جیسا کہ وضو اور وضو کے درمیان فرق ہے۔“

غَبْن اور غَبْن کے درمیان فرق

إِنَّ الْغَبْنَ (بسکون الباء) فِي الشِّرَاءِ وَ الْبَيْعِ وَ الْغَبْنُ (بفتح الباء) فِي الرَّأْيِ.

”جان لینا چاہئے کہ دونوں کے معنی نقصان اور دھوکہ کھانے کے ہیں، لیکن دونوں کے اندر فرق یہ ہے کہ غَبْن مصدر ہے جس کے معنی کسی آدمی کا خرید و فروخت کے

اندر دھوکہ کھانا ہے اور غبن (فتح الباء) کا مطلب ہے کہ کسی انسان کی عقل و رائے کے اندر ضعف و نقص ہونا۔ (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۲۱)

غار اور کہف کے اندر فرق

ان دونوں کے معنی غار و پہاڑ میں سوراخ کے ہیں مگر دونوں میں باہمی فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ غار جو چھوٹا ہوتا ہے اور کہف جو کشادہ اور چوڑا ہوتا ہے اور اس کے معنی جائے پناہ کے بھی آتے ہیں۔ (افاضات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ص ۴۰۴ ج ۲۔ اشرف الادب ص: ۱۲۸۔ تحفۃ الادب ص ۱۳۵۔ و آرب الطلبہ ص ۲۳۲)

غیض اور غضب میں فرق

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ غیض و غضب کا فرق یہ ہے کہ غضب کے ساتھ یقینی انتقام کا ارادہ ہوتا ہے اور غیظ کیساتھ ایسا نہیں ہوتا، اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ غیض و غضب دونوں لازم و ملزوم ہیں مگر غضب کی نسبت حق تعالیٰ کے ساتھ درست ہے اور غیظ کی نسبت نہیں۔ (دیکھئے روح کی بیماریاں ص: ۱۰۲۔ و کشکول معرفت ص: ۴۵۲۔ و آرب الطلبہ ص: ۲۶۸)

غیث اور مطر میں فرق

دونوں لفظ کے معنی بارش کے برسنے یا صرف بارش کے ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ مطلق بارش برسنے کو مطر کہا جاتا ہے اور نانا امید و شدید ضرورت کے بعد بارش برسنے کو غیث کہا جائیگا اور کبھی مطلق مینہ برس نے کو بھی غیث کہتے ہیں۔ (دیکھئے آرب الطلبہ ص: ۲۰۶، مؤلفہ مولانا شبیر احمد ارکانی صاحب، ناشر مکتبہ فیضیہ ہاشمیری چانگام)

غدر اور مکر میں فرق

الفرق بينهما أنّ الغدرَ نقض العهد الذي يجب الوفاء به و المکرُ قد يكون ابتداء من غير عقد. (فروق اللغات، مؤلفه مولانا نور الدین نعمت اللہ الجزائری ص: ۸۳، مکتبہ نشر الثقافة الاسلامیہ ایران)

”غدر ایسے عہد کو توڑنا ہے جس کا پورا کرنا ضروری ہو اور مکر: وہ ہے جو بغیر عقد کے ابتداء سے ہوتا ہے۔“

الفرق بین الغم والهم

قيل الغم ما لا يقدر الانسان على إزالته كموت المحبوب والهم ما يقدر على إزالته كالإفلاس مثلاً. (فروق اللغات ص ۸۳، مصنفه مولانا نور الدین نعمت اللہ الجزائری)

ترجمہ: ”غم وہ ہے کہ انسان اس کے ختم کرنے پر قادر نہ ہو جیسے محبوب کی موت اور ہم وہ ہے جس کے ازالہ پر قادر ہو جیسے افلاس وغیرہ۔“

غَوَايَت اور غِبَاوَت میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے غَوَايَت کہتے ہیں کہ آدمی میں سمجھ تو ہو مگر ٹیڑھی ہو اور غِبَاوَت کہتے ہیں آدمی کے اندر سرے سے سمجھ ہی نہ ہو۔ (افاضات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ص ۱۸، ناشر: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

﴿نوٹ﴾

مندرجہ ذیل الفاظ وہ ہیں جن کے فروق اس سے قبل گزر چکے ہیں، فائدہ کیلئے صرف نام لکھا جاتا ہے:- (۱) غزل، شعر اور بیت کا فرق بیت، شعر اور غزل میں ہے۔ (۲) غدیہ اور ہیر کا فرق ہیر اور غدیہ میں ہے۔ (۳) غنم اور ضآن اور تیس کا فرق تیس، غنم اور ضآن میں ہے۔ (۴) غنم، شاة اور مَعز کا فرق، شاة، غنم وغیرہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ (۵) غرض، فائدہ کا فرق گزر گیا ہے۔ (۶) غم اور حزن کا فرق، حزن اور غم میں ہے۔ (۷) غشی اور اِغناء کا فرق، اِغناء اور غشی میں ہے۔ (۸) غبطہ اور حسد کا فرق، حسد اور غبطہ میں ہے۔ (۹) غیبت اور بُہتان کا فرق، بہتان اور غیبت میں ہے۔ (۱۰) غی اور ضلال کا فرق، ضلال اور غی میں ہے۔ (۱۱) غناء اور تغرید کا فرق، تغرید اور غناء میں ہے۔ (۱۲) غیر اور بید کا فرق، بید اور غیر میں ہے۔ (۱۳) غریب اور نادر اور شاذ کا فرق، شاذ، نادر اور غریب میں ہے۔ (۱۴) غیوب، اُفول کا فرق، اُفول اور غیوب میں ہے۔ (۱۵) غطاء اور ستر کا فرق، ستر اور غطاء میں ہے۔ (۱۶) غایت اور آمد کا فرق، آمد اور غایت میں ہے۔ (۱۷) غُفران اور غُفوکا فرق، غُفوا اور غُفران میں ہے۔ (۱۸) غزوة اور جہاد کا فرق، جہاد اور غزوة میں ہے۔ (۱۹) غذا اور رزق کا فرق، رزق اور غذا میں ہے۔ (۲۰) غوایت اور ضلالت کا فرق، ضلالت اور غوایت میں ہے۔ (۲۱) غصن اور عود کا فرق، عود اور غصن میں ہے۔ (۲۲) الغم اور الحسرة اور الاسف کا فرق، الاسف، الحسرة اور الغم میں گزر گیا ہے۔

فقیر اور مسکین کا فرق

دونوں میں فرق یہ ہے (۱) فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ مال ہو یعنی قدر نصاب سے کم مال موجود ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی مال نہ ہو۔ (۲) مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ اس کی حاجات اہلیہ ضروریہ سے زائد بقدر نصاب ہو جائے اس سے کم مال ہو تو وہ بھی مسکین کی تعریف میں داخل ہے اور فقیر وہ ہے جس کے پاس مال بالکل نہ ہو (دیکھئے ہدایہ ج ۱ ص ۲۰۔ وغایۃ السعایہ، ج ۵ ص ۱۶۳۔ اشرف الہدایہ ج ۳ ص ۱۳۶۔ تنظیم الاشیات ج ۲ ص ۲۹۰ ج ۳ ص ۱۷۱، مآرب المطالبہ ص ۲۸۲)

فتحہ (زبر) اور نصب میں فرق

(۱) نصب شئی منصوب پر عامل ناصب کی علامت ہے خواہ وہ منصوبات سے ہو۔ بخلاف فتحہ کے کہ وہ اعراب بالحرکت کی علامت ہے جس کو زبر بھی کہتے ہیں، باقی وہی فرق ہے جو رفع اور ضمہ کے درمیان ہے۔ (دیکھئے ہدایہ شبیر شرح نحو میر اردو ص ۷۲، مؤلف مولانا شبیر احمد صاحب نوکھالوی، ناشر: میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی)

فِطْنۃ اور قَرِیْحۃ میں فرق

دونوں کے معنی سمجھنے کے ہیں لیکن فِطْنۃ تیز فہمی کیلئے استعمال ہوتا ہے اور قَرِیْحۃ اچھا سمجھنے کو کہا جاتا ہے خواہ طبیعت تیز ہو یا نہ ہو۔ (تہمیمات شرح مقامات اردو از شیخ الادب مولانا اعجاز علی صاحب ص: ۶۷ ج ۱، ناشر: میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی)

فرح اور مرح میں فرق

ان دونوں لفظ کے معنی خوش ہونے کے ہیں، مگر فرح مطلق خوشی کیلئے استعمال

ہوتا ہے اور مرج کہتے ہیں کسی بات پر اترانا، جیسے کلام پاک میں ہے ﴿وَلَا تَمْسِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا﴾ (الایۃ)، یعنی زمین پر اتر کر مت چلو (تفہیمات شرح مقامات اردو از شیخ الادب مولانا اعجاز علی صاحب ج ۲ ص ۱۰۸)

فلاح اور فوز میں فرق

دونوں کے معنی تقریباً ایک ہی ہیں یعنی کامیاب و کامران ہونا پھر دونوں میں یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ فوز مطلق کامیابی اور حصول مراد کو کہا جاتا ہے اور فلاح ہر مراد حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ ہر تکلیف کے دور ہونے کو کہا جاتا ہے۔ خلاصہ: یہ ہے کہ فوز عام ہے اور فلاح خاص ہے جس کو منطقہ کی اصطلاح میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص ۲۰۶)

فرجۃ اور فرج میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں الفاظ کے معنی کشادگی کے ہیں، پھر دونوں میں باہمی فرق اس قدر ہے کہ فرج مطلق کشادگی کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور فرجۃ سختی اور غم کے کشادہ ہونے یعنی نجات اور رہائی کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور یہ دو شئی کے درمیان کشادگی کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ (مآرب الطلبہ ص ۲۷۰)

الفرق بین الفحوی و المعنی

إِنَّ الْمَعْنَى مطلقاً هو ما يقصد بالشئ أو ما يفهم من اللفظ و الفحوى مطلق المفهوم و قيل الفحوى الكلام ما يفهم منه خارجاً عن أصل معناه وقد يخص بما يعلم من الكلام بطريق القطع. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۵۴)

”معنی مطلقاً وہ ہے جو شئی سے مقصود ہو یا لفظ سے سمجھا جائے اور فحوی مطلق

مفہوم ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ فحویٰ وہ کلام ہے کہ اس سے وہ چیز سمجھی جائے جو اس کے اصل معنی سے خارج ہے اور کبھی خاص ہوتا ہے اس چیز کے ساتھ جو قطعی طور پر کلام سے معلوم ہو۔“

الفرق بین الفذوالواحد

إِنَّ الْفَذَّ يُفِيدُ التَّقْلِيلَ دُونَ التَّوْحِيدِ يُقَالُ لَا تَأْتِنَا فُلَانٌ إِلَّا فِي الْفَذَّايِ الْقَلِيلِ وَلِهَذَا لَا يُقَالُ لِلَّهِ تَعَالَى فَذٌّ كَمَا يُقَالُ لَهُ فَرْدٌ . (الفروق فی اللغة ص : ۱۳۳)

”فَذ“، تَقْلِيل کا فائدہ دیتا ہے نہ کہ وحدت کا، کہا جاتا ہے ”لَا تَأْتِنَا فُلَانٌ إِلَّا فِي الْفَذَّايِ الْقَلِيلِ“ اسی لئے اللہ تعالیٰ کیلئے فَذ نہیں کہا جاتا جیسا کہ فرد کہا جاتا ہے۔“

فَوَاد اور قَلْب میں فرق

دونوں کے معنی دل کے ہیں لیکن فَوَاد کی صفت رِقَّة آتی ہے جو غلظت کی ضد ہے اور قَلْب کی صفت لَين ہے جو خشونت کی ضد ہے نیز قَلْب کے اندر کا حصہ یا پردہ قَلْب کو فِیَاذ کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے تفہیمات شرح اردو مقامات از شیخ الادب مولانا اعجاز علی صاحب ”ص : ۳۲، فروق اللغات ص : ۱۹۱)

فَوْحَة اور نَفْحَة میں فرق

ان دونوں لفظوں کے اندر یہ فرق ہے کہ ”فَوْحَة“ کہتے ہیں تیز خوشبوداری چیز کے مہکنے کو اور ”نَفْحَة“ کہتے ہیں لطیف و ہلکی خوشبو کے مہکنے کو۔ (دیکھئے تفہیمات شرح اردو مقامات از شیخ الادب ”ص : ۱۳۸ ج ۲، ناشر میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی)

فرقان اور قرآن میں فرق

إِنَّ الْقُرْآنَ يَفِيدُ جَمِيعَ السُّورِ وَضَمَّ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ
وَالْفَرْقَانُ يَفِيدُ أَنَّهُ يَفْرُقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَالْمُؤْمِنِ وَالْكَافِرِ. (الفروق
فی اللغة ص: ۴۹)

ترجمہ: ”قرآن فائدہ دیتا ہے تمام سورتوں کے جمع کا اور بعض کے ساتھ ملنے کا
جبکہ فرقان فائدہ دیتا ہے کہ وہ حق اور باطل، مومن اور کافر کے درمیان فرق کرتا ہے۔“

الفتیاء اور المسئلة میں فرق

إِنَّ الْمَسْئَلَةَ عَامَةٌ فِي كُلِّ شَيْءٍ. وَالْفَتْيَا سُؤَالٌ عَنْ حَادِثَةٍ وَاصِلَةٌ
مِنَ الْفَتَاةِ وَالشَّبَابِ وَالْفَتْيَا الشَّبَابِ وَالْفَتْيَا الشَّبَابِ وَنَقُولُ: لِلْأَمَةِ إِنْ
كَانَتْ عَجُوزًا فَتَلَّةً لِأَنَّهَا كَالصَّغِيرَةِ فِي أَنَّهَا لَا تَمُوتُ قَرُّ تَوْقِيرِ الْكَبِيرَةِ وَ
الْفَتْوَةُ حَالُ الْغُرَّةِ وَالْحَدَاثَةِ وَقِيلَ لِلْمَسْأَلَةِ عَنْ حَادِثَةٍ فَتَيَا لِأَنَّهَا فِي حَالَةِ
الشَّبَابَةِ فِي أَنَّهَا مَسْأَلَةٌ عَنْ شَيْءٍ حَدَثَ. (الفروق فی اللغة ص: ۵۶)

ترجمہ: ”مسئلہ عام ہے ہر شے میں اور فتیا سوال کرنا ہے کسی واقعہ کے بارے
میں اور اس کی اصل الفتاة اور الشباب اور فتی الشبَاب اور فتی الشبَاب کے معنی
الشباب ہے اور باندی کو بھی اگر وہ بوڑھی ہو تو بھی فتاة کہیں گے کیونکہ وہ چھوٹی کی مانند
ہے اس معنی میں کہ اس کی بھی بڑی کی طرح عزت نہیں ہوتی اور فتوة ابتدائی حالت اور
صغریٰ کو کہتے ہیں اور سائل کو کہا جائے گا کسی حادثہ کے بارے میں فتیا، کیونکہ وہ حالت
شباب میں ہے اس معنی میں کہ وہ نئی چیز کے بارے میں پوچھنا ہے۔“

فعل، عمل اور صنع میں فرق

”فعل“ سب سے عام ہے یعنی ہر چیز کے کام کو فعل کہتے ہیں، چاہئے وہ اختیاری ہو یا غیر اختیاری، ذی روح ہو یا غیر ذی روح ہو۔ اور عمل اس سے خاص ہے کیونکہ یہ خاص جاندار کیلئے بولا جاتا ہے اور صنع سب سے خاص ہے جو خاص انسان ہی کیلئے بولا جاتا ہے جیسے صنعت و حرفت وغیرہ۔ (افاضات ص: ۵۹۔ تفہیمات ص: ۱۰۸۔ فروق اللغات و الفروق فی اللغة وغیرہ)

فسوق اور عصیان میں فرق

قرآن کریم میں یہ دونوں الفاظ ایک ہی آیت کے اندر آئے ہیں جیسے:

﴿وَكُذِّبَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ﴾: ”الایۃ“ بیان القرآن کے اندر حضرت تھانویؒ نے ان دونوں کی تفسیر کے اندریوں فرق بیان کیا ہے کہ فسوق کا اطلاق گناہ کبیرہ کیلئے اور عصیان کا اطلاق گناہ صغیرہ کیلئے ہوتا ہے۔ (دیکھئے ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ص: ۳۷۷ شعبان ۱۴۱۸ھ)

فاعل نسبتی اور فاعل مبالغہ میں فرق

ان دونوں کے درمیان دو اعتبار سے فرق ہے (۱) یہ ہے کہ جو فاعل نسبتی ہے اس کا فعل اور مصدر نہیں ہوتا جیسے نابین کے معنی ہے تیر چلانے والا اس کا نہ مصدر ہے نہ فعل۔ (۲) فاعل نسبتی کی مونث تائے تانیث کے بغیر آتی ہے جیسے حائض کے معنی ہے حیض والی عورت۔ دیکھئے۔ (تحفۃ سعید یہ شرح اردو علم الصبیغہ ص: ۵۰)

فاسق اور فاجر کے درمیان فرق

فاسق یہ مصدر فسق سے بنا ہے اس کا معنی خروج اور باہر نکل جانے کے ہیں اور اصطلاح شرع میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکل جانے کو فسق کہتے ہیں اور اطاعت الہی سے نکل جانا کفر اور انکار کے ذریعہ بھی ہوتا ہے اور عملی نافرمانی کے ذریعہ بھی، اسلئے لفظ فاسق کافروں ہی کیلئے استعمال ہوا اور مؤمن گنہگار کو بھی فاسق کہا جاتا ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں جو شخص کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے اور پھر اس سے توبہ بھی نہ کرے یا صغیرہ گناہ پر اصرار کرے اور اس کی عادت بنالے وہ فاسق کہلاتا ہے اور جو شخص یہ فسق کے کام اور گناہ علانیہ جرأت کے ساتھ کرتا پھرے اسکو فاجر کہا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ فاسق عام ہے اور فاجر خاص ہے اور یہ بھی یاد رکھئے کہ فاجر فجر سے مشتق ہے، جس کے معنی ظاہر ہو جانے کے ہیں، فجر کو فجر اسلئے کہتے ہیں کہ اُس وقت اندھیرا دور ہو کر روشنی ظاہر ہو جاتی ہے اور فاجر کو بھی فاجر اسلئے کہتے ہیں کہ وہ بُرائی اور گناہ کا کام علانیہ اور ظاہر باہر کرتا ہے۔ (آرب الطلبہ ص: ۱۱۲)

فرق اور فرقان میں فرق

یہ دونوں مصدر ہے ایک ہی معنی میں آتے ہیں، محاورات میں فرق یوں بیان کیا جاتا ہے کہ فرق اس چیز کیلئے بولا جاتا ہے جو چیزوں میں مطلقاً فصل و جدائی کر دے، عام ازیں کہ وضاحت کے ساتھ ہو یا نہ ہو اور فرقان اس چیز کیلئے بولا جاتا ہے جو دو چیزوں میں واضح طور پر فرق اور فصل کر دے اسی لئے فیصلہ کو بھی فرقان کہتے ہیں کیونکہ وہ حق اور ناحق واضح کر دیتا ہے۔ (دیکھئے، آرب الطلبہ ص: ۲۵۶)

فاکہی اور مخلطی کے درمیان فرق

واضح ہو کہ دونوں میوہ فروش کیلئے استعمال کیا جاتا ہے لیکن تازہ میوہ جات کے تاجر کو ”فاکہی“ کہا جاتا ہے اور خشک میوہ جات کے کاروبار کرنے والوں کو ”مخلطی“ کہتے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے، (مسلمانوں کے ہر طبقہ و ہر پیشہ میں علم و علماء، ص ۱۹۷، از مولانا قاضی اطہر مبارک پوری)

فسق اور فجور کے مابین فرق

واضح ہو کہ فسق اور فجور دونوں لفظ گناہ کے معنی کیلئے مستعمل ہے لیکن فسق عام طور پر گناہ کبیرہ کیلئے استعمال ہوتا ہے اور فجور عام ہے کبیرہ اور صغیرہ دونوں میں اس استعمال ہے۔ (کما یفہم من: ریاض الصالحین شرح ریاض الصالحین جلد پنجم حدیث ۱۲۸۱، مصنفہ مولانا محمد حسین صدیقی المؤقر استاذ الحدیث جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی ناشر: زمزم پبلشرز، اردو بازار کراچی)

الفرق بین الفصل والفرق

إِنَّ الْفَصْلَ يَكُونُ فِي جُمْلَةٍ وَاحِدَةٍ وَلِهَذَا يُقَالُ فَصْلُ الثَّوْبِ وَهَذَا فَصْلٌ فِي الْكِتَابِ، لِأَنَّ الْكِتَابَ جُمْلَةٌ وَاحِدَةٌ ثُمَّ كَثُرَتْ حَتَّى سُمِّيَ مَا يَتَضَمَّنُ جُمْلَةً مِنَ الْكَلَامِ فَفَصْلًا وَلِهَذَا يُضَاهَى قَوْلُ فَصْلِ الْأُمْرِ لِأَنَّهُ وَاحِدٌ وَلَا يُقَالُ فَرْقُ الْأَمْرِ لِأَنَّ الْفَرْقَ خِلَافُ الْجَمْعِ فَيُقَالُ فَرْقُ بَيْنَ الْأَمْرَيْنِ كَمَا يُقَالُ جَمْعُ بَيْنَ الْأَمْرَيْنِ، وَقَالَ الْمُتَكَلِّمُونَ: الْحَدُّ مَا بَانَ الشَّيْءُ وَفَصْلُهُ مِنْ أَقْرَبِ الْأَشْيَاءِ شَبْهًا بِهِ، لِأَنَّهُ إِذَا وَرَبَّ شَبْهَهُ مِنْهُ صَارَ كَالشَّيْءِ الْوَاحِدِ يُقَالُ أَيْضًا فَصَلْتُ الْعَفْوَ وَهَذَا مَفْصَلُ الرَّسْغِ وَغَيْرِهِ

لأن العضو من جملة الجسد ولا يقال في ذلك فرقت لأنه ليس بائناً منه وقال بعضهم ما كان من الفعق ظاهراً ولهذا يقال لما تضمن جنساً من الكلام فصل واحد لظهوره وتجليه ولمّا كان الفصل لا يكون الأظاهر أقوالاً فصل الثوب ولم يقولوا فرق الثوب، ثم قد تبدّخل الكلمتان لتتقارب معناهما. (الفروق في اللغة ص: ۱۴۲)

”ان دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ الفصل کا استعمال کسی مجموعہ میں ہوتا ہے، ہاں وجہ کہا جاتا ہے: فصل الثوب (کپڑا سینے کیلئے قطع کرنا)، اور اسی طرح کتاب کے کسی مستقل حصہ کو بھی فصل سے تعبیر کیا جاتا ہے، کیونکہ مکمل کتاب ایک مجموعہ ہوتی ہے، پھر کثرت استعمال کی وجہ سے کسی بھی کلام کے مجموعہ کو بھی الفصل سے تعبیر کیا جانے لگا۔ اور اسی طرح کہا جاتا ہے: فصل الأمر (جدا کرنا)، جبکہ فرق الأمر نہیں کہا جاتا، بلکہ فرق بین الأمرین کہا جاتا ہے، جیسا کہ جمع بین الأمرین کہا جاتا ہے کیونکہ الفرق، الجمع کی ضد ہے۔

علماء متکلمین فرماتے ہیں: حدودہ ہے جو چیز کو دوسرے قریبی مشابہ چیزوں سے جدا و متمیز کر دے، کیونکہ جب کسی چیز کے مشابہ قریب ہو جائے تو دونوں یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے: فصلت العضو (میں نے عضو کو الگ کیا)، اور اسی طرح جوڑوں کو بھی مفصل سے تعبیر کیا جاتا ہے، جیسے: مفصل الرسغ (پٹے کا جوڑ) وغیرہ، کیونکہ ہر ایک عضو منجملہ جسم ہے۔ پس یہاں فرقت کا استعمال نہیں ہو سکتا، کیونکہ عضو جسم سے الگ شے نہیں ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں: یہ دونوں الفاظ ویسے تو جدائی و تمیز کے معنی دینے میں متحد ہیں، مگر الفصل کے معنی میں قدرے وضاحت ہے، ہاں وجہ کلام کے کسی نوع کو بھی ”الفصل“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے فصل الثوب کہا جاتا ہے، نہ کہ فرق الثوب۔ پھر بوجہ قرب معنی دونوں الفاظ کا ایک دوسرے پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔“

نوٹ

ذیل میں وہ الفاظ لکھے جاتے ہیں جن کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں اور جو حسب ذیل ہیں:۔ (۱) فعل اور عمل کا فرق، عمل اور فعل میں ہے۔ (۲) فلاح اور صلاح کا فرق، صلاح اور فلاح میں دیکھئے۔ (۳) فاعل اور اسم فاعل کا فرق، اسم فاعل اور فاعل میں ہے۔ (۴) فنی اور ظل کا فرق، ظل اور فنی میں ہے۔ (۵) فنی، غنیمت کا فرق، غنیمت اور فنی میں دیکھئے۔ (۶) فائدہ اور غرض کا فرق، غرض اور فائدہ میں ہے۔ (۷) فکاہت اور ظرافت کا فرق، ظرافت اور فکاہت میں دیکھئے۔ (۸) فصاحت اور بلاغت کا فرق، بلاغت اور فصاحت میں ہے۔ (۹) فضل اور عدل کا فرق، عدل اور فضل میں ہے۔ (۱۰) فقہ اور عدم کا فرق، عدم اور فقہ میں دیکھئے۔ (۱۱) فاکہتہ اور شمر کا فرق، شمر اور فاکہتہ میں دیکھئے۔ (۱۲) فتنی اور شاب کا فرق، شاب اور فتنی میں دیکھئے۔ (۱۳) فرقہ اور طائفہ کا فرق، طائفہ اور فرقہ میں ہے۔ (۱۴) فال اور استخارہ کا فرق، استخارہ اور فال میں ہے۔ (۱۵) فقیر اور بانیس کا فرق، بانیس اور فقیر میں ہے۔ (۱۶) فضل اور احسان کا فرق، احسان اور فضل میں ہے۔ (۱۷) فوز اور ظفر کا فرق، ظفر اور فوز میں ہے۔ (۱۸) فصل، باب اور کتاب کا فرق، باب، فصل اور کتاب میں ہے۔ (۱۹) فہم اور علم کا فرق، علم اور فہم میں ہے۔ (۲۰) فہم اور درایت کا فرق، درایت اور فہم میں ہے۔ (۲۱) فزع اور خوف کا فرق، خوف اور فزع میں ہے۔ (۲۲) فنیہ اور جماعت کا فرق، جماعت اور فنیہ میں ہے۔ (۲۳) فقہ اور علم کا فرق، علم اور فقہ میں ہے۔ (۲۴) فح، شبکتہ اور شرک کا فرق، شبکتہ، شرک اور فح میں ہے۔ (۲۵) فعل اور صنع کا فرق، عمل، فعل اور صنع میں ہے۔ (۲۶) فاسد اور باطل کا فرق۔ باطل اور فاسد میں ہے۔

قیاس فقہی اور قیاس ابلیس میں فرق

چونکہ قیاس ابلیس ﴿خَلَقْتَنِي مِنَ النّٰارِ وَ خَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ﴾ نص صریح کے عارض تھا اسلئے یہ قیاس مردود ہو گیا بلکہ وہ خود اس کی مردودیت کا سبب بن گیا لیکن اس قیاس پر قیاس فقہی کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ (کیونکہ قیاس فقہی) جو نص سے حاصل ہوتا ہے اور ابلیس کے اس اعتراض کا منشاء چونکہ کبر تھا اسلئے کفر کا باعث ہوا۔ ورنہ اگر کسی حکم کی حکمت و مصلحت کی تحقیق محض طالب علانہ (طور پر) مقصود ہوتی تو کافر نہ ہوتا۔ (کمالین ص: ۲۷۲ ج ۲)

الفرق بین القضاء والقدر

انَّ الْقَدَرَ هُوَ وجود الافعال على مقدار الحاجة اليها و الكفاية لما فعلت من اجله و يجوز ان يكون القدر هو الوجه الذى اردت ايضاع المراد عليه و المقدر الوجه له على ذالك الوجه . و قيل اصل القدر هو وجود الفعل على مقدار ما اراده الفاعل ، و حقيقته ذالك فى افعال الله تعالى وجودها على مقدار المصلحة و القضاء هو فصل الامر على التمام . (الفروق فى اللغة ص: ۱۸۵)

”قدر“ بقدر ضرورت و کفایت افعال کا پایا جانا کیونکہ وہ قدر کی وجہ سے کئے گئے اور جائز ہے کہ قدر وہ وجہ ہو جس کا تو نے ارادہ کیا ہو اس پر مراد کے وضع کرنے کا اور مقرر کردہ وجہ اس وجہ پر ہو اور کہا گیا کہ قدر اصل میں کہتے ہیں فعل کا پایا جانا اس مقدار پر جس کا فاعل نے ارادہ کیا ہو اور اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے افعال میں ہے اس کا وجود بقدر مصلحت ہے اور قضاء وہ ہے کہ معاملہ مکمل طور پر کرنا۔“

الفرق بين القوت والقدرة

قيل القدرة كون الحيّ بحيث ان شاء فعل و ان شاء ترك .. و
القوة هي المعنى الذي يتمكن بها الحي من مزاولة الافعال الشاقة ..

(فروق اللغات ص: ۱۹۶)

ترجمہ: ”کہا گیا کہ قدرت زندہ کا ایسا قدرت والا ہونا اگر چاہے کرے
اور چاہے تو چھوڑ دے اور قوت وہ معنی جس کے ذریعے زندہ سخت کاموں کو ختم کرنے
پر قدرت پاسکے۔“

قربت، قُرب اور قُربی میں فرق

تینوں کے معنی قریب کے ہیں پھر تینوں میں باہمی فرق یوں ہے کہ ”قرب“
نزدیکی مکان کیلئے استعمال ہوتا ہے اور ”قُربی“ نزدیکی رشتہ دار کیلئے مستعمل ہے اور
”قُربت“ نزدیکی مرتبہ و درجہ کو کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے ملفوظات فقہ الامت ص: ۳۰ قسط ۱)

الفرق بين القول والكلام

﴿قال الطبري الفرق بينهما القول بذل على الحكاية وليس
كذلك الكلام﴾۔

ترجمہ: ”امام طبریؒ فرماتے ہیں کہ قول اور کلام میں فرق یہ ہے کہ قول کا اطلاق
حکایات اور کنایات پر ہوتا ہے اور کلام کا اس کے علاوہ اور چیزوں پر ہوتا ہے۔ (الفروق
فی اللغة ص:)

الفرق بین القاضی والمفتی

الفرق بینہما ان المفتی یقرر القوانين الشرعیة والقاضی یشخص تلک القوانين فی المواد الجزئیة مثل ان یقال للمشار الیہ علیک البینة وعلی خصمک الیمین . (فروق اللغات ص: ۱۹۷)
ترجمہ: ”مفتی قوانین شرعیہ کو مقرر کرتا ہے اور قاضی جزئی مادوں میں ان قوانین کی تشخیص کرتا ہے، مثلاً جس کی طرف اشارہ ہو اس سے کہا جائے تمہارے اوپر بیہ ہے اور تمہارے خصم پر یمین ہے۔“

الفرق بین القدح والکأس

انّ الکاس لا یتکون الامملوءة و القدح یتکون مملوءة و غیر مملوءة و کذا لک الفرق بین الخوان و المائدة و ذالک انّہا لا تُسمی مائدة الا اذا کان علیہا طعام و الا فهو خوان . (الفروق فی اللغة ص: ۳۱۰)
ترجمہ: ”کاس“ بھرا ہوا پیالہ ہوتا ہے اور قدح بھرا ہوا بھی اور کبھی بھرا ہوا نہیں ہوتا ہے اور اسی طرح مائدة وہ ہے جس پر کھانا ہو جبکہ کھانا نہ ہو تو خوان ہے۔“

الفرق بین القصد والهم

انّہ قد یهم الانسان بالامر قبل القصد الیہ و ذالک انّہ یبلغ آخر عزمہ علیہ ثم یقصد . (الفروق فی اللغة ص: ۱۲۱) مؤلفہ علامہ الھلال العسکری صاحب، ناشر مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، پاکستان
”انسان ارادہ سے پہلے کسی امر کا ہم (ارادہ) کرتا ہے اور وہ اس طرح کہ وہ انتہائی عزم تک پہنچتا ہے پھر (قصد) ارادہ کرتا ہے۔“

الفرق بين القليل واليسير

انَّ القَلَّةَ تقتضى نقصان العدد يقال قوم قليل و قليلون و فى القرآن : ﴿لشرذمة قليلون﴾ يُريد ان عددهم ينقص عن عدد غيرهم و هى نقيض الكثرة و ليست الكثرة الا زيادة العدد ، و هى فى غيره استعارة و تشبيه ، و اليسيرُ من الاشياء ما تيسر تحصيله او طلبه و لا يقتضى ما يقتضيه القليل من نقصان العدد الا ترى انه يقال عدد قليل و لا يُقال عدد يسير و لكن يقال مال يسيرٌ لآن جمع مثله يتيسر فان استعمل اليسيرُ فى موضع القليل فقد يجرى اسم الشئ على غيره اذا قرب منه . (الفروق فى اللغة ص: ۲۳۷)

”قلت نقصان عدد کا تقاضا کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے ”قوم قليل و قليلون“ قرآن مجید میں ہے ”لشرذمة قليلون“ ارادہ کیا گیا ہے کہ انکی تعداد دوسروں سے کم ہے اور یہ کثرت کی نقيض ہے اور کثرت زیادت عدد میں ہی ہوتی ہے اور اس کے علاوہ میں استعارہ اور تشبیہ ہے۔ اور یسیر وہ ہے کہ اس کا حصول یا طلب آسان ہو اور یہ تقاضا نہیں کرتا جس کا عدد قليل تقاضا کرتا ہے نقصان عدد میں سے، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ عدد قليل کہا جاتا ہے لیکن عدد یسیر نہیں کہا جاتا اور مال یسیر کہا جاتا ہے اسلئے اس کے مثل کا جمع آسان ہے پس اگر یسیر موضع قليل میں مستعمل ہو تو اسم الیٰشی اس کے علاوہ پر جاری ہوتا ہے جب اس سے قریب ہو۔“

قطبُ الاقطاب اور قطبُ الابدال میں فرق

صوفیاء کرام کی اصطلاح میں خلیفہ باطن کو قطب کہتے ہیں اور اولیاء اللہ کے متعدد اقسام ہیں جس میں یہ دو قسم قطب الاقطاب و قطب الابدال ہیں اور قطب

الابدال وہ ہے جو عالم شہادت کی مخلوقات کی نسبت سے اصل ہو اور اس کے مرنے کے بعد اکمل الابدال ہوتا ہے جس کا مقام قطب کے قریب اور خلیفہ ہوتا ہے۔ اور قطب الاقطاب وہ ہے جو تمام مخلوقات میں یعنی عالم غیب اور عالم شہادت کی نسبت سے اصل ہوتا ہے اور کوئی ابدال اس کا خلیفہ نہ بن سکتا ہو اور نہ کوئی مخلوق اس کا خلیفہ بن سکتا ہو اور نہ اس کے مقام تک پہنچ سکتا ہو۔ (وہو الروح المصطفوی علیہ السلام) مزید کیلئے دیکھئے۔
(المنطوق لمعرفة الفروق ص ۹۱)

قاصد اور وفد کے درمیان فرق

ان دونوں لفظ کے معنی سفیر اور اپیلچی کے ہیں پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ قاصد کا مفہوم عام ہے چاہے ایک آدمی ہو یا ایک سے زیادہ ہو یا وہ کسی امیر یا بادشاہ کے پاس اکرام یا عزت کے ساتھ جائے یا بغیر عزت کیساتھ ہوں۔ بخلاف وفد کے کہ وہ ایسے آنے والوں کو کہا جاتا ہے جو ایک سے زائد ہوں اس کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ کتنے بڑے بادشاہ یا امیر کے پاس اکرام و اعزاز کے ساتھ جائے اسلئے قرآن میں متقی کی شان میں یہ لفظ استعمال کیا ہے ﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا﴾ خلاصہ یہ نکلا کہ قاصد عام ہے اور وفد خاص ہے۔ (دیکھئے تآرب الطلب ص: ۲۳۶)

قطعہ، شعر اور مثنوی میں فرق

کلام موزون مقفی بالقصد یعنی بقصد شعر کسی بحر کے وزن پر متکلم کے کلام کو شعر کہتے ہیں جس میں سونی صد شرط ہے کیونکہ بلا قصد موزون مقفی کلام کو شعر نہیں ہے۔ اکثر اہل تحقیق کا خیال ہے کہ ہر شعر کیلئے دو فقروں کا ہونا ضروری ہے یا اس کے اندر دو مصرع ہونا ضروری ہوں جس کو بیت بھی کہتے ہیں۔ اور قطعہ وہ مقفی کلام ہے جس کے اندر کم از کم دو بیت ہوں زیادہ کی کوئی حد نہیں بلکہ (قطعہ کی صحیح تعریف یہ ہے کہ اگر دو بیت کے آخری دو مصرع صرف مساوی ہوں تو اسے قطعہ کہتے ہیں اور اس

کے کیلئے کوئی وزن مقرر نہیں ہے)۔ مثنوی۔ اگر چند بیت دوسرے مصرع کے ساتھ منضم ہو جائے تو غور کرنا چاہئے کہ ہر بیت کے مصرعہ اول مصرعہ ثانی کے ساتھ ہم قافیہ ہے تو اسے مثنوی کہتے ہیں۔ (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۱۰۹)

قنوط اور یاس کے درمیان فرق

یہ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں دونوں کے معنی ناامیدی کے ہیں لیکن دونوں میں یوں فرق بیان کیا جاتا ہے کہ یاس کہتے ہیں کسی بھلائی سے امید کا ختم ہو جانا اور وہ صفت قلب میں سے ہے اور آثار و نشانات کا باہر و ظاہر ہونے کا نام قنوط ہے۔ (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۱۱۰ بحوالہ البحر المحیط)

قائم اور قیوم کے درمیان میں فرق

یہ دونوں لفظ قیام مصدر سے مشتق ہے جس کے معنی کھڑا ہونا۔ قائم اسم فاعل کا صیغہ ہے اور قیوم مبالغہ کا ہے جس کا معنی ہے خود قائم ہونے کے ساتھ ساتھ دوسرے کو بھی قائم رکھنا اور سنبالنا اب طریقہ استعمال میں فرق یوں ہے کہ قیوم کا اطلاق غیر اللہ پر نہیں ہوتا یہ صرف اللہ کی خاص صفت ہے اور قائم کا اطلاق عام ہے باری تعالیٰ پر بھی ہو سکتا ہے اور غیر اللہ پر بھی البتہ اتنا فرق ہوگا کہ جب اللہ تعالیٰ پر قائم کا اطلاق ہوگا تو یہ صیغہ کے معنی حدود نہیں ہوں گے بلکہ ثبوتی ہوں گے جیسے: اللہ قادر اللہ غافر الذنوب صیغہ فاعل یہاں ثبوتی معنی میں مستعمل ہے اور جب مخلوق پر قائم کا اطلاق کے چائے تو حدودی معنی میں ہوگا کیونکہ اسم فاعل اصل وضع کے اعتبار سے معنی حدودی پر دلالت کرتا ہے۔ (آداب الطلبہ ص: ۱۱۳)

قصاب اور لحام کے مابین فرق

واضح ہو کہ یہ دونوں لفظ گوشت فروش کیلئے استعمال کیے جاتے ہیں لیکن جو

لوگ حلال جانور ذبح کر کے گوشت فروخت کرتے ہیں ان کو قصاب اور جو لوگ صرف گوشت کرتے ہیں ان عرب کی اصطلاح میں لحام کہتے ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے مولانا قاضی اطہر مبارک پوری کی کتاب۔ (مسلمانوں کے ہر طبقہ و ہر پیشہ میں علم و علماء، ص ۱۸۲، ناشر: مکتبہ خدیجہ الکبریٰ محمد علی سوسائٹی کراچی)

الفرق بین القاسط والمقسط

انَّ القاسطَ من القسوط الجائز قال 'تعالیٰ': ﴿وَأَمَّا القاسطونَ فكانوا لجهنم خطباء﴾ والمقسط من الاقساطِ العادل كما قال الله تعالیٰ: ﴿انَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ والقِسْطُ بالكسر العدل. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۳)

”قاسط یہ قسوط جائز سے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”اما القاسطون فكانوا لجهنم خطباء“ اور مقسط یہ اقساط سے ہے بمعنی عادل جیسے فرمان الہی ہے۔ ”انَّ الله يحب المقسطين“ اور القسط (کسرہ قاف کے ساتھ) بمعنی عادل ہے۔“

قتی اور قلّس کے مابین فرق

دونوں لفظ قتی کے معنی میں مستعمل ہیں لیکن قلّس وہ قتی ہے جو منہ بھر کے ہو اور جو منہ بھر کر نہ ہو یعنی کم ہو اس کو قتی کہتے ہیں اور شیخ الاسلام خواہر زادہ فرماتے ہیں کہ قلّس اس قتی کو کہتے ہیں جو مٹلی کے ساتھ معدہ سے خارج ہو اور جو قتی بلا مٹلی کے ساتھ مخصوص ہے جو سکون نفس کی حالت میں ہو اور مغرب اللغہ میں ہے کہ جو قتی بلا عود منہ سے خارج ہو کم ہو یا زیادہ وہ قلّس ہے ورنہ مطلقاً قتی ہے۔ (دیکھئے غایۃ السعایۃ ج ۱ ص: ۲۵۰)

قیام اکرام اور قیام تعظیم میں فرق

اس کو علماء کے اقوال سے اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی

شخص آئے اور آپ اس کیلئے کھڑے ہو جائیں، آگے بڑھ کر مصافحہ و سلام بھی کریں اور اپنی جگہ پر بٹھائیں یا پھر کسی کو رخصت کرتے وقت اس کیلئے کھڑے ہونا وغیرہ یہ سب کچھ اکرام و احترام میں داخل ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی غیر آپ کی طرف نہ آ رہا ہو کسی دوسری طرف جا رہا ہو یا ویسے ہی راستے سے گزر رہا ہو اس کو دیکھ کر تعظیم کیلئے کھڑے ہو جانا یہ برتاؤ اکرام سے باہر اور داخل تعظیم ہے اسی طریق اور بھی قرآن ہو سکتے ہیں۔
(عقیدہ اور عقیدت ص: ۸۶)

قادور و مقتدر میں فرق

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی نے فرماتے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ قادور صاحب قدرت کو کہتے ہیں اور مقتدر صاحب قدرت عظیمہ کو کہا جاتا ہے۔ (دیکھئے شکل معرفت ص: ۵۶، ناشر: کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی)

نوٹ

اب ذیل میں وہ الفاظ لکھے جا رہے ہیں جن کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں اور حسب ذیل ہیں۔ (۱) قلب اور فواد کا فرق، فواد اور قلب میں ہے۔ (۲) قدرت اور غلبہ کا فرق غلبہ اور قدرت میں ہے۔ (۳) قعود اور جلوس کا فرق، جلوس اور قعود میں ہے۔ (۴) قہقہہ اور خنک کا فرق، خنک اور قہقہہ میں دیکھئے۔ (۵) قز اور برد کا فرق، برد اور قز میں ہیں۔ (۶) قصد اور ارادہ کا فرق، ارادہ اور قصد میں ہے۔ (۷) قتل اور ذبح کا فرق، ذبح اور قتل میں ہے۔ (۸) قدرت اور استطاعت کا فرق، استطاعت اور قدرت میں ہے۔ (۹) قدیم اور عتیق کا فرق، عتیق اور قدیم میں ہے۔ (۱۰) قدیم، باقی اور متقدم کا فرق، باقی، قدیم اور متقدم میں ہے۔ (۱۱) قبول

اور اجابت کا فرق، اجابت اور قبول میں ہے۔ (۱۲) قدر اور تقدیر کا فرق، تقدیر اور قدر میں ہے۔ (۱۳) قسط اور عدل کا فرق، عدل اور قسط میں ہے۔ (۱۴) قہار اور جبار کا فرق، جبار اور قہار میں ہے۔ (۱۵) قضاء اور دیانت کا فرق، دیانت اور قضاء میں ہے۔ (۱۶) قرض اور دین کا فرق، دین اور قرض میں ہے۔ (۱۷) قود اور سوق کا فرق، سوق اور قود میں ہے۔ (۱۸) قوۃ اور صلابۃ کا فرق، صلابۃ اور قوۃ میں ہے۔ (۱۹) قرآن اور فرقان کا فرق، فرقان اور قرآن میں ہے۔ (۲۰) قرآن اور کتاب کا فرق، کتاب اور قرآن میں ہے۔ (۲۱) قریحہ اور طبع کا فرق، طبع اور قریحہ میں ہے۔ (۲۲) قدیم، ازلی اور ابدی کا فرق، ابدی، ازلی اور قدیم میں ہے۔ (۲۳) قاعدہ اور ضابطہ کا فرق، ضابطہ اور قاعدہ میں ہے۔ (۲۴) قصیدہ اور غزل کا فرق، غزل اور قصیدہ میں دیکھئے۔ (۲۵) قرابت، طاعت اور عبادت کا فرق، طاعت، عبادت اور قرابت میں دیکھئے۔ (۲۶) قصد اور عزم کا فرق، عزم اور قصد کے اندر ہے۔ (۲۷) قسم اور حلف کا فرق، حلف اور قسم میں ہے۔ (۲۸) قط اور ابد کا فرق، ابد اور قط کے اندر ہے۔ (۲۹) قرأۃ اور تلاوۃ کا فرق، تلاوۃ اور قرأۃ میں ہے۔ (۳۰) قضاء اور دیانت کا فرق، دیانت اور قضاء میں ہے۔ (۳۱) القبول اور الدبور کا فرق الدبور اور القبول میں ہے۔ (۳۲) قضاء اور تقدیر کا فرق، تقدیر اور قضاء میں ہے۔ (۳۳) قیاس اور اجتہاد کا فرق، اجتہاد اور قیاس میں ہے۔



کشف اور کرامت میں فرق

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ کشف کا حاصل یہ ہے کہ واقعات جو عالم مثال میں ہو رہے ہیں اور عام نظروں سے غائب ہیں وہ کسی کی نظر کے سامنے آ جائیں اور وہ ان کو دیکھ لے اور عموماً جب مادیات اور تعلقات سے قلب فارغ ہو تو اور ایسا ہو جانا کچھ بعید نہیں ہوتا اس کیلئے مقبول عند اللہ ہوتا تو کیا مسلمان ہوتا بھی شرط نہیں کا فر و فاسق کو بھی حاصل ہو سکتا ہے بلکہ پاگل دیوانے کو بھی، بخلاف کرامت کیونکہ کرامت کے معنی خداوندی اعزاز کے ہیں جو مذکورہ لوگوں کو حاصل نہیں ہوتا البتہ یہی کشف کسی شخص کو من جانب اللہ بطور کرامت کے بھی کر دیا جاتا ہے وہ کشف کرامت بھی ہوتا ہے جیسے عموماً اولیاء اللہ کشف اور جو کشف بطور کرامت کے ہوتا ہے اس کی خاص علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ نفس میں تواضع پستی اور شکستگی اور اپنا عجز محسوس ہوتا ہے جس کشف کے ساتھ یہ علامت نہ ہو بلکہ عجب و فخر اپنے نفس میں محسوس ہو وہ کرامت نہیں بلکہ استدراج ہے جس سے پناہ مانگنی چاہئے۔ (تآرب الطلہ ص: ۲۹۹)

کلام فصیح اور کلام بلیغ میں فرق

ان دونوں کے درمیان عام خاص مطلق کی نسبت ہے، بلیغ خاص ہے اور فصیح عام ہے لہذا کُل بلیغ فصیح کہا جاسکتا ہے اور اس کا عکس یعنی کُل فصیح بلیغ نہیں کہا جاسکتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کوئی کلام فصیح ہو اور مقتضائے حال کے مطابق نہ ہو نیز یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے مقصود کو فصاحت کے ساتھ ادا کرنے کا ملکہ رکھتا ہو اور مقتضائے حال کے مطابق تالیف کا ملکہ نہ رکھتا ہو۔ (تآرب الطلہ ص: ۱۹۸)

کافر اور کفر کے درمیان فرق

کافر اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی ہے نافرمانی کرنے والا۔ اور لفظ کفر مصدر ہے یعنی نفس و عین نافرمانی کو کہتے ہیں۔ حاصل یہ نکلا کہ لفظ کافر کے اندر دو جہتیں موجود ہیں، یہ صیغہ اسم فاعل ہے اور اسم فاعل کے اندر دو جہتیں موجود ہیں ایک ذات دوسری وصف کی یعنی لفظ کافر میں ایک وصف دوسری وہ ذات ہے جو صفت کفر کے ساتھ متصف ہے یعنی کفر کرنے والا جس کو اصطلاح میں ذات مع الوصف کہا جاتا ہے اور لفظ کفر کے اندر صرف ایک جہت یعنی محض وصف کفر موجود ہے (۲) کافر کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا نہ چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے اور کفر سے نفرت واجب ہے۔ چنانچہ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو تمام مسلمانوں سے فی الحال اور تمام کافروں سے فی المال بدتر سمجھتا ہوں۔ (مآرب الطلبہ ص: ۱۰۰)

کلی اور کلی کے درمیان فرق

دونوں لفظ کے درمیان فرق چند وجوہ سے ہے (۱) کل کہتے ہیں جس کے ماتحت جُز ہو جیسے زید کل ہے اس کے ناک، کان، ہاتھ وغیرہ اجزاء ہیں اور کلی کہتے ہیں جس کے ماتحت جُزئی ہو مثلاً انسان ایک کلی ہے اس کے ماتحت زید عمرو، بکر وغیرہ اسکی جزئیات ہیں۔ (۲) کلی کا وجود خارج میں نہیں پایا جاتا بلکہ وہ اپنی جزئی کے ضمن میں پائی جاتی ہے جیسے زید، عمرو، بکر کی مجموعی حیثیت سے خارج ہیں ایک کلی پائی نہیں جاتی، بخلاف کل کے کہ اس کا وجود خارج میں مستقل پایا جاتا ہے جیسے زید عمرو بکر وغیرہ مستقل کل ہیں۔ (۳) کلی کا اطلاق شیء معدوم پر ہوتا ہے مثلاً لاشیء لا ممکن لا موجود وغیرہ کو بھی کلی کہا جاتا ہے بخلاف کل کے کہ اس کا اطلاق شیء معدوم پر نہیں ہوتا۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۱۸۹)

کاف اور مثل میں فرق

واضح ہو کہ لفظ کاف سے ذات کے اندر تشبیہ دیجاتی ہے اور مثل سے صفات کے اندر تشبیہ دیجاتی ہے اس فرق کی بناء پر امام اعظمؒ کا قول ”اِيْمَانِيْ كَاِِيْمَانٍ جِبْرَائِيْلُ“ پر اعتراض کرنا بالکل بے جا ہے کیونکہ امام اعظمؒ ”اِيْمَانِيْ كَاِِيْمَانٍ جِبْرَائِيْلُ“ کہہ کر ذات ایمان میں اپنے ایمان کو جبرائیل کے ایمان سے تشبیہ دے رہے ہیں اور صفات میں برابر کی نفی ہے اور امام صاحبؒ کا مقصود صرف یہ کہنا ہے کہ جن چیزوں پر انکا ایمان ہے انہی پر ہمارا بھی ایمان ہے۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص ۷۶)

کلمہ اور کلام میں فرق

دونوں میں فرق یہ ہے کہ کبھی کلمہ سے کلام مقصود ہوتا ہے جیسے ”لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ محمد رسول اللّٰہ“ صلی اللہ علیہ وسلم“ ہے یا کلمہ وہ ہے جو حروف سے مرکب ہو۔ یا کلمہ وہ ہے جو اکیلا لفظ ہوا کیلئے معنی پر دلالت کرے اسے کلمہ کہتے ہیں۔ اور دو کلمے یا اس سے زیادہ سے مرکب ہو تو اسے کلام یا جملہ بھی کہتے ہیں یا وہ لفظ مفید جس پر مخاطب کا خاموش رہنا صحیح ہو اور فائدہ تامہ بھی حاصل ہو اسے کلام کہتے ہیں۔ دیکھئے۔ (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۱۰۱، و دیگر کتب نحو)

الفرق بین الكثير والواقر

اِنَّ الْكَثِيْرَ زِيَادَةُ الْعِدَدِ وَالْوَفُوْرُ اجْتِمَاعُ آخِرِ الشَّيْءِ حَتّٰى يَكْثُرَ حَجْمُهُ اَلَا تَرٰى اَنَّهُ يُقَالُ كَرْدُوْسٌ وَافِرٌ وَالْكُرْدُوْسُ عَظَمٌ عَلَيْهِ لَحْمٌ وَلَا يُقَالُ كَرْدُوْسٌ كَثِيْرٌ وَتَقُوْلُ حَظٌّ وَافِرٌ وَلَا تَقُوْلُ كَثِيْرٌ وَاِنَّمَا تَقُوْلُ حَظُوْظٌ كَثِيْرَةٌ وَرَجَالٌ كَثِيْرَةٌ وَلَا يُقَالُ رَجُلٌ كَثِيْرٌ فَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى اَنْ

الکثرة الأعلى استعارة وتوسع. (الفروق فی اللغة ص: ۲۴۷)

”کثیر زیادہ عدد کو کہتے ہیں اور وفورشی کے آخر کے اجتماع کو یہاں تک کہ اس کا حجم زیادہ ہو، کہا جاتا ہے کر دوس وافر ”وہ ہڈی جس پر گوشت ہے اور ”کر دوس کثیر“ نہیں کہا جاتا اور حظ وافر کہتے ہیں لیکن حظ کثیر نہیں کہتے ہیں اور حظوظ کثیرہ اور رجال کثیرہ کہتے ہیں اور رجل کثیر نہیں کہتے۔ پس یہ دلالت کرتا ہے کہ کثرت استعارہ اور توسع پر مبنی ہوتا ہے۔“

کافر اور مشرک کے درمیان فرق

واضح ہو کہ کافر مطلق خدا کو نہ ماننے والے کو کہا جاتا ہے اور مشرک وہ کافر ہے جو کسی نہ کسی انداز سے خدا کو مانتا ہو لیکن خدا کی ذات یا صفات میں شریک مانے تفصیل کیلئے دیکھئے۔ (مآرب الطلبہ فی الفرق بین الفاظ المترادفة و المعانی المتقاربة ص: ۲۸۷)

کفر اور کفران کے درمیان فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے معنی لغت کے اعتبار سے ایک ہیں، باقی دونوں میں باہمی فرق یہ ہے کہ کفر تو اسلام کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور کفران یہ منعم کی نعمت کے چھپانے میں ہوتا ہے۔ (افاضات شرح مقامات اردو از افتخار علی دیوبندی ص: ۵۳۸ ج ۲، فضل الباری شرح بخاری ص: ۴۱۸ ج ۱)

کشف اور فراست میں فرق

ایک فاضل کے جواب میں حضرت تھانویؒ نے ارشاد فرمایا کہ کشف سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ استدلالی نہیں ہوتا بلکہ صریحی ہوتا ہے جس سے قناعت ہو جاتی ہے بخلاف فراست کے کہ اسکے اندر ایک درجہ استدلالی کا بھی ہوتا ہے گو غالب اس میں علم ضروری ہوتا ہے۔ (از فقہ حنفی کے اصول و ضوابط ص: ۲۱۴، مرتب مولانا محمد زید صاحب مدظلہ العالی)

الفرق بین الکبر والکبرياء

إنَّ الکبر هو اظہار عظم الشان و هو فی صفات اللہ تعالیٰ مدح لانہ شأنہ عظیم و فی صفاتنا ذم لان شأنا صغیر و هو اهل للعظيمة ولسنا لها باهل و الشان هُنَا معنی صفاتہ الیٰہی فی اعلیٰ مراتب التعظیم و يستحيل مساواة الاصغر له فیہا اعلیٰ وجہ من الوجوه و الکبرياء هُی العز و الملک و لیست من الکبر فی شئ و الشاهد فی قوله تعالیٰ ﴿ وَتَكُونُ لَكُمْ الْکِبَرِیَاءُ فِی الْاَرْضِ ﴾ یعنی الْمَلِکُ و السُّلْطَانُ و الْعِزَّةُ. (الفروق فی اللغة ص: ۲۴۱)

”کبر وہ عظمت شان کا اظہار کرنا اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں مدح ہے اسلئے کہ ان کی عظیم شان ہے اور ہماری صفات میں ذم ہے۔ کیونکہ ہماری شان صغیر ہے اور وہ عظمت کا اہل ہے جبکہ ہم اہل نہیں۔ اور یہاں شان ان صفات کا معنی جو اعلیٰ مراتب تعظیم میں ہے۔ اور مساوات محال ہے مگر یہ کہ اسکے لئے اس میں صغر ہے کسی بھی وجہ پر اور کبرياء وہ عزت اور مملکت ہے اور کبر میں سے کچھ بھی نہیں، دلیل باری تعالیٰ کا قول ﴿ وَتَكُونُ لَكُمْ الْکِبَرِیَاءُ فِی الْاَرْضِ ﴾ یعنی الملک و السلطان و العزة۔“

کلام اور قول کے درمیان فرق

کلام لفظ مفید مرکب کو کہتے ہیں جس پر مخاطب کا خاموش رہنا صحیح و درست ہو اور سامع کو فائدہ یا کوئی طلب حاصل ہو۔ اور قول اعم ہے کلام پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اسی طرح اس کا اطلاق کلم اور کلمہ پر بھی ہوتا ہے اور بعض نحو یوں کا خیال ہے کہ قول کا اصل استعمال مفرد ہی میں ہوتا ہے۔ (دیکھئے المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۱۰۱)

کوکب اور نجم کے درمیان فرق

ان دونوں کے معنی ستارے کے ہیں۔ کہ نجم جمع ہے نجوم کی اور کوکب کی جمع کوکب آتی ہے دونوں قرآن کے اندر آئے ہیں جیسے: ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ﴾، انسی رایت اَحَدَ عَشَرَ کو کباً اور یہ فرق امام فراء، حسن بصریؒ نے بیان فرمایا ہے کہ دونوں میں نسبت تساوی ہے۔ بعض مفسرینؒ نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ لفظ کوکب مطلقاً ہر ستارے کو کہا جاتا ہے اور لفظ نجم خاص طور سے ثریا کیلئے بولا جاتا ہے جو چند ستاروں کا مجموعہ ہے اس اعتبار سے کوکب اعم مطلق ہے اور نجم اخص مطلق ہے۔ (آثار الطلبہ ص: ۲۱۵)

کشف اولیاء اور کشف انبیاء میں فرق

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ اَحَدًا الخ کے تحت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ حوادث دہر پر کوئی مطلع نہیں ہو سکتا، رہا کسی جزئیات کا علم تو جزئیات کے عالم کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے، اور جزئی کے علم کا انکشاف یہ انبیاء اور اولیاء دونوں کو ہوتا ہے مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ نبی کو جو کشف ہوتا ہے یا وحی آتی ہے اس کے ساتھ پہرے دار ہوتے ہیں، اسلیے اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہوتا، بخلاف ولی کے کشف کے، کہ اس میں غلطی کا احتمال بھی ہے اور شبہ کی گنجائش بھی، اسلئے دونوں یکساں نہیں ہو سکتے۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھئے۔ (کشف الباری شرح بخاری ص: ۵، ۶۳۴ ج ۲، از شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہ العالی بائی جامعہ فاروقیہ، کراچی)

الفرق بین الکید والمکر

إِنَّ المکر مثل الکید فی أَنَّهُ لَا یَکُونُ الْأَمْعُ تَدْبِیرُ وَفکرٍ إِلَّا أَنَّ
الکید اقْوًی مِنَ المکر، وَالشَّاهِدُ أَنَّهُ یَتَعَدَّى بِنَفْسِهِ، وَالْمَکْرُ یَتَعَدَّى بِحَرْفٍ
فِی قَوْلِ کَادَهُ یَکِیدُهُ وَمَکْرَبُهُ وَلَا یَقَالُ مَکْرَهُ وَالَّذِی یَتَعَدَّى بِنَفْسِهِ
اقْوًی، وَالْمَکْرُ أَيْضًا تَقْدِیرُ ضَرَرٍ غَیْرِ مَنْ أَنْ یَفْعَلَ بِهِ الْأَثَرُ أَنَّهُ لَوْ قَالَ لَهُ
أَقْدِرْ أَنْ أَعْمَلَ بِکَ کَذَالِمْ یَکُنْ ذَالِکَ مَکْرًا وَأَنْ مَا یَکُونُ مَکْرًا إِذَا لَمْ یَعْلَمْ
بِهِ. وَالْکِیدُ اسْمٌ لَا یَقَعُ الْمَکْرُوهُ بِالْغَیْرِ قَهْرًا سِوَاءَ عِلْمٍ
أَوْ لَا وَالشَّاهِدُ قَوْلُکَ فُلَانٌ یَکَايِدُنِی فَمُسَمًّى فَعْلُهُ کِیدًا وَأَنْ عِلْمٌ بِهِ وَاصِلٌ
الکِیدُ الْمُشَقَّةُ، وَمِنْهُ أَنْ یَقَالَ الْکِیدُ مَا یَتَقَرَّبُ وَقَوْعُ الْمَقْصُودِ بِهِ مِنْ
الْمَکْرُوهِ عَلَی مَا ذَکَرْنَاهُ. وَالْمَکْرُ مَا یَجْتَمِعُ بِهِ الْمَکْرُوهُ مِنْ قَوْلِکَ حَارِبَةٌ
مَمْکُورَةٌ الْخَلْقِ أِیْ مُلْتَفَةٍ مَجْتَمِعَةِ اللَّحْمِ غَیْرِ رَهْلَةٍ. (الفرق فی اللغة
ص: ۲۵۳)

”یہ دونوں الفاظ اس بات میں مشترک ہیں کہ دونوں سوچ بچار کے بعد ہی
کئے جاتے ہیں، مگر اس کے باوجود الکید، المکر سے اقویٰ ہے۔ دلیل اس کی یہ
ہے کہ الکید متعدی بنفسہ ہے، اور المکر متعدی بحرف ہے۔ جیسے: کادہ، یکیدہ،
اور مکربہ۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ متعدی بنفسہ، متعدی بحرف سے اقویٰ ہوتا ہے۔
اسی طرح المکر دوسرے کی تکلیف کا اندازہ کرنا تا کہ اس سے مکرو فریب کیا جائے، کو
بھی کہا جاتا ہے، پس اگر کوئی کہے: ”میں تیرے ساتھ ایسا ویسا کر سکتا ہوں۔“ تو یہ
المکر کے زمرے میں نہیں آئے گا، بلکہ المکر کے زمرے میں اس وقت آئے گا
جب دوسرے شخص کو اس بات کی خبر نہ ہو، جبکہ الکید کہا جاتا ہے: دوسرے کو جبراً کسی

نا پسندیدہ چیز میں پھنسا دینا، چاہے اس کو علم ہو یا نہ ہو۔ مثلاً کہا جاتا ہے: فلان یکساہدنی (فلاں شخص میرے ساتھ مکر و فریب کرتا ہے)، پس یہاں فلاں شخص کے فعل کو الکید سے تعبیر کی گئی، حالانکہ متکلم کو معلوم بھی ہے۔

یہ بات جانی چاہئے کہ الکید دراصل بمعنی ”مشقت“ ہے، اسی سے کہا جاتا ہے: فلان یکید لنفسه یعنی فلاں شخص مشقت برداشت کرتا ہے۔ پھر اسی سے ہی الکید مذکورہ معنی میں مستعمل ہے، یعنی نا پسندیدہ اور مصیبت والی چیز کسی پر مسلط کرنا۔ اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ الکید نا پسندیدہ چیز کو قریب کرنے والے فعل کو کہا جاتا ہے، جبکہ المکر نا پسندیدہ چیز کو یکجا کرنے کو کہا جاتا ہے۔ جیسے: جاریہ مکرورۃ الخلق یعنی اس کے گوشت یکجا ہیں، ان میں ڈھیلا پن نہیں ہے۔“

﴿نوٹ﴾

اس سے قبل حرف کاف کے جتنے الفاظ گذر چکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔ (۱) کذب، افتراء اور بہتان میں فرق (۲) کرامت، معجزہ اور بارہا ص کے درمیان فرق (۳) کیل اور اکتیال میں فرق (۴) کسب اور اکتساب میں فرق (۵) کتمان اور انخفاء کے مابین فرق (۶) کرامت اور استدراج میں فرق (۷) کشف، الہام اور وحی کے درمیان فرق (۸) الکذب اور الزور میں فرق (۹) کبش، معز، غنم، نعجہ، عنزۃ، شاة، ضأن اور تمس کے درمیان فرق (۱۰) کنایہ اور تعریض میں فرق (۱۱) کنایہ اور توریہ کا فرق (۱۲) کمال اور تمام میں فرق (۱۳) کسرہ اور جر میں فرق (۱۴) کریم، جواد اور بخشنے کے درمیان فرق (۱۵) کثیر اور جم میں فرق (۱۶) کبیرہ اور جریرہ کے مابین فرق (۱۷) کلام اور جملہ کے درمیان فرق (۱۸) الکسوف اور الخسوف کے درمیان فرق (۱۹) کسب اور خلق کے مابین فرق (۲۰) کتاب اور رسالہ کے درمیان فرق (۲۱) کنز، رکاز اور معدن میں فرق (۲۲) کبر اور عجب کے درمیان فرق (۲۳) کافر، زندیق اور مرتد کے مابین

فرق (۲۴) کشف اور علم غیب کے مابین فرق (۲۵) کاہن اور عراف کے مابین فرق (۲۶) کنیت، لقب اور علم میں فرق (۲۷) کہف اور غار کے درمیان فرق (۲۸) کلام اور قول کے درمیان فرق وغیرہ۔

لہو اور لعب کے درمیان فرق

دونوں کے معنی کھیل کود کے ہیں پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ لعب وہ کھیل ہے جس میں فائدہ مطلق پیش نظر نہ ہو جیسے بہت سے چھوٹے بچوں کی حرکتیں اور لھو کے لغوی معنی غفلت میں پڑنے کے ہیں یعنی جو چیزیں انسان کو ضروری کاموں سے غفلت میں ڈالے اسکو لھو کہا جاتا ہے اور بعض اوقات ان کاموں کو لہو کہا جاتا ہے جن کا کوئی دینی اور دنیاوی معتد بہ فائدہ نہ ہو۔ محض وقت گزاری کا مشغلہ یا دل بہلانے کا سامان ہو خلاصہ: یہ ہے کہ لہو وہ کھیل ہے جس کا اصلی مقصد تو تفریح اور دل بہلانا اور وقت گزاری ہو اور ضمناً کوئی ورزش یا کوئی دوسرا فائدہ بھی اس میں حاصل ہو جیسے بچوں کے کھیل گایا شناوری یا نشانہ بازی وغیرہ۔ (تخصیص بیان القرآن ص ۱۶۰، مآرب الطلبہ ص ۲۸۰)

لَقْطَة اور لَقِیْطَة کے درمیان فرق

لغت کے اعتبار سے لقطہ اور لقیطہ میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ ہر وہ چیز جو اٹھایا جائے اس کو کہا جاتا ہے لیکن فقہاء کرامؒ کے یہاں فرق ہے کہ اگر غیر جاندار چیز کو اٹھایا جائے تو وہ لقیطہ ہے اور اگر جاندار کو اٹھایا جائے تو وہ لقطہ ہے۔ (اضافات شرح مقامات اردو از افتخار علی دیوبندی ص ۵۴ ج ۱۔ تفہیمات اردو شرح مقامات از شیخ الادب مولانا اعجاز علی صاحب: ص ۱۰۳ ج ۱)

لغت اور محاورہ کے درمیان فرق

لغت اور محاورہ میں فرق یہ ہے کہ محاورہ لغوی معنی پر ایک زیادتی ہوتی ہے کہ وہ ہی مراد ہوتی ہے مثلاً یہاں دل سے مراد لغوی نہیں بلکہ وہ دل مراد ہے کہ جس میں صفات دل ہوں اور گردہ سے مراد لغوی گردہ نہیں بلکہ وہ گردہ مراد ہے جس میں صفات گردہ ہوں اور دل کی صفت ہے ہمت اور گردہ کی صفت ہے قوت تو اس لفظ کے یہ معنی ہوئے کہ یہ کام وہ کر سکتا ہے جس میں ہمت و قوت ہو دیکھئے اب یہ لفظ کیسا بلیغ ہو گیا ہے اور اس موقع پر کیسا خیال چسپاں ہو گیا جس میں یہ بولا جاتا ہے۔ (دیکھئے ذکر و فکر حضرت تھانوی ص: ۲۹۳)

لحم اور لئما کے درمیان میں فرق

دونوں کے درمیان پانچ فرق ہیں (۱) لمس پہلے حرف شرط آ سکتا ہے جیسے اِنْ لم يضرب بخلاف لئما کے کہ اس میں حرف شرط نہیں لا سکتے۔ (۲) لئما توقع کے معنی کیلئے آتا ہے اور لم میں توقع نہیں ہوتی۔ (۳) لئما میں استمرار نفی کا معنی پایا جاتا ہے اور لم میں استمرار نفی نہیں پایا جاتا۔ (۴) منفی لئما قریب الی الحال ہوتا ہے نہ کہ لم۔ (۵) منفی لئما جائز الخذف ہے اور لم میں ایسا نہیں ہوتا۔ (دیکھئے مصباح العوائل اردو شرح، شرح مائتہ عامل ص: ۵۲۔ تفہیمات شرح مقامات اردو، از شیخ الادب مولانا اعجاز علی صاحب ص: ۹۱۔ مآرب الطلبہ ص: ۵۳)

الفرق بین اللمس والتمس

قیل الفرق بینہما انّ اللمس لصوق باحساس والتمس لصوق فقط وقد يكون اللمس بمعنى التمس. (فروق اللغات ص: ۳۰۴)

”لمس“ احساس کے ساتھ چمکنے کو کہتے ہیں اور مس صرف چمٹ جانا اور کبھی کبھی لمس، مس کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔“

لام، حم، لام کی اور لائے نفی جنس کا فرق

لام کی اور لام۔ حم میں لفظی اور معنوی دونوں اعتبار سے فرق ہے (۱) لفظی فرق یہ ہے کہ لام۔ حم ہمیشہ کان مفتی کے بعد آتا ہے اور لام کی میں یہ شرط نہیں ہے۔ (۲) معنوی فرق یہ ہے کہ لام کی تعلیل اور سمیت کے معنی دیتا ہے اور لام۔ حم صرف تاکید نفی کیلئے آتا ہے۔ (مصباح المنیر) (۳) دوسرا معنوی فرق یہ ہے کہ لام کی اگر لفظ سے گر جائے تو معنی مقصود میں خلل آ جاتا ہے بخلاف لام۔ حم کے کہ وہ محض تاکید نفی کیلئے آتا ہے (بدر منیر) اور لائے نفی جنس جو صرف جنس کی نفی کیلئے آتا ہے اس کا اسم عموماً کمرہ ہوتا ہے اور اکثر مضاف و منسوب ہوتا ہے اگر لائے نفی جنس کا اسم مضاف نہ ہو بلکہ غیر مضاف ہو تو کمرہ ہی ہوگا اور فتح پڑنی ہوگا جیسے لَا رَجُلٌ فِی الدَّارِ۔ اگر لائے نفی جنس کا اسم کمرہ نہ ہو بلکہ معرف ہو تو ”لا“ کو مکرر مع اسم معرفہ کے لایا جائیگا اسم میں ”لا“ عمل نہ کریگا یعنی ملغی ہوگا جب کے لائے نفی جنس بطریق عطف مکرر واقع ہو تو لن کا اسم کمرہ مفرد بلا فصل واقع ہوگا جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ السَّخ۔ (بدر منیر ص ۷۲۔ مصباح المنیر ص: ۹۵، مقدمات علوم درسیہ ص: ۳۳۳)

لیت (تمنی) اور لعل (ترجی) میں فرق

ان دونوں حروف کے درمیان دو طرح کا فرق ہے (۱) لیت کا تعلق صرف محبوب شئی سے ہے اور لعل کا تعلق عام ہے۔ (۲) لیت کا تعلق ممکن اور غیر ممکن ہر قسم کی چیزوں سے ہوتا ہے اور لعل کا تعلق صرف ممکنات ہی سے ہے۔ (مصباح المنیر شرح اردو نحو میر ص: ۷۱)

لگان اور مال گذاری کا فرق

اگرچہ حاصل کے اعتبار سے دونوں ایک ہی چیز ہیں مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ کاشتکار اگر خود مالک زمین ہے تو اس سے وصول شدہ ٹیکس (مال گذاری) کہلاتا ہے اور اگر حکومت اور کاشتکار کے درمیان زمیندار ہے تو حکومت جو ٹیکس زمیندار سے لیتی ہے وہ مال گذاری کہلاتا ہے اور زمیندار کاشتکار سے جو اجرت لیتا ہے وہ لگان ہے۔

(اسلام کا اقتصادی نظام از مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی ص: ۲۱۹)

لائے نفی اور مائے نفی کا فرق

واضح ہو کہ عام قاعدہ تو یہ ہے کہ نفی کیلئے مضارع میں حرف لا اور ماضی میں حرف ما لائے جاتے ہیں مگر کبھی مضارع کی نفی کیلئے ماضی لایا جاتا ہے جیسے کہ ”قولہ تعالیٰ: ﴿وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ﴾، ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ﴾ (الایۃ) لیکن ماضی میں تین شرطوں کے ساتھ لائے نفی بھی داخل ہو سکتا ہے (۱) لا کے ساتھ صیغہ ماضی کا تکرار ہو جیسے ﴿فَلَا صَدَقَ وَلَا صَلَّى﴾ (۲) جواب قسم میں واقع ہو جیسے: تَاللّٰهِ لَا فَعَلْتُ كَذَا (۳) محل دعاء میں واقع ہو۔ جیسے:

أَلَا بَارَكَ اللَّهُ فِي سُهَيْلٍ إِذَا مَا اللَّهُ بَارَكَ فِي الرِّجَالِ

(ترجمہ) آگاہ ہو کہ برکت نہ دے اللہ تعالیٰ سہیل کے حق میں جبکہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کے حق میں برکت فیضان عطاء کرے۔ (تأرب الطالبہ ص ۵۴)

لولا اور لولا کے درمیان فرق

یاد رہے کہ (۱) لولا کا مدحول ہمیشہ اسم ہوگا اور لو کا مدخول ہمیشہ فعل ہوگا۔ (۲) لولا میں شرط وجود جزا کیلئے سبب ہوتا ہے اور لو میں شرط کی نفی ہوتا ہے جزا کی نفی کیلئے یا جزا کی نفی سبب ہوتی ہے شرط کی نفی کیلئے۔ (۳) لولا کے جواب میں لام ہونا ضروری ہے اور

لو کے جواب میں لام اور فادونوں آسکتے ہیں۔ (۴) لو کے مدخول سے زمانہ ماضی سمجھا جاتا ہے۔ لولا کا مدخول زمانہ ماضی سے عاری ہے بلکہ دوام کا مفہوم ہے۔ (تأرب الطلبة ص: ۸۳)

لابدلہ اور لا بدمنہ کا فرق

ان دونوں کے معنی ہیں ”اس کیلئے ضروری ہے، اس کے بغیر چارہ کار نہیں“ اس کی ترکیب میں دو قول ہیں (۱) لا، لائے نفی جتنس، بد، شبہ مضاف، لہ یا منہ، بد سے متعلق ہے بد شبہ مضاف اپنے متعلق سے ملکر اسم لا اس کی خبر محذوف ہے جو فعل عام (حصول، ثبوت، وجود، اور کون) سے ہوگی تقدیر عبارت یوں ہوگی ”لابدُلہ ثابت“ لیکن اس صورت میں اعتراض یہ ہوگا کہ جب اسم شبہ مضاف ہوتا ہے تو منون ہوتا ہے جیسے یا طالعاً جبلاً یہاں ”بد“ منون کیوں نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں شبہ مضاف کو مضاف پر محمول کر کے مضاف کا اعراب دیا گیا ہے۔ (۲) بُدُّ لا کا اسم ہے ”لہ“ یا ”منہ“ ظرف مستقر ہو کر اس کی خبر ہے (۳) لا بُدُّ من کذا، اس کی ترکیب میں دو احتمال ہیں (۱) لا بُدُّ، الگ جملہ ہے (کما مرّ تفصیلہ) (۲) یہ کہ من کذا، الگ جملہ ہے ”من کذا“ اصل میں بعد المنفی من کذا، ”تھابعد المنفی مبتداء ہے من کذا،“ ظرف مستقر ہو کر خبر ہے اس صورت میں ”من کذا“ جملہ مستأنفہ ہوگا دوم ”من کذا“ لا کی خبر ثانی ہے اور اس کی خبر اول فعل عام محذوف ہے۔ (دیکھئے مقدمات ص ۸۱۔ اور صاحب مجموعۃ النوادر نے بھی اس کے دو فرق بیان کئے ہیں۔ دیکھئے مجموعۃ النوادر، از مولانا مفتی علی احمد صاحب قاسمی مدرس مفتیٰ حال مدرسہ مراد یہ مظفر نگر یوپی۔ (انڈیا)

لُمرّۃ اور ہُمرّۃ کا فرق

ہُمرّہ کے معنی ہے پس پشت عیب نکالنے والا اور لُمرّہ کے معنی ہے آنے سامنے عیب نکالنے والا۔ پھر ان دونوں کی تفسیر میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں (۱) جو ابھی

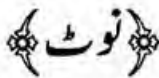
گذرا ہے (۲) ہمزہ کی تفسیر ہے طعن دینے والا۔ اور لَمَزَہ کی تفسیر ہے غیبت کرنے والا (۳) ہمزہ کے معنی اشارہ ہے عیب بیان کرنا خواہ ہاتھ سے ہو یا آنکھ سے یا سر وغیرہ سے اور لَمَزَہ کے معنی ہے زبان سے عیب ظاہر کرنے والا۔ (آرب الطلبہ ص: ۲۴۱، وفروق اللغات ص: ۲۰۵/۶)

الفرق بین اللَّبِّ وَاللَّبِّ

إِنَّ اللَّبَّ بِالْفَتْحِ اللَّازِمُ الْمَقِيمُ. وَاللَّبُّ بِالضَّمِّ الْعَقْلُ خَالِصٌ كُلُّ شَيْءٍ. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۲)
 ”اللب“ (بفتح اللام) بمعنی لازم و مقیم اور ”اللّب“ (بضم اللام) بمعنی عقل کو کہتے ہیں اور ہر شی کے خالص اور زہر کو۔“

الفرق بین اللَّجَّةِ وَاللَّجَّةِ

إِنَّ اللَّجَّةَ بِضَمِّ اللَّامِ مَعْظَمُ الْمَاءِ وَالْمَرَأَةِ وَالْفَضَّةِ وَاللَّجَّةُ بِفَتْحِ اللَّامِ،، الْاَصْوَاتُ. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۱)
 ”اللَّجَّةُ“ (بضم اللام) بمعنی پانی کا بڑے حصے کو کہا جاتا ہے اور عورت اور چاندی کو بھی جبکہ ”اللَّجَّةُ“ آوازوں کو کہتے ہیں۔“



اس سے قبل حرف لام کے جتنے الفاظ گزر چکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔ (۱) لزوم اور إلزام کے درمیان فرق (۲) لغت اور ادب کے درمیان فرق (۳) لواء اور لبّان کے درمیان فرق (۴) لقب، کنیت اور علم کے مابین فرق (۵) لبّین اور حلیب کے درمیان فرق (۶) لولؤ اور در کے درمیان فرق (۷) لواء، رأیۃ اور علم کے مابین

فرق (۸) لباس اور ریش کے مابین فرق (۹) لحد اور شق میں فرق (۱۰) لذت اور شہوت میں فرق (۱۱) لدی اور عندی میں فرق (۱۲) لص اور سارق کے مابین فرق (۱۳) لب اور عقل میں فرق (۱۴) لقاء اور تلقی میں فرق (۱۵) لوز اور عاذ میں فرق۔ وغیرہ۔

مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب میں فرق

دونوں کے درمیان فرق ان مقاصد سے ظاہر ہے کہ مقدمۃ العلم تو تینوں علوم (تعریف، موضوع اور غرض) کے مجموعے کا نام ہے اور مقدمۃ الکتاب نام ہے ان الفاظ کے مجموعے کا۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ مقدمۃ العلم کا تعلق معانی سے ہے اور مقدمۃ الکتاب کا تعلق الفاظ سے ہے لہذا دونوں میں حقیقی فرق تبیین کا پایا جاتا ہے۔ (از اشرف القطبی ص: ۴۳)

مثال اور مثل کے درمیان فرق

(۱) مثل کہتے ہیں جو تمام حقیقت میں شریک ہو جیسے لبس کمثله شئی۔ اور مثال اس کو کہتے ہیں جو بعض اغراض میں شریک ہو جیسے انسان نے دیوار پر نقش کئے تو یہ نقوش اصل کی مثال ہیں اسکا مثل نہیں ہے (افاضات شرح مقامات اردو ص ۴۷) (۲) مثال تو وہ ہے جو بعض صفاتِ مثل لہ کے مشابہ ہو اور مثل وہ ہے جس کا ”من کل الوجه“ میں مثل لہ کے مشابہ ہونا ضروری ہے۔ (افاضات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ص: ۹۹)

مالک اور ملک کے درمیان فرق

المالک هو القادر علی النصرۃ دون ان یمنعه احد۔ اور علامہ محقق طوسیؒ کی رائے یہ ہے کہ مالک ابلغ ہے ملک سے کیونکہ مالک اپنی مملوک میں

تصرف کر سکتا ہے جو چاہے کرے بخلاف مُلک (بادشاہ) کے کیونکہ وہ کسی کو قتل نہیں کر سکتا اور بعض یہ فرماتے کہ ملک ابلغ ہے اسلئے کہ اس میں احتواء علی الكنز (صاحب خزانہ ہونا) ہوتا ہے بخلاف مالک کے۔ (تہیمات ص ۹۵، ۱۰۵، ۱۰۶۔ فروق اللغات ص ۱۲)

مناسبت، مشابہت، مماثلت، مجانست

اور مشاکلت کا فرق

ان تمام الفاظ میں مختصر فرق یہ ہے کہ اشتراک فی الجنس کو مجانست اور اشتراک فی النوع کو مماثلت اور اشتراک فی کیف کو مشابہت۔ اور اشتراک فی القدر والکم کو مشاکلت کہا جاتا ہے اور مناسبت عام ہے ہر ایک پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اور کبھی ایک کو دوسرے کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ (فراند منشورہ ص: ۳۷)

مقام اور مُقام کے درمیان فرق

مقام اور مُقام کے درمیان تین وجوہ سے فرق ہے (۱) اگر یہ لفظ ترکیب میں ظرف واقع ہو تو مقام (بفتح المیم) ہوگا۔ چاہے ثلاثی مجرد سے ہو یا ثلاثی مزید فیہ سے (۲) اگر ثلاثی مجرد سے ہو تو بفتح میم (مقام) ہوگا ورنہ بضم میم ہوگا (۳) لفظ مقام کے بعد جو اسم استعمال ہوتا ہے اگر نفس الامر میں مرتبہ و مقام اس کا ہے تو بفتح المیم ہوگا ورنہ بضم المیم ہوگا مثلاً قسم میں باء اصل ہے اور واو اس کا بدل ہے اور تاء، واو کا بدل ہے اب اگر یوں کہا جائے۔ التاء اقیمت مقام الواو تو مقام بضم المیم ہوگا کیونکہ اصل مقام واو کا نہیں ہے بلکہ باء کا ہے اگر یوں کہا جائے۔ الواو اقیم مقام الباء۔ تو مقام بفتح المیم پڑھا جائیگا کیونکہ قسم میں باء اصل ہے اور مقام بھی ا

سکا ہے۔ (دیکھئے مقدمات ص: ۸۶، و اضافات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ص: ۶۵۶)

مدلس اور مرسل خفی میں فرق

حدیث مدلس اور مرسل خفی کے درمیان فرق یہ ہے کہ حدیث مدلس میں ایسے شیخ کی طرف روایت منسوب کی جاتی ہے جس سے ملاقات تو ہوتی ہے مگر اس سے مطلق سماع نہیں ہوتا یا روایت کردہ حدیث کا سماع نہیں ہوتا۔ اور مرسل خفی میں روایت ایسے شیخ کی طرف منسوب کی جاتی ہے جس سے صرف معاشرت ہوتی ہے اس سے ملاقات نہیں ہوتی۔ (تحفة الدور شرح نخبة الفكر۔ از استاذنا و مولانا مفتی سید احمد پالنپوری مدظلہ العالی ص: ۲۹)

مجنون اور مجذوب کے درمیان فرق

حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ مجذوب اور عام پاگل (مجنون) کے درمیان فرق پہچانا آسان کام نہیں بس اس کو اہل نسبت اولیاء اللہ ہی پہچان سکتے ہیں جس کو ایسے حضرات مجذوب قرار دیں وہ مجذوب ہے ورنہ وہ مجنون اور پاگل ہے اگرچہ اس کو کچھ کشف صحیح بھی ہو جاتا ہو کیونکہ مجنون کو بھی کشف صحیح ہو سکتا ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے مجالس حکیم الامت محمد شفیع ص: ۱۷۸، بتغیر یسیر)

مدارات اور مداہنت میں فرق

لغة مدارات کے معنی مداہنت کے قریب قریب ہیں لیکن عرفاً فرق یہ ہے کہ مداہنت کہا جاتا کسی منکر اور ناجائز امر کو دیکھ کر اس کو ختم کرنے پر قدرت رکھنے کے باوجود کسی غرض دنیوی یا احکام دین کی بے پروائی کی بناء پر اسے نہ روکنا اور مدارات کہا جاتا ہے دین کی حفاظت اور مصالح وقت کی رعایت کرتے ہوئے منکرات کو رفع کرنے سے سکوت اختیار کرنا۔ اور مدارات محمود ہے مداہنت مذموم اور ناجائز ہے۔ (دیکھئے ایضاح

المشکوٰۃ ص: ۵۱۰ ج ۲، باتیں انکی یاد رہیں گی ص ۱۳۰- تار بالطلبہ ص: ۱۳۰

مسیح و جال، مسیح علیہ السلام میں فرق

حضرت عیسیٰؑ اور دجال کی صفت ”مسیح“ استعمال کرنے میں دو طرح کا فرق ہے (۱) اطلاقی یعنی لفظ مسیح کا اطلاق عیسیٰ علیہ السلام پر تو مطلق بھی آتا ہے مگر دجال پر اسی لفظ دجال کے ساتھ مقید ہو کر آتا ہے (۲) دوسرا فرق لفظی ہے یعنی حضرت عیسیٰؑ کی صفت میں تو با اتفاق رواۃ مسیح (فتح الحیم و تخفیف السین و اھمال الحاء) ہی ہے لیکن دجال کی صفت میں بقول بعض مسیح (یعنی بکسر میم، تشدید سین، و خاء منقوطہ سے) بھی آتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ دجال کی صفت میں مسیح یعنی کسرہ نیم کے ساتھ ہے۔ (دیکھئے عمدۃ المفہم شرح مسلم ص: ۹۶، ۹۵)

ملک اور ملک میں فرق

دونوں کے درمیان باہمی فرق یہ ہے کہ ملک یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے جیسے قولہ تعالیٰ ﴿عند ملک مقتدر﴾ اور ابو العلاء معریؒ نے بیان کیا ہے کہ ملک کے اندر مبالغہ زیادہ ہے بمعنی شہنشاہ بخلاف ملک کے کہ اس میں مبالغہ زیادہ نہیں ہے۔ (اضافات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ص: ۵۸ ج ۱، الفروق فی اللغة ص: ۱۷۷)

مزاح اور مذاق کے درمیان فرق

مزاح اور مذاق کے درمیان فرق یہ ہے کہ مزاح وہ ہے کہ اس سے سننے والے کو انیسیت و محبت پیدا ہوتی ہے اور اس کا دل بڑھتا ہے اور مذاق وہ ہے کہ اس سے سننے والے کی دل شکنی ہوتی ہے اور مزاح کے معنی دل لگی و خوش طبعی کے ہیں یا ایسا فقرہ جس سے اسکی طبیعت میں انشراح و انبساط پیدا ہو اگر کوئی ایسا لفظ کہے کہ جس سے

سننے والے کی دل شکستگی ہو تو وہ مذاق ہے جس کی حدیث شریف میں مذمت آئی ہے اور مزاح سنت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خود ثابت ہے۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات۔ ناشر: مکتبہ لدھیانوی کراچی)

منزل اور منہل میں فرق

منزل وہ جگہ ہے جہاں انسان اترے وہاں پانی بھی ہو اور منہل وہ جگہ ہے جہاں انسان اترے لیکن وہاں پانی نہ ہو لیکن تحقیق یہ ہے کہ دونوں لفظ اس جگہ کیلئے بولے جاتے ہیں جہاں پانی ہو۔ (افاضات شرح مقامات اردو از مولانا افتخار علی دیوبندی ص ۱۲۸ ج ۱، ناشر مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

مستحب اور مندوب میں فرق

ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ مستحب وہ ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑ دیا ہو اور مندوب وہ ہے جس کو ترغیب کیلئے صرف ایک یا دو مرتبہ کر لیا ہو۔ (غایۃ السعایۃ فی حل عمانی الہدایۃ ص: ۲۲۹ ج ۱ مؤلفہ مولانا محمد حنیف گنگوہی مدظلہ العالی، ناشر: جامعہ اشرفیہ، لاہور)

مذی، ودی اور ودی کے درمیان فرق

مذی اس لیس دار (لزوج) پانی کو کہتے ہیں جو بیوی یا کسی سے ملاعبت، اور بوسہ وغیرہ کے بعد شہوت کے انتشار کے بعد نکلتا ہو اور ودی اس پانی کو کہا جاتا ہے جو انزال منی کے بعد نکلتا ہو اور ودی اس سفید غلیظ پانی کو کہا جاتا ہے جو پیشاب کے بعد پیشاب کی راہ سے نکلتا ہے، اس کی مزید وضاحت کیلئے فتاویٰ رحیمیہ جلد ہفتم کا مطالعہ مفید رہے گا۔ (فروق اللغات ص: ۲۱۱ بتغییر یسیر)

معنی، مفہوم اور مدلول کا فرق

ان تینوں کے معنی تو بحیثیت مصداق متحد ہیں البتہ اعتباری فرق ہے وہ یہ ہے کہ صورتِ ذہنیہ کو اس حیثیت سے کہ اس کا لفظ سے قصد کیا جاتا ہے ”معنی“ کہتے ہیں۔ اور اس حیثیت سے کہ وہ لفظ سے عقل میں حاصل ہوتی ہے ”مفہوم“ کہتے ہیں۔ اور اس حیثیت سے کہ اس پر لفظ دلالت کرتا ہے مدلول کہا جاتا ہے۔ کذا قالہ العلامة التفتازانی۔ (آداب الطلبة ص: ۱۸۵)

مسح علی الجبیرہ، مسح علی الخفین میں فرق

مسح علی الجبیرۃ اور مسح علی الخف کے درمیان مختلف وجوہ سے فرق ہے (۱) مسح علی الجبیرۃ با وضو اور بلا وضو و بلا غسل ہر طرح جائز ہے بخلاف مسح علی الخف کے کہ وہ بلا طہارت جائز نہیں۔ (۲) مسح جبیرہ کیلئے کوئی وقت متعین نہیں مسح علی الخف کیلئے مدت متعین ہے۔ (۳) جبیرہ اچھا ہو کر کھلنے یا گرنے سے صرف اسی جگہ کا دھونا ضروری ہے بخلاف مسح علی الخف کے کہ اگر اس کا ایک موزہ نکال دیا تو دوسرے پاؤں کا دھونا بھی ضروری ہوگا۔ (۴) جبیرہ اچھا ہوئے بغیر کھلی گئی یا کھینچی گئی اور گر گئی تب بھی مسح جبیرہ باطل نہ ہوگا (کیونکہ عذر باقی ہے) بخلاف مسح خف کے کہ اگر موزہ نکال دیا تو مسح خف باطل ہو جائیگا۔ (۵) مسح جبیرہ مُحْدَث اور جُنُبی دونوں کیلئے جائز ہے اور مسح خف صرف مُحْدَث کیلئے جائز ہے۔ (۶) مسح جبیرہ میں استیعاب یا اکثر شرط ہے مسح علی الخف میں یہ شرط نہیں۔ (۷) مسح جبیرہ میں بالاتفاق نیت شرط نہیں ہے مسح علی الخف میں ایک روایت کے مطابق نیت شرط ہے۔ (غایۃ المساعیہ ص: ۱۱۴ ج ۲)

الفرق بین المدنی و المدینتی و المدائنی

ان المدنی نسبة الى مدينة النبي صلى الله عليه وسلم والمد
ينى نسبة الى مدينة المنصور والمدائنی: نسبة الى مدينة كسرى.
(المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۴)

”مدنی“ یہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
منسوب ہے اور ”مدینتی“ یہ مدینۃ المنصور کی طرف منسوب ہے اور
مدائنی“ یہ مدینۃ کسریٰ کی طرف منسوب ہے۔“

محقق اور مدقق کے درمیان فرق

یہ دونوں صیغہ فاعل ہیں باب تفعیل سے اب دونوں کے اندر فرق یہ ہے کہ
محقق کہتے ہیں جو اشیاء کو دلائل سے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مقدمات دلائل کو بھی
بیان کرنے والا ہو بایں وجہ دونوں کے درمیان عام و خاص مطلق کی نسبت ہے محقق اعم
مطلق اور مدقق اخص مطلق ہے۔ (ماآرب الطلبہ ص: ۲۳۹)

الفرق بین المنافق والملحد

ان المنافق غیر معترف بنبوۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم
والملحد وهو من مال عن الشرع القويم الى جهة من جهات الكفر
من الحد في الدين حادو عدل لا يشترط فيه الاعتراف بنبوۃ نبینا صلی
اللہ علیہ وسلم ولا بوجود الصانع تعالیٰ و هذا ان اشتراكا في ابطان
الكفر. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۳۶)

”منافق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا معترف نہیں ہے اور ملحد وہ
ہے جو کہ مائل ہو مضبوط شریعت سے کفر کی جہتوں میں سے کسی جہت کی طرف، حد

سے دین میں اس میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتراف شرط نہیں اور نہ ہی بنانے والے خدا تعالیٰ کا وجود کا اعتراف شرط ہے اور یہ دونوں ابطان کفر میں شریک ہیں۔“

مقیل اور مشتق کے درمیان فرق

جاننا چاہئے کہ یہ دونوں اسم ظرف کے صیغے ہیں مستقر باب استفعال سے اور مقیل باب ضرب سے اور دونوں کے معنی جگہ کے ہیں پھر دونوں میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مستقر یہ قر سے مشتق ہے جو مستقیل طور پر قیام کرنے کی جگہ کو کہتے ہیں اور مقیل یہ قیلولہ سے مشتق ہے جس کے معنی ہے دو پہر کو آرام کرنے کی جگہ کو کہا جاتا ہے لہذا اس سے معلوم ہوا کہ مستقر عام ہے اور مقیل خاص ہے یہ دونوں لفظ قرآن شریف میں بھی آیا ہے۔ مستقرا واحسن مقیلا۔ (فرقان)۔ (دیکھئے مآرب الطلحہ ص: ۲۳۷)

الفرق بین المجلس والمقامة

والمقامة والندی

انّ الندیّ هو المجلس للاهل ومن ثم قيل انطقهم فی الندیّ و لا یقال فی المجلس اذا خلا من اهله ندیّ وقد تنادى القوم اذا تجا لسوا فی الندیّ و المقامة (بالضم) المجلس الذی یؤکل فیہ و یشرب، و المقامة (بفتح المیم) المجلس الذی یتحدث فیہ و المقامة بالفتح ایضاً الجماعة. (الفروق فی اللغة ص: ۳۰۳)

”ندی“ وہ مجلس ہے جو اہل کیلئے ہوا اور اسی سے کہا جاتا ہے اس کو گویائی دی

ندئی میں اور لیکن فی المجلس نہیں کہا جاتا جب اس کے اہل سے خالی ہو اور قوم نے منادی کی جب کہ وہ مجلس میں بیٹھے اور ”القامۃ“ وہ مجلس جس میں کھایا پینا جائے اور ”مقامۃ“ وہ مجلس جس میں بات چیت کی جائے اور جماعت کو بھی کہتے ہیں۔“

ممنوع اور مجبور کے درمیان فرق

ان دونوں کے ان در فرق یہ ہے کہ مجبور عنہ (جس کو روکا گیا) کا فعل غیر معتبر ہوتا ہے نہ حرام ہوتا ہے اور نہ مکروہ۔ اور ممنوع (جس کو منع کیا گیا) کا فعل معتبر ہوتا ہے خواہ حرام ہو یا مکروہ مثلاً بیع فاسد ممنوع ہے لیکن اگر کسی نے بیع فاسد کر لی و مشتری نے بیع پر قبضہ کر لیا تو مشتری کی ملک ثابت ہو جائیگی و اگر مجبور عنہ مثلاً نابالغ بچہ یا مجنون نے عقد بیع کا معاملہ کیا اور مشتری نے بیع پر قبضہ بھی کر لیا تو مشتری کیلئے ملک ثابت نہ ہوگی۔ (بکذافی اشرف الہدایہ ص: ۳۱۵ ج ۲)

مثلاً اور نحوہ کے درمیان میں فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ مثلاً میں الفاظ و معنی دونوں کے ایک ہی ہوتے ہیں اور نحوہ میں صرف معنی کی موافقت ہوتی ہے الفاظ بدلے ہوئے ہوتے ہیں۔ (فضل الباری ص ۲۰۱ ج ۱، مؤلفہ علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب بتخیر یسر مآرب الطلبہ ص: ۲۶۵، کشف الباری شرح بخاری ص: ۵۳۵ ج ۲)

مثال اور نظیر کے درمیان فرق

مثال یہ تین معنوں میں استعمال کرتے ہیں (۱) نظیر (۲) کھاوت (۳) حال اور مشابہت کو کہتے ہیں۔ نظیر اور مثال اس بات پر ہر ایک شریک ہیں کہ ان سے کسی چیز کی تشبیہ مقصود ہوتی ہے دونوں کے اندر صرف اتنا فرق ہے کہ نظیر مثل لہ کی جزئی نہیں ہوتی اور مثال مثل لہ کی جزئی ہوتی ہے مثلاً یوں کہتے ہیں کہ مفعول منصوب

ہوتا ہے جیسے: ضرب زید عمراً۔ میں عمراً منصوب ہے اور طاب زید علماً میں علماً منصوب ہے یہاں عمراً مثال ہے کیونکہ وہ مفعول کلیہ کی ایک جزئی ہے اور علماً مفعول کی ایک مثال نہیں بلکہ نظیر ہے کیونکہ وہ مفعول میں سے نہیں۔ (مآرب الطلبہ ص: ۱۰۹، از تفسیر بیضاوی، و مقدمات علوم درسیات از مولانا محمد صدیق ارکانی صاحب)

الفرق بین المنفرد والواحد

ان المنفرد یفید التخلی و الانقطاع من القرناء ولهذا لا یقال للہ سبحانہ و تعالیٰ منفرد کما یقال انہ منفرد و معنی المنفرد فی صفات اللہ تعالیٰ المتخصص بتدبیر الخلق و غیر ذالک مما یجوز ان یتخصص بہ من صفاتہ و افعالہ۔ (الفروق فی اللغة ص: ۱۳۳)

”منفرد فائدہ دیتا ہے ساتھیوں سے تخلی اور انقطاع کا اسی لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ منفرد اور منفرد کے معنی اللہ تعالیٰ کی صفات میں مخلوق کی تدبیر میں خاص ہونا اور اسکے سوا ان میں سے جو کہ جائز ہے کہ وہ اس کیساتھ خاص ہو اس کی صفات و افعال میں سے“

الفرق بین المنی والنطفۃ

ان قولک النطفۃ یفید انها ماء قليل والماء القلیل تُسمیہ العرب النطفۃ یقولون هذه نطفۃ عذبة ای ماء عذب ثم کثر استعمال النطفۃ فی المنی حتی سار لایعرب باطلاقہ غیرہ و قولنا المنی یفید ان الولد یقدر منه و هو من قولک منی اللہ لہ کذا ای قدرہ و منه المنا الذی یوزن بہ مقدر تقدیر معلوماً۔ (الفروق فی اللغة ص: ۳۰۸)

”تمہارا قول ”النطفۃ“ فائدہ دیتا ہے کہ یہ ماء قلیل ہے اور ماء قلیل کا عرب لوگ نطفۃ نام رکھتے ہیں ”هذه نطفۃ عذبة ای ماء عذب“ پھر نطفۃ کا

استعمال منی میں کثرت سے ہوا۔ یہاں تک کہ اس کے علاوہ پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا اور ہمارا قول المنی فائدہ دیتا ہے کہ ولادت اس سے مقدر ہوتا ہے اور وہ ہمارے قول ”منی اللہ له کذا ای قدرہ“ اور اس سے المنا بھی ہے جس سے مقدر ہوتا ہے تقدیر معلوم۔

الفرق بین المعونة والنصرة

النصر يختص بالمعونة على الاعداء. والمعونة عامة في كل شئ فكل نصرٍ معونة ولا ينعكس. (الفروق في اللغة ص: ۸۳) افروق اللغات ص: ۲۱۱/۲۱۰

ترجمہ: ”النصر“ ایسی مدد کے ساتھ خاص ہے جو دشمن پر ہو اور ”معونت“ عام ہے ہر چیز میں پس ہر نصرت معونت ہے لیکن اور ہر معونت نصرت نہیں یعنی اس کا عکس نہیں۔“

مذی، منی اور ودی کے درمیان فرق

انسان کے پیشاب کی نالی سے پیشاب کے علاوہ جو چیزیں نکلتی ہیں وہ عام طور پر تین ہیں (۱) منی (۲) مذی (۳) ودی۔ اول موجب غسل ہے اور ثانی و ثالث موجب وضوء ہے پس منی وہ کودنے والا پانی ہے جس میں شہوت ہو اور اس سے بچہ پیدا ہو سکتا ہے۔ مذی وہ پانی ہے جو ملاعبت کے وقت نکلتا ہے اور ودی وہ پانی ہے جو پیشاب کے ساتھ اور پیشاب کے بعد نکلتی ہے۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ مذی سفید پتلا چکنا پانی ہوتا ہے جو مرد سے اپنی بیوی سے ملاعبت کے وقت شہوت کے ساتھ نکلتا ہے مگر اس کے بعد طبیعت میں فتور پیدا نہیں ہوتا ہے اور صاحب ہدایہؒ نے فرمایا کہ مذی وہ پانی ہے جو دقیق ہو اور سفیدی کی طرف مائل ہو ملاعبت کے وقت نکلتا ہو۔ اس کے متعلق مزید تفصیلی بحث کیلئے فتاویٰ رحیمیہ کے ساتویں جلد کے صفحہ ۱۴۲/۱۴۳ زیادہ مفید رہے گا۔ (مآرب الطلبہ ص: ۱۱۹، وقانون رحیمیہ ص: ۱۴۳، ۱۴۲ جلد ۷)

موت اور نوم کے درمیان فرق

ان الموت انقباض الروح ای انقطاع تعلقہ عن ظاهر البدن و باطنہ. والنوم. انقطاعه عن ظاهر البدن فقط. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۲۳)

ترجمہ: ”موت روح کا بند ہونا، یعنی اس کا تعلق ختم ہونا ظاہر بدن اور باطن بدن سے اور نوم فقط ظاہر بدن سے تعلق ختم ہونا۔“

المیت اور المیت کے درمیان فرق

ان دونوں الفاظ کے درمیان فرق اس قدر ہے کہ میت (تشدید سے) کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوتا ہے جو مر چکا ہے یا ہر اس شخص پر بھی ہوتا ہے جو آئندہ مرے گا اور میت (بغیر تشدید سے) کا اطلاق صرف اس شخص پر ہوتا ہے جو مر چکا ہے۔ (فروق اللغات ص: ۲۱۲، المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۵۰، معارب الطلبة ص: ۲۶۳)

مجلس اور محفل کے درمیان فرق

ان المحفل هو المجلس الممتلئ من الناس من قولهم ضرع حافل اذا كان ممتلئاً. (الفروق فی اللغة ص: ۳۰۳)
ترجمہ: ”محفل“ وہ مجلس ہے جو لوگوں سے بھری ہو ان کے قول ضرع حافل اس وقت کہا جاتا ہے، جبکہ وہ بھری ہوئی ہو۔“

مقاتلہ اور محاربہ کے درمیان فرق

یہ دونوں باب مفاعلہ کا مصدر ہے اگرچہ باب مفاعلہ کی ایک خاصیت شرکت کیلئے آتی ہے مگر یہاں لفظ محاربہ اس خاصیت سے خالی ہے بلکہ اصل مشتق حرب کے معنی میں ہے جس کے اصلی معنی سلب کرنے اور چھین لینے کے ہیں اور محاورات میں یہ لفظ سلم بالمقابل استعمال ہوتا ہے جس کے معنی امن اور سلامتی کے ہیں تو معلوم ہوا کہ حرب کے معنی و مفہوم بد امنی پھیلاتا ہیں اسکے مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً رہزنی، ڈاکہ، بغاوت، اور حملہ کرنے سے قتل و خون ریزی تک اس لفظ کے مفہوم میں شامل ہیں اور لفظ مقاتلہ قتل سے مشتق ہے جس کے معنی باہمی قتل و قتال کرنا یہ لفظ فقط خون ریزی، لڑائی کیلئے بولا جاتا ہے گو کوئی قتل ہو یا نہ ہو گو ضمناً مال بھی لوٹا جائے۔ خلاصہ: یہ نکلا کہ لفظ محاربہ عام ہے اور لفظ مقاتلہ خاص ہے۔ (مآرب الطلبہ ص: ۳۵۵)

مصدر اور مفعول مطلق کے درمیان فرق

مصدر وہ ہے جو معنی حدودی پر دلالت کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے فعل نکلتا ہو یعنی مصدر ہونے کیلئے دو شرطیں ہیں (۱) معنی حدودی پر دلالت کرنا فعل کا (۲) اس سے فعل وغیرہ نکلتا جیسے ضرب۔ الضرب مصدر سے نکلا ہے اور مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو اپنے ماقبل کا ہم معنی ہو ایسے ضربت ضرباً میں ضرباً مفعول مطلق ہے وہ اپنے ماقبل فعل ضرب کا ہم معنی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مفعول مطلق کیلئے صرف مصدر یعنی معنی حدودی ہونا کافی ہے اس سے فعل نکلتا شرط نہیں جیسے وَيَحْتِ وَيَلْتِ یہ مفعول مطلق ہے اور اس سے فعل نکلتا نہیں اب دونوں کے درمیان عام و خاص مطلق کی نسبت نکلی ہے یعنی ہر ہر مصدر مفعول مطلق ہو سکتا ہے لیکن ہر ہر مفعول مطلق مصدر نہیں ہوگا۔ (دیکھئے مآرب الطلبہ ص: ۶۶)

مقتضائے حال اور مقتضائے ظاہر کا فرق

واضح ہو کہ یہ دونوں علم معانی کی ایک اصطلاح ہے یعنی حالت اور ظاہر کے تقاضا کے مطابق متکلم اپنی بانی الضمیر ادا کرنے کو کہتے ہیں پھر دونوں میں عام خاص کی نسبت ہے یعنی مقتضائے حال وہ امر ہے جو کلام کو کسی کیفیت کے ساتھ لانے کی طرف داعی ہو خواہ اس امر داعی کا ثبوت نفس الامر کے اعتبار سے ہو یا اس چیز کے اعتبار سے ہو جو متکلم کے نزدیک ہے جیسے مخاطب غیر سائل کو بمنزلہ سائل قرار دینا اور ظاہری حال وہ امر ہے جو کلام کو کیفیت مخصوصہ کیساتھ لانے کی طرف داعی ہو بشرطیکہ یہ امر نفس الامر میں ثابت ہو پس حال کے تحت میں دو فرد ہوئے ایک ظاہر جو نفس الامر میں ثابت ہو دوسرے مخفی جو اس چیز کے اعتبار سے جو متکلم کے نزدیک ہے جب حال کے تحت میں دو فرد ہوئے تو مقتضائے حال عام ہوگا اور مقتضائے ظاہر خاص ہوگا پس جہاں مقتضی البظاہر صادق آئے گا وہاں مقتضی الحال ضرور صادق آئے گا مگر اس کا برعکس نہیں۔ (ما رب الطلبہ ص: ۲۰۲)

الفرق بین المناظرۃ والمخاصمۃ والمجادلۃ

ہی نظائر وان کان بینہما فرق فان المجادلۃ ہی مخاصمۃ فیما وقع فیہ خلاف بین اثنین المخاصمۃ منازعۃ. المخالفة بین اثنین علی الوجه الغلطۃ والمناظرۃ ما یقع بین النظیرین. (تراجع الی فروق اللغات ص: ۲۱۹)

”یہ آپس کی نظیریں ہیں، اگرچہ ان کے درمیان فرق ہے پس مجادلہ وہ مخاصمہ ہے جس میں دو کے درمیان اختلاف جاری ہے، اور مخاصمہ وہ ہے جو دو کے درمیان شدت سے اختلاف ہو اور مخالفت اسی کا نام ہے جبکہ مناظرہ دو ہم مثل کے درمیان واقع ہوتا ہے۔“

متعہ اور نکاح موقت کا فرق

ابن ہمامؒ لکھتے ہیں کہ نکاح موقت بھی متعہ کے افراد میں سے ہے کیونکہ دونوں کی حقیقت ایک ہی ہے علامہ صاحب البدائع الصنائع لکھتے ہیں کہ ایک ہی چیز کے یہ دو نام ہیں یا دو قسمیں ہیں نیز دوسرے بعض علماء کے نزدیک متعہ اور نکاح موقت کے اندر تین طرح سے فرق ہے (۱) متعہ میں لفظ تمتع یا استمتاع بولا جاتا ہے نکاح موقت میں لفظ نکاح مستعمل ہوتا ہے۔ (۲) متعہ میں دو گواہ مقرر نہیں کئے جاتے جبکہ نکاح موقت میں دو گواہ ہوتے ہیں۔ (۳) متعہ میں احکام نکاح مثلاً عورت کیلئے نفقہ و سنگینی، وراثت طلاق وغیرہ نہیں ہوتے جبکہ نکاح موقت میں یہ تمام احکامات جاری ہوتے ہیں۔ (ایضاح المشکوٰۃ ص: ۵۶ ج ۱)

معصوم اور محفوظ میں فرق

واضح ہو کہ معصوم اسم مفعول ہے جس کا معنی ہے۔ بچایا ہوا، محفوظ رکھا ہوا اور شرعی اصطلاح میں عصمت کا معنی گناہوں سے بچانے کے ہیں اور معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچاتا ہے اور اس سے کوئی گناہ صادر نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعض وہ بندے بھی ہیں جو ساری عمر گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں اور وہ پیغمبر بھی نہیں ہیں، ایسے حضرات کو اصطلاحاً محفوظ کہا جاتا ہے۔ تو معصوم اور محفوظ میں فرق یہ ہے کہ معصوم سے تو گناہ کا صدور ہو ہی نہیں سکتا اور محفوظ (غیر نبی سے) گناہ سرزد تو ہو سکتا ہے لیکن فضل خداوندی کے تحت اس سے گناہ واقع نہیں ہوتا خلاصہ یہ نکلا کہ معصوم (عصمت) یہ انبیاء کرام کی خاص صفت ہے جو دوسروں میں نہیں پائی جاتی بخلاف محفوظ کے۔ (دیکھئے، علمی محاسبہ از مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، خلیفہ حضرت مدنی، ناشر: تحریک خدام اہل السنہ والجماعت چکوال، پاکستان)

موافق اور وفق کے درمیان فرق

واضح ہو کہ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ وفق یہ مصدر ہے بمعنی دو چیزوں میں مطابقت کو کہتے ہیں اور وفق یہ مقدار کیلئے مستعمل ہوتا ہے اور موافق یہ غیر مقداری چیزوں کیلئے مستعمل ہوتا ہے۔ (دیکھئے افاضات شرح مقامات اردوز مولانا افتخار علی دیوبندی ص: ۵۵۸ ج: ۲)

موحد اور مشرک میں فرق

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ایک واسطہ بیت اللہ ہے وسائط نفع و ضرر کے اعتبار سے کسی درجہ میں مقصود نہیں ہیں اور یہی فرق ہے موحد اور مشرک میں کہ مشرک ان وسائط کو نفعاً و ضرراً مقصود سمجھتا ہے اور موحد غیر مقصود، گو مشرکین بھی دعویٰ کرتے تھے کہ ہم بتوں کو محض یکسوئی کیلئے سامنے رکھتے ہیں مگر ان کا برتاؤ اس کا مکتذب ہے وہ بتوں کیلئے نذر و نیاز کرتے تھے، ان کو متصرف اور مؤثر سمجھتے تھے یہاں ان سب کی مخالفت ہے۔ (فقہ حنفی کے اصول و ضوابط ص: ۲۱۶)

الفرق بین المُلْکِ والملکوتِ

المُلْکُ (بضم المیم) ما یدرک بالحس ویقال له عالم الشهادة والملکوت: عالم یدرک به وهو عالم الغیب وعالم الامر و الکون عالم الشهادة بالنسبة المبانی تدلُّ علی زیادة المعانی. (فروق اللغات ص: ۲۰۸)

”ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ الملک (میم کے ضمہ کے ساتھ) محسوسات کو کہا جاتا ہے، جنہیں عالم الشهادة سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، جبکہ الملکوت غیر محسوس اشیاء کا نام ہے، جنہیں عالم الغیب سے تعبیر کی جاتی ہے۔“

الفرق بین المعروف والمشهور

ان المشهور هو المعروف عند الجماعة الكبيرة. والمعروف معروف. وان عرفه واحد يقال هذا معروف عند زيد ولا يقال مشهور عند زيد ولكن مشهور عند القوم. (الفروق فی اللغة ص: ۸۸)

”جاننا چاہیے کہ مشہور ہی کا دوسرا نام معروف ہے ایک بہت بڑی جماعت اسی کے قائل ہیں اور معروف، معروف ہی ہے یعنی معلوم ہونا ہے اگرچہ ایک ہی آدمی کو کیوں معلوم نہ ہو اور کہا جاتا ہے ”زید کے نزدیک یہ معروف ہے“ اور یہ نہیں کہا جاتا ہے کہ یہ مشہور ہے زید کے نزدیک مگر مشہور ہے قوم کے نزدیک۔“

الفرق بین المحال والممتنع

علی ما قال بعض العلماء ان المحال ما لا يجوز كونه ولا تصوره مثل قولك الجسم اسود ابيض فی حال واحدة. والممتنع ما لا يجوز كونه ويجوز تصوره فی الوهم وذالك مثل قولك للرجل عشاء ابدأ فیکون هذا من الممتنع لان الرجل لا یعیش ابدًا مع جواز تصور ذالك فی الوهم. (الفروق فی اللغة ص: ۳۵)

”ان دونوں کے درمیان فرق کے بارے میں علماء کا کہنا ہے کہ: المحال وہ ہے جو ہو سکتا ہو اور نہ اس کا تصور کیا جاسکتا ہو، جیسے: جسم کا ایک ہی وقت میں سیاہ و سفید ہونا۔ جبکہ الممتنع اسے کہا جاتا ہے جو ہو تو نہ سکتا ہو لیکن اس کا تصور کیا جاسکتا ہو، جیسے کسی شخص کا ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنا، جو کہ ہو تو نہیں سکتا مگر اس کا تصور کیا جاسکتا ہے۔“

الفرق بین المختلف والمتضاد

إن المختلفين اللذين لا يسدا أحدهما مسداً آخر في الصفة التي يقتضيها جنسه مع الوجود كالسواد والحموضة. والمتضادان هما اللذان ينتفي أحدهما عند وجود صاحبه إذا كان وجوده ذا على الوجه الذي يوجد عليه ذاك كالسواد والبياض فكل متضاد مختلف وليس كل مختلف متضاداً كما أن كل متضاد ممتنع اجتماعه وليس كل ممتنع اجتماعه متضاداً أو كل مختلف متغير وليس كل متغير مختلفاً والتضاد والاختلاف قد يكونان في مجاز اللغة سواء أيقال زيدٌ ضد عمرٍ وإذا كان مخالفاً له (الفروق في اللغة ص: ۱۵۱/۱۵۰)

”جاننا چاہئے کہ دو مختلف چیزیں انہیں کہا جاتا ہے، جو ایک دوسرے کے ایک وقت میں ایک ہی صفت میں قائم مقام نہ بن سکے۔ جیسے: کالا پن اور کٹھا پن۔ اور دو متضاد چیزیں وہ ہیں جن میں سے ہر ایک دوسرے کے پائے جانے کے وقت موجود نہ رہنے پائے، اگر پہلے کا وجود بھی دوسرے کے وجود کی طرح ہو۔ جیسے: سفید و سیاہ، پس ہر متضاد مختلف ہے، اور ہر مختلف متضاد نہیں، جس طرح ہر متضاد کا اجتماع ناممکن ہے اور ناممکن الاجتماع متضاد، اسی طرح ہر مختلف متغیر ہے جبکہ ہر متغیر مختلف نہیں۔ اور یہ دونوں بعض دفعہ مجازاً ایک ہی معنی بھی مستعمل ہوتے ہیں، جیسے: زید ضد عمرو، جب عمرو زید کا مخالف ہو۔“

محمل اور محتمل کے درمیان فرق

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے کہا محمل اور محتمل کے درمیان کوئی فرق نہیں، بلکہ دونوں کو ایک ہی شے قرار دیا ہے۔ مگر درست یہ ہے کہ محمل وہ لفظ مبہم ہے جس کی مراد ہی سمجھ میں نہ آئے۔ اور محتمل وہ لفظ ہے جو کہ وضع اول ہی کے

ساتھ دو یا دو سے زیادہ مفہوم اور معنی میں استعمال ہوا ہو۔ خواہ وہ لفظ ہر ایک معنی پر ہر حقیقتاً دلالت کرے یا بعض معانی پر۔ دوسرا فرق مجمل اور محتمل کے درمیان یہ ہے کہ محتمل ایسے معروف امور پر دلالت کرتا ہے جن کے درمیان وہ لفظ مشترک اور متردد ہو۔ (یعنی کبھی ایک معنی اور کبھی دوسرے معنی میں استعمال ہو)۔ اور مجمل کسی معروف امر پر دلالت نہیں کرتا۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو کہ شارع علیہ السلام نے محتمل کے برعکس مجمل کا بیان کسی کو تفویض نہیں فرمایا۔ (الاتقان ص: ۵۹ ج ۲)

محبوب اور محروم میں فرق

محبوب اور محروم دونوں لفظ کے معنی محروم ہونے کے ہیں۔ لیکن فرائض کی اصطلاح میں دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ محبوب نفس الامر میں میت کا وارث ہے، البتہ حاجب موجود ہونے کی وجہ سے اس کا وارث ہونا ظاہر نہیں ہوتا۔ چنانچہ حاجب معدوم ہونے کے وقت اس کا وارث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور محروم جو ہے وہ سرے سے میت کا وارث ہی نہیں ہوتا۔ چنانچہ غلام بیٹا اور قاتل بیٹا میت کا شروع ہی سے وارث نہیں ہوتا۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے مدیۃ الراعی فی حل المسراعی، ص: ۳۶، مؤلف مولانا محمد ابراہیم صاحب۔ ناشر قدیمی کتب خانہ کراچی، ودرس سراچی، ص: ۳۶)

نوٹ

حرف میم کے تحت اور بھی بہت سے الفاظ ہیں جن کے فروق اس سے قبل گذر چکے ہیں، یہاں صرف ان الفاظ کا نام لکھا جاتا ہے۔ (۱) ناشاء اللہ اور انشاء اللہ کا فرق ناشاء اللہ میں فرق ہے۔ (۲) مشیت ارادہ کا فرق، ارادہ اور مشیت میں ہے۔ (۳) معبود اور الہ کا فرق، الہ اور معبود میں ہے۔ (۴) معرفت، شعور، علم اور ادراک کا فرق، ادراک، شعور، علم اور معرفت میں ہے۔ (۵) مزاج اور استہزاء کا فرق، استہزاء اور مزاج میں ہے۔ (۶) مبالغہ اور اسم تفضیل کا فرق، اسم تفضیل اور

مبالغہ میں ہے۔ (۷) معراج اور اسراء کا فرق، اسراء اور معراج میں ہے۔ (۸) ملک اور امیر کا فرق، امیر اور ملک میں ہے۔ (۹) مطلق جمع اور اسم جمع کا فرق، اسم جمع اور مطلق جمع میں ہے۔ (۱۰) معجزہ، کرامت اور ارہاص کا فرق، ارہاص، کرامت اور معجزہ میں ہے۔ (۱۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرق، احمد ﷺ اور محمد ﷺ میں ہے۔ (۱۲) مفعول اور اسم مفعول کا فرق، اسم مفعول اور مفعول میں ہے۔ (۱۳) مہما اور اما کا فرق، اما اور مہما میں ہے (۱۴) مدت اور اجل کا فرق، اجل اور مدت میں ہے۔ (۱۵) معجزہ، کرامت، ارہاص اور استدراج کا فرق، استدراج اور ارہاص، کرامت اور معجزہ میں ہے۔ (۱۶) امنیہ اور امنیہ کا فرق، امنیہ اور امنیہ میں ہے (۱۷) مبالغہ اور اسم فاعل کا فرق، اسم فاعل اور مبالغہ میں ہے۔ (۱۸) منزل، دار، بیت اور حجرہ کے مابین فرق، بیت، حجرہ، دار اور منزل میں ہے۔ (۱۹) مکہ اور مکہ کا فرق، مکہ اور مکہ میں ہے۔ (۲۰) المدت اور البرہۃ کا فرق، البرہۃ اور المدة میں ہے۔ (۲۱) مژدہ اور بشارت کا فرق، بشارت اور مژدہ میں ہے۔ (۲۲) المذاکرہ اور التذکیر کا فرق، التذکیر اور المذاکرہ میں ہے۔ (۲۳) مثل اور تشبیہ کا فرق، تشبیہ اور مثل میں ہے۔ (۲۴) معزز، غنم، شاة، ضأن، عنزة، کبش، نعجة اور تیس کا فرق، تیس، عنزة، ضأن، شاة، کبش، معزز، اور نعجة میں ہے۔ (۲۵) متروک الدنیا اور تارک الدنیا کا فرق، تارک الدنیا اور متروک الدنیا میں ہے۔ (۲۶) مدح، حمد، ثناء اور شکر کا فرق، ثناء، حمد، مدح اور شکر میں ہے۔ (۲۷) المثنیٰ اور المثنیٰ کا فرق، المثنیٰ اور المثنیٰ میں ہے (۲۸) مجموعہ اور جمع کا فرق، جمع اور مجموعہ میں ہے۔ (۲۹) میت اور جیفہ کا فرق، جیفہ اور میت میں ہے۔ (۳۰) ماہیت، حقیقت اور ہویت کا فرق، حقیقت، ہویت اور ماہیت میں ہے۔ (۳۱) مباح اور حلال کا فرق حلال اور مباح میں ہے۔ (۳۲) مکر اور حیلہ کا فرق، حیلہ اور مکر میں ہے۔ (۳۳) محصول اور حاصل کا فرق، حاصل اور محصول میں ہے۔ (۳۴) ماندہ اور خوان کا فرق، خوان اور ماندہ میں ہے۔ (۳۵) مؤدۃ اور خلۃ فرق، خلۃ اور مؤدۃ میں ہے۔ (۳۶) متشابہ، مجمل، مشکل اور خفی کا فرق، خفی، مشکل،

تشابہ اور مجمل میں ہے۔ (۳۷) ملت، شریعت اور دین کا فرق، دین اور ملت میں ہے۔
 (۳۸) مذہب اور دین کا فرق، دین اور مذہب میں ہے (۳۹) مجذوب اور دیوانے کا
 فرق، دیوانے اور مجذوب میں ہے۔ (۴۰) مغنی اور دار کا فرق، دار اور مغنی میں ہے۔
 (۴۱) معاملات اور دیانات کا فرق، دیانات اور معاملات میں ہے۔ (۴۲) الملک اور
 الدولۃ کا فرق، الدولۃ اور الملک میں ہے۔ (۴۳) معصیت اور ذنب کا فرق، ذنب
 اور معصیت میں ہے۔ (۴۴) معدن، رکاز اور کنز کا فرق، رکاز، کنز اور معدن میں
 ہے۔ (۴۵) مجلہ اور رسالہ کا فرق، رسالہ اور مجلہ میں ہے۔ (۴۶) المرء اور الرجل کا
 فرق، الرجل اور المرء میں ہے۔ (۴۷) لحد اور زندیق کا فرق، زندیق اور لحد میں
 ہے۔ (۴۸) مرتد اور زندیق کا فرق، زندیق اور مرتد میں ہے۔ (۴۹) مصباح اور
 سراج کا فرق، سراج اور مصباح میں ہے۔ (۵۰) ملک اور سلطان کا فرق، سلطان
 اور ملک میں ہے۔ (۵۱) مثل اور شبہ کا فرق، شبہ اور مثل میں ہے۔ (۵۲) معز، غنم
 اور شاة کا فرق، شاة، غنم اور معز میں ہے۔ (۵۳) المنہاج اور الشرعۃ کا فرق،
 الشرعۃ اور المنہاج میں ہے۔ (۵۴) مثال اور شاہد کا فرق، شاہد اور مثال میں ہے۔
 (۵۵) مہر اور صداق کا فرق، صداق اور مہر میں ہے۔ (۵۶) مستقیم اور صواب کا
 فرق، صواب اور مستقیم میں ہے۔ (۵۷) المظللہ اور الظللہ کا فرق، الظللہ اور المظللہ میں
 ہے۔ (۵۸) معرفت اور علم کا فرق، علم اور معرفت میں ہے۔ (۵۹) میثاق اور عہد کا
 فرق، عہد اور میثاق میں ہے۔ (۶۰) معشر اور عشیرہ کا فرق، عشیرہ اور معشر میں ہے۔
 (۶۱) ملامت اور عذل کا فرق، عذل اور ملامت میں ہے۔ (۶۲) المعاۃ، العافیۃ اور
 العفو کا فرق، العافیۃ، العفو اور المعاۃ میں ہے۔ (۶۳) معروف اور عرف کا فرق،
 عرف اور معروف میں ہے۔ (۶۴) مولوی اور عالم کا فرق عالم اور مولوی میں ہے۔
 (۶۵) معاصی اور عاصی کا فرق، عاصی اور معاصی میں ہے۔ (۶۶) مغفرۃ اور عفو کا
 فرق، عفو اور مغفرت میں ہے۔ (۶۷) مکر اور غدر کا فرق، غدر اور مکر میں ہے۔
 (۶۸) مدیون اور غارم کا فرق، غارم اور مدیون میں ہے۔ (۶۹) منسأۃ اور عصا کا

فرق، عصاً اور منسأة میں ہے۔ (۷۰) محبت اور عشق کا فرق، عشق اور محبت میں ہے۔ (۷۱) مطر اور غیث کا فرق، غیث اور مطر میں ہے۔ (۷۲) مسکین اور فقیر کا فرق، فقیر اور مسکین میں ہے۔ (۷۳) تھیا اور مسئلہ کا فرق، مسئلہ اور تھیا میں ہے۔ (۷۴) مفتی اور قاضی کا فرق، قاضی اور مفتی میں ہے۔ (۷۵) مثنوی، شعر اور قطعہ کا فرق، شعر، قطعہ اور مثنوی میں ہے۔ (۷۶) مقسط اور قاسط کا فرق، قاسط اور مقسط میں ہے۔ (۷۷) مقتدر اور قادر کا فرق، قادر اور مقتدر میں ہے۔ (۷۸) مثل اور کاف کا فرق، کاف اور مثل میں ہے۔ (۷۹) مشرک اور کافر کا فرق، کافر اور مشرک میں ہے۔ (۸۰) مکر اور کید کا فرق، کید اور مکر میں ہے۔ (۸۱) محاورہ اور لغت کا فرق، لغت اور محاورہ میں ہے۔ (۸۲) مائے نفی اور لائے نفی کا فرق، لائے نفی اور مائے نفی میں ہے۔

نصیحت اور وصیت کے درمیان فرق

دونوں الفاظ کے معنی ایک ہی ہیں یعنی ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کے کرنے کا حکم دیا جائے خواہ زندگی میں ہو۔ اور وصیت اس کام کو کہا جاتا ہے جس کے کرنے کا حکم بعد الموت ہو اس معنی کے لحاظ سے کتب فقہ میں کتاب الوصایا پائی جاتی ہے نہ کہ کتاب النصح اس معنی کے لحاظ سے دونوں میں نسبت تباین کہی جاسکتی ہے۔ (تأرب الطلبة ص: ۲۵۲ بحوالہ معارف القرآن)

نظار اور وجوہ کے درمیان فرق

وجوہ وہ مشترک لفظ ہے جو کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے مثلاً لفظ امت ہے اور باہم موافقت رکھنے والے مترادف اور ہم معنی الفاظ کو نظائر کہا جاتا ہے بقول بعض کہ نظائر لفظ میں اور وجوہ معانی میں پائے جاتے ہیں۔ (الاتقان فی علوم القرآن ج ۱ ص: ۴۲۹)

نَجَس اور نَجَس کے درمیان فرق

دونوں میں لغت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں اور فقہاء کرام کی اصطلاح میں فرق ہے کہ نَجَس (بفتح الجیم) کا مصداق عین نجاست ہے جیسے شراب پیشاب وغیرہ اور نَجَس (بکسر الجیم) کا مصداق غیر طاہر ہے خواہ عین نجاست ہو کر غیر طاہر ہو خواہ پاک چیز میں نجاست مل کر غیر طاہر ہو گئی ہو جیسے ناپاک کپڑے، ناپاک پانی وغیرہ پس اس سے معلوم ہوا کہ دونوں میں عام و خاص مطلق کی نسبت ہے۔ (آرب الطلہ ص: ۱۷۷)

نَصَب اور وَصَب کے درمیان فرق

”نصب“ اس درد اور مشقت کو کہا جاتا ہے جو کسی زخم وغیرہ سے بدن کو پہنچتا ہے اور ”وصب“ وہ پریشانی اور درد بیماری ہے جو ہمیشہ ساتھ رہتی ہو۔ (آرب الطلہ فی تحقیق الفرق بین الفاظ المترادفہ والمعانی المتقاربه ص: ۲۱۷ مؤلف مولانا شبیر احمد اراکانی صاحب)

نون اعرابی اور نون جمع کا فرق

خوب یاد رکھیں کہ فعل مضارع میں دو قسم کے نون داخل ہوتا ہے (۱) نون جمع (۲) نون اعرابی۔ اب نون جمع اور نون اعرابی کے اندر پانچ اعتبار سے فرق بیان کیا جاتا ہے (۱) نون جمع ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور نون اعرابی مفتوح و مکسور دونوں ہوگا۔ (ب) نون جمع مبنی ہے اور نون اعرابی معرب ہے۔ (ج) نون اعرابی محذوف ہو سکتا ہے بخلاف نون جمع کے۔ (د) نون اعرابی سے پہلے حرف علت کا ہونا ضروری ہے بخلاف نون جمع کے۔ (ه) نون جمع ضمیر اور علامت ہو سکتا ہے بخلاف نون اعرابی کے۔ ۱۲۔

فائدہ: عربی کلام میں نون کی آٹھ قسمیں ہیں (۱) نون اعرابی (۲) نون جمع (۳) نون وقایہ جیسے جاء نی زید (۴) نون تنوین جیسے اصائب (۵) نون اصلی جیسے نصر میں (۶) نون علامت مضارع جیسے نفعل میں (۷) نون ثقیلہ جیسے لیفعلن (۸) نون خفیفہ جیسے لیفعلن۔ (آرب الطلہ ص: ۸۸/۸۷)

نوع حقیقی اور نوع اضافی کے درمیان فرق

ان میں کئی وجوہ سے فرق ہے (۱) ان دونوں میں سے ہر ایک کا تصور دوسرے کے بغیر ممکن ہے اور یہ بالکل واضح ہے (۲) یہ کہ نوع اضافی میں فوق و تحت دونوں طرف کی نسبت پائی جاتی ہے اس کے برعکس نوع حقیقی ہے کہ اس میں صرف ایک جانب کی نسبت کا لحاظ ہے (۳) یہ ہے کہ آپ غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ نوع اضافی جنس و فصل سے مرکب ہوتی ہے اس لئے کہ اس کی تعریف میں ہے ”اخص تحت الاعم“ کا اعتبار کیا گیا ہے نوع حقیقی میں اس کا اعتبار نہیں کیا گیا (۴) یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے جو فرق خود بتا رہی ہے اور بعض کے نزدیک عام و خاص مطلق کی نسبت ہے۔ (اشرف القطبی ص: ۳۰۲)

نہی اور نفی کے درمیان فرق

ان دونوں کے درمیان چند فرق ہے (۱) نہی کے معنی ہے ایسے کام سے باز رکھنا جس کو کرنی کی قدرت حاصل ہو اور جس کام کو کرنی کی قدرت حاصل نہیں اس سے باز رکھنے کو نفی کہا جاتا ہے۔ (۲) نہی میں منہی عنہ کا وجود شرط ہے یعنی وجود نہی کیلئے چار چیزیں ہونی ضروری ہیں۔ (۱) صیغہ نہی جس سے رکا جائے۔ (۲) منہی عنہ یعنی جس کام سے رکا جائے۔ (۳) ناہی یعنی روکنے والا۔ (۴) منہی یعنی جس کو منع کیا جائے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے آرب الطلہ ص: ۵۸)

الفرق بین النقص والنقصان

إِنَّ النِّقْصَ تَسْتَعْمَلُ فِي ذَهَابِ الْأَعْيَانِ كَالْمَالِ وَالْمَنَافِعِ وَفِي الْمَعَانِي كَالْعَيْبِ وَالنَّقِصَةِ وَتَقُولُ فَلَانْ دَخَلَ عَلَيْهِ نَقْصٌ فِي عَقْلِهِ أَوْ فِدِينِهِ. وَالنَّقْصَانُ لَا يَسْتَعْمَلُ إِلَّا فِي ذَهَابِ الْأَعْيَانِ فَلَا يَقُولُ فَلَانْ فِي عَقْلِهِ نَقْصَانٌ أَوْ فِي دِينِهِ بَلْ يَقُولُ نَقْصٌ وَتَقُولُ فِي هَذَا الْأَمْرِ نَقْصٌ أَيْ بَائِسٌ وَعَيْبٌ وَلَا تَقُولُ فِيهِ نَقْصَانٌ إِلَّا إِذَا اسْتَلْزَمَ ذَهَابُ مَالٍ أَوْ انْتِفَاعٍ فَالنَّقْصُ أَعَمُّ اسْتِعْمَالًا مِنَ النَّقْصَانِ وَالنَّقْصُ بِالضَّمِّ غَلَطٌ فَاحِشٌ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَنَقْصٌ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالنَّفُوسِ وَالثَّمَرَاتِ﴾، الخ. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۵۰)

”نقص“ عین یعنی اصل کے چلے جانے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے، جیسا کہ مال و منافع، اور معانی میں جیسا کہ عیب اور بری خصلت آپ کہتے ہیں ”فلان دخل علیہ نقص فی عقله اوفی دینہ“ یعنی فلاں کے عقل یا دین میں نقص داخل ہو گیا ہے، اور نقصان صرف اعیان (اصل) کے چلے جانے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے اسلئے یوں نہیں کہا جاتا ”فلان فی عقله نقصان اوفی دینہ“ یعنی فلاں کے عقل یا دین میں نقصان ہے ”بل يقال نقص“ بلکہ کہا جاتا ہے نقص ہے اور آپ کہتے ہیں اس کام میں نقص ہے یعنی عیب اور خرابی ہے اور آپ اس میں نقصان ہے نہیں کہتے مگر اس وقت جب مال یا نفع کے چلے جانے کو لازم ہو، پس نقص نقصان کے مقابلے میں زیادہ استعمال ہونے والا ہے اور نقص (پیش) کے ساتھ پڑھنا فاحش غلطی ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا (فتح کے ساتھ): ”وَنَقْصٌ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ“ (کچھ مال میں کمی کر کے اور جانوں میں اور پھلوں میں)

الناس اور الوری کے درمیان فرق

إِنَّ قَوْلَنَا النَّاسُ يَقَعُ عَلَى الْإِحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ وَالْوَرَى الْإِحْيَاءُ مِنْهُمْ دُونَ الْأَمْوَاتِ وَأَصْلُهُ مَنْ وَرَى الزَّمْدِيرِي إِذَا أَظْهَرَ النَّارَ. فَسَمِّيَ الْوَرَى وَرَى لظَهْوَرِهِ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ وَيُقَالُ النَّاسُ الْمَاضُونَ وَلَا يُقَالُ الْوَرَى الْمَاضُونَ. (الفروق في اللغة ص: ۲۶۹)

”بلاشبہ ہمارا قول ”الناس“ واقع ہوتا ہے زندوں اور مردوں کیلئے، اور ”الوری“ ان میں سے صرف زندوں کیلئے استعمال ہوتا ہے مردوں کیلئے نہیں، اور نہیں کہا جاتا ”الوری الماضون“ یعنی گذری ہوئی مخلوق“

الفرق بين النهار واليوم

إِنَّ الْيَوْمَ لُغَةً مَوْضُوعٌ لِلْوَقْتِ لَيْلاً أَوْ غَيْرَهُ قَلِيلاً أَوْ غَيْرَهُ وَيُرَادُ بِهِ مَطْلُقُ الْوَقْتِ وَالْحَيْنُ كَيَوْمِ الدِّينِ وَمِثْلُ ذَاكَ لِهَذَا الْيَوْمِ أَيْ إِلَى هَذَا الْوَقْتِ وَعَرَفَ أَمَدَهُ كَوْنِ الشَّمْسِ فَوْقَ الْأَرْضِ. وَشَرَعًا زَمَانٌ مَمْتَدٌّ مِنْ طُلُوعِ الشَّمْسِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ وَالنَّهَارُ زَمَانٌ مَمْتَدٌّ مِنْ طُلُوعِ الشَّمْسِ إِلَى غُرُوبِهَا. وَشَرَعًا مِنَ الصَّبْحِ إِلَى الْمَغْرَبِ وَلِذَلِكَ يُقَالُ صَحْتُ الْيَوْمَ وَلَا يُقَالُ صَمْتُ النَّهَارِ وَإِذَا فَعَلَ أَحَدٌ شَيْئاً بِالنَّهَارِ وَخَبِرَ بِهِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ يَقُولُ فَعَلْتَهُ أَمْسٍ لِأَنَّهُ فَعَلَهُ فِي النَّهَارِ الْمَاضِي. وَأَمَّا الْعِيَامُ فَمُرَادُهَا النَّهَارُ يُقَالُ سَرْنَا الْعِيَامَ كُلَّهُ أَيْ النَّهَارَ كُلَّهُ. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۴۵)

”لفظ یوم لغت میں مطلق وقت کیلئے وضع کیا گیا ہے رات ہو یا اس کے سوا ہو تھوڑا ہو یا اس کے سوا ہو اور اس سے مطلق وقت اور زمانہ مراد لیا جاتا ہے جیسا کہ ”یوم الدین“ جزاء کا دن اور جیسا کہ میں نے تجھے اس دن کیلئے جمع کر رکھا ہے یعنی

اس وقت تک کیلئے، اور یوم عرفا موضوع ہے اتنی مدت کیلئے جتنی مدت سورج زمین کے اوپر رہے اور شرعاً یہ موضوع ہے ایسے مستند زمانہ کیلئے جو فجر ثانی (صبح صادق) کے طلوع ہونے سے لے کر غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔

اور نہار ایسا مستند زمانہ جو طلوع شمس سے لے کر غروب آفتاب تک ہوتا ہے اور شرعاً صبح سے لے کر مغرب تک کیلئے ہے اسلئے کہ کہا جاتا ہے ”صمت الیوم“ یعنی میں نے دن بھر روزہ رکھا اور نہیں کہا جاتا ”صمت النهار“ پورے صبح کو روزہ رکھا، اسی وجہ سے اگر کوئی آدمی صبح (نہار) کوئی کام کرے اور مغرب کے بعد اس کی اطلاع دے تو یوں کہتا ہے کہ میں نے گذشتہ دن یہ کام کیا اسلئے کہ اس نے گذشتہ نہار (صبح) یہ کام کیا ہے اور ہایام تو وہ نہار کا مرادف ہے کہا جاتا ہے ”سرتنا الایام“ کلمہ، یعنی ہم نے دن کو سیرکی

نصف النهار شرعی اور نصف النهار عرفی میں فرق

پہلے یہ سمجھ لیا جائے کہ نصف النهار شرعی کیا چیز ہے؟ نصف النهار، دن کے نصف کو کہتے ہیں، اور روزے دار کیلئے صبح صادق سے دن شروع ہو جاتا ہے۔ پس صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک پورا دن ہوا، اس کے نصف کو نصف النهار کہا جاتا ہے۔ اور سورج نکلنے سے لے کر غروب ہونے تک کو عرفاً دن کہتے ہیں۔ اس کا نصف، نصف النهار عرفی کہلاتا ہے، نصف النهار شرعی، نصف النهار عرفی سے کم و بیش چالیس منٹ پہلے ہوتا ہے۔ اور جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھنا چاہئے کہ روزہ کی نیت میں نصف النهار شرعی کا اعتبار ہوتا ہے۔ اس لئے روزہ رمضان اور نفلی روزہ کی نیت نصف النهار شرعی سے پہلے کر لینا صحیح ہے۔ (نصف النهار شرعی کو ضوۃ کبریٰ بھی کہتے ہیں) اور نماز اوقات کیلئے نصف النهار عرفی کا اعتبار ہوتا ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے، آپ کے مسائل

اور ان کا حل ص: ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵ ج ۳)

نزول اور ہبوط کے درمیان فرق

إِنَّ الْهَبْوَطَ نَزُولٌ يَعْقِبُهُ أَقَامَةٌ وَمِنْ ثَمَّ قِيلَ هَبَطْنَا مَكَانَ كَذَا. اِیٰ
نَزَلْنَا هـ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِهْبَطُوا مِصْرَ﴾ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى:
﴿فَقُلْنَا إِهْبَطُوا مِنْهَا جَمِيعًا﴾ وَمَعْنَاهُ انْزَلُوا الْأَرْضَ لِلْأَقَامَةِ فِيهَا وَلَا يُقَالُ
هَبَطَ الْأَرْضَ إِلَّا إِذَا اسْتَقَرَّ فِيهَا وَيُقَالُ نَزَلَ وَإِنْ لَمْ يَسْتَقِرَّ. (الفروق فی
اللغة ص: ۲۹۳)

”ہبوط“ وہ اترنا جس کے بعد اقامت ہو اسی وجہ سے کہا جاتا ہے ”ہبطنا
مکان کذا“ ہم ایسے مکان میں اترے اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اہبطوا
مصرًا“ اور اترو مصر میں اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان (ہم نے کہا کہ اتر جاؤ اس جگہ
تم سب) اس کا مطلب ہے زمین میں اقامت کیلئے اتر جاؤ اور نہیں کہا جاتا ”ہبط
الارض“ مگر اس وقت جب اس پر برقرار رہے اور کہا جاتا ہے نزل اگرچہ نہ ٹہرے“

الفرق بین النفس الامارۃ واللوامة والمطمئنة

إِنَّ النَّفْسَ الْأَمَّارَةَ هِيَ الَّتِي تَمِيلُ إِلَى الطَّبِيعَةِ الْبَدَنِيَّةِ وَتَأْمُرُ
بِالذَّاتِ وَالشَّهَوَاتِ الْحَسِيَّةِ وَتَجْذِبُ الْقَلْبَ إِلَى الْجِهَةِ السُّفْلِيَّةِ فَهِيَ
مَأْوَى الشُّرُورِ وَمَنْعِ الْأَخْلَاقِ الذَّمِيمَةِ. وَالنَّفْسُ اللَّوَامَةُ هِيَ الَّتِي
تَنْوَرُ بِنُورِ الْقَلْبِ قَدْرًا تَنْبَهَتْ بِهِ عَنْ سُنَةِ الْغَفْلَةِ كُلَّمَا صَدَرَتْ عَنْهَا
سَيِّئَةٌ بِحَكْمِ جَلْبَتِهَا الطَّمَانِيَّةِ اخَذَتْ تَلُومَ نَفْسِهَا وَتَتُوبُ عَنْهَا. وَالنَّفْسُ
الْمُطْمَئِنِّةُ هِيَ الَّتِي تَمَّ تَنْوِيرُهَا بِنُورِ الْقَلْبِ حَتَّى انْخَلَعَتْ عَنْ
صِفَاتِهَا الذَّمِيمَةِ وَتَخَلَقَتْ بِالْأَخْلَاقِ الْحَمِيدَةِ قَالَ السَّيِّدُ الشَّرِيفُ قُلْتُ
وَذَكَرَهَا فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا أُبْرِئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ
لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ﴾ ، وَفِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا أَقْسَمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَامَةِ﴾ ،

وفی قوله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ ارجعي إلى ربك راضية مرضية﴾. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۴۲)

”نفس امارہ“ وہ ہے جو طبیعت بدنی کی طرف مائل ہو اور جو لذات اور خواہشات نفسانی کا حکم دیتی ہے اور دل کو نچلے سطح کی طرف کھینچ لیتی ہے پس وہ برائیوں کا ٹھکانہ ہے اور اخلاق ذمیہ کا منبع ہے، لولمۃ وہ ہے جو دل کے نور سے روشن منور ہو جائے اتنی مقدار تک کہ غفلت کے راستے سے ہوشیار ہو جاتی ہے، جب بھی اس سے کوئی برائی سرزد ہو جائے اس کے حریص خصلت کے حکم سے تو اس کا نفس اس کو ملامت شروع کر دیتی ہے اور اس برے کام سے توبہ کرنی ہے، نفس مطمئنۃ: وہ ہے جو دل کے نور سے اس کا نور پورا ہا جائے یہاں تک کہ بری صفات سے الگ ہو جائے اور قابل ستائش عادات سے پیراستہ ہو جائے اس کو سید شریف نے فرمایا اور میں نے کہا اور ان کو قرآن میں ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول پر ”وما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بالسوء الخ“ (اور میں اپنے نفس کو بری نہیں کرتا اسلئے کہ نفس برائیوں کا حکم دینے والی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں قسم ہے نفس لولمۃ کی اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”اے نفس مطمئنۃ لوٹ جا اپنے رب کی طرف راضی اور مرضی ہو کر یعنی اللہ تعالیٰ آپ سے راضی اور یہ اللہ سے راضی“۔

﴿نوٹ﴾

واضح ہو کہ نون کے الفاظ اور بھی بہت ہیں جو حسب ذیل ہیں اور سب لکھے جا چکے ہیں۔ (۱) نفاقت اور طہارت کا فرق، طہارت اور نظافت میں ہے۔ (۲) نجات اور فوز کا فرق، فوز اور نجات میں ہے۔ (۳) نطق اور کلام کا فرق، نطق اور کلام میں ہے۔ (۴) نون خفیفہ اور تنوین کا فرق، تنوین اور نون خفیفہ میں ہے۔ (۵) نجس اور حرام کا فرق، حرام اور نجس میں ہے۔ (۶) نذر اور عین کا فرق، عین اور نذر میں ہے۔ (۷) نقل اور حکایت کا فرق، حکایت اور نقل میں ہے۔ (۸) نسب، صہر اور

حسب کافرق، حسب، صہر اور نسب میں ہے۔ (۹) نظر اور رویت کافرق، رویت اور نظر میں ہے۔ (۱۰) نفس اور روح کافرق، روح اور نفس میں ہے۔ (۱۱) نسل اور نسب کافرق، نسل اور نسب میں ہے۔ (۱۲) نحر، ذنح اور ذکاۃ کافرق، ذنح اور ذکاۃ اور نحر میں ہے۔ (۱۳) النہر اور البحر کافرق، البحر اور النہر میں ہے۔ (۱۴) نادر، غریب اور شاذ کافرق، غریب، شاذ اور نادر میں ہے۔ (۱۵) نکرہ اور الف ذہنی کافرق، الف ذہنی اور نکرہ میں ہے۔ (۱۶) النثر اور الحشر کافرق، الحشر اور النثر میں ہے۔ (۱۷) النوم اور الموت کافرق، الموت اور النوم میں ہے۔ (۱۸) نیت اور ارادہ کافرق، ارادہ اور نیت میں ہے۔ (۱۹) نسیان اور سہو کافرق، سہو اور نسیان میں ہے۔ (۲۰) نیت اور عزم کافرق، عزم اور نیت میں ہے۔ (۲۱) یداء اور دعا کافرق، دعا اور یداء میں ہے۔ (۲۲) نزلہ اور زکام کافرق، زکام اور نزلہ میں ہے۔ (۲۳) نسیبہ اور خطاء کافرق، خطاء اور نسیبہ میں ہے۔ (۲۴) نوم اور سنہ کافرق، سنہ اور نوم میں ہے۔ (۲۵) نحوہ اور مثلہ میں فرق، مثلہ اور نحوہ میں ہے۔ (۲۶) نکاح موقت اور متعہ میں فرق، متعہ اور نکاح موقت میں ہے۔ (۲۷) نغیہ اور فوجہ کافرق، فوجہ اور نغیہ میں ہے۔ (۲۸) نچیہ اور عنزۃ کافرق، عنزۃ اور نچیہ میں ہے۔ (۲۹) نبی اور رسول کافرق، رسول اور نبی میں ہے۔ (۳۰) نجم اور کواکب کافرق، کواکب اور نجم میں ہے۔ (۳۱) الناس اور الخلق کافرق، الخلق اور الناس میں ہے۔ (۳۲) الناس اور البشر کافرق، البشر اور الناس میں ہے۔ (۳۳) نجویٰ اور سر میں فرق، سر اور نجویٰ میں ہے۔ (۳۴) نظر اور تامل کافرق، تامل اور نظر میں ہے۔ (۳۵) نصرت اور اعانت کافرق، اعانت اور نصرت میں ہے۔ (۳۶) ناس اور انام کافرق، انام اور ناس میں ہے۔ (۳۷) نعم اور بلیٰ کافرق، بلیٰ اور نعم میں ہے۔ (۳۸) نظیر اور مثل کافرق، مثل اور نظیر میں ہے۔ (۳۹) نصیب اور حصہ کافرق، حصہ اور نصیب میں ہے۔ (۴۰) یدئیٰ اور مجلس کافرق، مجلس اور یدئیٰ میں ہے۔ (۴۱) نور اور ضیاء کافرق، ضیاء اور نور میں ہے۔ (۴۲) نطقہ اور منیٰ کافرق، منیٰ اور نطقہ میں ہے (۴۳) نعت اور حمد کافرق، حمد اور

نعمت میں ہے۔ (۴۴) نہایت اور حد کا فرق، حد اور نہایت میں ہے۔ (۴۵) نائقہ، بعیر، اہل اور جمل کا فرق، اہل، بعیر، جمل اور نائقہ میں ہے۔ (۴۶) نچہ اور شاعہ کا فرق، شاعہ اور نچہ میں ہے۔

وسیلہ اور وسیلہ کا فرق

”وسیلہ“ یہ وصل مصدر سے مشتق ہے اور وسیلہ یہ وصل مصدر سے مشتق ہے دونوں کے معنی ہے ملنے اور جوڑنے کے ہیں پھر دونوں میں فرق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وصل بالصاد مطلقاً ملنے اور جوڑنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور وصل (بالسین) یہ رغبت اور محبت کے ساتھ ملنے اور جوڑنے کیلئے مستعمل ہوتا ہے مزید تفصیل کیلئے دیکھئے۔ (مآرب الطلبہ فی تحقیق الفرق بین الفاظ المترادفو المعانی المتقاربات ص: ۲۵۱)

ولایت اجبار اور ولایت الزام میں فرق

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جن کو ولایت اجبار حاصل ہے اور ولایت الزام نہیں انکا کیا ہوا نکاح لازم نہیں ہوگا، بلکہ بالغ ہونے کے بعد صغیر یا صغیرہ جن کو اختیار بلوغ حاصل ہوگا اور جس کو ولایت اجبار کے ساتھ ولایت الزام بھی حاصل ہے اسکا کیا ہوا نکاح لازم ہوگا بالغ ہونے کے بعد اختیار بلوغ حاصل نہیں ہوگا۔ (کذانی اشرف الہدایہ ج ۳ ص ۶۳)

ویل اور ویتج کے درمیان فرق

”ویل“ اس شخص کیلئے استعمال کرتے ہیں جو مستحق مصیبت ہو کر اس میں گرفتار ہو گیا ہو اور ویتج۔ اس شخص کیلئے بولتے ہیں جو مستحق مصیبت نہ ہو اور اس میں گرفتار ہو گیا ہو۔ (مقامات مترجم اردو ص: ۵۳۔ اقاضات ص: ۴۹۷ ج ۲۔ فروق اللغات ص: ۲۲۰)

الفرق بین الوعد والوعید

إن الوعد اخبارٌ بإيصالِ الخيرِ في المستقبلِ. والوعيدُ ضدُّ ذلكِ أي اخبارٌ بإيصالِ الشرِّ في المستقبلِ. (المنطوق لمعرفة الفروق ص: ۲۱۰)

”وعدہ“ کہتے ہیں مستقبل میں کسی کو بھلائی پہنچانے کی خبر دینا۔ اور وعید جو اس کے خلاف ہو یعنی مستقبل میں کسی کو بُری خبر یا شر کے پہنچانے کی خبر دینا۔ المنطوق لمعرفة الفروق۔“

واو عطف اور واو صرف کے درمیان فرق

واو صرف اس کا دوسرا نام واو الجمع ہے یہ اصل میں واو عاطفہ ہے مگر اس کے بعد ان مقدّر ہو کر دو شرطوں کے ساتھ عمل کرتا ہے بخلاف واو عطف کے اور وہ دو شرط یہ ہے (۱) اس واو کے بعد جو فعل ہو گا اس کا زمانہ اور اس کے ماقبل جو فعل واقع ہے اس کا زمانہ ایک ہونا شرط ہے (۲) یہ ہے کہ اس واو سے پہلے امر، نفی، استقہام، تمنی، اور عرض واقع ہو اور واو عطف میں یہ شرط نہیں ہے۔ (مصباح المیزان ص ۹۵ رو بد ر منیر ایضاً)

ان دونوں کے درمیان بعض علماء نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ۔ واو صرف اس واو کو کہتے ہیں جس کا مدخول اس چیز کی صلاحیت نہیں رکھتا جو معطوف علیہ سے قبل گزر چکا ہو اور واو عطف وہ واو ہے جو اپنے مدخول کو معطوف علیہ کے حکم میں کر دیتا ہے جیسے جانی زید و عمرو یہاں عمرو معطوف کو بھی واو عطف کے ذریعہ معطوف علیہ کے حکم میں کر دیا ہے۔

فائدہ: واو کی چند قسمیں ہیں جو حسب ذیل ہیں (۱) واو بمعنی مع جو مفعول مع سے پہلے آتا ہے جیسے جاء البرد والجبات ای مع الجبات (۲) واو عطف کے معنی

میں جیسے جاء نی زید و بکر (۳) واو قسم مثلاً ﴿والعصر﴾ ان الانسان لفی خسرة ﴿(۴) واو بمعنی زُب مثلاً وبلدة لیس لها انیس الح (۵) واو صرف ج ابھی گزرا ہے (۶) واو حالیہ مثلاً جاء نی زید و هو را کب (۷) واو استنافیہ جو شروع کلام میں واقع ہو (۸) واو زائدہ مثلاً قوله تعالیٰ: ﴿واسر و النجوی الذین ظلموا﴾ ایک توضیح کے مطابق واسر و کے اندر واو زائدہ ہے (۹) واو اشباع یعنی وہ واو جو کلمہ کے آخر میں ضمہ کی مناسبت سے بڑھا دیا جائے تاکہ آواز میں درازی پیدا ہو اسی طرح کسرہ کے بعد یائے اشباعی اور فتحة کے بعد الف اشباع زائد کرتے ہیں تاکہ آواز میں درازی پیدا ہو (۱۰) واو مقدر جو مرکب کے ضمن میں مقدر ہو مثلاً احد عشر اصل میں احد و عشر تھا (۱۱) واو تفریقیہ جو امتیاز کیلئے دو اسم کے درمیان لایا جاتا ہے (۱۲) واو اعرابیہ جو محل اعراب میں واقع ہو مثلاً: جاء اخوک (۱۳) واو معدولہ جو لکھا جاتا ہے پڑھا نہیں جاتا (۱۴) واضح ہو کہ ایک واو جب ضمیر ”تم“ کے بعد یا ضمیر ”کم“ کے بعد یا ضمیر ”ہم“ کے بعد ضمیر منصوب منفصل لاحق ہو تو ایک واو بڑھا دیا جاتا ہے جیسے اَنْلِزْمُ کُمْ وَا فَکَرِ هُتْمُوْہ اور حدیث میں ہے ﴿صلوا کما راتُمونی اُصلی﴾۔ (تأرب الطلحہ ص: ۹۷، ۹۸)

وحی متلو اور وحی غیر متلو میں فرق

ان دونوں لفظوں میں فرق یہ ہے کہ وحی متلو یعنی قرآن پاک کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ کی طرف سے سکھائے ہوئے ہیں۔ جبکہ وحی غیر متلو میں مفہوم اور معنی کا القاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا جاتا ہے اور اس مضمون و مفہوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے الفاظ میں اپنی طرف سے ادا کرتے ہیں۔ دیکھئے، (اصول دین ص: ۲۲)

وحی اور ایحاء کے درمیان فرق

علامہ انور کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”وحی“ اور ”ایحاء“ یہ دونوں الگ

الگ لفظ ہیں اور دونوں میں تھوڑا سا فرق ہے کہ ”ایحاء“ کا مفہوم عام ہے، اور انبیاء علیہم السلام پر وحی نازل کرنے کے علاوہ کسی کو اشارہ کرنا اور کسی غیر نبی کے دل میں کوئی بات ڈالنا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہے۔ لہذا یہ لفظ نبی اور غی ربی دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے اس کے برخلاف ”وحی“ صرف اس الہام کو کہتے ہیں جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہو، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے لفظ ”ایحاء“ کا استعمال تو انبیاء اور غیر انبیاء دونوں کیلئے کیا ہے، لیکن لفظ وحی سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی اور کیلئے استعمال نہیں فرمایا۔ (علوم القرآن ص: ۲۹/۳۰، از شیخ الاسلام مفتی محمد تقی صاحب مدظلہ العالی)

﴿نوٹ﴾

واو کے متعلق جو الفاظ اس سے قبل لکھے جا چکے ہیں یہاں انکو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ باقی صرف ان الفاظ کا نام لکھا جا رہا ہے۔ (۱) وقت، جین اور اوان کا فرق، اوان، جین اور وقت میں ہے۔ (۲) وکر، وکتہ اور اقحوص کا فرق، اقحوص، وکر اور وکتہ میں ہے۔ (۳) الوحید، الوحدا اور القرید کا فرق، القرید، الوحدا اور الوحید میں ہے۔ (۴) ولی اور رسول کا فرق، رسول اور ولی میں ہے۔ (۵) ولوج اور دخول کا فرق، دخول اور ولوج میں ہے۔ (۶) وصف اور صفت کا فرق صفت اور وصف میں ہے۔ (۷) وفق اور موافق کا فرق، موافق اور وفق میں ہے (۸) ودیعت اور امانت کا فرق، امانت اور ودیعت میں ہے۔ (۹) وقف اور جزم کا فرق، جزم اور وقف میں ہے۔ (۱۰) وفاء اور صدق کا فرق، صدق اور وفاء میں ہے۔ (۱۱) وقاض اور جراب کا فرق، جراب اور وقاض میں ہے۔ (۱۲) وقار اور توقیر کا فرق، توقیر میں ہے۔ (۱۳) وقار اور سیکنہ میں فرق، سیکنہ اور وقار میں ہے۔ (۱۴) واحد اور فرد کا فرق، فرد اور واحد میں ہے۔ (۱۵) واحد اور منفرد کا فرق، منفرد اور واحد میں ہے۔ (۱۶) والد اور اب کا فرق، اب اور والد میں ہے۔ (۱۷) وجدان اور إدراک میں فرق،

إدراک اور وجدان میں ہے۔ (۱۸) وجع اور الم کا فرق، الم اور وجع میں ہے۔
 (۱۹) وقف اور سکتہ کا فرق، سکتہ اور وقف میں ہے۔ (۲۰) وعدہ اور گفتگو کا فرق،
 گفتگو اور وعدہ میں ہے۔ (۲۱) وحی اور إلهام کا فرق، إلهام اور وحی میں ہے۔
 (۲۲) ولد اور ابن کا فرق، ابن اور ولد میں ہے۔ (۲۳) دُخ اور درن کا فرق،
 درن اور دُخ میں ہے۔ (۲۴) دُشمن اور صنم کا فرق، صنم اور دُشمن میں ہے۔ (۲۵)
 الوهن اور الضعف میں فرق، الضعف اور الوهن میں ہے۔ (۲۶) واحد اور فذ کا فرق
 فذ اور واحد میں ہے۔ (۲۷) وافر اور کثیر کا فرق، کثیر اور وافر میں ہے۔ (۲۸) وذی
 اور وودی اور مذی کا فرق، مذی اور وودی اور وودی میں ہے۔ (۲۹) الوریٰ اور الناس کا
 فرق، الناس اور الوریٰ میں ہے۔ (۳۰) وسیلہ اور ذریعہ کا فرق، ذریعہ اور وسیلہ میں
 ہے۔ (۳۱) وقار اور تکبر کا فرق، تکبر اور وقار میں ہے۔ (۳۲) وفد اور قاصد کا فرق،
 قاصد اور وفد میں ہے۔ (۳۳) وقت اور زمان کا فرق، زمان اور وقت میں ہے۔
 (۳۴) وعد اور عہد کا فرق، وعد اور عہد میں ہے۔

ہل اور ہمزہ استفہام کے درمیان فرق

ہل: خاص ہے ایجاب کے ساتھ بخلاف ہمزہ کے اور ہل اسم پر نہیں آ سکتا
 بخلاف ہمزہ کے اور ”ہل زید قائم“ کہنا غلط ہوگا اور ”ازید قائم“ کہنا صحیح
 ہے۔ (تفہیمات شرح مقامات اردو از شیخ الادب ص ۱۴۹ ج ۱)
 نوٹ: ہل ایجاب کی نفی کیلئے آتا ہے اور نعم ماسبق کی اثبات کیلئے آتا ہے۔
 (افاضات شرح مقامات ص ۹۳)

الفرق بين الهدية والهبة

الهدية. وان كانت ضرباً من الهبة إلا أنها مقرونة بما يشعر اعظام المهدى اليه وتوقيره بخلاف الهبة وايضا الهبة يشترط فيها الايجاب والقبول والقبض اجماعاً. (فروق اللغات ص: ۲۲۲، الفروق فى اللغة ص: ۱۶۲)

”ہدیہ“ اگرچہ ہبہ کی ایک قسم ہے مگر وہ ایسی شے کے ساتھ متصل ہوتا ہے جو مہدی الیہ (جس کو ہدیہ دیا جا رہا ہے) اس کی عظمت کا احساس دلاتی ہے بخلاف ہبہ کے، نیز ہبہ میں ایجاب و قبول اور قبضہ سب شرط ہیں“

نوٹ

اس سے قبل حرف ہاء کے متعلق تمام مترادف الفاظ لکھے جا چکے ہیں اسلئے یہاں فرق کو چھوڑ دیا گیا ہے، صرف نام لکھا جاتا ہے۔ (۱) ہدیہ اور تبرع کا فرق، تبرع اور ہدیہ میں دیکھئے۔ (۲) ہدیہ اور صدقہ کا فرق، صدقہ اور ہدیہ میں ہے۔ (۳) ہبہ اور بیع کا فرق، بیع اور ہبہ میں ہے۔ (۴) ہم اور غم کا فرق، غم اور ہم میں دیکھئے۔ (۵) ہم اور ارادہ کا فرق، ارادہ اور ہم میں ہے۔ (۶) ہم اور قصد کا فرق، قصد اور ہم میں ہے۔ (۷) ہدیہ اور عطیہ کا فرق، عطیہ اور ہدیہ میں ہے۔ (۸) ہدی اور بدنہ کا فرق، بدنہ اور ہدی میں ہے۔ (۹) ہبوط اور نزول کا فرق، نزول اور ہبوط میں ہے۔ (۱۰) ہجو اور ذم کا فرق، ذم اور ہجو میں ہے۔ (۱۱) ہوئی اور جوئی کا فرق، جوئی اور ہوئی میں ہے۔ (۱۲) ہویت اور ماہیت کا فرق، ماہیت اور ہویت میں ہے۔ (۱۳) ہجری اور عیسوی کا فرق، عیسوی اور ہجری میں ہے۔ (۱۴) ہمزہ اور لُزمہ کا فرق، لُزمہ اور ہمزہ میں ہے۔ (۱۵) ہبہ اور اعارہ کا فرق، اعارہ اور ہبہ میں ہے۔ (۱۶) ہیولی، ذات اور شخص کا فرق، ذات، شخص اور ہیولی میں ہے۔ (۱۷) ہئیہ اور صورت کا فرق، صورت اور ہئیہ میں ہے۔

یائے نسبتی اور یائے مصدری میں فرق

ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ جو یا لفظ منسوب سے تعبیر کی جاسکتی ہو اور ملحق یاء کی جانب مضاف ہو سکے اسکو یائے نسبتی کہتے ہیں جیسے بصری، ای منسوب الی البصرۃ۔ اس میں یائے نسبتی ہے اسلئے کہ یاء لفظ منسوب سے تعبیر کی جارہی ہے اور بواسطہ حرف جارہ بصرہ کی طرف مضاف ہے اور یائے مصدری وہ یاء ہے جس کو لفظ کون کے ساتھ بتقدیر الاسم تعبیر کر سکیں اور ملحق یاء اس کون کی خبر واقع ہو جیسے الفاعلیۃ میں یاء کہ اس کو کون الاسم فاعلاً کے ساتھ تعبیر کیا جاسکتا ہے اور ملحق یاء یعنی فاعلاً ترکیب میں کون کی خبر واقع ہو رہا ہے۔ (مقدمات ص: ۱۰۱ بحوالہ مصباح المعانی و سوال باسولی)

﴿نوٹ﴾

یاء کے متعلق وہ تمام الفاظ مترادفہ جن کے فروق گذر چکے ہیں ان کا یہاں صرف نام ہی لکھا جا رہا ہے۔ (۱) یقین اور ایمان کا فرق، ایمان اور یقین میں ہے۔ (۲) یوم اور نہار کا فرق، نہار اور یوم میں ہے (۳) یقین اور علم کا فرق، علم اور یقین میں ہے۔ (۴) یأس اور قنوط کا فرق، قنوط اور یأس میں ہے۔ (۵) یہودی اور کافر کے درمیان فرق، کافر اور یہودی میں ہے۔ (۶) ینبوع اور عین کا فرق، عین اور ینبوع میں ہے۔ (۷) یعوب اور عمر کا فرق، عمر اور یعوب میں ہے۔ (۸) الیسمن اور النذر کا فرق، النذر اور الیسمن میں ہے (۹) لیسر اور قلیل کا فرق، قلیل اور لیسر میں ہے وغیرہ۔

تم بحمد اللہ تعالیٰ وعونہ

الراقم : مولوی محمد نور حسین عبد الشکور قاسمی عفا اللہ عنہ
ولویدیہ ولاساتذتہ ولمن له حق علیہ .

التاریخ: ۱۸/۱۰/۱۴۲۰ھ

الموافق: ۲۶/۱/۲۰۰۰ع (یوم الاربعاء)



مراجع و مصادر کتب

اس کتاب ”یعنی الفاظ مترادف کی حقیقت“ کی ترتیب کے دوران جن کتابوں سے مدد لی گئی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس معمولی کوشش کو اپنے فضل و کرم سے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور حقیر مرتب اور اُن بزرگان دین (جن کی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے) کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یا رب العالمین ”واللہ ولی التوفیق و هو خیر الرفیق“
”الراقم: محمد نور حسین عبد الشکور قاسمی غفرلہ و لوالدیہ و لمن له حق علیہ“

قرآن، تفسیر و کتب ماخذ	مصنفین و مرتبین کرام	مطابع و ناشران کتب
۱. رُموزِ قرآن معرّی...	-----	تاج کمپنی لمیٹڈ، کراچی
۲. الاتقان فی علوم القرآن	علامہ جلال الدین سیوطی	کتب خانہ میر، کراچی
۳. تفسیر بیان القرآن ..	مولانا اشرف علی تھانوی	مکتبہ الحسن لاہور، پنجاب
۴. التقریر الحاوی ..	مولانا فخر الحسن صاحب	مدنی کتب خانہ بفرزون، کراچی
۵. تفسیر عثمانی ..	علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی	دارالاشاعت، کراچی
۶. تفسیر مظہری...	علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی	انج، ایم سعید کمپنی، کراچی
۷. تفسیر حقانی ..	علامہ محمد عبدالحق حقانی دہلوی	کتب خانہ میر محمد، کراچی
۸. تفسیر کمالین ...	مولانا محمد نعیم استاذ دیوبند	مکتبہ شرکت علیہ، ملتان
۹. تلخیص بیان القرآن.	مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ	ادارۃ القرآن سبیلہ، کراچی
۱۰. تفسیر انوار البیان ..	مولانا عاشق الہی مدنی	ادارۃ تالیفات اشرفیہ، ملتان
۱۱. تفسیر معارف القرآن.	مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی	ادارۃ المعارف، کراچی
علوم قرآن و کتب ماخذ	مصنفین و مرتبین کرام	مطابع و ناشران کتب
۱۲. تفسیر معارف القرآن	مولانا محمد ادریس کاندھلوی	مکتبہ عثمانیہ جامعہ اشرفیہ، لاہور
۱۳. علوم القرآن	شیخ الحدیث مولانا محمد تقی عثمانی	مکتبہ دارالعلوم، کراچی
۱۴. علوم القرآن ...	مولانا شمس الحق افغانی	امجد ایڈیٹری اردو بازار لاہور
۱۵. علوم القرآن.---	مولانا قاضی مظہر الدین بنگلہ	مجلس نشریات اسلام، کراچی
۱۶. فضائل قرآن ..	شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب	کتب خانہ فیضی لاہور، پنجاب
۱۷. تیسیر القرآن.---	مولانا محمد عبد الوحید فتح پوری	میر محمد کتب خانہ، کراچی
۱۸. درسی تفسیر	مولانا نسیم احمد عازی مظاہری	ندوۃ العلم، کراچی
۱۹. اشرف التوضیح ..	مولانا نذیر احمد صاحب	مکتبہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد
۲۰. ایضاح المشکوٰۃ.	مولانا محمد رفیع استاذ مدرسہ سیوٹی	المکتبۃ الاسلامیہ پٹنہ چانگام

دارالتصنیف دارالعلوم ادوگی	مولانا حفیظ الرحمن صاحب	۲۱. الازہار لکتاب الآثار
دارالتصنیف نیوٹاؤن کراچی	مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی	۲۲. ایضاح الطحاوی...
ادارۃ العلم والتحقیق اکوڑہ خٹک	مولانا محمد عبدالقیوم حقانی	۲۳. توضیح السنن...
ادارۃ اسلامیات، لاہور	مولانا بدر عالم میرٹھی	۲۴. ترجمان السنہ...
مکتبہ مصدقہ، گوجرانوالہ	مولانا سرفراز صدق مدظلہ	۲۵. خزائن السنن....
ادارہ کتب محلہ مغل آباد ملتان	مولانا محمد طاہر رحیمی صاحب	۲۶. تحفۃ المرأة...
میر محمد آرام باغ، کراچی	مولانا ابوالحسن صاحب	۲۷. تنظیم الاشتات...
دارالاشاعت، کراچی	نواب قطب الدین خان	۲۸. مظاہر حق جدید.
الرابطة العلمیة، کراچی	مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب	۲۹. فضل الباری للبخاری
مکتبہ دارالعلوم، کراچی	مولانا محمد تقی عثمانی صاحب	۳۰. درس ترمذی...
مکتبہ نعمانیہ لانڈھی، کراچی	مولانا محمد اعلیٰ صاحب	۳۱. درس مشکوٰۃ...
مکتبہ مدنیہ اردو بازار، لاہور	مولانا محمد طاہر رحیمی صاحب	۳۲. عمدۃ المفہم للمسلم
مکتبہ جامعہ فاروقیہ کراچی	مولانا سلیم اللہ خان صاحب	۳۳. کشف الباری...
مطابع و ناشران کتب	محققین و مرتبین کرام	شرح حدیث و کتب ماخذ
زمزم پبلشرز اردو بازار کراچی	مولانا محمد حسین صدیقی مدظلہ	۳۴. روضۃ الازہار
دارالتصنیف نیوٹاؤن کراچی	مولانا حبیب اللہ بخاری شہید	۳۵. مقدس باتیں...
قدیمی کتب خانہ، کراچی	مولانا مفتی الرحمن صاحب	۳۶. ارشاد الطالبین.
مکتبہ تھانوی دیوبند (اٹلیا)	مولانا سلیم احمد قاسمی صاحب	۳۷. اشرف المشکوٰۃ -
انجی، ایم، سعید کمپنی کراچی	مولانا مفتی رشید احمد صاحب	۳۸. ارشاد القاری...
کتب خانہ میر محمد، کراچی	مولانا مفتی سعید احمد پالپوری	۳۹. تحفۃ الدرر....
دارالاشاعت، کراچی	مولانا خیر محمد جالندہری	۴۰. خیر الاصول....
مکتبہ دارالعلوم، کراچی	مولانا اشرف علی تھانوی	۴۱. امداد الفتاوی...
مکتبہ بینات، نیوٹاؤن کراچی	مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی	۴۲. آپ کے مسائل اور انکاح
کتب خانہ مظہری گلشن کراچی	مولانا مفتی محمود حسن گنگوئی	۴۳. فتاویٰ محمودیہ...
دارالفکر الاسلامیہ موسیٰ کالونی	مفتی حبیب اللہ مظاہری ارکائی	۴۴. فتاویٰ حبیبیہ....
مکتبہ الخیر، خیر المدارس ملتان	مولانا مفتی محمد انور صاحب	۴۵. خیر الفتاوی...
ادارۃ اسلامیات، لاہور	مولانا رشید احمد گنگوئی	۴۶. فتاویٰ رشیدیہ...
ساجدہ یکڈ پوڈیوبند (ہند)	مفتی نظام الدین مدرس دیوبند	۴۷. فتاویٰ نظامیہ...
دارالاشاعت، کراچی	مولانا مفتی سید عبدالرحیم مدظلہ	۴۸. فتاویٰ رحیمیہ...

۴۹. الحرف الہدایہ...	مولانا جمیل احمد اسٹاذ دیوبند	مکتبہ قحانوی دیوبند یو پی ہند
۵۰. غایۃ السعایہ...	مولانا محمد حنیف گنگوہی مدظلہ	مکتبہ اشرفیہ، لاہور، پنجاب
۵۱. ہدایہ جلد اول...	برہان الدین الرغینانی	مکتبہ شرکت علیہ، ملتان
۵۲. اصلاح انقلاب امت	مولانا اشرف علی قحانوی	ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی
۵۳. آداب المعاشرت.	حضرت قحانوی رحمہ اللہ	قدیمی کتب خانہ، کراچی
۵۴. ملفوظات کشمیری	علامہ احمد رضا بجنوری صاحب	اشرف اکیڈمی اشرفیہ، لاہور
۵۵. مصباح المنیر ..	مولانا سید حسن صاحب	کتب خانہ میر محمد، کراچی
اسماء کتب ماخذ	معنفین و مرتبین کرام	مطالع و ناشران کتب
۵۶. ملفوظات فقیہ الامت	مولانا مفتی محمود گنگوہی	مکتبہ محمودیہ میرٹھ یو پی (ہند)
۵۷. الفاضات اردو مقامات	مولانا افتخار علی اسٹاذ دیوبند	مکتبہ شرکت علیہ، ملتان
۵۸. تفہیمات (لمقامات)	مولانا اعزاز علی صاحب	میر محمد کتب خانہ، کراچی
۵۹. جواهر الفقہ...	مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی	مکتبہ دارالعلوم، کراچی
۶۰. مقلدات	مولانا حافظ محمد صدیق ارکانی	کتبخانہ قاسمی بلال کالونی کراچی
۶۱. فرالد منشورہ....	مولانا ارشاد اللہ صاحب قاسمی	کتب خانہ میر محمد، کراچی
۶۲. مصباح العوامل ..	مولانا محمد حامد میاں قاسمی	مکتبہ شرکت علیہ، ملتان
۶۳. علم و علماء ...	مولانا قاضی اطہر مبارک پوری	مکتبہ خدیجہ الکبریٰ کراچی
۶۴. حقوق و فرائض ..	مولانا اشرف علی قحانوی	مکتبہ تالیفات اشرفیہ ملتان
۶۵. اشرف القطبی...	مولانا اسلام الحق مظاہری	کتب خانہ قدیمی، کراچی
۶۶. علم الصرف آخرین	مولانا مشتاق احمد چڑھانوی	کتب خانہ قدیمی، کراچی
۶۷. عوارف المعارف۔	شیخ شہاب الدین سہروردی	ادارۃ اسلامیات، لاہور
۶۸. اسلام جدید معیشت تجارت	شیخ الحدیث محمد تقی عثمانی صاحب	ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی
۶۹. مفتاح الصرف....	مولانا محمد سیف الرحمن صاحب	مکتبہ حنیفہ گوجرانوالہ پنجاب
۷۰. ہدیۃ شبیر شرح نحویر	مولانا شبیر احمد قاسمی صاحب	میر محمد کتب خانہ رام باغ کراچی
۷۱. فروع اللغات	نور الدین نعمت اللہ انجری	کتب شرفیہ لاہور اسلام آباد
۷۲. بلو منیر شرح نحویر	مولانا عبدالمرب صاحب میرٹھی	میر محمد کتب خانہ، کراچی
۷۳. مہندی کا اسلامی تمدن	علامہ عبدالحی کتانی صاحب	ادارۃ القرآن اسبیلہ، کراچی
۷۴. مقامات مترجم اردو	صدیق احمد انوری صاحب	الرحیم اکیڈمی، لیاقت آباد
۷۵. تخیلات الامیر (نحویر)	مولانا نسیم احمد صاحب ارکانی	میر محمد کتب خانہ، کراچی
۷۶. کشف المحجوب .	علامہ سید علی جویری صاحب	اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور

۷۷. شریعت و طریقت ..	مولانا اشرف علی تھانوی	تالیفات اشرفیہ، ملتان
فہرست کتب ماخذ	مصنفین و مرتبین کرام	مطالع و ناشران کتب
۷۸. کشکول معرفت ..	مولانا حکیم محمد اختر صاحب	کتب خانہ مظہری گلشن اقبال
۷۹. ہلیہ صغیر (نحو میں)	مولانا محمد اصغر علی صاحب	میر محمد کتب خانہ، کراچی
۸۰. عقیدہ اور عقیدت ..	سید مفتی مختار الدین صاحب	مکتبہ مدنیہ اردو بازار، لاہور
۸۱. کمالات اشرفیہ -	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی	مکتبہ تھانوی، بندر روڈ کراچی
۸۲. ذکر و فکر	حضرت حکیم الامت تھانوی	مکتبہ اشرفیہ، ملتان پنجاب
۸۳. توضیحات ...	مولانا مفتی محمد ابراہیم چانگانی	میر محمد کتب خانہ، کراچی
۸۴. مجالس حکیم الامت	مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی	دارالاشاعت اردو بازار کراچی
۸۵. علم الصیغہ مترجم	مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ	ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی
۸۶. الفروق فی اللغة ..	علامہ ابوالہلال العسکری صاحب	مکتبہ اسلامیہ کوسٹ، پاکستان
۸۷. مطالعہ بیروت -	حضرت علامہ خالد محمود صاحب	دارالمعارف اردو بازار لاہور
۸۸. المنطوق لمعرفة الفروق	مولانا شیخ عبدالاول صاحب	رشیدیہ لائبریری، چانگام
۸۹. مآرب الطلبة ---	مولانا شبیر احمد صاحب ارکانی	مکتبہ فیضیہ چانگام (بنگلہ دیش)
۹۰. اسلام کا اقتصادی نظام -	مولانا حفیظ الرحمن سیوہاروی	ادارۃ اسلامیات، لاہور
۹۱. فضائل صدقات .	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا	کتب خانہ فیضی، رائیو ٹیلا
۹۲. مصباح اللغات ..	مولانا عبدالحفیظ بلیادی	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
۹۳. کتاب جہاد	مولانا حبیب اللہ مختار شہید	دارالتصنیف نوناؤن کراچی
۹۴. حسن العزیز	علامہ عزیز الحسن مجذوب	تالیفات اشرفیہ، ملتان
۹۵. علماء کا مقام ..	مولانا مفتی رشید احمد صاحب	الرشید ٹرسٹ ناظم آباد کراچی
۹۶. دعوت و عبدیت ...	مولانا اشرف علی تھانوی	تالیفات اشرفیہ، ملتان
۹۷. مقالات حکمت ..	مولانا حکیم الامت تھانوی	مکتبہ تھانوی بندر روڈ کراچی
۹۸. مصباح المعانی ...	علامہ سید حسن استاد تفسیر دیوبند	قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
۹۹. سوال ماسولی	علامہ وسیم گل باسولی صاحب	کتب خانہ بینات (پشاور)
مراجع و کتب ماخذ	مصنفین و مرتبین کرام	مطالع و ناشران کتب
۱۰۰. اشرف الایضاح .	مولانا مختار علی استاد دیوبند	کتب خانہ مظہری گلشن کراچی
۱۰۱. روایۃ النحو	”عبدالباقی میرٹھی صاحب“	میر محمد کتب خانہ کراچی
۱۰۲. فقہ حنفی کے اصول و ضوابط	مولانا مفتی محمد زید صاحب	افادات اشرفیہ تھانوی (لاہور)
۱۰۳. العلم والعلماء ...	حضرت حکیم الامت تھانوی	ادارۃ اشرفیہ تھانوی (لاہور)

۱۱۰۳. التسهيل السامی	مولانا قاری صدیق احمد باندوٹی	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۰۵. جنت کواردوں کیسائے تلے	پروفیسر محمد عبداللہ ابنی صاحب	مطبع ایجوکیشنل پریس کراچی
۱۰۶. دنیا کو اسلام کو۔ الخ	مولانا اعجاز علی صاحب	ادارۃ المعارف کورنگی کراچی
۱۰۷. معدن الحقائق ...	مولانا محمد حنیف گنگوہی صاحب	کتب خانہ میر محمد آرام باغ
۱۰۸. توضیح الدر اسہ ..	مولانا ذکریا حسن صاحب	ندوۃ العلم شاہ فیصل کراچی
۱۰۹. آنحضرت کے فرمودات	محمد یوسف لدھیانوی صاحب	مکتبہ لدھیانوی مسجد فلاح
۱۱۰. جہد قصیر ...	مولانا ابوالفتح محمد یوسف صاحب	مکتبہ عثمانیہ رحم یار خان پنجاب
۱۱۱. ماہنامہ پیغام محمود ..	مولانا محمد طیب قاسمی صاحب	دفتر ماہنامہ پیغام محمود، دیوبند
۱۱۲. المصباح المنیر -	مولانا سید حسن صاحب	میر محمد کتب خانہ کراچی
۱۱۳. تحفۃ سعیدیہ ..	مولانا نذیر احمد صاحب	مکتبہ غوثیہ ممتاز آباد ملتان
۱۱۴. انفاس عیسیٰ ...	حضرت مولانا قحطانوی	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
۱۱۵. قبلہ نما	مولانا محمد قاسم نانوتوی	-----
۱۱۶. شرح عقیدۃ الطحاوی	مولانا محمد یوسف تاولوی مدظلہ	کتب خانہ مظہری گلشن کراچی
۱۱۷. ماہنامہ انوار القرآن	شمارہ ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ	انوار القرآن آدم ٹاؤن کراچی
۱۱۸. اصلاحی خطبات	مولانا محمد تقی عثمانی صاحب	مبین اسلامک پبلشرز کراچی
۱۱۹. خطبات حکیم الاسلام -	مولانا قاری محمد طیب صاحب	تالیفات اشرفیہ ملتان
۱۲۰. دیوان متنبی مترجم.	مولانا محمد علی صاحب چانگانی	میر محمد کتب خانہ، کراچی
۱۲۱. مسائل آداب ملاقات	مولانا محمد رفعت قاسمی صاحب	مکتبہ رضوی دیوبند، دیوبند
مراجع و کتب ماخذ	مصطفین و مرتبین کرام	مطابع و ناشران کتب
۱۲۲. اشرف الادب ..	مولانا عبدالحمید حفظہ قاسمی صاحب	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۲۳. تحفۃ الادب ..	مولانا محمد حنیف گنگوہی قاسمی	دارالاشاعت کراچی
۱۲۴. کتاب خزینہ ..	مولانا محمد اسلم شیخ پوری مدظلہ	الصدق پبلشرز کراچی
۱۲۵. التوضیح الضروري	مولانا مفتی محمد ابراہیم چانگانی	میر محمد کتب خانہ کراچی
۱۲۶. اجزاء الایمان ..	مولانا محمد ادریس مظہری ارکانی	مکتبہ دار الفکر موسی کالونی
۱۲۷. معارف شمس تبریز	مولانا حکیم محمد اختر صاحب	کتب خانہ مظہری گلشن اقبال
۱۲۸. باتیں انکی یادیں گی -	محمد رضوان القاسمی صاحب	کتب خانہ مظہری کراچی
۱۲۹. توضیح المعانی ..	عبدالرؤف میا توی صاحب	مکتبہ الاسلامیہ بھلوال سرگودھا
۱۳۰. چوگناہ گارمور تمیں -	مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ	دار الفکر اردو بازار کراچی
۱۳۱. شرح متن الکاملی ..	مولانا محمد اشرف قریشی صاحب	قدیمی کتب خانہ کراچی

کتاب خانہ مظہری گلشن کراچی	مولانا حکیم محمد اختر صاحب	۱۳۲۔ روح کی بیماریاں اور ان کا علاج
محمد علی کھالہ پار مظفرنگر (یو پی)	مولانا مفتی علی احمد قاسمی صاحب	۱۳۳۔ مجموعة النوادر ..
مدرسہ عثمانیہ رحم یار خان	مولانا ابو الفتح محمد صلیوسف	۱۳۴۔ الکلمۃ العلیا ..
مولانا مسعود صاحب گلشن کراچی	مولانا جناب محمد وسم صاحب	۱۳۵۔ اظہار الصدق ..
دارالاشاعت، کراچی	مولانا عبدالرحمن امرتسری	۱۳۶۔ کتاب النحو ..
جامعہ احشامیہ چیک لان کراچی	مولانا محمد صدیق صاحب	۱۳۷۔ مقدمات علوم درسیہ
قدیمی کتب خانہ کراچی	مولانا جمیل احمد صاحب	۱۳۸۔ تکمیل الامانی ..
تحریک خدام اہل السنۃ چکوال	قاضی مظہر حسین صاحب	۱۳۹۔ علمی مجاہدہ۔
تالیفات اشرفیہ، ملتان	مولانا انظر شاہ کشمیری صاحب	۱۴۰۔ حیات کشمیری۔۔
مین اسلامک سینٹر کراچی	مولانا محمد تقی صاحب	۱۴۱۔ لباس کے شرعی اصول
خانقاہ اشرفیہ گلشن کراچی	مولانا حکیم اختر صاحب	۱۴۲۔ مواظہ در محبت۔
حضرت بلال کالونی، کراچی	مولانا محمد صدیق صاحب	۱۴۳۔ شرح فصول الکبری
مطابع و ناشران کتب	معنفین و مرتبین کرام	مراجع و کتب ماخذ
میر محمد آرام باغ کراچی	مولانا عید الرب صاحب	۱۴۴۔ رویۃ النحو ..
جامعہ انوار القرآن کراچی	مولانا فداء الرحمن درخواتی مدظلہ	۱۴۵۔ حافظ الحدیث نمبر
جامعہ احشامیہ صدر، کراچی	مولانا تنویر الحق قانونی صاحب	۱۴۶۔ ماہنامہ حق نوائے احشام
جامعہ دارالعلوم دیوبند، ہند	مولانا حبیب الرحمن عظمیٰ صاحب	۱۴۷۔ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند
مکتبۃ البلاغ دارالعلوم کراچی	علمائے دارالعلوم کراچی	۱۴۸۔ البلاغ خصوصی اشاعت
قدیمی کتب خانہ کراچی	مولانا مفتی محمد ابراہیم چاگائی	۱۴۹۔ مدیۃ الرائی فی حل السرائی
ادارہ تحسین الحسابات دہلی پٹنڈی	مولانا سید شبیر احمد کاخیل	۱۵۰۔ فہم المیراث مدلل
مکتبۃ الرشید زبیر دارالعلوم کراچی	مولانا مفتی محمد یوسف صاحب	۱۵۱۔ درس سرائی۔
مجلس نشریات اسلام کراچی	ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب	۱۵۲۔ اصول دین۔۔
استاد دارالعلوم کراچی	مولانا مفتی عبدالمتان صاحب	۱۵۳۔ درس سرائی (سودہ)
مجلس نشریات اسلام کراچی	مولانا مفتی عبدالواحد صاحب	۱۵۴۔ اسلامی عقائد۔۔

تم بحمد اللہ تعالیٰ وعونہ من ترتیب الثانی

یوم الثلاثاء من خلون ۲۹ رمضان المبارک

قبیل الافطار عام ۱۴۲۳ھ

الموافق: ۲۵/نوفمبر ۲۰۰۳ء

عربی زبان کو اگر الفاظ کے خاندان سے تعبیر کیا جائے تو بے جا نہیں کیونکہ عربی زبان ہی وہ واحد زبان ہے جس میں ایک لفظ کے مادہ میں اگر تبدیلی کی جاتی ہے تو بجائے ایک مہمل لفظ بننے کے نیا ذومعنی لفظ وجود میں آتا ہے اور نہ عربی زبان ہی کا خاصہ ہے کہ ہر نئے معنی اور نئی کیفیت کے لیے نیا لفظ موجود ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے لغت عرب کے قارئین و معلمین اس فرق سے واقف ہوں کیونکہ اس سے آگاہ ہوئے بغیر قرآن و سنت کا سمجھنا ناممکن اگر نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ مختلف علمائے کرام خصوصاً عرب ادباء نے اسے مستقل میدان عمل بنا کر اس پر کافی کام کیا ہے۔

زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جس میں مؤلف نے تقریباً دو ہزار کے لگ بھگ مترادف الفاظ کے درمیان فرق کو واضح کیا ہے، اور اس کی ترتیب بھی حروف تہجی کے مطابق رکھی ہے۔ نیز مؤلف نے ہر فرق کو اصل حوالہ سمیت بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ جہاں فرق معانی کے سلسلے میں مختلف آراء سامنے آئیں وہاں مؤلف نے صرف ایک کو حوالہ سمیت بیان کر کے باقیوں کا صرف حوالہ ذکر کیا ہے تاکہ ہر قاری اپنے ذوق کے مطابق دوسرے مراجع کی طرف رجوع کر کے جو معنی پسند ہوا اختیار کرے۔

اردو میں تاحال اس طرح کا کوئی کام نہ تھا۔ طلباء و استاذہ کرام کے لیے یہ ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

